قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون
الحمد لله على انعامه عما سما على الطباع حجته وبرهانه الساطع الظاهر الباهر الفارق بين الباطل والحق
المسمى
معيار الحق
مع ترجمة
الذي افاده الشيخ الاجل المحقق الاكمل امام العلماء مروج سنت سيد المرسلين المبتغي لمرضات رب العالمين المولوي محمد نذير حسين
قد طبع باهتمام الامجد المكرم السيد محمد معظم في مطبعة الفاروقي الواقعة في الدهلي
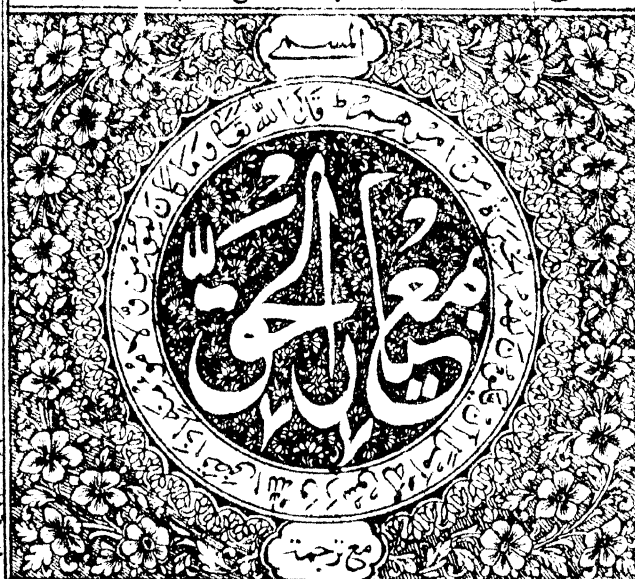
# بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك يا من بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويزكيهم ويطهرهم تطهيرا ونصلى على نبيك
محمد الذى وجبت علينا اتباعه وجعلته لنا هاديا وسراجا منيرا وعلى اله وصحبه الملتزمين بهديه المستنين
بسنته الذين جعلت كلا منهم شمس الهدى وللدين نصيرا وعلى سائر امته سيما الائمة الاربعة الذين هم لقوام
دينه كالعناصر الاربعة ولا ينكر غير المعاند كون كل واحد منهم له معوانا وظهيرا **اما بعد** فيقول العبد الاحقر
طالب الحسنيين المبتغى مرضاة خالق الثقلين **السيد محمد نذير حسين** انه قد وصلت الى الرسالة الموسومة
بتنوير الحق المنسوبة فى الظاهر الى جامع الحسنات المولوى محمد قطب الدين شرح الله صدره بنور اليقين المصنفة فى
الحقيقة لمحمد شاه الفنجابى الذى اقام عنده زهاء اربع سنين واستفاد منه ثم اعتزل عنه كاعتزال واصل بن عطاء عن الامام
الحسن البصرى فاطلعت عليها وفزت الى ما فيها فوجدتها مشتملة على المفاسد والخطوء وتذكرت من مطالعة
اسمها قول الشاعر مصرع برعكس نهند نام زنگى كافور : اذ وجدت بعضها وهو الباب الاول مخالفا لما روى عن المحققين
من المحدثين والمؤرخين المعتبرين ومتضمنا للاحاديث الواهية الموضوعة التى نص على حرمة روايتها عن الحفاظ
المحققين وبعضها وهو الباب الثانى مخالفا لما صرح به امامنا وسيدنا ابو حنيفة النعمان افاض الله عليه شآبيب العفو
والغفران وصاحباه ومن تبعهم من جمهور الفقهاء والاصوليين من المتقدمين والمتاخرين وبعضها وهو اكثر الباب الثالث
خلاف مسلك المحققين المنصفين فتصديت لتحرير جوابات اظهارا للحق لقوله تعالى لا يخافون لومة لائم ولقوله
عليه السلام الساكت عن الحق شيطان اخرس فجاء بعون الله كتابا ينطق بالحق فلذا سميته باسم كالمسمى معيار الحق
واعلم ان ما ادعيناه من كون تلك الرسالة فى الحقيقة لمحمد شاه يقتضى تفصيلا وهو انه بعد ما اعتزل عنى كان

سابقاً من عدة سنين فی جمع ما اوردہ فیہا من المزخرفات لرد ما فی الرسالتین المتبرکتین ایضاح الحق و تنویر العینین للمقتدانا المولوی اسمٰعیل الشہید لحاج الحرمین فلما اختتم ما جمعہ و تم ما یفیدہ ما قصدہ اراد اظہارہ وافشائہ لکنہ کان فی لست مشہورا وملتفتا الیہ للناس فکیف یظہر ثمرۃ کیدہ وانی یلتفت الی وجہ من وجوہ الناس فتجسس من ینسب الی نفسہ ما جمعہ وہو من المشہورین ومع ذلک یکون ساذجا غیر واقف من کید الخائنین فوجدہ موافقا للمدعا مجمع الحیاء والکرم المولوی قطب الدین صانہ اللہ تعالی عن مکر الخصما فی الدین فالتجا الیہ بہذا السوال نہارہ ولیلہ وکان یذہب فی حضرتہ صباحہ ومساءہ ولما کان المولوی قطب الدین کذلک لما اصرف مدۃ عمرہ فی تالیف الکتب المتضمنہ للمسائل السہلۃ المشہورۃ ولم تیسر لہ مطالعۃ کتاب کبیر دقیق من کتب الاصول ومباحث فروع العلماء الماہرین بالفقہ والحدیث یمیل لعدل حتی یطلع علی مباحث عضال معرکۃ آراء المحققین لیعصم نفسہ عن اغواء المغوین اغتر من کیدہ ورضی بقولہ فاستجاب دعوتہ واخذ ما جمعہ وکان فی العبارۃ العربیۃ فترجمہ بالہندیۃ وسماہ بتنویر الحق ونسبہ الی نفسہ خلاف للواقع الاحق ولنا الشہود علی ما اوردناہ فی ہذا التفصیل لمن ارتاب فلیحضر عندنا فلیطلب منا الشواہد والدلیل والذی لہ طبع سلیم وعقل مستقیم سیطمئن قلبہ من مطالعۃ آخر تلک الرسالۃ لان فی آخرہا اقرارا من محمد شاہ بما یصدق ہذا المقال ولما کانت الرسالۃ فی العبارۃ الہندیۃ ینبغی ان یکون جوابہا ایضا فی الہندیۃ فالمامول من ارباب الفضل والکمال ان ینظروا الی ما قیل لا الی من قال فان المحققین یعرفون الرجال بالحق لا الحق بالرجال والتوفیق من اللہ المنعام المفضال

بعد حمد و نعت کے بندۂ عاجز طالب حسنات دارین محمد نذیر حسین عرض کرتا ہے بیچ خدمت علماء ماہرین شریعت غرا و مستبصرین ملت بیضا کے کہ گذشتہ ۱۲ بارہ سے اسّی مین ایک رسالہ مسمّٰی بہ تنویر الحق نامزد بہ نسبت جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی کے چہپکر جابجا مشہور ہوا چنانچہ ناگاہ اس عاجز کی نظر سے بہی گذرا تو معلوم ہوا کہ یہہ رسالہ حقیقت مین جمع کیا ہوا اور ترتیب دیا ہوا شیخ محمد شاہ ساکن موضع پیر سکندرہ ضلع پاک پٹن کا ہے لیکن نامبردہ نے بسبب غیر مشہور ہونے اپنے کے آمد رفت اور رابطہ اخلاص کا جناب مولوی صاحب سلمہ ربہ سے پیدا کیا اور شیوہ عجز و انکسار اور چاپلوسی و خوش آمد سے عرض معروض کر کے جناب مولوی صاحب ممدوح کو اسپر آمادہ و مستعد کیا کہ آپ بذات خود اس رسالہ کو منسوب کر کے ترجمہ اردو زبان مین فرما دین اور معرفت اپنی چہپوا دین کہ عوام الناس بنا بر شہرت فضیلت اور دیانت آپکی خواہش کرکے لے لین اور دستور العمل اپنا ٹہرا دین پس جناب مولوی صاحب نے بپاس حیا و کرم و مروت جبلی اپنی کے عرض میان محمد شاہ مقرون باجابت فرما کر اچانک اس میدان جان فرسا مین پا انداز ہوئے اور عادت معہودہ قدیمہ کو چہوڑ کر ذات شریف اپنی بعض بعض مباحث دقیقہ معرکہ آرائے اہل اصول مین ڈالی حالانکہ جناب ممدوح پہلے ایام شباب تا بغایت حال فارس تجربہ و حذاقت اس میدان لق و دق کے نتہے صرف بمقتضائے رافت مروت کے بنظر سرسری نامبردہ کے لکہنے پر کاربند ہو کر ترجمہ کر دیا اور لحاظ قوت ماخذ اور صحت و ضعف اوس

راجح اور مرجوح احادیث اور مسایل متنازع فیہا کر جنمین شیخ محمد شاہ نے قدم ڈالا ہے مطلع ہوئی کسی کہنے والے نے
خوب کہا ہے **مصرعہ** نہ این کار بازیچہ و سرسری است ۔ اسواسطی کہ جناب مولوی صاحب معزی الیہ کو ہمیشہ ورود وظائف اور
سرانجام امر ضروری روزمرہ اہل حاجات سی فرصت کہان ملتی ہے کہ بدلجمعی تمام مباحث عضال اور مسایل مشکلہ اصولیہ
مین نظر باریک فرمادین اور شیخ صاحب نے جس جس مقام مین بسبب خام طبعی اور ناتجربہ کاری کے اس رسالہ کی توجیہات مین
لغزش کہائی ہے نیز مولوی صاحب ممدوح سے اوپر اعتماد اوسکے کے لغزش واقع ہوئی سچ ہے دیکہنے اور سننے مین بڑا
فرق ہے ؎ شنیدہ کی بود مانند دیدہ ۔ اور کوئی نادان اس بیان سی نہ سمجھے کہ اسمین مذمت اور منقصت
جناب مولوی صاحب کے پائی جاتی ہے حاشا کہ یون نہین کیونکہ مباحث دقیقہ اصولیہ لوازمات اور ضروریات دین سے نہین کہ
جاننا انکا ہر اہل صلاح و یقین پر واجب ہو و معہذا الکل فن رجال موقع و مزیب ہی ؎ ہر کسی را بہر کاری ساختند
اور پوشیدہ نرہے کہ شیخ صاحب نے ظاہر بزعم اپنے اس رسالہ مین تائید مذہب حنفی کی کی ہی مگر بباعث کمفہمی اور ناواقفیت
کی کہ ہنوز نوآموز ہے بیان وجوب تقلید مذہب معین مین خلاف مسلک رائی امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ وغیرہم کے
چلا خصوصاً درپے رد کرنے رسالہ ایضاح الحق وغیرہ کہ جو منجملہ مصنفات مبارکات جناب فیضمآب قامع شرک و بدعت مجاہد فی سبیل اللہ
مولانا وبالفضل اولانا محمد اسمٰعیل شہید عمرے رہے سی ہی بہمہ تن متوجہ ہوا چنانچہ ناظرین واقفین رسالہ مذکورہ پر خوب
روشن اور ہویدا ہے ؎ ہر رنگی کہ می آید شناسم ۔ مقام افسوس کا ہے کہ مشارالیہ ہماری پاس کئی برس رہکر شب و روز
مستفید ہوتا رہا ولیکن مذاق تحقیق علماء حقانی ربانی سی بے بہرہ رہا ؎ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
بنابراں کے اس عاجز نے واسطے اظہار حق اور خیرخواہی عوام مومنین کے کہ افراط و تفریط مین نہ پڑین درباب
اعتقاد رکہنے حقیت تقلید مذاہب ائمہ اربعہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالٰی کے مطابق تحقیق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
والد ماجد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز اور موافق تقریر دلپذیر مولانا محمد اسمٰعیل شہید علیہ الرحمہ والرضوان اور جسطرح سے
کتب اصولیہ حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ وغیرہ مین دلیل شرعی کی ساتہ معمول بہ نزدیک علماء محققین منصفین کے
چلا آتا ہے بے کم و کاست لکہدیا اور اپنے رائے کو اسمین دخل ندیا اور نام اس رسالہ کا معیار الحق رکہا خداوند کریم اپنے
فضل و کرم سے افراط و تفریط اور تعصب مذہب سے محفوظ رکہکر توفیق جوابدہی باصواب کی عطا فرما دے رب زدنی
علما آمین رب العلمین ثم آمین اب دانشمندان شرع شریف سی کہ حکمت و حقیقت کتاب و سنت اور تعامل آثار صحابہ اخیار اور
آداب و روش تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین نامدار و محدثین کبار و طریقہ علماء ثقات متاخرین منصفین رضی اللہ
عنہم سے بخوبی واقف ہین التماس کرتا ہے کہ رسالہ معیار الحق کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین اور چین بجبین نہ لاوین کیونکہ الحق مر
کلام متین سید المرسلین ہے پس اگر تائید حق مین محلی و مجلی پاوین تو بلا خوف لومۃ لائم اظہار حق مین اغماض نکرین
بلکہ صاف صاف اسکے مادح حق گوئی کا اسطرح سی ادا کرین ہذا کتاب ینطق بالحق وماذا بعد الحق الا الضلال ولکن اکثرکم للحق کارہون

اور جو کہین اسمین خطا واقع ہوئی ہو تو مقتضائے واعفوا واصفحوا اصلاح دیدین اور جو اصلاح ندی سکین تو خاموش رہین **قال المولف** باب اول بیچ فضایل امام اعلم رح کے **اقول** ہرچند کہ فضائل سے امام صاحب کی ہمکو مین عزت اور فخر ہے اسلئے کہ وے ہمارے پیشوا ہین اور ہم اونکی امر حق مین پیرو ہین لاکن اون فضائل سے جو فی الواقع بھی ہون اور ساتھہ اسنادِ صحیح کے ثابت ہون نہین تو جھوٹی تعریف شعبہ رفض کا ہی کیونکہ وہ لوگ اسی مرض سی ہلاک ہوگئی ہین اور رفضی ٹہرائی گئی ہین اسلئی ہمپر ضرور ہوا کہ اس بات کی بہی تحقیق لکھین کیونکہ کچی کچی باتین کہ جو پایہ تحقیق سی نزدیک علماء محققین ثقات کی دور رہی ہین بہر رہین ہین اور اسمین امام صاحب کے تابعی ہونیکا دعوے کیا ہے اور واسطی اثبات اس دعوے کے احادیث موضوعہ اور معلقہ اور قصّی واہیات وارد کئی گئی ہین اور اسمین کچہہ امام صاحب کی کسر شان اور مذمت نہین ہی اسلئی کہ اونکی فضیلت تابعی ہونی پر موقوف نہین اونکا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار رہنا کافی ہے اونکی فضایل مین بیا آیۂ کریمہ ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم زینت بخش مراتب اونکی کی ہی اور اکثر ائمہ نقل امام صاحب کے تابعی ہونیکی قائل ہین چنانچہ آگی بیان اسکا آئیگا **قال** اور اعلام الاخبار وغیرہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سی تین حدیثین سنی ہین اول حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم حدیث دوم ان اللہ یحب اغاثة اللهفان تیسری حدیث لو توکلتم علی اللہ تعالی حق توکله لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا کما فی الطحطاوی ہے دوسرے عبد اللہ بن ابی اوفی بن علقمہ کہ کوفی مین سن چھیاسی یا ستاسی مین سب اصحاب کی بعد رحلت فرمائی اوسوقت امام چہہ یا سات برس کی تہے اور امام نے اونسی یہہ حدیث نقل کی ہے من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاة بنی اللہ له بیتا فی الجنة کذا فی الطحطاوی ہے اور مختصر مین ابن حجر نے لکھا ہے کہ پانچ برس کی عمر سماع حدیث مین معتبر ہے چنانچہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رح نے محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کی عمر مین قبول کی ہے تیسرے سہل بن سعد ساعدی کہ مدینہ مین سن اٹھاسی یا اکانوین مین بعد سب اصحاب کے واصل جنت ہوئے اوسوقت امام صاحب آٹہہ یا گیارہ برس کے تہے لاکن اونسے کچہہ روایت نہین کی چوتہی ابو طفیل عامر بن واثلہ مکہ مین بعد سن ایکسو دو کے سارے جہان کے اصحاب کے بعد رحلت فرمائی اور پہلا حج امام نے سولہ برس کی عمر مین سنہ ہجرے مین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام نے بیشک ابو طفیل سے ملاقات کی ہوگی کیونکہ دنیا مین ان مین ایک صحابہ باقی رہے تہے اور لوگ تلاش کرکے اصحاب کو ملاقات کرتے تہے **اقول** باللہ التوفیق و منه الوصول الی التحقیق یہہ چار دن صحابہ امام کے زمانہ مین موجود تہے لاکن ملاقات امام صاحب کے اونین سے کسی سے یا روایت کرنے اون سے نزدیک اکثر ائمہ نقل کے ثابت نہین ہوتے چنانچہ شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار جنکے تحقیق سے فن حدیث و اخبار مین علماء مذہب واقف ہین تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین وکان فی ایام ابی حنیفة اربعة من الصحابة انس بن مالك بالبصرة وعبد اللہ بن

ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منہم
عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذلک عند اہل النقل ا
ترجمہ بطریق اختصار کے یہ چارون صحابی امام کے زمانہ مین موجود تھے لاکن ملاقات امام کی اونمین سے ایک سے بہی ثابت نہین
ائمہ نقل کے انتہے آور اسی انداز پر آیندہ بہی بعض عبارتونکا ترجمہ مختصر کیا جاویگا اور ملا علی قاری نے بیچ شرح شرح نخبۃ الفکر کے لکہا ہے
علامہ سخاوی صاحب مقاصد الحسنۃ سے کہ قول معتمد اور صحیح یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کو کسی صحابی سے روایت کرنی ثابت نہین اور ایسا ہی ذکر
کیا علامہ محمد اکرم حنفی نے بیچ حاشیہ نخبۃ الفکر کے علامہ سخاوی سے نقل علی القاری رح فی شرحہ شرح النخبۃ عن السخاوی ان المعتمد انہ لا
روایۃ للامام عن احد من الصحابۃ لصغرہ فی زمن ادراکہ ایاہم انتہے کلامہ وذکر محمد اکرم الحنفی فی امعان النظر
توضیح نخبۃ الفکر فی ذکر قلۃ الوسائط فی الروایۃ منہا الثلاثیات للبخاری رح والثنائیات فی موطا امام مالک
والوحدان فی حدیث الامام ابی حنیفۃ رح قال العلامۃ السخاوی لکن الاخیر بسند غیر مقبول اذ المعتمد انہ لا روایۃ للامام
ابی حنیفۃ عن احد من الصحابۃ رض انتہی کلامہ اور قاضی علامہ شمس الدین ابن خلکان نے بہی ایسا ہی افادہ فرمایا ہے چنانچہ وفیات
الاعیان مین فرماتے ہین وادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین وہم انس بن مالک بالبصرۃ
وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو طفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منہم ولا
اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی اقول قولہ ادرک ابو حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ معناہ
ادرک زمانہم کما صرح بہ الشیخ ابن طاہر والا فلا معنی لما قال بعدہ ولم یلق واحدا منہم وہذا لا یخفی علی من لہ ادنی لب
اور امام نواوی شارح صحیح مسلم تہذیب الاسماء مین فرماتے ہین قال الشیخ ابو اسحق فی الطبقات ہو النعمان بن ثابت بن زوطی ابن
ماہ مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ ولد سنۃ ثمانین من الہجرۃ وتوفی ببغداد سنۃ خمسین ومائۃ وہو ابن سبعین سنۃ اخذ
الفقہ من حماد بن ابی سلیمان وکان فی زمانہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن
سعد وابو الطفیل ولم یاخذ عن احد منہم انتہے اور شیخ ابن طاہر مجمع البحار مین فرماتے ہین وابو حنیفۃ النعمان بن ثابت
ابن زوطا بن ماہ الامام الکوفی مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ وہو من رہط حمزۃ الزیاۃ وکان خزازا یبیع الخز وکان جدہ من
اہل کابل وبابل مملوکا لبنی تیم فاعتقہ وقال اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ نحن من ابناء فارس من الاحرار ما وقع
علینا رق ولد جدی سنۃ ثمانین وذہب بہ الی علی وہو صغیر فدعا لہ بالبرکۃ فیہ وفی ذریتہ وتوفی ببغداد سنۃ خمسین
ومائۃ علی الاصح وکان فی ایامہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ بن ابی اوفی وسہل بن سعد وابو الطفیل
ولم یلق احدا منہم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولا یثبت ذلک عند اہل النقل
انتہے اقول نقل الشیخ مقولۃ اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفۃ تعریض علیہ تنبیہ علی کذبہ بناء علی التحقیق فانہ مقولۃ متفرع
علی حریتہ اصلا والمحقق الرق کما صرح بہ الشیخ آنفا والحافظ ابن حجر فی التقریب والامام النواوی فی التہذیب والعلامۃ کاردونی

خلکان [و]فیات الاعیان وغیرهم ومشتملة علی ان الامام اباحنیفة جدہ اسمٰعیل ذهب به الی علی رضی الله تعالی عنه فدعا له بالبرکة
اور یہ کہنا بے تحقیق عند هؤلاء الاربعة وغیرهم من کافة المسلمین بل هو لم یقل به احد من الجهلاء فما ظنک بالعلماء لان علیا
مات قبل ولادة الامام باربعین سنة کما صرح به العسقلانی فی التقریب وغیرہ فافهم لا یتوهم ان مراد اسمٰعیل
من الجد الذی ذهب به الی علی یحتمل ان یکون جدا اعلی لان اسمٰعیل یعنی بالجد الجد الذی مات ببغداد سنة خمسین
ومائة کما یدل علیه کلامه وهو لیس الا اباحنیفة سو اور اس مقام مزلة الاقدام مین حافظ دراز پشاوری بہی پہسلے اور راہ
تحقیق سے بہکے چنانچہ اول ترجمہ فارسی پارہ اول صحیح بخاری مین بیچ بیان مناقب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لکہتے ہین کہ اسمٰعیل پسر حماد
گفت کہ جد من امام ابو حنیفہ رح در سال ہشتاد متولد شد و او را پدرش ثابت بخدمت علی شاہ ولایت بردہ بود و دران حال او خورد سال بود
پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درہمان حال بدرگاہ ایزد متعال دعا بر نمیوال کرد کہ حق تعالیٰ بلطف و رحمت بسیار خیر و برکت بوے یا
در وے و اولاد وے پایدار نماید انتہےٰ بجز و فہ عجب یہہ لوگ ساتہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کے موصوف اور ممتاز ہین کہ ایسی بیخبری کی
اپنے کہ موجب شرم و حیا کی ہے خبر نہین رکہتے کیونکہ سال وفات علی مرتضی کجا اور سال پیدائش امام صاحب کجا ؎ بہا کہ چشم بر گل
تحقیق واکنند + از ہر چہ فہم رنگ نگیر د حیا کنند + در بحثے کہ غیر خموشی علاج نیست + بر ہرزہ ست تکیہ بچون و چرا کنند + اور حافظ
الحدیث ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین فرماتے ہین النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفة الامام یقال اصله من فارس
ویقال مولی بنی تیم فقیه مشهور من السادسة انتہےٰ اقول حافظ ابن حجر نے امام کو چہٹے طبقے مین شمار کیا ہے اور چہٹا طبقہ
اُن لوگون کا ہے جنکو کسی صحابی سے ملاقات نہین ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمۃ الکتاب مین فرماتے ہین السادسة طبقة عاصروا
الخامسة لکن لم یثبت لهم لقاء احد من الصحابة کابن جریج انتہےٰ تو دیکہو کہ علما محققین معتبرین کے کلام سے ظاہر ہوا کہ لقا
امام کا اون چارون مین سے کسی صحابی سے ثابت نہین سو مانع کو اسیقدر سند منع کی کافی ہے اور مدعی کو اثبات دعوی کا ساتہ دلیل
قوی کے لازم ہے حالانکہ جناب مؤلف نے دعوے لقا ان چارون صحابہ کو کسی دلیل اور بینہ سے ثابت نہین کیا یعنی کوئی قول ائمہ
نقل سے مثبت اس دعوی کا نقل نہین کیا سو نہ نقل کرنا جناب مولف کا قول کسی امام کا ائمہ نقل سے واسطے اثبات ملاقات امام کی سہل
بن سعد اور ابو طفیل سے تو ظاہر ہی ہے لاکن ملاقات انس اور عبد اللہ کی جسپر قول طحطاوی کا نقل کیا ہے وہ بہی حقیقت مین مجرد از شائبہ
و بینہ ہے اسلئے کہ طحطاوی اور مثل اوسکی ائمہ نقل سے نہین ہین اور قول اونکا ایسے دعاوی کو مثبت نہین ہوسکتا جبتک کہ ائمہ
نقل سے روایت متصل نہو کیونکہ فقہا مقلدین اپنے ائمہ کی تعریف مین کیا کچہ نہین لکہہ گئے چنانچہ صاحب الدر نے در مختار مین امام
اعظم رح کی مدح مین کیا کچہ غلو کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسے علیہ الصلوۃ والسلام بہی آخر زمانہ مین امام ہی کے مذہب پر عمل کرینگے حیث
قال الی ان یحکم بمذهبه عیسے علیه الصلوة والسلام انتہےٰ اور اگرچہ اس قول کی حلبی نے تاویل کر دی ہے لاکن وہ تاویل
توجیه القول بما لا یرضے به قائله ہے اسی واسطے طحطاوی نے بعد نقل کرنے تاویل حلبی کے کہا ہے والذی ینبغی للطائفة الحنفیة
ان لا یتکلموا بهذه الالفاظ الموهمة فانها موجبة للتکلم فیهم بل ان بعض الحمقی یسبون الامام ویتفوهون عنه الا حنيها فالاولی

بجنسہ انتہی اور بعضے حنفیون نے یہہ کہا ہے کہ امام صاحب خضر علیہ السلام کے اوستاد ہتی خضر نے اون سے
تیس برس علم حاصل کیا تہا پانچ برس حین حیات مین اور پچیس برس قبر پر سے چنانچہ طحطاوی نے نقل کیا ہی اعلم
ان اللہ تعالیٰ قد خص ابا حنیفۃ بالشریعۃ والکرامۃ ومن کراماتہ ان الخضر علیہ السلام کان یجئ الیہ کل
یوم وقت الصبح ویتعلم منہ احکام الشریعۃ الی خمس سنین فلما توفی ابو حنیفۃ ناجی الخضر ربہ الٰہی ان کان
لی عندک منزلۃ فاذن لابی حنیفۃ حتی یعلمنی من القبر علی حسب عادتہ حتی اعلم شرع محمد صلی اللہ
علیہ وسلم علی الکمال لتحصل لی الطریقۃ والحقیقۃ فنودی ان اذھب الی قبرہ وتعلم
منہ ما شئت فجاء الخضر علیہ السلام وتعلم منہ ما شاء کذلک الی خمس وعشرین سنۃ حتی اتم الدلائل والاقاویل
الخ انتہی مانقلہ الطحطاوی اور اس سی بڑہ کر ہے قصہ قشیری کا جسمین خوب تفصیل سی خضر علیہ السلام کو امام صاحب کا مقلد بنایا ہے
چنانچہ وہ بہی طحطاوی مین منقول ہے اور سوا اسکے بہت ایسی باتین فقہا مقلدین مادحین سے اپنے
ائمہ کی تعریف مین صادر ہو چکے ہین تو اگر مجرد قول المادحین کا کالوحی من السماء ہوتا اور ایسے امور اہم
مین حاجت دلیل اور روایت کی ائمہ نقل سے نہوتی تو پہر قصہ قشیری اور قصہ خضر وامثالہا کو علماء حنفیہ ہے نے
کیون رد کر دیا ہے دیکہو طحطاوی مین اون قصون پر کیا کچہہ لے دے ہوئے ہے تو خوب ثابت ہوا کہ طحطاوی و من مثلہ کا
قول امام صاحب کو تابعی نہین کر سکتا جب تک ائمہ نقل سے ثبوت نہ پہونچے اور اسکا حال تم دیکہہ ہی چکی ہو اب اگر کوئی
اعتراض کرے کہ بے شک امام کی ملاقات اون صحابہ سی بنقل ائمہ نقل تو ثابت نہین لاکن ہم عصر تو ہتی اور
روایت کرنا امام کا انس اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے طحطاوی وغیرہ نے یہہ نقل کیا ہے سو یہہ امر واسطی اثبات
دعوے لقائے انس اور عبد اللہ کی کافی ہے بنا بر مذہب امام مسلم صاحب صحیح کی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ روایت کرنا امام
کا انس اور عبد اللہ سے طحطاوی وغیرہ نے بسند متصل الی الامام امام سے روایت نہین کیا اور علم حدیث وسیر مین
ملاحظہ حال راویونکا درجہ درجہ آخر تک بر ضرور ہی عبد اللہ بن مبارک کہتی ہین بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین سی ہے
کیونکہ جو اعتبار اسناد کا نہوتا ہر کوئی جو چاہتا کہدیتا تو جہوٹ اور سچ مین امتیاز نہوتا عبد اللہ بن المبارک یقول الاسناد
من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء کذا فی مقدمۃ صحیح المسلم وغیرہ اور روایت معلق
بلا سند ہی لئی حجت نہین ہوتی نزدیک جمہور علماء کے کما فی نخبۃ الفکر و شرحہ وغیرہما تو بنا بر مذہب مسلم کی بہی لقا ثابت
نہوا علاوہ یہہ ہے کہ جو تین حدیثین مروی امام کین انس سی مولف نی طحطاوی سے نقل کین ہین وہ تینون موضوع
ہین نزدیک اکثر کے خاص کر حدیث پہلی کہ اوسکو بہت سارے علماء نقاد نے موضوع کہا ہے پس کسطرح ہم عصر
سے روایت کرنا ضم کر کے بنا بر مذہب مسلم کے ملاقات امام کی انس سی ثابت کہو گے اب موضوع ہونا اون
احادیث کا سنو شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار تذکرہ موضوعات مین فرماتے ہین

طلب العلم فریضة علی کل مسلم روی عن انس بطرق کلها معلولة واهیة وقال احمد لا یثبت فی هذا الباب شیٔ وکذا
قال ابن راهویه وابو علی النیشاپوری والحاکم انتهٰی مختصرا ترجمہ یہہ حدیث مروی ہی انس سے کئی طریقوں سی جو سبکے سب واہیات
ہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ اس مضمون کے کوئی بہی حدیث ثابت نہین اور ایسا ہی کہا ہے ابن راہویہ اور ابو علی نیشاپوری نے
اور حاکم نی اقول ایسا ہی کہا ہے نور الدین علی نی مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة مین اور کہا ابن
حبان نے کہ یہ حدیث باطل ہے اسکی کچہ اصل نہین اور لایا ہی اسکو ابن الجوزی اپنی موضوعات مین کذا فی الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة
للقاضی محمد بن الشوکانی اور سید محمد امین المشہور بابن العابدین نی رد المحتار حاشیة الدر المختار مین کہا ہے وجاء من طرق انه روی
عنه احادیث ثلثة لکن قال ائمة المحدثین مدارها علی من اتهمه الائمة بوضع الاحادیث انتهی ترجمہ روایت کرنا امام کا ان
تینون حدیثونکو انس سی منقول تو ہے لاکن مدار انکا بقول ائمہ محدثین کی اون راویون پر ہے جو کہ متہم ہین ساتہ وضع کرنے احادیث کے
وما قال محمد امین بعده قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبری فی شرح النقول الصحیحة فی اثبات سماعه
منه والمثبت مقدم علی النافی فعجیب من شانه ان لم یحمل علی انه نقله لا علی وجه التعویل علیه کیف وان المثبت انما
یکون مقدما علی النافی اذا کان النافی نافیا بالاصل واما اذا کان مما یعرف بالدلیل فله صلوح المعارضة للمثبت
فی المسلم والمختار انه کان النفی بالاصل فیقدم الاثبات تقدیم الجرح علی التعدیل لحریة زوج بریرة حین اعتقت
لان عبدیته کانت معلومة فالاخبار بها بالاصل انه کان مما یعرف بدلیله تعارضا وطلب الترجیح کالاحرام فی تزویج میمونة نفی للحل
اللاحق انتهی وهکذا فی سائر کتب الاصول فاقول متفرعا علی هذا الاصل ان نفی سماع الامام عن انس لیس کحریة زوج بریرة لان
عبدیته کانت ثابتة مستمرة من حین النکاح الی ان الاعتاق ولیس کذلک سماع الامام عن انس بان یکون ثابتا مستمرا من یوم
ولادته الی وفات انس ولم یقل به احد من الجهلاء فکیف العلماء بل هو کالاحرام فی تزویج میمونة فکما ان الاحرام
نفی للحل اللاحق کذلک نفی سماعه نفی لسماع اللاحق الحادث فیصلح لمعارضة المثبت ثم الترجیح عندنا
فیما نحن فیه للنافی لان مدار السماع عن انس علی الاحادیث المعلقة الموضوعة کما رجح الاحرام فی
تزویج میمونة بان رواته کلهم ائمة فقهاء کما قال الطحاوی کذا فی المسلم فافهم وتشکر

قال اور تہذیب الاسماء مین امام نواوی شافعی اور یافعی شافعی نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن انیس اور
عائشہ بنت عجرد اور واثلة بن الاسقع اور عبد اللہ بن جزء بہی امام کی وقت مین تہی اور روایت بہی کی ہی اور جلالین مین مندرج ہے
کہ امام نی چودہ برس کی عمر مین عبد اللہ بن انیس سے کوفی مین سنہ ۹۴ چورانوے مین یہ حدیث سنی حبک الشیٔ یعمی ویصم اور عائشہ بنت
عجرد سے یہ حدیث روایت کی ہی اکثر جند الله فی الارض الجراد لا اکله ولا احرمه اور واثلة بن الاسقع سے دو حدیثین نقل کین
ایک تو یہ دع ما یریبک الی ما لا یریبک اور دوسری حدیث یہ ہے لا تظهر شماتة لاخیک فیعافیه الله ویبتلیک اور
عبد اللہ بن حارث بن جزء سی کعبہ کے پاس سنہ ۹۶ چہیانوے مین کہ امام مع اپنے باپ کے ساتہ حج کو گئی تہی یہہ حدیث سنی اعانة المسلم

فریضۃ علی کل مسلم اور مسند خوارزمی مین ابن عمر سے یہ حدیث نقل کی ہی من تفقہ فی دین اللہ کفاہ ھمہ ورزقہ اور جابر سے
یہ حدیث نقل کیہی کہ ایک انصاری نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر پوچھا کہ میری ماں کبھی بیٹا نہیں ہوا آپنے فرمایا فاین کنت من
کثرۃ الاستغفار وکثرۃ الصدقۃ یرزق بہا الولد پس اوسنی بہت استغفار پڑہنا اور بہت صدقہ دینا شروع کیا تب اوسکی نو بیٹے
ہوئے **اقول** عائذا باللہ من الکاذبین ہرچند کہ بعد منع کرنے ملاقات و روایات امام کے اون جابر ن صحابہ سے جنکی ہمعصر امام سی مسلم ہی
اور بعد ایراد سند منع کے کلام سی ابن طاہر اور ابن خلکان اور نواوی اور ابن حجر کی حاجت رد کرنے کی اس قول کو تو نہ تہی لاکن چونکہ
مؤلف سی اس قولمین غلطے فاحش واقع ہوئی بسبب عدم امتیاز کے درمیان نقل صحیح اور نقل غلط واہی کی افسوس کہ جناب مترجم بنابر اعتماد اور
تقلید شیخ محمد شاہ نوائمور کے ایسی غلطی مین پڑے اسلئے اسکی بہی تحقیق کیجاتی ہے تو سنو یہ بات کہ امام کیوقت مین جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ
بن انیس وغیرہما موجود تہی اور امام نی اونسی روایت بہی کی ہی امام نواوی کیطرف اسکو نسبت کرنی جیسا کہ مؤلف نی دعوی کیا ہی کذب صریح
اور بہتان قبیح ہی نعوذ باللہ منہ اسلئے کہ امام نواوی نی تہذیب الاسماء مین ہرگز نہین کہا کہ یہ لوگ امام کیوقت مین موجود تہی جس کسیکو
شک ہو وہ تہذیب الاسماء کو ملاحظہ کرلے بلکہ امام نواوی کی کلام سی جو عنقریب منقول ہوگا صاف معلوم ہوتا ہی کہ جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ
بن انیس امام سی پہلے کئی برس انتقال کرچکے تہے اور جبکہ جناب مؤلف نی بسبب جہالہ کرنے طرف امام نواوی کے غلطے صریح کہا ہے تو اسی قیاس پر
امام یافعی کیطرف نسبت کرنا اوس قول کا بہی محض غلط ہی حاشا کہ امام یافعی نی کہا ہو کہ یہ لوگ امام کے زمانہ مین تہی اور امام کو اونسی لقا ہوا
اور روایت کی ہی اونسی اب عبارت مرآت الجنان تاریخ امام یافعی کی نقل کیجاتی ہی کہ جہوٹ سچ معلوم ہو جاوے قال الیافعی فی تاریخ مرآت الجنان
فی حوادث سنۃ خمسین ومائۃ وفیہا توفی فقیہ العراق الامام ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی مولی بنی تیم اللہ
بن ثعلبۃ ومولدہ سنۃ ثمانین رای انسا وروی عن عطاء بن ابی رباح وطبقتہ وکان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ ھم انس بن مالک
بالبصرۃ وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل ابن سعد الساعدی بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ قال بعض
اصحاب التاریخ ولم یر احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذلک عند اھل
النقل انتہے کلام الیافعی مختصرا تو صاف معلوم ہوا اس تاریخ سے کہ ذکر جابر بن عبد اللہ وعبد اللہ بن انیس کا اور بیان لقاء امام صاحب کے
اسمین مذکور نہین تو بجز افترا پردازی کی کچہہ اور مقصود نہین ہوتا اور روایت قرطاسی پر عمل و اعتماد کرنا موجب ندامت کا ہوتا ہے اور
اگر بالفرض والتقدیر امام یافعی نے یہ قول کہا بہی ہو تو یہ قول اونکا نامقبول اور مخالف عقل اور نقل کے ہوگا اسلئے کہ لقاء بعض صحابہ کا
اون پانچ مین سی امام سی محال ہے عقلاً اور بعض سے عادۃً تو پہر کسطرح سے قول اونکا سنا جائیگا کیا امام یافعی اگر بالفرض یہ کہہ گئے
ہون کہ امام کو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہی تو قول اونکا مقبول ہوگا حاشا وکلا۔ اب تفصیل محال ہونے ملاقات کی سنو کہ جابر بن عبد اللہ
سنہ اناسی مین ایکسال ولادت امام کے پہلے انتقال کرچکے تہی کہ امام سنہ اسی مین پیدا ہوئے چنانچہ محقق ابن العابدین شامی
رد المحتار مین فرماتی ہین واعترض بانہ مات قبل ولادۃ الامام بسنۃ انتہے اور ابن شاہین فرماتی ہین ھذا وھم صریح فان
جابر بن عبد اللہ باتفاق الروایات مات فی بضع وسبعین ولم یعش الی ثمانین وہی التی ولد فیہا الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ فکیف یتصور روایتہ عنہ انتھی قولہ علی ما نقلہ الطحطاوی اور بنا بر تصریح امام نواوی کی جابر بن عبد اللہ تولد امام سے کئی سال پہلے انتقال کر چکے تھے چنانچہ تہذیب الاسماء مین فرماتی ہین توفی جابر بن عبد اللہ بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل ثمان وستاین وھو ابن اربع وتسعین سنۃ رضی اللہ عنہ وکان ذھب بصرہ آخر عمرہ انتھے اور وہ حدیث جو مؤلف نے اخیر مین اس رسالہ کے نقل کرکے کہا ہی کہ یہہ حدیث امام نے جابر سے نقل کی ہے وہ موضوع ہے چنانچہ محقق شامی حنفی رد المحتار مین فرماتی ہین ومن ثم قالوا ان الحدیث المروی عن ابی حنیفۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر من لم یرزق ولدا بکثرۃ الاستغفار والصدقۃ ففعل فولد لہ تسعۃ ذکور ان حدیث موضوع ابن حجر انتھے اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ ایک روایت سی معلوم ہوتا ہے کہ امام ۷۰ھ ستر مین پیدا ہوئے تھے تو ملاقات جابر سے ممکن ہوئی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مسلک تحقیق اور قول حق اختیار کرو تو اس ستر ۷۰ھ سنہ کی روایت کو مردود سمجھو کیونکہ جمہور کے نزدیک یہی حق ہی کہ امام ۸۰ھ اسی مین پیدا ہوی ہین اور جناب مؤلف نے بہی کہا ہی کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ امام سن اسی مین پیدا ہوئے تھے تو قول اسی کا برحق ہے قول ستر کا محض باطل اور اگر تحقیق سے کچھ علاقہ نہو تو خصم کو بہی گنجایش ہے کہ وہ روایت منقولہ امام نواوی کی جس سے وفات جابر کے سنہ ۷۸ھ مین معلوم ہوتی ہی اختیار کرے اور اگر کوئی یہ اعتراض کری کہ یہ حدیث تو بیچ مسند امام کے موجود ہے یہہ کیونکر کہا جاتا ہے کہ یہ موضوع ہی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث موضوع کو امام نے بذات خود مسند نہین کیا کیونکہ یہ تمام مسند ابو حنیفہ کی بذات خود جمع کئے ہوئی نہین ہے بلکہ سنہ ۶۰۰ھ چہہ سو چوہتر تک امام کے مسانید کو کئی شخصون نی علیحدہ علیحدہ جمع کر رکہا تہا اور اوس سال مین خوارزمی نے سبکو جمع کردیا اور ایک مسند ابو حنیفہ کی مشہور ہوئی جیسا کہ کہا بستان المحدثین مین بر ہر عاقل پوشیدہ نمیماند کہ مرویات مخصوص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط میباشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد برنگے و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمیز نکند و بار ہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ ننماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل این اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم رحہ کہ بالفعل مشہور است تالیف قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است کہ در سنہ ششصد ہفتاد و چہار آنرا ایچ ساختہ مسانید امام اعظم رحہ را کہ علماء سابق برداختہ بودند درین جمع کردہ و ہیچ چیز را از مرویات امام اعظم رحہ ترک نکردہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظم رحہ کردن ازان باب است کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد رحہ نسبت بحضرت ابو بکر صدیق رضہ نمایم و از تصانیف ایشان انکاریم و آن از مغلطہ بیش نیست خلاصہ تقریر مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی بستان المحدثین سے نقل کی گئی تو کیا جانی یہہ غلطی اور درج کرنا حدیث موضوع کا اوسمین کس جامع سے واقع ہوا اور عبد اللہ بن انیس قبل تولد امام کے چہبیس برس سن چون ۵۴ھ مین انتقال کر چکے تھے کہ پیدائش امام کی چہبیس ۲۶ برس کے بعد سنہ ۸۰ھ اسی مین ہوئی تہی اور بنا بر بعضے روایات کی سنہ ۷۴ھ چوہتر مین انتقال کئی ہین تو اسصورت مین تولد امام کا چہہ برس پیچھے ہوا چنانچہ حافظ الحدیث عسقلانی تقریب مین فرماتی ہین عبد اللہ بن انیس الجھنی ابو یحیی المدنی حلیف الانصار صحابی شہد العقبۃ واحدا ومات بالشام فی خلافۃ معاویۃ سنۃ اربع وخمسین ووھم من قال سنۃ ثمانین انتھے اور امام نواوی تہذیب مین فرماتی ہین قال ابن عبد البر توفی سنۃ اربع وسبعین وقیل توفی سنۃ اربع وخمسین انتھے تو جو لوگ سنی روایت وفات

مین اس عبداللہ کے اختیار کر دگے اور سہی تقدیم وفات اوسکی کی امام کی تولد پر ثابت ہوگی تو پہر کسطرح کہہ سکوگی کہ امام نی قبل تولد کے ملاقات عبداللہ بن انیس کے حاصل کی ہی اور ایک حدیث بہی سنی آور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہہ عبداللہ بن انیس جو قبل تولد امام کی وفات پاچکی ہی عبداللہ جہنی تہی تو ہو سکتا ہی کہ امام کی ملاقات کوئی اور عبداللہ ہون تو جواب اسکا یہ ہی کہ جنہون نے دعوی امام کی ملاقات کا عبداللہ ابن انیس سے کیا ہی تو مراد اونکی وہی عبداللہ ہین جو کوفی مین گئی تہی نہ کوئی اور عبداللہ چنانچہ مولف کی کلام مین بہی گذرا ہی کہ طحطاوی مین مندرج ہے کہ امام نے جو ۱۴ برسکی عمر مین عبداللہ بن انیس سے کوفی مین سنہ ۹۴ چورانوین کی بعد حدیث سنی الخ اور ردالمحتار وغیرہ مین بہی ایسا ہی منقول ہے اور حال یہ ہی کہ وہ عبداللہ کوفی والی نہین ہین مگر جہنی کیونکہ سوا اونکی اور کوئی عبداللہ بن انیس کوفی مین نہین گیے چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین واجیب بان هذا الاسم لخمسة من الصحابة فلعل المراد غير الجهني ورد بان غيره لم يدخل الكوفة انتهے آور اوس حدیث کو جسکو مؤلف نی طحطاوی سے نقل کرکے کہا ہی کہ امام نی چودہ برسکی عمر مین کوفے مین سنہ ۹۴ چورانوین مین عبداللہ سی یہ حدیث سنی اسی نظر سے کہ عبداللہ تو ۵۴ چون مین انتقال کرچکے تہی پہر سنہ ۹۴ چورانوین مین اونسی کسطرح ملاقات ہوئی اور اس نظر سے کہ جس سند سے وہ حدیث امام سے نقل کیگئی ہے اوسمین دو راوی مجہول الحال ہین محققین نے رد کر دیا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین واخرج بعضهم بسنده الى الامام انه قال ولدت سنة ثمانين وقدم عبد الله ابن انيس صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الكوفة سنة اربع وتسعين وسمعت منه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حبك للشيء يعمي ويصم واعترض بان في سنده مجهولين وبان ابن انيس مات سنة اربع وخمسين انتهے تو دیکہو جابر بن عبداللہ عبداللہ بن انیس بالاتفاق قبل تولد امام کی وفات پاچکے تہے اور قطع نظر سب محققین کے کلام کی امام نواوی ہی کی قول سی تقدیم وفات اون دونون کی تولد امام پر ثابت ہی ہے تو انصاف سی کہو کہ اون ہردو سے ملاقات کا دعوی کرنا کیسا مخالف عقل اور نقل کے ہے اور نسبت اسکی طرف امام نواوی کی کیسا بہتان عظیم ہی اور شیخ مؤلف کیسا شیر بہادر ہے کہ اکیلا عقل اور نقل دونون سی لڑتا ہے اور جناب مترجم صاحب بی دہوکہا کہایا اوسکی حمایت پر اور عایشہ بنت عجرد کے ملاقات اگر بالفرض ثابت بہی ہو تو اوسکی ملاقات سی امام صاحب تابعی نہین ہوسکتے اسلیے کہ عایشہ بنت عجرد صحابیہ نہ تہی جیسیکہ شیخ الاسلام حافظ الحدیث واسماء الرجال محمد بن احمد ابو عبداللہ ذہبی ترکمانی کی کلام سی جنکی جلالت شان اور علو مکان سی سب علماء ادنی اور اعلی واقف ہین اور شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ محقق ابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین قوله بنت عجرد اسمها عايشة واعترض بان حاصل كلام الذهبي وشيخ الاسلام ابن حجر العسقلاني ان هذه لا صحبة لها وانها لا تكاد تعرف انتهى اور اسی نظر سے وہ حدیث جسکو مؤلف نی مروی امام کے عایشہ سی قرار دیا ہے وہ نامقبول ہے چنانچہ محقق شامی ردالمحتار مین فرماتی ہین وبذلك رد ما روي ان ابا حنيفة روى عنها هذا الحديث الصحيح اكثر جند الله في الارض الجراد لا اكله ولا احرمه ابن حجر الهيتمي انتهے اور واثلہ بن الاسقع کے ملاقات ؏ ؎ م اگر نہین تو محال عادۃ تو ہے او منقول نہونا اوسکا سے امام آئمہ نقل مین سے مرجح دوسرا ہے آور وجہ استحالہ عادی کی یہ ہے کہ واثلہ نے بقول متفق علیہ سنہ ۸۵ پچاسی مین ملک شام مین بیچ شہر دمشق کے وفات پائی ہے اور امام صاحب اوس زمانہ مین پانچ برسکی لڑکے تہی اور یہ بات

امام صاحب پنج برس کے لڑکے ہو کر دمشق مین واسطے ملاقات واثلہ کے تشریف لے گئے ہون ثابت نہین اور عقل سلیم کو بھی اسسے انکار ہے کہ پنج برس کے لڑکے سے یہہ امر صادر ہوا اور سنہ وفات واثلہ کا اور محل انتقال کا تصریح سے حافظ ابن حجر اور امام نواوی کی ظاہر ہوتا ہے حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین واثلة بن الاسقع بالقاف ابن کعب اللیثی صحابی مشہور نزل الشام وعاش الی سنة خمس وثمانین ولہ مائة وخمس سنین انتھی۔ اور امام نواوی تہذیب مین فرماتی ہین وتوفی بدمشق سنة ست اوخمس وثمانین وھو ابن ثمان وتسعین قالہ ابو مسہر وقال سعید بن خالد توفی سنة ثلث وثمانین وھو ابن مائة وخمس سنین انتھی۔ ان روایات مین سے روایت متفق علیہا کو جسمین امام نواوی اور حافظ عسقلانی کا اتفاق ہے ہمنے اختیار کیا اور باقی دو روایتین بھی ہمارے موافق ہین خاص کر تیسری روایت جو کہ سعید بن خالد سے مروی ہے بہت مفید ہے اسلئے کہ بنابر اوسکی امام کے عمر وقت وفات واثلہ کے تین ہی برس کی ہوتی ہے کما لا یخفی اب باقی رہے عبد اللہ بن جزء سو اونسے بھی ملاقات امام کی ۹۶ سنہ چھیانوین مین جیسا کہ مولفنا در اوسکی اتباع کو دعوی ہے عقلاً محال ہے اسلئے کہ عبد اللہ بن جزء نے ۸۶ سنہ چھیاسی مین مصر مین انتقال کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر تقریب مین فرماتے ہین عبد اللہ بن الحارث بن جزء بفتح الجیم وسکون الزای بعدہا ھمزة الزبیدی بضم الزاء صحابی ابو الحارث سکن مصر وھو اٰخر من مات بہا من الصحابة سنة خمس او ست او سبع وثمانین والثانی اصح انتھی اور یہی سن وفات عبد اللہ کی محقق شامی نے اور شیخ ابن طاہر نے نقل کیا ہے جیسا کہ عنقریب آویگا تو علی التحقیق امام صاحب کل چھہ سال حیات سے عبد اللہ بن جزء کی پائی اور امام چھٹے سال مین تھے کہ ابن جزء نے انتقال کیا پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ چہتر برس کے ہو کر ۹۶ سنہ چھیانوین مین عبد اللہ سے ملاقات کی اور دو حدیثین سنی تو دیکھو کہ یہہ کیسی غلطی فاحش اور خطا صریح مولف مذکور سے واقع ہوئی بنا بر بے تمیزی اور عدم اطلاع اوپر کتب سیر محققین کے ۵ بنام کن امام کو نام چند؛ چنانچہ اس دعوے کو بنظر اسی کذب بدیہی اور بہتان قطعی کے علماء محققین حنفیہ ہے نے رد کر دیا ہے چنانچہ ابن العابدین حنفی رد المحتار مین فرماتے ہین واما ما جاء عن ابی حنیفة من انہ حج مع ابیہ سنة ۹۶ ست وتسعین وانہ رای عبد اللہ ھذا یدرس بالمسجد الحرام وسمع منہ حدیثا فرد جماعة منہم الشیخ قاسم الحنفی بان سند ذلک فیہ قلب وتحریف وفیہ کذاب باتفاق وبان ابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین وبان ابن جزء لم یدخل الکوفة فی تلک المدة ابن حجر انتھی اور شیخ ابن طاہر حنفی تذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین فی الذیل حدثنی عبد اللہ بن احمد ثنا محمد بن احمد الاشعثی ثنی اسمعیل بن محمد ثنا احمد بن الصلت الحمانی ثنا محمد بن سماعة عن ابی یوسف عن ابی حنیفة قال حججت مع ابی ولی ست عشر سنة فمررنا بحلقة فاذا ظھر فقلت من ھذا قالوا عبد اللہ بن الحارث بن جزء فتقدمت الیہ فسمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تفقہ فی دین اللہ کفاہ اللہ ھمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب فی المیزان ھذا کذب فابن جزء مات بمصر ولابی حنیفة ست سنین والآفة

قال الدارقطنی کان یضع الحدیث وقد وقع لنا ھذا الحدیث من وجہ اٰخر وھو باطل ایضا واخرجہ ابن الجوزی
فی الواھیات انتھے یعنی دعوی امام کی ملاقات کا جابر سی جو قبل تولد امام کے ایکسال یا دوسال انتقال کر چکے تھے
اور ایسا ہی عبداللہ بن انیس سے جو چوبیس برس پہلے تولد سے امام کے وفات پا چکی تھے اور ایسا ہی ابن جزء سے سنہ ۹۶
چھیانوین مین حالانکہ وہ سنہ چھیاسی مین رحلت فرما چکی تھے ایسے بے تمیزون سی کچھ نئی بات نہین ہے کیونکہ وہ شخص جسنے
یہہ دعوے کیا تہا کہ خضر علیہ السلام نے تیس برس مین امام سے علم حاصل کیا تہا پانچ برس زندگی میں ... پچیس برس بعد
موت کی قبر میں وہ بھی تو انہین کا بھائی بے تمیز تہا پہر اگر انہون نی بہی دو تین مرد دین سے امام کی ملاقات کا دعوی لیا تو کچھ
عجب نہین کیونکہ تعصب اور بی تمیزی مین دونو برابر ہین قدبر **قال** الحاصل امام نے بمصداق آیہ کریمہ ... السابقون
الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنہم ... ورضوا عنہ
واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھر علم مفاخرت اور فضیلت کا اوپر ہر سہ مجتہدین کی بلند کیا کہ ... مجتہدین مین
یہہ فضیلت نہین پائی جاتی اس لئی کہ امام مالک تیرانوین ۹۳ یا چورانوین یا ستانوین سن مین پیدا ہوئی اور اس ... مین مکہ
مین تھی لیکن انکا ثابت نہین تا ابوطفیل سے ملاقات کا احتمال ہو بلکہ ابن صلاح نی تصریح کی ہی کہ امام ... تبع تابعین
ہین کہ کسی صحابہ سے ملاقات نہین ہوئی اور امام شافعی رح کہ سن ۱۵۰ ڈیڑہ سو مین پیدا ہوئی شاگرد امام محمد رح کو ... امام مالک
کی ہین اور امام احمد بن حنبل رح شاگرد امام شافعی رح کی ہین کہ ایک سو چونسٹہ ۱۶۴ مین پیدا ہوئی پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح کا
مرتبہ سب مجتہدین سے نہایت ہی بڑا ہی **اقول** امام صاحب اس آیت کی مصداق تب ہوتی جبکہ تابعی ہوتی اور اسکا حال خوب روشن
ہوگیا تو فضیلت امام کی باقی تینون مجتہدون پر اگر تابعی ہونے کی نظر سی تہی تو نہی یہہ تابعی ہونے ... اور
باوجود تابعی نہونی کے اتباع باحسان مین عموما داخل ہین جیسا کہ تفسیر بیضاوی وغیرہ سی مستفاد ہوتا ہی والذین اتبعوھم
باحسان اللاحقون بالسابقین من القبیلتین او من اتبعوھم بالایمان والطاعۃ الی یوم القیمۃ انتہی اب اگر کہو کہ امام کے
فضیلت بعضی حدیثون سی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ جناب مولف نی کہا ہے کہ ... سیوطی نے لکہا ہے کہ امام کی
فضیلت مین یہہ حدیث صحیح بخاری کے کافی ہی لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من فارس ... اور اماموں پر
فضل نہین ثابت ہوتا کیونکہ اور آئمہ بہی کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہو سکتی ہین چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث
یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینۃ کی کہ ترمذی نی روایت کی ہے
مصداق ہوسکتی ہین جیسا کہ عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ سی جو راوی ہین اس حدیث کی ترمذی نے روایت کی ہے
اور امام شافعی رح تو کئی احادیث صحیحہ کے مصداق ہوسکتی ہین جیسا کہ امام نواوی نی ان احادیث کو تہذیب مین خوب
تفصیل سے وارد کیا ہے طالب تفصیل کو چاہیے کہ تہذیب کو ملاحظہ کرے اور اگر کہو کہ ان احادیث مذکورہ بالا مین تو نام
کسی کا بہی نہین اور مصداق ہونا کسی امام کا مثلا ابوحنیفہ رح کا یا شافعی رح کا ان احادیث مین تو تجویز اور فرع اپنی اپنی عقیدہ کی ہے

لاکن ابو حنیفہ رح کی فضیلت مین بعضی ایسی حدیثین ہین جو ان پیغمبر مبارک یاد و نکی تخصیص اور تصریح ہی ایک روایت مین اسطرح آیا ہی یکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وھو سراج امتی اور ایک مین یون آیا ہے سیاتی بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت الکوفی ویکنی بابی حنیفۃ لیحیین دین اللہ وسنتی علی یدہ اور ایک مین یون فرمایا ہے یخرج فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وبین کتفیہ خال یحیی اللہ تعالی علی یدہ سنتی اور حضرت علی رض سی روایت ہی الا انبئکم برجل من کوفتکم ھذہ یکنی بابی حنیفۃ قد ملئی قلبہ علما وحکما وسیھلک بہ قوم فی اخر الزمان الغالب علیھم التنافر یقال لھم البنانیۃ کما ھلکت الرفضۃ بابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما اور یہ ذو روایتین اخیر کین مؤلف نی نقل کین ہین سو یہ بات کسی کو سوای امام صاحب کی میسر نہین تو اور ون پر فضل ثابت ہوا تو ہم اسکی جواب مین کہینگے کہ یہ سب واہیات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور واضعین اسکی مصداق ہین اس حدیث کی من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار - اور ناقلین انکی اگر باوجود علم بالوضع کی اون کو نقل کئے ہین تو فاسق ہین بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث موضوع کا حرام ہی اتفاقا اور اگر بسبب جہل کی اونکی موضوع ہونی سی نقل کئی ہین تو جاہل اور مغرور ہین اور موضوع ہونا اون واہیات کا اونکی الفاظ اور معنی سی ظاہر ہے اور محدثین نی بہی تنبیہ کسی ہی چنانچہ نور الدین علی کتاب مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ مین فرماتی ہین **حدیث** سیاتی بعد رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ویکنی بابی حنیفۃ لیحیین دین اللہ وسنتی علی یدہ خط من حدیث انس من طریق ابان وعنہ ابو المعلی بن المہاجر مجہول وعنہ سلیمان بن قیس کذلک وعنہ محمد بن یزید بن عبد اللہ السلمی متروک ووجد من طریق الجوئباری وناھیک بہ کذابا - اور قبل اس عبارت کی فرماتی ہین حدیث یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس یکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ وھو سراج امتی فاما من حدیث انس ففیہ احمد جوئباری وعنہ مامون السلمی واحدھما وضعہ وذکر الحاکم فی المدخل ان مامونا قیل لہ الا تری الی الشافعی ومن تبعہ الی خراسان فقال حدثنا احمد الی اخرہ فبان بھذا انہ الواضع لہ علیہ ما استحقہ وجعلوہ ایضا من حدیث ابی ھریرۃ اخرجہ الخطیب من طریق محمد بن سعید المروزی البورقی وقال الحاکم والخطیب وھو من وضعہ انتہی اور **قاضی محمد بن الشوکانی** کتاب فوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ مین فرماتی ہین ویکون فی امتی رجل یقال لہ ابو حنیفۃ ھو سراج امتی ھو موضوع وفی اسنادہ وضاعان مامون السلمی واحمد بن عبد الجوئباری والواضع لہ احدھما انتہی اور شیخ ابن طاہر تذکرہ موضوعات مین فرماتی ہین قال الصغانی سراج امتی ابو حنیفۃ موضوع انتہی اور علامۃ الدہر رئیس محدثین عصر مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادات مین فرماتی ہین در فضایل امام ابی حنیفہ وامام شافعی رضی اللہ عنہما وذم ایشان چیزے صحیح ثابت نشدہ وہر چہ دران معنی مذکور ست مجموع مفتری وموضوع ست انتہی تو ائمہ اربعہ مین سے کسی حضرت کو دوسرے پر تفضیل کلی نہین سب حضرات اقتصادین در مقتدای شرع متین تہی اسلئی میزان شعرانی مین کہا ہی الائمۃ کلھم علی ھدی من ربھم

اور کسی صحابی حب مین کچہہ فضل تہا اور کسی مین کوئی فضیلت تہی **مصرع** ہر گلی را رنگ و بوئی دیگرست ؛ تنبیہ اس قول کی ایسی اندازہ پرداز پر لکھی گئی ہی کہ اس مین باقی بعضے اقوال ہی باعث ہوگیا ہے جو شخص ادنی بہی فہم رکہتا ہوگا اس رد کو او سکی باقی کلام پر منطبق کریگا **قال** اور امام کا قول ہے کہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا سر انکہون ہمارے پر اور قول تابعین کا ہمارے قول کے برابر ہی یعنی اونکا قول ہم پر حجت نہین اس قول سی بہی تابعی ہونا ثابت ہی **اقول** اگر بعدم تسلیم امام کی قول کو تابعین کے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہو تو چاہیئے کہ کرخی کو اور دبوسیہ کو اور شافعی رح کو اور ایک جماعت عظیمہ کو علماء اصول سی صحابی کہدین کیونکہ شافعی رح سی بنا بر قول جدید کی اور اون تمام سی جنکا نام گذرا یہہ مروی ہی کہ قول صحابی کا جسمین رای کو دخل ہو ہمپر حجت نہین جیسا کہ مغتنم وغیرہ مین لکھا ہے حالانکہ اون لوگون کو کوئی شخص صحابی نہین کہتا تو چاہیئی کہ امام کو بہی تابعی نکہو بسبب انکار اونکی کے تسلیم سی قول تابعی کے فافہم **قال** پہر ایک روز لڑکون نے امام صاحب کو دیکہکر کہا کہ یہہ شخص ہزار رکعت ہر شب مین پڑہتا ہے اور تمام شب بیدار رہتا ہے دس روز سی آپ ہزار رکعت پڑہتے ہی اور تمام شب جاگتی طحطاوی مین نقل ہی کہ جس مقام پر امام نی وفات پائی ہی وہان ستر ہزار ختم کئے تہے اور تاریخ بغداد مین خطیب نے لکھا ہے کہ تیس یا چالیس برس تک امام نے ایک وضو سی نماز عشاء اور صبح کی پڑہی ہی **اقول** یہہ سب واہیات ہے اور موجب ذم کا ہے نہ یہہ کہ مدح کا باعث ہو اور جناب حضرت امام کی تو یہہ شان نہین ہی کہ ایسی تکلیف شاق اور بدعات کو اونکی طرف نسبت کیا جاوی اور دلیل بدعت ہونی اوس عبادت کی یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نی عمر بہر مین کبہی شب کو تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل نہین پڑہے اور نہ کبہو تمام شب جاگی بلکہ ایک ثلث جاگتے اور دو ثلث سوتی اور اس پر زیادتی کرنیوالی کو فرماتے کہ یہہ شخص میری سنت سی نفرت کرتا ہے اور یہہ ہم مین سی نہین اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا ہے سات دن کی دوری درست نرکہتی اور فرماتی کہ تین دن سی کم مدت مین پڑہنی والا تو قرآن کو سمجہتا ہی نہین چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوۃ الی اللہ صلوۃ داؤد واحب الصیام الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ ویصوم یوما ویفطر یوما رواہ الشیخان اور روایت ہے عائشہ صدیقہ رض سی قالت کان تعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینام اول اللیل ویحیی الآخرہ ثم ان کانت لہ حاجۃ الی اہلہ قضی حاجتہ ثم ینام وان کان عند النداء الاول جنبا وثب فافاض علیہ الماء وان لم یکن جنبا توضأ للصلوۃ ثم صلی رکعتین رواہ ایضا الشیخان اور روایت ہے عائشہ صدیقہ رض سے کہ فرمائی تہین ولا اعلم ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ القرآن کلہ فی لیلۃ ولا قام لیلۃ کاملۃ حتی الصباح ولا صام شہرا کاملا غیر رمضان الحدیث رواہ النسائی اور روایت ہی عائشہ صدیقہ رض سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان بن مظعون فجاءہ فقال یا عثمن ارغبت عن سنتی قال لا واللہ یا رسول اللہ ولکن سنتک اطلب قال فانی انام واصلی واصوم وافطر وانکح النساء فاتق اللہ یا عثمن فان لاہلک علیک حقا وان لضیفک علیک حقا وان لنفسک علیک حقا فصم وافطر وصل ونم رواہ ابو داؤد

اور روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہ قال اخبر رسول اللہ علیہ السلام انی اقول واللہ لاصومن النہار ولاقومن
اللیل ما عشت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت الذی تقول ذلک فقلت لہ بابی وامی قد قلتہ یا رسول
اللہ قال فانک لا تستطیع ذلک فصم وافطر ونم وقم وصم من الشہر ثلثۃ ایام فان الحسنۃ بعشر امثالہا
وذلک مثل صیام الدہر قلت فانی اطیق افضل من ذلک قال فصم یوما وافطر یومین قلت فانی اطیق افضل من
ذلک قال علیہ السلام فصم یوما وافطر یوما فذلک صیام داؤد علیہ السلام وھو اعدل الصیام وفی روایۃ
افضل الصیام قال فانی اطیق افضل من ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا افضل من ذلک وزاد فی روایۃ
فان لجسدک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک حقا وفی اخری لہ الم اخبر انک تصوم الدھر
وتقرأ القرآن فی کل لیلۃ فقلت یا نبی اللہ وانی لم ارد بذلک الا الخیر وفیہا قال واقرأ القرآن فی کل شہر قال
قلت یا نبی اللہ انا اطیق افضل من ذلک قال فاقرءہ فی سبع لا تزد علی ذلک الحدیث رواہ الشیخان اور روایت ہے
عبداللہ بن عمرو سے قال یا رسول اللہ فی کم اقرأ القرآن قال فی شہر قال فانی اقوی من ذلک ردد الکلام ابو موسی
وتناقصہ حتی قال اقرءہ فی سبع قال فانی اقوی من ذلک قال لا یفقہ من قرء القرآن فی اقل من ثلث رواہ ابو داؤد
اور روایت ہے انس سے قال جاء ثلثۃ رھط الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فلما اخبروا بہا کانہم تقالوھا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال
احدھم اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الآخر انا اصوم النہار ابدا ولا افطر وقال اخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج
ابدا فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی
اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی رواہ الشیخان قال سلمان لابی
الدرداء نم فلما کان من اخر اللیل قال قم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق سلمان عن عائشۃ قالت کانت عندی
امراۃ من بنی اسد فدخل علی رسول اللہ صلعم فقال من ھذہ قلت فلانۃ لا تنام باللیل فذکر من صلاتہا فقال
مہ علیکم بما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل حتی تملوا رواہ البخاری فی باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ
مالک بن اسمعیل بن ابی حکیم انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع امراۃ من اللیل تصلی فقال من ھذہ
فقیل لہ ھذہ الحولاء بنت تویت لا تنام اللیل فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک حتی عرفت الکراھۃ فی
وجہہ ثم قال ان اللہ تبارک وتعالی لا یمل حتی تملوا اکلفوا من العمل ما لکم بہ طاقۃ رواہ مالک فی الموطا پس
اہل بصیرت اور صاحبان فطانت پر بسبب ملاحظہ ان احادیث مذکورہ بالا کی بدعت ہونا مواظبت تمام شب کی جاگنی کا اور ہمیشہ
مداومت کی رات بھر میں ہزار رکعت پڑھنی کا کہ اسمیں طرح طرح کی مشقت اور تکلیف سخت پائی جاتی ہے اور ستر ہزار قرآن ختم کرنیکا
جو ستر برس کے عمر میں بعد منہا کرنے چار برس بخیال طفولیت کی تین ختم تخمیناً ہر روز میں ہوتی ہیں اور ایک وضو سے عشاء اور فجر کی نماز

پرہنی کا ظاہر ہے تو ایسی بدعات کو جناب امام کیطرف ہرگز نسبت کرنی نچاہیئے کیونکہ امام صاحب تمام سنت کا بہت رکھتے تھے اور خلاف
سنت کی نہین کرتے تھے علاوہ بدعت ہونی اس عبادت کی سی یہہ عبادت تو عقلاً بہی دشوار ہی تھی کہ تمام رات کی اوسط منہ
بارہ گھنٹی ہوتی ہین اور چار گھنٹی اوسمین سی منہا کرنی چاہیئین تین گھنٹا اول سی شب کی کہ اوسمین کہانا پینا شب کا اور استنجا
طہارت اور وضو اور نماز عشا کی ادا ہوا اور ایک گھنٹا آخر سی شب کے کہ اوسمین وقت فجر کی آمد ہوتی ہی اور نوافل نہین پڑہی
جاتی تو باقی رہے آٹھ گھنٹی تو اونمین اگر ہزار رکعت پڑہتی تھے تو فی گھنٹہ سوا سو رکعت پہلی اور ادا سوا سو رکعت کا مع ادائی ارکان
یعنی رکوع و سجود و قیام و قعود و قومہ و جلسہ و قراءۃ کی اور رعایت ہیئات اونمین اور مستحبات ایک گھنٹہ کی میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے
ہان اگر یہہ کہو کہ اس کیفیت سی پڑہتے تھے کہ بعد تحریمہ کی قراءۃ بقدر مدہامتان کر کی رکوع و سجود مین اشارۃ ذرہ سا سر کو جھوکا کر رکعت
پوری کرتے تھے تو البتہ امکان ہے لاکن یہہ کیا عبادت ہوئی اور اسمین کیا تقرب اور ثواب ہوا اور ایسا ہی ستر ہزار ختم جسکی تخمیناً
تین ختم ہر روز ہوتی ہین بہی دشوار ہے اسلیئے کہ امام صاحب کاروبار تجارت بہی کرتے تھے جیسا کہ کلام مین ابن طاہر کی جو مجمع البحار مین
نقل کیا گیا ہے گذر چکا اور اجتہاد مسائل بہی کرتے تھے اور بعد اجتہاد کی مباحثہ اور مشورہ شاگردون سے کرتے تھے اور تعلیم و تعلم مین بہی
شاغل رہتے تھے پس با اینہمہ ہر روز تین ختم قرآن کی کسطرح کرتے ہونگی اور یہہ بہی نہین کہہ سکتی کہ کرامت سی تین ختم ہر روز کرتی تھے
اسلیئے کہ کرامت تو ایک امر اتفاقی ہے کہ خارق عادات کی ہوتی ہی نہ دوامی اور عادی حالانکہ یہہ شعار امام کا بقول خصم کی دوامی تہا
تو خوب ثابت ہوا کہ ایسی شاقہ عبادت شرعاً بدعت ہی اور عادۃً دشوار ہی اور نسبت کرنا اسکا طرف جناب امام کی اچہا نہین اور شان
حضرت امام کی اس سی بلند تر ہے اور ثواب کثیر اتباع سنت مین ملتا ہی نہ زیادہ مشقت اوٹہانی مین جیسکہ قاضی ثناء اللہ مرحوم ترجمہ ارشاد
الطالبین وغیرہ مین ارشاد فرماتی ہین اور جناب شاہ ولی اللہ محدث والد امجد مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہما حجۃ اللہ البالغۃ مین
فرماتی ہین ومنها التشدد وحقيقته اختيار العبادة الشاقة لم يأمر بها الشارع كدوام الصيام والقيام والتبتل
وترك التزوج وان يلتزم السنن والآداب كالتزام الواجبات وهو حديث نهي النبي صلى الله عليه وسلم عبد الله
بن عمرو وعثمان بن مظعون عما قصدا من العبادة الشاقة وهو قوله صلى الله عليه وسلم لن يشاد الدين احد الا غلبه
فاذا صار هذا المتعمق او المتشدد معلم قوم ورئيسهم ظنوا ان هذا امر الشرع ورضاه وهذا داء رهبان اليهود والنصارى
انتهى كلامه باب احكام الدين من التحريف عن عائشة رض قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا امرهم امرهم من الاعمال بما يطيقون
قالوا انا لسنا كهيئتك يا رسول الله ان الله قد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر فيغضب حتى يعرف الغضب في وجهه
ثم يقول ان اتقاكم واعلمكم بالله انا كما رواه البخاري في كتاب الايمان اور صاحب فتح الباری اس حدیث کی نو فائدے لکہی ہین منجملہ کی تیسرا فائدہ یہہ ہے الثالث
الوقوف عند ما حد الشرع من عزيمة ورخصة واعتقاد ان الاخذ بالارفق الموافق للشرع اولى من الاشق المخالف له انتهى ما فی فتح الباری مختصراً پس جو کچھ
قصہ واہیہ بلا سند صحیح کی فضیلت مین امام صاحب کے نقل کرتے ہین امام صاحب تک ساتھ سند صحیح متصل مسلسل کے نہین پہنچا اور نیز
مخالف سنت کے ہو اور شان امام کی بہی اسکو مقتضی نہو تو پایہ اعتبار سی ساقط ہی کیونکہ اخبار مین سند صحیح متصل لازم ہوتی ہے قبول کرنے مین

اسکی نزدیک فقہا اور محدثین کے اور یہہ سند صحیح متصل الاسناد دہیان بائی نہین جاتی پہر کیونکر قابل اعتماد کی ہو اب اہل انصاف
سررشتہ عدل کا ہاتہہ سے مدین اور خوب غور و فکر کری مطابق اس آیۃ کریمہ کے اعدلوا ھو اقرب للتقوی بے اظہار حق مین چشم پوشی
نفرماوین کہ حق اور باطل مین امتیاز ہو جاوے **قال باب دوسرا بیچ بیان تقلید ائمہ اربعہ کی** فرماتا ہی اللہ تعالی
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچہو اونسی جو اہلیت ذکر کی رکہتی ہین اگر نہین جانتی ہو تم لیس یہہ آیت
ساتہہ اجماع امت کی مخصص اور ظنی ہی اسلیئے کہ ہرگز اہل سنت اجازت نہین دیتی ہین کہ پیروی کیجاوی روافض و خوارج کی اور
اسیطرح روافض وغیرہ نہین اجازت دیتی کہ پیروی کیجاوی اہل سنت کی پس اجماع ہوا امت کا اوپر تخصیص اس آیۃ کی پس ہوی
یہہ آیۃ مخصص اور ظنی الدلالۃ **اقول** اصل غرض مؤلف کی عقد باب ثانی سی اثبات وجوب تقلید مجتہد معین ہی لاکن دعوی تخصیص
مذاہب اربعہ کو محض واسطے بنایا ہی تو سنو کہ مقصود مؤلف کا اس دعوی سی کہ یہہ آیۃ مخصص ہے بالاجماع اور ظنی الدلالۃ ہی یہہ ہی کہ جبکہ
ایکدفعہ ظنی ہو چکی تو اب جتنین تخصیص چاہینگی کیا کرینگی تو کہ تخصیص ایک مذہب خاص کی ثابت ہو جاوے تو سنو کہ دعوی تخصیص کا اور
ظنی الدلالۃ ہونے اس آیۃ کا غلط اور بی اصل ہے اسلئی کہ لفظ اہل کا اس آیۃ مین اپنے عموم پر ہے اور اسکے تخصیص پر کوئی دلیل شرعی
نہین ہے نہ تو کتاب اللہ اور نہ حدیث متواتر یا مشہور یا خبر واحد اور نہ قیاس صحیح کسی مجتہد کا اور نہ کوئی قرینہ عقلی جس سے عموم آیۃ
مین استحالہ معلوم ہو پس پہر اگر تخصیص کیجاوی تو تخصیص اسکی بلا مخصص ہوگی اور تخصیص بلا مخصص نسخ کرنا ہی کتاب اللہ کو جیسا کہ
عبارت شرح **ابن الحاجب** کیسی معلوم ہوگا اور ممنوع ہے باتفاق امۃ محمدیہ کی کیونکہ رافع ہے امان کو لغت اور شرع سے
یعنی جو لفظ باعتبار لغت یا شرع کے عام ہونی پر دلالت کرتا ہو اور کوئی دلیل شرعی اوسکی خاص ہونے پر قایم نہین پہر جو کوئی
اپنے فہم مجرد سی بلا دلیل اوسکو خاص کر ڈالی تو باعتبار لفظ عموم کا از روئی لغت اور شرع کی جاتا رہی اور احکام شرعی درہم برہم
ہو جاوین اور یہہ بات مخالف اہل زبان اور اہل شرع کی ہے تو بلا قرینہ لفظ عام خاص نہین ہو سکتا اور مؤلف لفظ اہل کہ عام ہے
بلا دلیل خاص کرتا ہے تو اسمین مخالفت اہل لغت اور شرع کے لازم آویگی اور یہہ مخالفت ممنوع ہے چنانچہ صدر الشریعہ **توضیح** مین
فرماتی ہین ولو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطابات الشرع
عامۃ انتہی اور علامہ **تفتازانی** تلویح مین فرماتے ہین فتقریرہ انہ لو جاز ارادۃ بعض مسمیات العام من غیر قرینۃ لارتفع
الامان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص فلا
یستقیم ما یفہمہ السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من
اور اگر بغیر قرینہ کے بعضی معنونکا ارادہ کرلینا جایز ہوتا تو لغۃ اور شرع کی بالکل امن اوٹہہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین ہو چکی
عبارت توضیح کی۔ تقریر اسکی یہہ ہی کہ اگر جایز ہوتا ارادہ رکہنا کچہہ افراد عام کا بغیر قرینہ کی تو اوٹہہ جاتا امن لغۃ سے کیونکہ جتنے
عام لفظ عربی زبان مین بولی جاتی ہین سب مین خاص ہو جانیکا احتمال ہے اسلیئے وہ معنی ٹہیک نرہینگی جو عام لفظوں سے
سننے والون نے سمجہے ہین اور شرع سے بہی امن اوٹہہ جاتا کیونکہ خطابات شرع کے عام ہین [illegible] مین اگر جایز رکہین ہم ارادہ بعضی معنونکا

غیر قرینة لما صح فہم الاحکام بصیغة العموم انتہی بلکہ یہہ تخصیص بلا مخصص عادت یہود اور نصاریٰ کی ہے کیونکہ وہ لوگ عمومات توریت
اور انجیل کے بلا مخصص شرعی تخصیص کر لیا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین انما اهلك الذين قبلكم
انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد رواه البخاري
ومسلم عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم في تمام قصة المرأة المخزومية اور جبتک کسی نے فرد نے بہی دعویٰ
نہین کیا کہ یہہ آیة مخصوص ہے پہر اجماع کی کیا معنے اور مؤلف کی دعوے اجماع کو جو محض بے بنیاد اور بے سند ہے کون سنتا ہے
اور جو کہ مؤلف نے کہا ہے کہ اہل سنت اجازت نہین دیتے کہ پیروی کی جاوے روافض کی اور ایسا ہی بالعکس اسمی
اجماع تخصیص پر لفظ اہل کے اوس آیة مین نہین نکلتا ہے اسلئے کہ اجازت نہ دینا سنیّون کا واسطے اتباع رفضا کے
اور اجازت نہ دینا رفضیون کا واسطے اتباع اہل سنت کی مبنی اس پر نہین ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا
مصداق جانکر پہر اپنے تخصیص کرتا ہے بلکہ ہر ایک فرقہ اپنے مقابل کو اہل ذکر کا مصداق
ہی نہین جانتا اور اوسمین داخل ہی نہین رکہتا اور جبکہ اپنے مقابل کو
اہل ذکر مین داخل نہ مانا تو حاجت اوسکی خارج کرنے کی اور اپنی فرقہ کو خاص کرنے کی کہان ہوئی **تقریر مفصل** اسکی فرقہ
اہل سنت کیطرف سے کی جاتی ہے اہل سنت کہتے ہین کہ اہل ذکر ہم ہی ہین اور کسی پر فرقہ ضالہ سے اہل ذکر صادق
نہین آتا اسلئے کہ لفظ ذکر کا جو کہ مضاف الیہ لفظ اہل کا ہی فی نفسہ تو مطلق اور شامل تہا ذکر حق صریح کو بہی اور ذکر باطل محض کو
بہی اور ذکر مخلوط اور مشوب بہوای نفسانی کو بہی لاکن اس آیة مین مقید ہے ساتہہ قید حق ہے اور باعث اس تقیید پر
آیات قرانی اور احادیث صحیحہ بہی ہین اور عقل تیز تائید کرتی ہے قال الله تعالى ذلك بان الله نزل الكتاب بالحق
الآية نزل عليك الكتب بالحق الآية ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون الآية
ويكفرون بما وراءه وهو الحق الآية من بعد ما تبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا الآية وان فريقا منهم ليكتمون
الحق وهم يعلمون الحق من ربك فلا تكونن من الممترين الآية وانه للحق من ربك وما الله بغافل عما تعملون
الآية وكذب به قومك وهو الحق الآية قل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر الآية حتى
جاءهم الحق ورسول مبين الآية لما جاءهم الحق قالوا هذا سحر مبين الآية ولذا قال في التفسير النيشابوري العالم بالحق

یہہ بسبب اسکی ہے کہ اللہ نے یہہ کتاب حق پر اوتاری ہے آخر آیة تک اوتاری اوپر تیرے یہہ کتاب حق پر آخر آیة تک اور نہ ملاؤ
حق کو باطل کے ساتہہ اور چہپاؤ تم حق کو جان بوجہکر آیة جہٹلاتی ہین ماسوا توریة کی حالانکہ وہ حق ہے آخر آیة تک پیچہے بعد اسکی کہ
ظاہر ہو گیا انہین حق پس معاف کرو اور درگذر کرو آخر آیة اور بیشک ایک گروہ انکا حق کو جان بوجہہ کر چہپاتا ہی حق وہی ہی
جو تیرے رب کی طرف سے ہے پس ہرگز نہ ہو شک کرنیوالون سے مت ہو آخر آیة تک اور بیشک یہہ حق ہے اللہ کی جانب سے اور اللہ غافل نہین تمہارے کامون سے آخر آیة تک
اور جہٹلایا اوسکو تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے آخر آیة تو کہہ دے کہ حق اللہ کی جانب سے ہے پہر جو چاہے ایمان لاوے اور جو چاہے کفر کرے آخر آیة یہانتک کہ

يجب عليه اظهاره ويحرم كتمانه انتهى قال الله تعالى فاتبعوا احسن ما انزل من ربكم وقال تعالى اتبعوا ما
انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء وقال تعالى فبشر عبادي الذين يستمعون القول
ويتبعون احسنه وقال تعالى ارأيت من اتخذ الهه هواه الآية وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لياتين
على امتي كما اتى على بني اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان في امتي من يصنع
ذلك وان بني اسرائيل تفرقوا على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتي على ثلث وسبعين ملة كلهم في
النار الا ملة واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابي رواه الترمذي عن عبد الله بن عمر
اور سوا اسکی اور بہت حدیثین جو کہ رد مین خارجیا ور مرجیا و شیعیا ور معتزلیا ور قدریا ور جبریہ کی وارد ہین اس تقیید پر
باعث ہین اور باعث ہونا عقل کا تو ظاہر ہے کیونکہ الله جلشانہ نے بھیجا رسولون کا اور نازل کرنا وحی متلوا ور غیر متلو کا نہین کیا
مگر واسطے اتباع حق کے تو بالیقین معلوم ہوا کہ اس آیۃ مین مراد ذکر سے ذکر حق ہے سو جو کوئی اہل ایسے ذکر کا ہوگا عموماً خواہ
کوئی ہو اوسکا اتباع وقت لاعلمی کے واجب ہوگا اور نہین ہے مگر ہمارا فرقہ سنیہ اور ماسوای ہمارے سب فرقہ اہل ذکر مین
داخل ہے نہین باعتبار عقاید کے کیونکہ ذکر اور مذہب انکا باطل ہے اکثر امور مین بنابر عقیدہ اور اعمال کی چنانچہ
علامہ ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے کتاب اشباہ والنظائر مین ناقلاً عن المصفی کہا ہے واذا سئلنا عن معتقدنا
ومعتقد خصومنا في العقائد يجب علينا ان نقول الحق ما نحن عليه والباطل ما
عليه خصومنا هكذا نقل عن المشائخ انتهى اور ایسا ہی طحطاوی نے دعوی کیا ہے اور کہا ہے فعليكم
معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله
وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته في مخالفتهم انتهى

حق یہ اظہار حق واجب ہی اور چھپانا اوسکا حرام ہے ہوچکی عبارت نیشاپوری کی الله تعالی نے فرمایا ہی پیروی کرو بہتر وہ جو
اوتارا گیا تمہاری الله کی جانب سی اور فرمایا پیروی کرو اوسکی جو اوتارا گیا تمہاری الله کی جانب سی اور نہ پیروی کرو
سوا اوسکی رفیقون کی فرمایا سو تو خوشی سنا میرے بندون کو جو سنتی ہین بات پھر چلتی ہین اوسکی نیک پر فرمایا بھلا دیکھہ تو جسنے پوجا
پکڑا اپنے چاؤ کا ۔ تا آخر آیۃ ۔ اور فرمایا رسول الله صلعم نے البتہ میرے امت پر ہو بہو ایسا وقت آئیگا جیسا بنی اسرائیل پر
آیا تھا یہانتک کہ بنی اسرائیل مین سی اگر کسینے کھلا کھلا اپنی مان سی زنا کیا ہے تو میرے امت مین سی بھی کوئی ایسا کریگا
اور بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقی ہوگئی اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی سبکی سب آگ مین ہونگی مگر ایک فرقہ
لوگون نے پوچھا وہ کونسا فرقہ ہے ای رسول الله فرمایا وہ وہ فرقہ ہے جسپر مین اور میری صحابہ ہین روایۃ کی یہہ حدیث ترمذی نے
عبد الله ابن عمر سے رضه اور جسوقت پوچھی جائین ہم اپنے مسلک اور اپنے مقابل کی مسلک سے عقیدہ کی باب مین تو واجب ہی
ہمپر یہہ کہنا کہ جسپر ہم ہین وہ حق ہے اور جسپر ہمارا مقابل ہے وہ ناحق ہے یون ہین نقل ہوا ہے لوگون سی منقول ہی ہوچکی عبارت اشباہ کی

اور ایسا ہی سب اہل سنت کا دعوی ہی اور علی ہذا القیاس ہر ایک فرقہ اپنے حقیت کی تقریر کرتا ہے باقی رہی ترجیح اپنے اپنے دعوی کی کہ فی الواقع کون اہل ذکر حق کا ہے فروع مین سو یہہ بحث دوسرا ہی ہمقام مین اس سے بحث نہین اس محل مین تو اتنا معلوم کر لینا چاہیے کہ ہر ایک فرقہ ذکر کو قید حق کی ضم کر کی اوسکو اپنی مذہب مین منحصر کرتا ہے اور اپنے لوگون کو اہل اوس ذکر کا ٹہراتا ہے باوجودیکہ اہل اپنے عموم پر ہے یعنی اسطرح کہتا ہے کہ ہماری ذکر کے جو کہ حق ہے سب اہل عموما قابل اتباع کی ہین تو اجازت نہ دینا ہر فرقہ کا واسطی اتباع اپنے مخالف کی مستلزم تخصیص کو لفظ اہل مین نہوا اور یہہ آیۃ ظنی الدلالۃ ہوئی **قال** پس بعد تخصیص اس آیۃ کی اور تقرر مذاہب کے پہر مخصص ہوئی باجماع اہل سنت وجماعۃ کی باینطور کہ مراد اب اہل ذکر سے ائمہ اربعہ ہین پس دلالت کی اس آیۃ نی کہ تقلید ایک کی ائمہ اربعہ مین سے وجب لازم ہے اور وہ اجماع اہل سنت کا نقل کیا ہے طحطاوی وغیرہ نی کہا طحطاوی نے بیچ شرح در المختار کے کتاب الذبائح مین

قال[1] بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ ومقتہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ فھو من اھل البدعۃ والنار انتھی

**اقول** اس مین دو دعوے کئی ہین پہلا یہہ کہ اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہی اسپر کہ اب اس آیت مین اہل ذکر سے ائمہ اربعہ مراد ہین دوسرا یہہ کہ جبکہ ائمہ اربعہ بالاجماع مراد ہوئی تو تقلید ایک کی ائمہ اربعہ سی وجب ہو گئی سو دعوی دوسرا تو باطل اور غلط محض ہے ہماری غور ہے کہ فرض کیا کہ مذاہب اربعہ کی تقلید چاہیے لاکن اس سی یہہ کہاں لازم آتا ہے کہ ایک مذہب کی خاص کر ہی تقلید وجب ہو جاوے یہہ تو آجتک کسی اہل عقل نی دعوی نہین کیا جیسا کہ چار کی جفت ہوتی ہے ایک کے جفت ہونیکا دعوی کسی نی نہین کیا اور دعوی اول اس سی زیادہ تر باطل ہے اسلیئے کہ آجتک یہہ بہی کسی نے نہین کہا کہ اس آیۃ مین ائمہ اربعہ مراد ہین پہر اجماع کا کیا نام لینا ہے اجماع کی تو تمام اصولیین یہہ معنی کرتی ہین

---

[1] واجب ہی تم پر اے گروہ مومنو کی پیروی اوس فرقہ نجات یافتہ کی جسکا نام اہل سنت والجماعت ہی کیونکہ مدد اوسکی یعنی اللہ کی مدد اور نگہبانی اور توفیق انہین کے موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکے مخالفت مین ہے ہو چکی عبارت طحطاوی کی[1] کہا بعض مفسرین نی کہ واجب ہی تم پر اے گروہ مومنو کی پیروی کرنا اوس فرقہ نجات یافتہ کا جسکا نام اہل سنت والجماعت ہے کیونکہ اللہ کی مدد اور حفاظت اور توفیق اونکی موافقت مین ہی اور ذلت دینا اوسکا اور خفا ہونا اور بگاڑنا اونکی مخالفت مین ہے اور یہہ گروہ نجات یافتہ آجکی دن مجتمع ہو گیا ہے چار مذہب مین کہ وہ حنفی اور مالکی اور شافعی اور حنبلی ہین اور جو کوئی نکلا ان چارون مذہبون مین سے تو وہ اہل بدعت اور اہل نار سے ہی ہو چکی عبارت طحطاوی کی ؛

ترجمہ حاشیہ

ہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر علی امر شرعی اور جو عبارتین شواہد اس دعوی پر طحطاوی وغیرہ سے نقل کیا ہے اون عبارتون مین سی ایک سی بہی معلوم نہین ہوتا کہ اس آیۃ مین آئمہ اربعہ کی مراد ہونی پر اجماع اہل سنت کا ہوا ہے طحطاوی کی کلام کے تو معنی ظاہری یہہ ہین کہ اکہٹا ہوگیا ہے آجکی دن وہ فرقہ ناجیہ مذاہب اربعہ مین یعنے اگرچہ قبل اس سی سب صحابہ اور تابعین اور مجتہدین آخرین سوائی آئمہ اربعہ اور اتباع اونکی کے فرقہ ناجیہ مین داخل تہے لاکن چونکہ زمانہ اونکا منقرض ہوگیا ہی اور کسی صنف مذاہب کے سوائی ائمہ اربعہ کے اتباع اور مقلدین نہین رہی تو اب اہل سنت مین سے ائمہ اربعہ ہے کے لوگ باقی رہگئی ہین اور وہ فرقہ انہین مین اکہٹا ہوگیا ہے تو انصاف سی کہو کہ اس کلام سے اجماع مراد ہونی پر آئمہ اربعہ کی کہان نکلتا ہے شاید جناب مؤلف نے لفظ اجتمعت سی کہ جسمین ا ج م ع حروف اجماع کی موجود ہین اجماع کو ستنباط کیا ہے تو استشہاد مؤلف کا ساتہہ کلام طحطاوی کے باطل ہوا اور باقی اون عبارتون کو جن سی اجماع سمجہا ہے عنقریب نقل کرکے اونسی جواب دیا جاویگا انشاء اللہ تعالے اب طحطاوی کی اس دعوی کی کہ آجکی دن اہل سنت مذاہب اربعہ ہی مین منحصر ہین اور سوائی انکی جو ہو سو وہ اہل بدعت اور اہل نار مین سے ہی تحقیق کی جاتی ہی تو سنو کہ اگر اس حصر کو عادی اور اکثری کہین تو مسلم الثبوت ہی جیسا کہ عقائد جلالیہ مین حصر ادعائی محض کیا ہے الفرقۃ الناجیۃ هم الاشاعرۃ اجمع وهم السلف الصالحون من المحدثین العارفین باحادیث رسول اللہ صلعم وتمییز اقسامها من الصحیح والحسن والضعیف وغیرها ونقلها من الموضوعات انتهی ما فی العقائد الجلالیۃ حالانکہ ماتریدیہ بہی فرقہ ناجیہ مین بلاریب داخل ہین پس مراد عبارت عقائد جلالیہ سی حصر عادی واکثری ہے نہ حصر حقیقی تنزیلی کہ ماتریدیہ اسسے خارج ہو جاوین کما لا یخفی علی الماہر المتفطن اسی طور سی توجیہ عبارت طحطاوی کی کیجاوے کہ تمام اہل سلف ائمہ اربعہ اور محدثین صحاب صحاح ستہ وغیرہم فرقہ ناجیہ مین داخل ہو جاوین اور جو بزعم اپنے ہر شخص اپنے کو فرقہ ناجیہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دوسری کو خلاف اسکے جانتا ہے تو یہ طرح کا دعوی لغو محض ہے شرعا اور عقیدہ اہل تعصب کا ایسا ہی ہوتا ہی المشهور فی دیار الخراسان والعراق والشام واکثر الاقطار ان اهل السنۃ والجماعۃ هم الاشاعرۃ وفی دیار ماوراء النهر ان اهل السنۃ والجماعۃ هم الماتریدیۃ اصحاب ابی المنصور الماتریدی کا

---

سلف وہ متفق ہونا امت محمدی کی مجتہدونکا ایک زمانہ مین ایک امر شرعی پر سلف فرقہ نجات یافتہ سبکے سب اشاعرہ ہین اور وہ اگلی محدثون مین کی نیک لوگ ہین کہ اونکو احادیث رسول اللہ صلعم مین شناخت اور اقسام حدیث مین امتیاز اور موضوعاتکی جانچ حاصل ہے سلف مشہور شہر خراسان اور عراق اور شام مین اور اکثر اطراف مین یہہ ہے کہ اہل سنت والجماعت تو اشاعرہ ہین اور مشہور ماوراء النہر مین یہہ ہے کہ اہل سنت وجماعت تو ماتریدیہ ساتہی ابی منصور ماتریدی کی ہین جیسا کہ مذکور ہوا سلف شبہہ ؛

شرح العقائد الجلالية هذا هوس من هوساتهم ما انزل الله بها من سلطان بل كلهم من اهل السنة والجماعة كما لا يخفى على اهل الخبرة بالشريعة واحوال القرون الثلثة وغيرها اور معنی عادی اکثری کی یہہ ہین کہ فی الواقع تو موجب حکم خدا و رسول کی سب اہل سنت کی مقتدای صحابہ اور تابعین اور مجتہدین ائمہ اربعہ اور سوای انکی اور مقلدین انکی فرقہ ناجیہ مین داخل تہی لاکن اجکے دن عادت ایسی ہو گئے ہی کہ سوائی اہل مذاہب اربعہ کی کوئی نہین رہا اور روایت بہی کسی مذہب کی سوای مذاہب اربعہ کی اکثر کر نہین ملتی تو اسطرح سے حصر کرنا حصر شرعی تنزیلا نہوا بلکہ عادی اور اکثری بسبب وجود مانع کے ہوا تو ارتفاع اس مانع کی سی یہہ حصر نرہیگا یعنی جبکہ کوئی روایت صحیحہ بنقل متصل ثابت کسی مجتہد سی سوای ائمہ اربعہ کی ہمکو ملیگی تو اوسوقت ائمہ اربعہ اور وہ مجتہد آخر یکسان ہونگی جیسا کہ کلام بلاغت نظام سی مولنا بحر العلوم **عبد العلی حنفی** کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ **شرح تحریر ابن الہمام** مین فرماتی ہین واما المجتهدون الذين اتبعوهم باحسان فكلهم سواء في صلوح التقليد بهم فان وصل فتوى سفيان بن عيينة او مالك بن دينار يجوز الاخذ بها كما يجوز الاخذ بفتوى الائمة الاربعة الا ان لم يبق عن الائمة الاخرين نقل صحيح الا قل القليل ولذا منع من منع من التقليد اياهم فان وجد نقل صحيح منهم في مسئلة فالعمل به والعمل بفتوى الائمة الاربعة سواء انتهى اور **شرح مسلم** مين فرماتے ہین ثم في كلامه يعني ابن الصلاح خلل اخر اذ المجتهدون الاخرون ايضا بذلوا جهدهم مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحق انما منع من تقليد غيرهم لانه لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد اخر يجوز العمل بها الا ترى ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود افاقة لعدم وقوع التزكية على مذهب ابن ابي ليلى فافهم انتهى اور اگر یہہ حصر اس نظر سی نہو جو مذکور ہوا بلکہ اس نظر سی ہو کہ اجتہاد مستقل ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا ہے بلکہ سوائی ائمہ اربعہ کی اہل سنت مین سے کوئی مجتہد ہوا ہی نہین نہ قبل انکی اور نہ بعد انکی یا اس نظر سے ہو کہ مجتہد تو سوا انکی ائمہ اربعہ کی بہت ہوئی ہین لاکن سوائے ان چار کے اتباع کسیکا درست نہین خواہ وہ صحابی ہو خواہ تابعی خواہ بعد ائمہ اربعہ کے خواہ پہلی انسی

---

شرح عقاید جلالی مین یہہ ایک ہوس ہی لوگونکی ہوسون مین سی کہ اللہ نی اسپر دلیل نہین اتاری بلکہ اشاعرہ اور ماتریدی سب کے سب اہل سنت و جماعت ہین چنانچہ یہہ امر احوال قرون ثلثہ اور خبر دار علم شریعت پر مخفی نہین ہے سطر ۵ ولیکن وہ علمای مجتہد جو صحابہ کرام کی نیک پیرو ہین سو وہ سبکی سب صلاحیت تقلید مین برابر ہین پس اگر پہنچ جاوی فتوا سفیان ابن عیینہ یا مالک ابن دینار کا تو روا ہی اوسپر عمل کرنا جیسا کہ روا ہی ائمہ اربعہ کی فتوون پر عمل کرنا مگر یہی بات ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کی اور اماموں کی اقوال نقل صحیح سے کم مہیا ہوتی ہین اوسلیئے منع کیا ہی انکی تقلید سی جس کسی نی منع کیا پہر اگر پائی جاوی نقل صحیح کسی مسئلہ مین تو عمل کرنا اوسپر اور عمل کرنا ائمہ اربعہ کی قول پر برابر ہے ہوچکی عبارت شرح تحریر کی سطر ۱۲ پہر اوسکی کلام یعنی ابن صلاح کی کلام مین ایک اور خلل ہی کیونکہ سوا ائمہ اربعہ کی اور مجتہدون نی بہی مثل ائمہ اربعہ کے کوشش کی ہین چنانچہ انکار کرنا اسبات کا ہٹ دہرمی اور بے ادبی ہی بلکہ حق الامر یہہ ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کے اورونکی تقلید سی ممانعت اسلیئے ہے کہ اور ونکی مذہبونکی روایتین محفوظ نہین ہین یہان تک کہ اگر مجتہد کی مذہب کی روایۃ صحیح ملجاوے

اس کلام مین اعتراض تو وہی ہے جو کہ نور الانوار کی عبارت مین گذرا ہی اور جواب اوس سی یہہ دیا ہے کہ ہمنے شق اول کو
یعنے اعتبار اتحاد زمانہ کو اختیار کیا اور دفع اوس ایراد کا جو اس شق پر ہوتا تہا دو وجہ سی ہی وجہ اول یہہ کہ امام
شافعی اور امام احمد نی امام اعظم سے اوسی قول مین اختلاف کیا ہوگا جسمین ابو یوسف اور امام محمد کی رائی ابو حنیفہ سے
متحد ہوگی تو خلاف شافعی اور احمد کا ابو یوسف اور محمد سے بعینہ خلاف ہوا ابو حنیفہ سی نظراً الی الاتحاد اور اختلاف
اونکا ابو یوسف اور محمد سی تو ایک ہی زمانہ مین ہوا ہی تو لازم آیا کہ ابو حنیفہ سی بہی ایک ہی زمانہ مین ہوا اور وجہ
دوسری یہہ کہ بیشک بسبب اختلاف اتحاد زمانہ کی آیمہ اربعہ کا اپنا خاص اختلاف تو اجماع مرکب نہین ہوسکتا لاکن چونکہ خلاف اونکا رجوع
کرتا ہے طرف اختلاف صحابہ کی اسلیئے یہہ خلاف اجماع مرکب ہوسکتا ہے اسلیئے کہ خلاف صحابہ کا بلا خلاف اجماع مرکب
ہونا مسلم ہے **اقول فی الجواب عن جوابہ** یہہ جواب دونو وجہ سی باطل ہے وجہ اول تو قابل مضحکہ کی ہی کیونکہ جب ایکدفعہ
خلاف امام مالک اور امام اعظم کا مثلاً مقدار مسح سر مین ایک زمانہ مین واقع ہوا اور اوسکو اجماع مرکب فرض کیا گیا تو بعد انعقاد
اجماع کے وقت احداث شافعی کی قول ثالث کو مسح سر مین جو مختار ہے اون دونو کی موافقت رای ابو یوسف اور محمد کی ابو حنیفہ سے
کیا فائدہ کرگی بلکہ اگر ابو یوسف کو خود ابو حنیفہ ہی فرض کیا جاوے تو بہی کچہہ فائدہ نہین اسلیئے کہ اجماع مرکب ایکدفعہ منعقد
ہوگیا اور احداث قول ثالث کا باطل ٹہیرایا گیا اور اگر کہو کہ وقت خلاف امام مالک اور امام اعظم کے فی الفور اجماع نہوا تہا بلکہ
امام شافعی کے انتظاری ہتی اور جبکہ اونکا خلاف ہمعصر ابو یوسف اور امام محمد کے ہوگیا تو اجماع مرکب منعقد ہوا تو ہم کہینگی کہ ایسا
ہی امام بخاری اور طبری اور داؤد ظاہری اور سوا اونکے اور مجتہدونکی قیامت تک انتظاری کرنی چاہیئے اور اگر انتظار شافعی کی کو
اور اونکی انتظاری سی کوئی مرجح شرعی ہو تو بیان کرو علاوہ یہہ کہ اس وجہ سے اختلاف سب مجتہدونکا قیامت تک ایک زمانہ مین ہوئیگا
کیونکہ جسطرح ابو یوسف کی ہمعصری امام شافعی سی بوسیلہ اتحاد ہے ابو یوسف کے امام اعظم سی موجب ہو ہمعصری امام شافعی کو امام اعظم سے
ہسیطرح ہمعصری کسی اور موافق فی الرای اونکے مثلاً امام ابو ثور یا امام طبری سے یا کسی اور مجتہد سی قیامت تک موجب ہوگی
ہمعصری ابو ثور وغیرہ کی امام اعظم سے کیونکہ وقت خلاف ابو ثور یا بخاری کے یا کسی اور مجتہد کی قیامت تک کوئی شخص موافق
فی الرای امام اعظم یا امام شافعی اور احمد کا ہوگا **علاوہ** یہہ کہ یہہ وجہ اوسی صورت اور اوسی مسئلہ مین جاری ہوگی جسمین امام
ابو یوسف وغیرہ امام اعظم سے متفق ہونگی اور بہت سی مسائل مین جنمین امام ابو یوسف اور امام محمد امام سے مخالف ہین اونمین
اس وجہ سی اجماع مرکب منعقد نہوگا حالانکہ مدعا یہہ تہا کہ ہر مسئلہ مذاہب اربعہ کی کا خلاف درست نہین اور جمیع اجزاء مذاہب اربعہ پر

کہ زمانہ شافعی رح اور زمانہ احمد بن حنبل رح کا الگ ہے زمانہ ابی حنیفہ رح اور مالک رح سے سو جب اختلاف کیا ابو حنیفہ اور مالک رح نے
تو چاہیئے کہ یہہ اجماع ہو جاوے اور امام شافعی اور احمد بن حنبل کے قولونکی باطل ہونی پر ہان مگر یہہ کہا جا سکتا ہے کہ معتبر اختلاف ایک ہی زمانیکا ہے
اور امام شافعی وغیرہ نے جب کوئی قول کہا ہے تو بے اسکے نہین کہ وہ اوس رائے پر کہا جسے امام ابو یوسف اور امام محمد نے
امام ابو حنیفہ کے مقابلہ مین برتا تہا یا یہہ کہ خلاف صحابہ مین تہا سو ابو حنیفہ نے ایک صحابی کا قول اپنا عمل درآمد ٹہرایا اور امام شافعی نے دوسرے صحابی کا قول لیا

اجماع مرکب منعقد ہے اور وجہ ثانی کا لغو ہونا بہی ظاہر ہے کیونکہ وجہ ثانی سی اسیقدر لازم آتا ہی کہ جس مسئلہ مین اختلاف ائمۂ اربعہ
مولفق خلاف صحابہ کی ہوگا اوسمین احداث قول آخر کا ممنوع ہے نہ سب مسائل مین اور بہت سی مسائل قیاسیہ مختلف فیہا
ائمہ اربعہ کی ایسی ہین جو اونمین خلاف اونکا طرف خلاف صحابہ کی راجع نہین ہی پہر اونمین احداث قول آخر کا کدرست
ہوگا تو جواب ملا احمد صاحب کا بوجہ حسن محمد و مش اور باطل ہوا اور دعوے انحصار مذاہب کا بزعم اجماع مرکب کی بوجہ اوضح منقوض ہوا
فالحمد للہ علی توفیقہ والہامہ الحق تحقیقہ بس ناظرین اہل انصاف اور علماء اصول بے اعتساف سی امید غور اور انصاف کی ہے
اور یہہ جو مولف نی اخیر مین قول ثالث کی دعوے کیا ہے کہ ابن صلاح نی اس نظرسی کہ مذاہب اربعہ پر اجماع مرکب منعقد
ہوگیا ہے تقلید غیر الاربعہ کو ممنوع کہا ہے اور مولف نی اس دعوے کو کتاب مسلم الثبوت کی طرف مسند کیا ہی یہہ غلط محض
اور کذب بحت ہی اسلیئے کہ خود مسلم الثبوت ہی مین لکھا ہی کہ ابن صلاح نی تقلید غیر الاربعہ کو اس نظرسی منع کیا ہے
کہ یہہ مذاہب اربعہ خوب مُدَوَّن اور مفصل ہوگئی ہین اور باب باب اور فصل فصل کئی گئی ہین اور خوب مہذب اور منقح اور
معلل ہوگئی ہین اور سوا ان مذاہب کے یہہ تحقیق اور تفصیل اور تعلیل اور تبویب اور تنقیح کسیمین پائی نہین جاتی اور صاحب مسلم نے
ابن صلاح کی اس نظر کو جو در اصل مبنی اسکا قول امام الحرمین کا ہے بہی باطل کر دیا ہے بدلیل اجماع صحابہ اور اجماع تمام
مسلمین کے اور مسلم کی شرح مین مولانا بحر العلوم لکہنوی حنفی نے خوب تفصیل دلائل سے قول ابن صلاح کو اور اوسکی
مبنی کو باطل کیا ہے اور اچہے طرحسے تخصیص اور تعیین مذاہب اربعہ کو ڈہایا ہے چنانچہ کہا ہے مسلم اور شرح بحر العلوم مین

قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیہم فان اقوالہم قد
تحتاج من استخراج الحکم منہا الی تنقیحۃ کما فی السنۃ ولا یقدر العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین
سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای اوردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ کل باب و نقحوا
کل مسئلۃ عن غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا
تفصیلا یعنے یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا لاعیان الصحابۃ وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع
تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ ہم الامام الہمام امام الائمۃ ابو حنیفۃ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام
احمد رحمہم اللہ تعالی وجزاہم عنا احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم

سے امام نے کہا ہے محقق لوگ اکہٹی ہوگئی ہین اسپر کہ عام لوگون کو صحابہ کی پیروی منع ہے کیونکہ صحابہ کے قول حدیث کیطرح حکم کی برآمد کرنی مین بحث و
تفتیش کے محتاج ہین اور عام لوگ اسپر قادر نہین بلکہ عام لوگونپر پیروی اون لوگون کی واجب ہے جنہون نے ہر مسئلہ کے باب جدا جدا مقرر کر دئی ہین اور
ہر مسئلہ کے وجوہات بیانکر دئی ہین اور تفصیل کر دی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ عام لوگونپر پیروی اونکی واجب ہے جو تدوین علم فقہ کی قید پہ ہوے صحابہ کی پیروی اونکو نہین چاہیے
اور اسیپر سوا ائمہ اربعہ اور وں کی پیروی کے ممنوع ہونیکی بنا ابن صلاح نی رکہی ہے اور وہ ائمہ اربعہ امام عالی ہمت اماموں کی امام ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک اور
شافعی اور امام احمد ہین اللہ اونپر رحمت کری اور ہماری طرف سے اچہا بدلا دے اونہین کے پیروی دوسرے اسلیئے نہے کہ وہ باب اور فصلین وغیرہ ؟

وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر
حجر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتے ابا بکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتے ابا ھریرۃ ومعاذ بن جبل
وغیرھما ویعمل بقولھم من غیر نکیر فمن ادعی برفع ھذین الاجماعین فعلیہ البیان انتھی فقد بطل بھذین الاجماعین
قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفھم منہ الاجماع الذی ھو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی
یکون مختارا عند احد ویکون الجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل اخر وھو ان
التبویب لا دخل لہ فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد ان فھم مراد الصحابی عمل والا سال عن مجتہد اخر
فافھم وبطل بھذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامہ خلل اخر اذ المجتھدون الاخرون ایضا بذلوا جھدھم مثل
الائمۃ الاربعۃ وانکار ھذا مکابرۃ وسوء ادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم
محفوظۃ حتی لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتھد اخر یجوز العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود اقامۃ
لہ مقام التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافھم انتھی ما فی المسلم وشرحہ لبحر العلوم
اور ایسا ہی فاضل قندہاری نے منتخب الحصول میں فرمایا ہے تو اس عبارت مسلم کی اور شرح کی سے جناب مولف کی کیسی
تکذیب ہوئی اور معلوم ہوا کہ منع کرنا ابن صلاح کا تقلید سے غیر ائمہ اربعہ کی اجماع مرکب پر مبنی نہیں بلکہ قول پر امام الحرمین
کے اور وہ بہت ہی غلط اور مخالف اجماع صحابہ اور اجماع تمام مسلمین کے ہے اور اسی جگہہ سے باطل ہوا جو کہ مولف فی اعتراض
مافیہ سے جواب نا صواب پایا تہا اور کہا تہا کہ اوہٹہ گیا شبہ اوسکا ساتہہ نقل کرنے ان ثقات مذکورین کی اس اجماع کو
اور انکی کلاموں میں نہیں سمجھی جاتیں اور اس قول میں بڑا اعتراض ہے حاشیہ میں ہے کہ قرافی نے کہا ہے کہ اجماع ٹہر چکا اسپر کہ جو مسلمان ہے
اوسکو چاہیے کہ بلا روک ٹوک کے علما میں سے جسکی پیروی چاہے کرے اور متفق ہوگئی صحابہ اسپر کہ جو فتوی پوچھے دونوں مومنوں کی سردار ابو بکر اور عمر سے تو
اوسکو روا ہے کہ فتوا پوچھے ابو ہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے اور بلا کہٹکے انکی قول پر عمل کرے اور جس کسی کو ان دونو اجماعوں کی مرفوع ہونیکا دعوی ہے
تو دلیل اسکی اوسکی ذمہ پر ہے ہو چکی عبارت حاشیہ کی سو بلاشک ان دونوں اجماعوں سے امام الحرمین کا قول جہوٹا پڑ گیا اور امام کے اس قول سے
کہ محقق لوگ اکہٹے ہوگئے ہیں وہ اجماع نہیں سمجہا جاتا جو حجت ہے تا کہ یہہ کہدیا جاوے کہ دو اجماعوں کا باہم مخالف ہونا لازم آتا ہے بلکہ جبکہ
کسی شخص کے مختار کو جب ایک گروہ متفق ہو جاوے کہدیتے ہیں کہ محقق لوگ اس پر اکہٹے ہوگئے ہیں پہر اوسکی کلام میں اور خرابی ہے کہ باب بنانیکو
اور اسیطرح تفصیل کو پیروی میں دخل نہیں ہے کیونکہ اگر مقلد نے مراد صحابہ کو سمجہہ لیا تو عمل کرلیگا اور نہیں تو اور مجتہد سے پوچہہ لیگا سمجہہ لو
اس کلام کو اور اس سے ابن صلاح کا قول ہے باطل ہوگیا پہر اس کلام میں اور خلل ہے اسلیے کہ اور مجتہدوں نے بہی مثل ائمہ اربعہ کے صرف توجہہ کیا ہے
چنانچہ نہ ماننا اسکا ہٹ دہرمی ہے اور بے ادبی سو سچ تو یہہ ہے کہ جس کسی نے سوا ائمہ اربعہ کے اوروں کی پیروی کو منع کیا ہے سو اسلیے منع کیا ہی کہ صحیح روایتیں اونکی
مذہبوں کی باقی نہیں رہیں یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد کے مذہب کے روایۃ صحیح ملجاوے تو اوسپر عمل کرنا روا ہی کیا تو نے دیکہا نہیں کہ قائمقام تزکیہ کے
متاخرین نے گواہوں کی قسم دلانے پر موافق مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیدیا ہے سمجہہ لے تو ہو چکی عبارت جو مسلم میں اور اوسکی شرح میں ہی کہ جو بحر العلوم کی تصنیف

انتہی اور وجہ باطل ہونی اس جواب کی یہہ ہی کہ مبنی اعتراض مسلم کا اجماع صحابہ کا ہے جسکے بعد کوئی اجماع مخالف اوسکی او ناسخ اوسکا باجماع اہل اصول کے مقبول نہین ہے اور اجماع تمام مسلمین کا ہے جو کہ قرافی نے نقل کیا ہے اور مبنی مولف کی جواب کا اختلاف ائمہ اربعہ کا ہے جسکو بے دلیل وحجۃ اجماع مرکب نام رکھہ لیا ہے اور جسکے قرار واقعی تغلیط کی گئی ہے فتدبر[۵۱] ولا تکن من المغترین **تنبیہ** بعد ردکر دینے دعوے اجماع مرکب کی حجیت اختیار کرنے کی باقی کلام کو مولف کی نہین رہی کیونکہ وہ تمام اسی سے مستنبط اور اسی پر مبنی ہے اور جبکہ مبنی اور اصل باطل ہوگیا تو جو کہ اسپر بنا کیا گیا ہے اور اوسپر متفرع کیا ہے بطریق اولی باطل ہوگیا لاکن چونکہ کلام باقی مولف کا قطع نظر بطلان دعوے اجماع مرکب کے سے اور دلائل اور وجوہات سے بہی باطل تہا اسلئے اوسکی رد کی درپے ہوتے ہین **قال** پس ثابت ہوئین اس سے کتنی باتین اول تو یہہ کہ باطل ہے قول اون جہلا کا کہ کہا اونہون نے تقلید شرک ہے بہ سبب قول اللہ تعالی کے قل[۵۲] یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ اور بسبب قول اللہ تعالی کے اتخذوا[۵۳] احبارہم ورھبانہم اربابا من دون اللہ پس حاصل یہہ کہ یہہ قول باطل ہے بسبب اس اجماع کی کہ منقول ہے بڑے علما سے اور بسبب قول اللہ تعالی کے یا ایہا[۵۴] الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور بسبب اس قول اللہ تعالی کے فاسئلوا[۵۵] اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ **اقول** یہہ جہوٹ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب پر تو ثابت ہوا جو کہ ہمنے خطبہ مین کہا تہا کہ رسالہ مولف کا مقابلہ مولوی اسمٰعیل کے تالیف ہوا ہی سو بیان اسکا یہہ ہوگا پہلی ایک مقدمہ سن لینا چاہیے وہ مقدمہ یہہ ہے کہ معنے تقلید کی اصطلاح مین اہل اصول کی یہہ ہین کہ مان لینا اور عمل کرلینا ساتہہ قول بلا دلیل اوس شخص کے جسکا قول حجۃ شرعی نہو تو بنا بر اس اصطلاح کی رجوع کرنا عاما کا طرف مجتہدون کی اور تقلید کرنی اونکی کسی مسئلہ مین تقلید نہوگی بلکہ اسکو اتباع اور سوال کہینگے اور معنی تقلید کے عرف مین یہہ ہین کہ وقت لاعلمی کے کسے اہل علم کا قول مان لینا اور اوسپر عمل کرنا اور اسی معنی عرفی سی مجتہدون کی اتباع کو تقلید بولا جاتا ہے چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی **عقد الفرید** مین فرماتے ہین حقیقۃ[۵۶] التقلید العمل بقول من لیس قولہ احدی الحجج الاربعۃ الشرعیۃ بلا حجۃ منہا فلیس الرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاجماع من التقلید لان کلا منہما حجۃ شرعیۃ من الحجج الشرعیۃ وعلی ھذا اقتصر الکمال فی تحریرہ وقال ابن امیر الحاج وعلی ھذا عمل العامی

---

۵۱ سو سونچ تو اور نہ ہو ڈگمگانی والون سے ۵۲ کہہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے درمیان ہماری اور درمیان تمہارے یہہ کہ نہ عبادت کرین ہم مگر اللہ کو اور نہ شریک لاوین ساتہہ اوسکی کچہہ اور نہ پکڑین بعضے ہمارے بعض کو پروردگار سوا اللہ کے ۵۳ پکڑا اونہون نے عالمون اپنے کو اور درویشون اپنے کو پروردگار سوا اللہ کے ۵۴ اے لوگو جو ایمان لائی ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور صاحبون حکم کی کا تم مین سی ۵۵ سو پوچہو تم ذکر والون سے اگر ہو تم نہین جانتے ۵۶ اصل تقلید کی ایسی شخص کی قول پر عمل کرنا کہ جسکا قول چارون حجتون شرعیہ مین سے نہو اور نہ اوسکی قول پر عمل کرنیکی کوئی حجت شرعی ہو سو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرف تقلید نہین ہے اسلئے کہ یہہ دونو حجتون شرعیہ مین سے ہین اور اسی پر بس کیا ہی کمال نے اپنے کتاب تحریر مین اور ابن امیر الحاج نے کہا ہے کہ اسی نہج پر ہے عمل کرنا انجان کا

بقول المفتی وعمل القاضی بقول العدول لان کلا منہما وان لم یکن احدی الحجج فلیس العمل بہ بلا حجۃ شرعیۃ لایجاب النص اخذ العامی
بقول المفتی واخذ القاضی بقول العدول انتہی ما فی العقد الفرید لبیان الراجح من الاختلاف فی جواز التقلید اور فاضل قندہاری مغتنم الحصول مین
فرماتے ہین التقلید العمل بقول من لیس قولہ من الحجج الشرعیۃ بلا حجۃ فالرجوع الی النبی علیہ الصلوۃ والسلام او الی الاجماع
لیس منہ ہکذا رجوع العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لوجوبہ بالنص بل رجوع المجتہد والعامی الی مثلہ لکن العرف
علی ان العامی مقلد للمجتہد قال امام الحرمین وعلیہ معظم الاصولیین وقال الغزالی والامدی وابن الحاجب ان سمی الرجوع الی الرسول والی
الاجماع والی المفتی والی الشہود تقلیدا فلا مشاحۃ انتہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت کی پیروی کو اور مجتہدین کی اتباع کو تقلید کہنا مجوزہے
تمت المقدمۃ اور جبکہ مقدمہ ممہد ہوا تو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ تقلید مجتہد کی عالم بالحدیث وبالقران کو وقت جاننی ایک مسئلے
کے قرآن مجید سے یا حدیث سے اوس مسئلہ معلومہ مین نچاہیئے مثلاً جبکہ عالم بالحدیث وبالقران کو معلوم ہو کہ پانچ وقت کی نماز
فرض ہے ہر مکلف پر تو پہر اوسکو اس مسئلہ مین تقلید کسی مجتہد کی نچاہیئے بلکہ اسوقت تقلید رسول مقبول صلعم کی پر ضرور
چاہیئے اسلئے کہ جس آیۃ کی حکم سے کہ تقلید ثابت ہے تو وہ اوسیصورت مین ہی جبکہ لاعلمی ہو قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر ان
کنتم لا تعلمون یعنے پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیۃ دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار
الیہ المحقق ابن الہمام فی التحریر وغیرہ اور ظاہر ہی کہ امر بالسوال اس آیہ مین مقید بالشرط ہے اور اصول فقہ مین محقق ہے
کہ حکم مقید بالشرط متعدی نہین ہوتا ہے اوس فرد مین جو کہ مجرد ہو اوس شرط سے چنانچہ **مسلم الثبوت** مین لکہا ہی
الظاہر ان التخصیص بمعنی القصر اتفاق وانما الخلاف فی اثبات النقیض انتہی اور توضیح مین کہاہے وعندنا لا یثبت
بدای بالتعلیق بل یبقی الحکم علی العدم الاصلی حتی لا یکون ہذا العدم حکما شرعیا بل عدما اصلیا انتہی اور ایسی کوئی دلیل قرآن سی یا حدیث سی
یا اجماع سی یا قیاس سے جو کہ باوجود علم کی تقلید کو واجب یا جایز کردی اور اوسکو عدم اصلی سے نکالی نہین ہے بلکہ کئی آیات صریح دلالت کرتی ہین
اسپر کہ بمجرد علم کسی مسئلہ کے قرآن یا حدیث سی بدون کسیکی تقلید کے پیروی قرآن اور حدیث کی لازم ہے قال اللہ
تعالی ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر اور وجہ استدلال اس آیۃ سی عنقریب شاہ عبد العزیز قدس سرہ سے

مفتی کے قول پر اور عمل کرنا قاضی کا ثقہ کی قول پر کیونکہ یہہ دونو اگرچہ خود حجت شرعی نہین ولیکن عمل اونپر بے حجت شرعی نہین اسلئی کہ حکم
کہلا ہوا انجان کیلئے مفتی کی قول پر عمل کرنیکا اور قاضی کی لئی ثقہ کے مقولہ پر عمل درآمد کرنیکا شرع مین وارد ہوا ہے ہوچکی وہ عبارت عقد الفرید کی
ہے وہ عقد الفرید جسمین خلاف جواز تقلید کے امر غالب کا بیان ہے سلہ تقلید اوس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا ہے جسکا قول حجتون
شرعیہ مین سی نہو سو رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع کیطرف تقلید نہ ٹہرے اور اسیطرح رجوع کرنا انجان کا مفتی کی قول کیطرف اور رجوع کرنا قاضی کا
ثقہ آدمی کی قول کیطرف تقلید نہین ٹہرگی کیونکہ یہہ رجوع بحکم شرع واجب ہے ہان رجوع کرنا مجتہد یا انجان کا اپنے جیسے کیطرف تقلید ہے لیکن مشہور یون
ہو گیا ہے کہ انجان مجتہد کا مقلد ہے امام الحرمین نے کہا ہے کہ اسے قول مشہور پر بڑی بڑی اصولی ہین اور غزالی اور امدی اور ابن حاجب نے کہا ہی کہ
رجوع کرنا آنحضرت اور اجماع اور مفتی اور گواہون کی طرف اگر تقلید قرار دیا جاوے تو کچہ حرج نہین سلہ جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف محقق ابن ہمام نے تحریر

کلام سی معلوم ہوگی **قال اللہ تعالٰی** فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئك الذین هداهم الله واولئك هم اولوا الالباب اسیواسطی ائمہ اربعہ اور اونکی اتباع سی نہی اور نکیر مروی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین اسیوطی کتاب الرد علی من اخلد الی الارض مین فرماتی ہین هل ابلح مالك وابو حنیفة والشافعی رضی الله عنهم قط لاحد تقلیدهم حاشا الله منهم بل انهم قد نهوا عن ذلك لعلمهم بفضول الحد فیه انتہی اور شیخ عبد الوہاب شعرانی **یواقیت والجواہر** مین فرماتے ہین وکان الامام احمد یقول لیس لاحد مع الله ورسوله کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرهم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنة علی ما نقله فی عقد الجید انتہی اور **فاضل بہاری مسلم الثبوت** مین فرماتی ہین العدول عن الدلیل الی التقلید خلاف المعقول کیف وفیه ریب وقد امرنا بترکه فی الحدیث المنقول انتہی اور **تاج الدین عثمانی جامع الفواد** مین فرماتی ہین من یعمل بقول المجتهدین فهو مثاب فی الدنیا والاخرة ما لم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا وجده یعمل بالحدیث انتہی اور **علامہ مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادہ** مین فرماتی ہین ودر باب عبادات اعتماد کلی بران کنند یعنی برانچہ از حدیث ثابت است واز خلاف زید وعمر نیندیشند انتہی اور قاضی عضد شارح مختصر الاصول فرماتی ہین المستفتی المقلد والمفتی المجتهد والمستفتی فیه هو المسائل الاجتهادیة انتہی یعنی وہ مسئلہ جسمین کسیکی تقلید چاہیے وہ مسائل اجتہادیہ ہین نہ منصوصہ اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ فتح العزیز مین تحت اس آیہ کی ولئن اتبعت اهواءهم بعد الذی جاءك من العلم الایة فرماتی ہین ازین آیہ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوع براہین تقلید باطل است زیراکہ اتباع ہوا بعد مجی العلم است انتہی مولانا اسمٰعیل شہید صراط المستقیم مین فرماتی ہین پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد ندان کنند انتہی تو ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت علم کسی مسئلہ کے نصوص سے تقلید کسی مجتہد کے نجا ہے اگرچہ قول اوس مجتہد کا موافق ہے اوس حدیث کی ہو لاکن جو لوگ کہ حدیث پر عمل کرنیسے منع کرتے ہین اونکو باوجود وضوح براہین کے حق نہین سوجہتا تو وہ یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ آجکل وہ حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہی کیونکہ حدیث وقران ایک دریا نا پیدا کنار ہے اوسکو سمجہنا اور اوسپر عمل کرنا

---

عه بالاتفاق ہے بے اسکے نہین کہ خلاف نقیض کے ثابت کرین ہے عه اور ہمارے نزدیک تعلیق سے حکم ثابت نہین ہوتا بلکہ حکم اپنے ناپیدی اصلی پر باقی رہتا ہے یہانتک کہ پیدا ہو پیدی حکم شرعی نہین ہوتے بلکہ ناپیدی اصلی رہتی ہے شه فرمایا اللہ تعالٰی نے اور البتہ اگر پیروی کریگا تو اونکی خوشنودی کی بعد اسکے کہ آیا ہے تیرے پاس علم نہین تیری لئی اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار رله سو خوشخبری دی میرے بندونکو جو سنتی ہین بات کو پہر پیروی کرتی ہین بہتر اوسکی کے یہہ لوگ ہین جنکو ہدایت کی اللہ نے اور یہی لوگ ہین صاحب عقل کی طه ہرگز نہین روا رکہا مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی نی خدا اونسی خوش ہو کسی کے لئے اپنے پیروی بلکہ بلاشک انہون نی اس سے منع کیا ہے اور کیسا اوبات مین دخل نہین دی ته اور امام احمد کہتے تھے کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ مین کسیکو تاب سخن نہین البتہ نہ تو میری پیروی کر اور نہ مالک کے نہ اوزاعی نہ نخعی کے اور کسیکی جہان قران اور حدیث سی اونہون نی حکم شرعی لئی ہین تو بہی لے ہو چکی عبارت یو قیت کے جسطرح عقد الجید مین ہے عه دلیل سے پہر کر تقلید کیطرف آنا خلاف عقل ہے کیونکہ اسمین شک ہے اور شک کے چہوڑ دینی پر ہمین حدیث مین حکم کیا گیا ہے شه جو کوئی مجتہد کے قول پر عمل کریگا تو وہ دونو جہان مین ثواب پاویگا جبتک کہ حدیث صحیح متصل الاسناد نہ پاوے اور جب پاوے تو اوسپر عمل کرے

مجتہد مطلق ہی کا کام ہے اور ہمارا یہہ شان ایسی نہین ہے کہ حدیث و قران کو سمجھین اور اگر کچھہ ترجمہ ظاہری سمجھتے بھی ہین
تو پھر ہمکو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا نہین یا معنے ظاہر پر محمول ہے یا مأول ہے یا کوئی اور حدیث اسکی معارض
موجود ہے یا نہین تھا اس عذر کا دو وجہ جواب ہے وجہ اول یہہ کہ قران اور حدیث ایسے مشکل نہین ہین کہ سوائے مجتہد مطلق کے کسیکی
سمجھہ مین نہ آوین بلکہ ایسے آسان ہین کہ جسکو لغت عرب سے معرفت ہو خاص کر علما تو وہ بخوبی بشرط قصد سمجھنے کی معنی سے
قرآن اور حدیث کے واقف ہوجاتا ہی قولہ تعالیٰ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر وقال تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین
رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین الایۃ وقال تعالیٰ
ولقد انزلنا الیک ایٰت بینٰت وما یکفر بھا الا الفٰسقون تو جو کوئی اہل علم ہوکر کہے کہ ہم قران و حدیث نہین سمجھتے تو گویا وعید مین آیہ
کریمہ مذکورہ بالا کی داخل ہوا جیسا کہ مولانا اسمٰعیل شہید رسالہ تقویۃ الایمان مین فرماگئے ہین اسیواسطے سب محققین نے تصریح کی ہی کہ حکم
منصوص کو ہر ایک عالم سمجھتا ہے اور جو کہ ساتھہ مجتہد کے مختص ہے وہ قیاس ہے چنانچہ شرح شاشی مین لکھا ہی کل عالم لہ اصابۃ الحکم
المنصوص علیہ مطلقا سواء کان قطعیا او ظنیا بحسب الدلالۃ والاثبات وما کان ظنی الثبوت اعنی القیاس فھو
المختص بالمجتہد انتھے اور قاضی عضد نے کہا ہے اذا دخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرجم فالفقیہ
وغیرہ فی ذلک سواء انتھی بلکہ شیخ ابن الہمام نے لکھا ہے کہ دلالۃ النص کو جو کہ عبارت النص اور اشارۃ النص سے
مرتبہ خفا مین ہے عوام بھی سمجھتے ہین چنانچہ تحریر مین فرماتے ہین ان دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص
بالمجتہد و دلالۃ النص یفھمھا العوام انتھے تو اسی سبب سے کتب فقہ مین تصریح ہے کہ جو عامی ظاہر معنی پر حدیث افطر الحاجم و
المحجوم کے مطلع ہوکر بعد حجامت کے جانکر کچھہ کہا لیے تو اوسپر کفارہ نہین آتا چنانچہ بحر الرائق مین کہا ہے وان لم یستفت ولکن
بلغہ الخبر وھو قولہ علیہ السلام افطر الحاجم والمحجوم وقولہ علیہ السلام الغیبۃ تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا تاویلہ
فلا کفارۃ علیہ عندھما لان ظاھر الحدیث واجب العمل بہ خلافا لابی یوسف لانہ لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والمنسوخ انتھے
اور ہدایہ مین کہا ہے ولو بلغہ الحدیث فاعتمدہ فکذلک عند محمد لان قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزل عن قول المفتی انتھی

عہ فتوا پوچھنی والیکا مقلد ہونا اور مفتی کا مجتہد ہونا اور اجتہاد کے طور پر فتوا دینا یہہ سب اصول اجتہاد مین ہوتا ہے۔ عہ اور البتہ آسان
کیا ہمنے قران کو واسطے نصیحت کے پھر کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا عہ وہی ہی جس نے بھیجا انپڑھون مین پیغمبر انہین مین سے پڑھتا انپر آیتین
اوسکی اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا ہے اونکو کتاب اور حکمت اور بلا شک تھے اس سے پہلے البتہ گمراہی مین عہ اور بیشک البتہ اوتاری ہمنے
تیری طرف کھلی نشانیان اور اوس سے منکر نہین ہوتے مگر بدکار لوگ عہ اگر فتوا نہین پوچھا لیکن پہونچ گئی اوسی حدیث اور وہ حدیث
آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ ٹوٹ گیا روزہ سینگی لگانیوالا اور لگوانیوالا دونون کا روزہ نہین اور یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہی اور نہ پہچانا حدیث کا
منسوخ ہونا اور اوسکی تاویل نہین جانتا تو اوسپر کفارہ نہین شیخین کے نزدیک کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے لیکن امام ابی یوسف نے
اسمین خلاف کیا ہے اور اونکی دلیل خلاف کی یہہ ہے کہ انپڑھ کو بسبب نہ جاننے ناسخ اور منسوخ کی حدیث پر عمل کرنا نہین پہونچتا ہو یہی عبارت بحر الرائق کی۔

اقول خلاف ابی یوسف انما هو فی العامی الصرف الجاهل الذی لا یعرف معنے الاحادیث وتاویلاتها واما العارف بمعانی النصوص وتاویلاتها ونسخها وجرحها وصحتها وسلامتها عن معارضتنا قوی منها فلا خلاف فی صحة عمله بها کما قال فی خزانة الروایات نقلا عن دستور السالکین واما الجواب عن قول ابی یوسف ان للعامی الاقتداء بالفقهاء فمحمول علی العامی الصرف الجاهل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلاتها الا انه اشار الیه لعدم الاهتداء فی حقه الی معرفة الاحادیث وکذا قوله وان عرف العامی تاویله یجب الکفارة یشیر الی ان المراد من العامی غیر العالم وفی الحمیدی العامی منسوب الی العام وهم الجهال فعلم من هذه الاشارات ان مراد ابی یوسف ایضا من العامی الجاهل الذی لا یعرف معنے النص وتاویله فیما ذکر من قول ابی حنیفة والشافعی ومحمد ع بیندفع قول القائل بوجوب العمل بالروایة بخلاف النص انتهی ما نقله الشیخ الاجل فی عقد الجید اور تلویح اور حاشیہ شیخ الاسلام علی التلویح اور شرح عقائد اور فتاوی فضلیہ اور نقود وغیرہ سی بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ سمجھنا نصوص کا مجتہدون پر خاص نہین بلکہ غیر مجتہد بھی سمجھتے ہین تو بھر حال سمجھنا علما کا معانی نصوص کو بلا اختلاف ثابت ہوا اور جبکہ یہہ ثابت ہوا کہ اہل علم بھی معانی احادیث اور قران کو خوب سمجھہ سکتی ہین تو اب معلوم کرنا چاہیے اسیطرح عالم متتبع طالب حق کو دیکھنے سے کتب احادیث اور شرح اونکی کی اور کتب اسما الرجال کی غالب ظن سی یہہ بھی معلوم ہو جاتا ہے موافق فہم و استعداد کے کہ فلانی حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے اور معمول بہ ہے یا منسوخ ہے اور اسکی معارض کوئی حدیث صحیح موجود ہی یا نہین اگرچہ دو چار ہی مسئلہ پر واقف ہو جاوے گو کہ تمام و کل مسائل کے دلائل پر نہو یعنے اس مسئلہ کی دلیل مثلاً جانتا ہی اور مسائل مین مقلد ہی تو یہہ عیب کی بات نہین درست اور حق ہی ایسی کہ تجزی اجتہاد مین جائز ہے بنا بر قول حق کی جیسا کہ مولانا عبد العلی وغیرہ شرح مسلم مین فرماتی ہین اور مسلم الثبوت سی بھی واضح ہوتا ہی غیر المجتہد المطلق ولو کان عالما یلزمه تقلید المجتهد فیما لا یقدر علیه من الاجتهاد فیه ای تحصیله بالاجتهاد بناء علی التجزی فی الاجتهاد ویلزمه التقلید مطلقا فیما یقدر علیه و فیما لا یقدر

---

مین کہتا ہون کہ خلاف ابو یوسف کا بیچ ایسے نہین کہ وہ ایسی انجان مین ہے کہ جو معنی حدیثوں کی اور اونکی تاویلین نہین جانتا اور کہلی کہلی آیتون اور حدیثون کے معنے اور تاویلین اور ناسخ منسوخ اور صحیح ضعیف جاننے والا سو اوسکی عمل کی صحیح ہونی مین کسیکے کا خلاف نہین چنانچہ بحوالہ دستور السالکین کے خزانة الروایات مین کہا ہے اور امام ابو یوسف کے قول کا جواب کہ انجان کو فقہا کی پیروی ہی سو یہہ اس انجان پر محمول ہے جو نرا ایسا جاہل ہو کہ حدیث کی معنی اور اونکی تاویلین نہین جانتا اسواسطے کہ یہہ اشارہ کر دیا کہ اوسکی حق مین معرفت حدیث کی راہ پائی نہین ہے اور اسیطرح ابو یوسف کا یہہ کہنا کہ اگر انجان حدیث کی معنی جانتا ہے تو اوسپر کفارہ ہے اشارہ ہی کہ انجان سی مراد جاہل ہے اور حمیدی مین ہے کہ عامی عوام کیطرف منسوب ہوتا ہے اور وہ جاہل لوگ ہوتی ہین سو ان اشارات سی معلوم ہوا کہ ابی یوسف کے مراد بھی انجان سی وہ جاہل ہے جو نص کے معنے اور تاویل نہین جانتا سو ابو حنیفہ اور شافعی اور محمد کے قول مذکور سی بھی کہتی ہو لیکا یہہ کہنا کہ نص کے خلاف روایة پر عمل واجب ہی دفع ہو گیا ہو چکی وہ عبارت جسکو نقل کیا شیخ بزرگ نے عقد الجید مین ۱۵ نرا غیر مجتہد اگرچہ کچھ عالم ہو لازم ہے اوسی پیروی مجتہد کے اون مسئلون مین جنمین اوسی اجتہاد کی قدرت نہین ہے اور یہہ بات اقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہہ بات

غلبہ بناء علی تفقیہ بالتحری وقد عرفت ان الحق ہو الاول انتہے ما قال مولانا عبد العلے فی شرح مسلم الثبوت اور اگر کہو کہ اطلاع اس امر کی یقیناً آجکل دن دشوار ہے تو کہا جائیگا کہ علم الیقین توان امور کا مجتہدین کو بھی نہین ہوتا چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین فرمایا ہے ورد بانا ان اراد عدم الیقین بنفی ہذہ الاحتمالات فالمجتہد ایضا لا یحصل لہ فی زماننا الیقین بذلک وانما یبتنی اکثر امرہ علی غالب الظن وان اراد انہ لا یدرک ذلک بغالب الظن منعناہ فی صورۃ النزاع لان المتبحر فی المذہب المتتبع لکتب القوم الحافظ من الحدیث والفقہ بجملۃ صالحۃ کثیرا ما یحصل لہ غالب الظن بان الحدیث غیر منسوخ ولا مؤول بتاویل یجب القول بہ انتہی بلکہ آجکل دن بہلی زیادہ غلبہ ظن حاصل ہوتا ہے کیونکہ ابتدا زمانہ مین علم حدیث زبانی زبانی سیکہا جاتا تہا۔ اور کتب مدون نہ تہی اور قواعد ممہد نہ تہے اور کتب اسماء الرجال کا نام ونشان نہ تہا اور اب بحمد اللہ سب کچہہ مالابد منہ للعمل موجود ہے چنانچہ عنقریب کلام مین عبد الرحمن بن اسمٰعیل **ابوشامہ** کے آویگا اور **وجہ ثانی** یہہ کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کی ایک حدیث کو تحقیق کرکے اوسپر عمل کرلے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہین کہ وہ شخص عمل کرنیمین ساتہہ اوس حدیث کی گنہگار نہوگا اور وہ عمل اوسکا باطل اور قابل اعادہ کی نہوگا جیسا کہ مروی ہے کہ بعد نسخ قبلہ ٹہرانی بیت المقدس کی بعض لوگ بدستور قدیم طرف بیت المقدس کے نماز پڑہتے رہے اور جب آنحضرت سی اونکو خبر پہونچی تو متوجہ مکہ کی طرف ہوئی اور آنحضرت علیہ السلام نی اونکو یہہ امر نکیا کہ جو نماز طرف بیت المقدس کے باوجود منسوخ ہونی استقبال بیت المقدس کے پڑہ چکی تہی اونکو اعادہ کرین چنانچہ **فاضل قندہاری** نے **مغتنم** مین کہا ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یامر الذین صلوا الی بیت المقدس بعد التحویل جاہلین بہ بان یعیدوا صلوتہم انتہے تو عذر اون لوگونکا جو کہ حدیث پر عمل کرنیسی بالکل منع کرتے ہین بجمیع وجوہ باطل ہوا اور ثابت ہوا کہ عالم بالحدیث کو وقت جاننی ایک مسئلہ کی حدیث کی تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیئے اوس مسئلہ خاص مین باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہہ چار قسم ہے **قسم اول** واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کی سی لا علی التعیین جسکو **مولانا شاہ ولی اللہ** نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ یہہ تقلید واجب ہے اور صحیح ہے باتفاق امت اور اسکے یہہ علامت لکھی ہے کہ عمل مقلد کا ساتہہ قول مجتہد کی اسطرح پر جیسے شرط کی ہوتی ہے کہ اگر وہ قول موافق سنت کی ہو تو عمل کیئی جاوینگا اور جبکہ معلوم ہوگا کہ مخالف ہے سنت کی تو اوسکو چہوڑ دینگا

---

کر اوسی بالکل سب مسئلونمین پیروی لازم ہے لئے انقسام اجتہاد پر مبنی ہے اور یہہ تو تجہے معلوم ہے کہ حق یہہ ہے کہ پہلے ہی ثابت ہو چکے وہ عبارت جسے مولانا عبد العلے نے شرح مسلم مین کہا ہے **سه** اور یہہ قول اسطور رد کیا گیا ہے کہ اگر ان احتمالات کی نفی کا عدم یقین مراد ہے تو اسکا یقین تو مجتہد کو بہی حاصل نہین ہوتا وہ تو اپنے اکثر مسائل غالب ظن پر مبنی کرتا ہے اور اگر یہہ مراد ہے کہ وہ شخص اسکو بغالب رائے نہین جانتا تو اسکو نزاع کی صورت مین ہم نہین مانتی کیونکہ متبحر فی المذہب کہ قوم کی کتابونکو دیکہتا رہتا ہے حدیث اور فقہ مین بہی مقدار شائستہ کا حافظ ہو اکثر اوقات یہہ بات اوسی الظن غالب حاصل ہو جاتی ہے کہ حدیث منسوخ نہین ہے اور نہ ایسے اول جسکی تاویل کا قائل ہو **سه** جب ہوئے آنحضرت صلعم نے اون لوگونکو جنہونے بعد تبدیل جہت قبلہ کی انجانی مین بیت المقدس کیطرف

چنانچہ فرماتے ہین اعلم ان تقلید مجتہد علی وجہین واجب وحرام فاحدهما ان یکون من اتباع الروایة ولو دلالة وتفصیله ان الجاهل
بالکتاب والسنة لایستطیع التتبع ولا الاستنباط فکان وظیفته ان یسأل فقیها ما حکم رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسئلة کذا وکذا فاذا
اخبر اتبعه سواء کان ماخوذا من صریح نص او مستنبطا منه او مقیسا علی المنصوص فکل ذلک راجع الی الروایة عنه صلی الله علیه وسلم ولو دلالة وهذا
قد اتفقت الامة علی صحته قرنا بعد قرن وامارة هذا التقلید ان یکون عمله بقول المجتهد کالمشروط بکونه موافقا للسنة فلا یزال متفحصا
من السنة بقدر الامکان فمتی ظهر حدیث یخالف قوله نبذه واخذ بالحدیث **قسم ثانی** مباح اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد
اس تعین کو امر شرعی نہ سمجھی بلکہ اس نظر سی تعین کر لی کہ جبکہ امر اللہ تعالی کا واسطی اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا ہے تو جب
ایک مجتہد کا اتباع کرینگی اوسی کی اتباع سی عہدہ تکلیف کیسی فارغ ہو جاینگی اور اسمین سہولت بہی پائی جاتی ہے اور
علامت اس تقلید کی یہہ ہے کہ اگر دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر عمل کر سکے تو اوس سے انکار نہ کری اور کسی شخص عمل کرتی
والیکو برا نہ جانی اور ملامت اور نکیر نکری مثلاً حنفی المذہب کو مسئلہ رفع یدین اگر معلوم ہو تو اوسکی استعمال سی نفرت اور
انکار نہ کرے بلکہ کبہی کر بہی لے اور حنفی ہو کر کسی کرنیوالی پر طعن نکرے **قسم ثالث حرام وبدعت ہے**
اور وہ تقلید ہے بطور تعیین کے بزعم وجوب کے برخلاف قسم ثانی کے **قسم رابع** شرک ہی اور وہ ایسی تقلید ہے کہ وقت
لاعلمی کے مقلد نے ایک مجتہد کا اتباع کیا پہر اوسکو حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب اوس مجتہد کے
مثلا معلوم ہوئی تو اب وہ مقلد بدستاویز اون عذرات کی جنسے سابقاً بخوبی جواب دیا گیا ہے یا تو حدیث کو قبول
ہی نہین کرتا اور یا اوسمین بدون سبب کے تاویل و تحریف کرکی اوس حدیث کو طرف قول امام کی لیجاتا ہی غرضکہ وہ مقلد
مذہب اپنے امام کا نہین چہوڑتا سو ان قسمون مین سی قسم اول اور ثانی تو محتاج اثبات کی نہین کیونکہ اون دونو کو فریقین
تسلیم کرتے ہین لاکن قسم ثالث اور رابع بیشک معرکہ آرا اور محط انظار ہے سو دلائل قسم ثالث کی تو مبحث مین تقلید
شخصی کے آوینگے **فانتظر** اور قسم رابع کو اس مقام پر مدلل کیا جاتا ہے تو واضح ہو جاوے کہ شرک ہونی پر ایسی تقلید کے
آیات قرانی اور احادیث نبوی بہت سی دال ہین اور بہت علمانے اون آیات اور احادیث سی شرک ہونا ایسی تقلید کا

**له** سمجھ لے کہ مجتہد کی پیروی دو قسم کی ہے واجب اور حرام سو ایک تو یہہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہو اوسکی تفصیل
یہہ ہے کہ جو شخص قران اور حدیث کو نہین جانتا تو وہ بذات خود جستجوی مسائل اور استنباط کی طاقت نہین رکھتا سو اوسکا یہہ ہی وظیفہ ہے
کہ کسی فقیہہ سی پوچھ لے کہ آنحضرت صلعم نے فلانی فلانی مسئلہ مین کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہہ بتادی تو اوسکی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے
لیا ہو یا اوس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہہ سب صورتین حضرت صلعم کے روایت کیطرف رجوع کرتے ہین
اگرچہ بطور دلالت کے ہی ہون اور ایسے تقلید کے صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ مین اتفاق ہے بلکہ اور تمام امتین
اپنی اپنی شریعتون مین ایسے صورت پر متفق ہین اور اس تقلید کا نشان یہہ ہے کہ اوسکا عمل مجتہد کے قول پر مثال مشروط
کے ہے کہ سنت کی موافق ہو سو ہمیشہ جہانتک ہو سکی سنت کے تلاش مین رہے پہر جب ایسی حدیث ملجاوی کہ اوس قول کی مخالف ہو تو اوسکو چہوڑ کر

ثابت کیا ہے پس نقل کر دینا اقاویل اون علماء کا جنمین وہ آیات اور احادیث موجود ہین مستغنی ہے ذکر کرنی آیات
کیسی غلطی ہے توسنو کہ تفسیر نیشاپوری مین ضمن اس آیۃ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کی مذکور ہے
کہ یہہ مراد نہین کہ یہود اور نصاری نی اپنے علماء اور درویشون کو خدا ٹھیرالیا تہا بلکہ مراد یہہ ہے کہ اطاعت اونہون نی
اپنے علماء اور درویشون کی برخلاف حکم خدا اور رسول کے کی تہی عبارت تفسیر مذکور کی بعینہ لکہی جاتی ہے اختلفوا فی معنی
اتخاذهم اياهم اربابا بعد الاتفاق على انه ليس المراد انهم جعلوهم الهة فقال اكثر المفسرين المراد انهم اطاعوهم في اوامرهم ونواهيهم ونقل
عن عدي بن حاتم كان نصرانيا فانتهى الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقرء سورة براءة فلما وصل الى هذه الاية قال عدي انا لسنا نعبدهم فقال
اليس تحرمون ما احل الله وتحلون ما حرم فقلت بلى فقال تلك عبادتهم قال الربيع قلت لابي العالية كيف كانت الربوبية في بني اسرائيل
فقال انهم ربما وجدوا في كتاب الله ما يخالف قول الاحبار والرهبان فكانوا ياخذون باقوالهم وما كانوا يقبلون حكم الله تعالى ثم قال العلماء انما
لم يلزم تكفير الفاسق بطاعة الشيطان خلافا لما عليه الخوارج لان الفاسق وان كان يقبل دعوة الشيطان الا انه يلعنه ويستخف به بخلاف اولئك
الاتباع المعظمين قال الامام فخر الدين الرازي رح قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت عليهم آيات كثيرة من كتاب الله في مسائل كانت تلك الايات
مخالفة لمذهبهم فيها فلم يقبلوا تلك الايات ولم يلتفتوا اليها وكانوا ينظرون الي كالمتعجب يعني كيف يمكن العمل بظواهر تلك الايات مع ان الرواية عن
سلفنا وردت بخلافها فلو تاملت حق التامل وجدت هذا الداء ساريا في عروق الاكثرين انتهى ما في التفسير النيشابوري وهكذا في التفسير الكبير پس امام
فخر الدین رازی کی تقریر سی صاف واضح ہوا کہ اکثر مقلدین متعصبین مخالفت قرآن وحدیث کی کرتے رہے ہین بسبب غلبہ تقلید کے
اور نیز ظاہر ہوا اونکی کلام سی کہ ایسی تقلید کہ مخالف قرآن وحدیث کی ہو وہ مذموم اور در حسب الرد آئی ہے اور متعصبین سات اٹھہ سو برس سے
چلے آتے ہین کہ باعث تعصب نفسانی کی ظاہر قرآن وحدیث پر عمل کرنا دشوار ہوتا ہے اونپر اور ایسے ہی مقلدین مصداق
اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کے ہین اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو
ایسا سمجہہ لیا کہ اسکے شان سی خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اوس امام کی ملی تو بہی اوسکی تقلید کو نہ چھوڑے

ف۱ علماء مختلف ہین یہود اور نصارا کی اپنی علما کو پروردگار ٹھہرانے کے معنون مین بعد اتفاق اسبات کی کہ وہ اپنی علما کو خدا نہین کہتی تہے سو اکثر مفسرون نے
کہا ہے کہ وہ امر ونہی مین اپنے علما ہی کا کہنا کرتے تہے عدی بن حاتم سے منقول ہے کہ وہ حالت نصرانیت مین آنحضرت صلعم کی پاس آئے اور
آنحضرت صلعم سورہ براۃ پڑہ رہے تہے جب اس آیۃ تک پہونچی تو اونہون نے کہا ہم تو اپنے علما کی بندگی نہین کرتے آپنے فرمایا کیا تم حرام نہین
ٹہراتے جسی اللہ نے حلال کیا اور حلال نہین ٹہراتے جسی حرام کیا اونہو نے کہا یہہ تو ٹہیک ہے آپنے فرمایا یہی تو اونکی بندگی ہے ربیع نے کہا مینے
ابو العالیہ سے پوچہا کہ بنی اسرائیل کا علما کو پروردگار ٹہرانا کیونکر تہا اونہون نے کہا اکثر وہ کتاب اللہ مین وہ مسئلہ جو اونکی علما کی مخالف ہون پاکر اپنے
علما کی قولونکو لیتے تہے اور حکم خدا چہوڑ دیتے تہے علما نے کہا ہے کہ ہوا اسکی نہین جو فاسق کی تکفیر اطاعت شیطان مین لازم نہین آتی بخلاف فرقہ
خوارج کے کہ فاسق اگرچہ شیطان کا کہا مانتا ہے مگر اوسکو برا کہتا ہے بخلاف ان اطاعت کرنے والون کے کہ اپنے مقتداؤن سی بر سر تعظیم ہین
امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ مین ایک گروہ مقلدون سے ملا اور اونکی مذہب کے مخالف کچہ آیتین تہی اونکی روبرو پڑہین تو اونہون نے اون آیتون کیطرف

تو وہ شخص داخل ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله مین چنانچہ عقد الجید مین ارشاد فرماتی ہین فمن یکون عامیا ویقلد رجلا من الفقهاء بعینه یری انه یمنع من مثله الخطأ وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر فی قلبه ان لا یترک تقلیده وان ظهر الدلیل علی خلافه وذلک ما رواه الترمذی عن عدی بن حاتم انه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرء اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال انهم لم یکونوا یعبدونهم ولکنهم کانوا اذا احلوا لهم شیئا استحلوه واذا حرموا علیهم شیئا حرموه انتہی ارشاد حضرت ممدوح قدس سره حجة الله البالغه مین فرماتی ہین ومنها تقلید غیر المعصوم ای غیر النبی صلی الله علیه وسلم الذی ثبت عصمته وحقیقته ان یجتهد واحد من علماء الامة فی مسئلة فیظن متبعوه انه علی الاصابة قطعا او غالبا فیردوا به حدیثا صحیحا وهذا التقلید غیر ما اتفق علیه الامة المرحومة فانهم اتفقوا علی جواز التقلید للمجتهدین مع العلم بان المجتهد یخطی ویصیب مع الاستشراف لنص النبی صلی الله علیه وسلم فی المسئلة والعزم علی انه اذا ظهر حدیث صحیح خلاف ما قلده فیه ترک التقلید واتبع الحدیث قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالی اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله انهم لم یکونوا یعبدونهم ولکنهم کانوا اذا احلوا لهم شیئا استحلوه واذا حرموا علیهم شیئا حرموه انتہی کلامه اور مولانا جناب شاہ عبد العزیز نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکی تقلید اپنے اوپر لازم سمجھ لیوے اور باوجود مخالف معلوم ہو جانے حکم اوسکی کی ساتھہ حکم خدا کی اوسکا اتباع نچھوڑے تو اوسنے بحکم آیۃ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله کے خدا کا شریک ٹھیرایا چنانچہ فتح العزیز مین تحت آیۃ فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون کے فرماتی ہین درینجا باید دانست چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقا شرک وکفر ست اطاعت غیر او تعالی نیز بالاستقلال کفر ست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اورا

توجہ کی اوسپر بطریق صحیح ارتکاب رہ گئی اور یہہ خیر انگی یون ہی کران آیات مخالف مذہب پر ہیلا کیو نکر عمل ہو سکتا ہے اگر خوب غور کیا جاوے تو یہہ مرض اکثر لوگو نمین پہیلا ہے ہوجکی عبارت ختیا پوری اور سیطرح تفسیر کبیر مین ہے ۵۱ اور جو شخص انجان ہوا ور فقہا مین سی کسی ایک تقلید کرے یہہ سمجھ کر کہ ایسے شخص سے خطا مشکل ہے اور یہہ جو کہتا ہے یہی ٹھیک ہے اور دلمین یہہ بات ٹھرا رکہی کہ اوسکی تقلید نچھوڑونگا اگرچہ اسکی خلاف پر دلیل قایم ہو مصداق ہیکا وہ حدیث ہی جو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ عدی بن حاتم نے کہا کہ مینی آنحضرت صلعم سی سنا کہ یہہ آیت پڑہتے ٹھیرایا یہود اور نصاری نے اپنے عالمون اور درویشون کو پروردگار اللہ کو چھوڑکر فرمایا کہ وہ لوگ اونکی بندگی نہین کرتے تھے پر اونکا یہہ حال تہا کہ جس چیز کو وہ اونہین حلال بتا دیتی اوسکو حلال جانتے اور جب اونکو کوئی چیز حرام بتا دیتے تو اوسی حرام جانتے ۵۲ اور اونہین سے پیروی غیر معصوم یعنی غیر نبی کے ہے جنکی عصمت ثابت ہوچکی اور صورت اس تقلید کی یہہ ہے کہ کسی مسئلہ مین کسی عالم کی پیروی کرے اور یہہ گمان کرے کہ وہ یقینی حق پر ہے یا بالظن غالب اور اس تقلید کی وجہ سے حدیث صحیح کو رد کرے سو یہہ تقلید سوا اوسکی ہے جسپر امت مرحومہ نی اتفاق کیا ہے کیونکہ اونہون نے اتفاق کیا ہے جواز تقلید مجتہدین پر مع یقین ایسا کی کہ مجتہد سے خطا اور صواب دونون ہین اور مع نزول حدیث آنحضرت صلعم کے اور قصد ایسا کی کہ جو قت حدیث خلاف مذہب کے ظاہر ہوگی تو تقلید کو چھوڑکر حدیث کو لیگا آنحضرت صلعم نے اس آیت کی معنی مین فرمایا کہ ٹھرایا یہود اور نصاری نے اپنے علما اور درویشونکو پروردگار اللہ کو چھوڑکر وہ اونکی بندگی نہین کرتے تھے پر اونکا یہہ حال تہا کہ جب اونکو وہ کوئی چیز حلال بتا دیتے تو حلال جانتے اور جب حرام بتا دیتے تو حرام جانتے ہو چکی عبارت حجۃ اللہ البالغہ کے

مبلغ احکام بذالسنۃ ربقہ تقلید او درگردن انداز د و تقلید او را لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالی دست از اتباع او برندارد
ما بینہم نوعیست از اتخاذ انداد کہ در آیۃ کریمہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم نکوہش آن فرمودہ اند
انتہی اور مولانا اسمٰعیل صاحب نے بوجہ بسبط شرک ہونا ایسی تقلید کا بدلیل آیۃ اتخذوا احبارہم و رہبانہم الآیۃ
اور بدلیل حدیث نبوی کے جو کہ ترمذی نے عدی بن حاتم سے نقل کی ہے ثابت کیا ہے اور یہی وجہ ہے جو شکر نے جناب مولف کی
مولوی اسمٰعیل صاحب پر تو سنو کہ مولانا اسمٰعیل تنویر العینین میں فرماتے ہیں ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین
مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ ففیہ شائبۃ
من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم
اربابا من دون اللہ فقال انہم لم یعبدوہم ولکنہم کانوا اذا احلوا لہم شیئا استحلوہ واذا حرموا علیہم شیئا حرموہ ولیس المراد بالتقلید التقلید فی العقائد علی ما ینطق بہ لفظ حللتم
وحرمتم فان التحلیل والتحریم انما یستعملان فی الافعال ولیس المراد بہ التقلید مطلقا والا لزم تکلیف کل عامی بالاجتہاد ولیس
المراد بہ رد النصوص وانکارہا فی مقابلۃ قول ائمتہم والا لم یکونوا نصاری بل المراد ہو تاویل الدلائل الشرعیۃ الی قول ائمتہم فعلم
من ہذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل من السنۃ والکتاب ویاول الی قولہ تشوب من النصرانیۃ
وحظا من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل ہذا الاتباع بل یخیفون تارکہ فاقرء ہذہ الآیۃ فی وجوہہم کیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم
باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطانا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون فتدبروا وانصفوا ولا تکن من الممترین نعوذ باللہ ان نکون من المتعصبین
انتہی اور جناب قاضی ثناء اللہ نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اسکا آیۃ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم
الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ سے اور آیۃ اتخذوا احبارہم الآیۃ سے اور حدیث عدی بن حاتم سے

ف[1] مجھی نہیں معلوم کہ کیونکر روا ہو گیا التزام پیروی کرنے ایک شخص معین کے کا باوجود قدرت رجوع طرف روایات کی جو آنحضرت صلعم سے منقول ہیں اور
صریح دلالت کرتے ہیں اوپر خلاف قول امام کے پہر اگر مقلد قول امام کو نہیں چھوڑتا تو اوسمیں آمیزش شرک کی ہے چنانچہ دلالت کرتی ہے اوپر اسکے حدیث
جسکو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا کہ اونہوں نے آنحضرت صلعم سے اس آیت کی معنی میں کہ ٹھہرایا یہود اور نصاری نے اپنے علما اور درویشوں کو پروردگار
اللہ کو چھوڑ کر پوچھا تو فرمایا کہ حلال ٹھہرایا تمنے اونکی حلال ٹھہرائی ہوئی اور حرام ٹھہرایا تمنے اونکی حرام ٹھہرائی ہوئی کو اور نہیں مراد ہے تقلید سے تقلید عقیدہ
جیسا کہ دلالت کرتا ہے اسپر لفظ حلال اور حرام کا کیونکہ حلال ٹھہرانا اور حرام ٹھہرانا دونوں افعال میں مستعمل ہوتے ہیں اور تقلید مطلق بھی مراد نہیں ہے ورنہ لازم
آویگا کہ ہر ایک عامی اجتہاد پر مکلف ہو اور نصوص کا رد کرنا بھی مراد نہیں ہے اماموں کی قول کی مقابلہ میں نہیں تو نصارا نہ ہونگے بلکہ مراد تاویل کرنا ہے دلائل شرعیہ کا
اماموں کی قولوں کی طرف سو اس سے یہہ بات معلوم ہو گئی کہ پیروی کرنی ایک شخص معین کی اسطرح کہ جم جاوے اوسکی قول پر اگرچہ اوسکا خلاف بھی ثابت ہو جاوے قرآن و حدیث سے
تو اوسی تاویل کرلے جاوے پہر یہہ ایک آمیزش ہے نصرانیت کی اور حصہ ہے شرک کا اور لوگوں پر تعجب ہے کہ ایسے پیروی سے خود تو ڈرتے نہیں بلکہ جو ایسے
تقلید کو چھوڑے اوسپر زیادتی کرتے ہیں سو کیا ہی ٹھیک بیٹھتی ہے یہہ آیت اونکی جواب میں اور کیونکر ڈروں میں اوس سے کہ شریک لاتے ہو تم اور نہیں ڈرتے
ہو تم یہہ کہ شریک مقرر کرتے ہو تم اللہ کے ساتھ اوس چیز کو کہ نہیں اوتاری اللہ نے اوسپر تمہارے اوپر دلیل سو کون سے دو فرقوں میں بہت لائق ہے امن سے کہو اگر تم جانتے ہو

کیا ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں تحت آیۃ قل یا اھل الکتاب الخ کی بعد نقل کرنی حدیث عدی بن حاتم کے فرماتی ہین ف۱ و من
ھھنا یظھر انہ اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم سالما عن المعارضۃ ولم یظھر لہ ناسخ وکان فتوی
ابی حنیفۃ رحمہ اللہ مثلا خلافہ وقد ذھب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابت ولا یمنعہ الجمود
علی مذھبہ من ذلک لئلا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ انتہی اسلئے ایمہ اربعہ نے ایسے ہی تقلید سے منع کیا ہے اور انکی
اتباع نے اور صوفیہ اور محدثین نے اس تقلید کو گمراہی اور باعث غضب الہی قرار دیا ہے امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آیت قرآنی
یا کوئی حدیث یا قول کسی صحابی کا میرے قول کے مخالف تمکو معلوم ہو تو میرے قول کو چھوڑ دو یعنی میری تقلید مت کرو چنانچہ امام
**زندویسی** نے روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے ف۲ انہ یعنی اباحنیفۃ سئل اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ
قال اترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقیل اذا کان قول
الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ انتہی اور مدخل میں بیہقی عبد اللہ بن المبارک سی نقل کرتی ہین ف۳ قال یعنی عبد اللہ بن المبارک سمعت اباحنیفۃ یقول
اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نختار قولھم واذا جاء من التابعین زاحمناھم
انتہی کذا فی التفسیر المظھری **امام مالک** فرماتی ہین کہ کوئی شخص ایسا نہین کہ اپنے قول سی ماخوذ نہو اور رد ہ کلام اوسکا اوسپر مردود نہو
سوائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے قول غیر صحیح سبکا رد کر دینا چاہئے چنانچہ **یواقیت والجواہر** مین شیخ عبد الوہاب شعرانی
فرماتی ہین ف۴ وکان الامام مالک رح یقول ما من احد الا وماخوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی امام شافعی
فرماتی ہین کہ جب تمکو حدیث صحیح مخالف میری مذہب کے معلوم ہو تو اوس حدیث ہی کو میرا مذہب سمجھنا یعنے میرا مذہب اوسکو چھوڑ دینا چنانچہ انہی نہایۃ
مین امام الحرمین فرماتی ہین انہ یعنی الشافعی قال اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا انہ مذھبی نقل

---

تامل اور انصاف کرتو اور شک نکر اور اللہ کی پناہ کہ ہوں میں ہٹ دہرموں سے ف کہہ کہ اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کی کہ برابر ہے
درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے یہہ کہ عبادت کریں ہم مگر اللہ اور نہ شریک لاوین اوسکی ساتھ کچھ اور نہ پکڑیں بعضی ہمارے بعضے کو پروردگار
سوای اللہ کے ف۱ یہین سے کھل گیا کہ جسوقت کسی کے نزدیک حدیث مرفوع آنحضرت کی صحیح ہو جاوے اور معارضہ سی سالم ہووے اور نہ ظاہر ہوی
واسطے اوسکی نسخ اور مثلا امام ابو حنیفہ کا فتوا اوسکی خلاف ہووے اور موافق اوس حدیث کی ائمہ اربعہ مین سے کوئی امام گیا ہو تو واجب ہے کہ اوس
حدیث کی پیروی کرے اور اسسے اوسی اوسکا مذہب جمنا مانع نہ پڑے نہین تو بعضے کو بعض کا پروردگار پکڑنا لازم آجاویگا ہو چکی عبارت
تفسیر مظہری کی ف۲ امام ابو حنیفہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ کوئی مسئلہ کہیں اور قرآن اوسکی مخالف ہووے جواب دیا کہ میرا قول قرآن کی مقابلہ مین
چھوڑ دو پھر پوچھا گیا کہ اگر حدیث مخالف ہووے جواب دیا کہ حدیث کی مقابلہ مین بھی میرا قول چھوڑ دو پھر پوچھا گیا کہ اگر آثار صحابہ مخالف
ہووین جواب دیا کہ میرا قول صحابہ کے آثار کے مقابلہ مین بھی چھوڑ دو ف۳ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ سنے امام ابو حنیفہ کو کہتے سنا کہ جب
آنحضرت صلعم سے روایت آوی تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ سی روایت آوی تو اوسکو اختیار کرتے ہین ہم اور جب تابعین سے آوی تو مزاحمت کرتی ہین ہم
ف۴ اور امام مالک کہتی تھے کہ سوا آنحضرت صلعم کے سب لوگ اپنے کلام مین ماخوذ ہونگے اور کلام اونکا اونپر مردود ہوگا ف۵ اور امام شافعی نے کہا ہے جب میرے مذہب کی

مولٰینا بشاہ ولی اللہ فی عقد الجید ثم قال وقد صح منصوصا انہ قال اذا بلغکم عنی مذہب وصح
عند کم خبر علی مخالفتہ فاعلموا ان مذہبی موجب الخبر انتہی امام احمد بن محمد بن حنبل فرماتے تھے کہ کسیکا کلام سوا کے
کلام کے معارض نہین ہو سکتا یعنے حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش نکرنا چاہیے چنانچہ **یواقیت والجواہر** مین شعرانی فرماتے
ہین وکان الامام احمد رح یقول لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی
ولا غیرہم وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ انتہے خیر المحدثین طیبی شرح مشکوۃ مین اس حدیث کی الا انی اوتیت القران
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القران فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم
فیہ من حرام فحرموہ الی اخرہ رواہ ابوداؤد **والدارمی** عن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین.
کہ اس حدیث مین بڑی جہڑکی اور خفگی ہے جو کہ پیدا ہوتی ہے غضب عظیم سے اوس شخص پر جو حدیث کو ترک کرے اس نظر پر کہ
قران ہمکو کافی ہے اب حدیث کی کچہہ حاجت نہین پہر کیا حال اوس شخص کا جو کہ حدیث کو اپنے مذہب کے رعایت سے ترک کرے
چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین فی ہذا الحدیث توبیخ وتقریع ینشأ من غضب عظیم علی من ترک السنۃ وما عمل بالحدیث استغناء
عنہا بالکتاب فکیف بمن رجح الرای علی الحدیث واذا سمع حدیثا من الاحادیث الصحیحۃ قال لا علی ان اعمل بہا فان لی مذہبا اتبعہ
انتہی شیخ الصوفیہ محی الدین ابن **العربی** فرماتے ہین کہ جسنے حدیث کی مقابل مین قول کسی امام مجتہد کا یا کسی پیر پیشوا کا
پکڑ رکہا اور حدیث کو ترک کیا تو وہ شخص گمراہ ہوگیا اور نکل گیا اللہ کے دین سے چنانچہ فتوحات مکیہ مین ارشاد کرتے ہین اذا
صح الحدیث وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال
ولا یجوز ترک آیۃ او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین اللہ انتہے شیخ المشایخ محبوب سبحانی قطب ربانی

---

مخالف حدیث صحیح پہونچ جاوے تو اوسکی پیروی کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے اس قول کو شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے عقد الجید مین نقل
کرکی کہا ہے کہ اچہی طرح یہہ بات صحت کو پہونچ گئی ہے کہ امام شافعی رح کہتے تہے کہ جب تمہین میرے مذہب کا کوئی مسئلہ پہونچے اور حدیث اوسکی مخالف ہو
تو موافق حدیث کی ہے میرا مذہب جان رکہو ف۱ اور امام احمد رح کہتے تہے کہ اللہ اور رسول کی مقابل مین کسیکو مجال بات کی نہین
تو میرے پیروی کر اور نہ مالک اور نہ اوزاعی اور نہ نخعی وغیرہ کی اور وہان سے احکام شریعت لی جہان سے اونہون نے لئے ہین یعنے کتاب و سنت سے
ف۲ خبردار ہو اے لوگو مین قران دیا گیا ہوں اور اوسکی ساتھہ اوس جیسے اور چیز خبردار رہو تہوڑی دن جاتے ہین کہ پیٹ بہرے لوگ تخت پر بیٹہہ کر
کہینگے کہ قران کو مضبوط پکڑو اور جو اوسمین حلال پاؤ حلال جانو اور جو حرام پاؤ سو حرام جانو آخر اون لفظون تک جنہین روایت کیا
ابوداؤد اور دارمی نے مقدام بن معدیکرب سے ف۳ اس حدیث مین نہایت جہڑکی ہے تارک سنت پر جو قران کو کافی جانکر حدیث کو خیال مین
نلاوے سو کیا حال ہے اوسکا جو علیہ دلیل رای کی حدیث پر اور جب کوئی حدیث سنی تو کہدے کہ مجھی حدیث سی کیا کام مین تو اپنی مذہب کا پابند ہون ف۴
جسوقت حدیث صحیح ہو جاوے اور کسی رفیق یا امام کا قول اوسکی معارض پڑے تو حدیث سے پہرنا نچاہئے بلکہ وہ رفیق اور امام کا قول چہوڑدی پہر کہا
اونہین ابن عربی نے نہین جایز ہے چہوڑنا آیۃ اور حدیث کا کسی رفیق یا امام قول کے مقابلہ مین اور جسکسنے ایسا کیا وہ بڑا گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے نکل گیا

محی الدین عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب مین فرمایا ہے کہ فکر کرو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ مین اور قریب مت لیجاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سی یعنی حدیث کی مقابل اور مخالف کیسیکا قول مت مانو **دارکی** شافعی سی مروی ہے کہ جب کوئی اونکی سامنی حدیث کی مقابل کسیکا قول پیش کرتا تو فرماتے کہ تجھے ہلاکت یہہ حدیث ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ خطیب بغدادی نے سند صحیح سے نقل کیا ہے ان الدارکی[1] من الشافعیۃ کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذھب الشافعی و ابی حنیفۃ فیقال لہ ھذا یخالف قولھما فیقول ویلکم حدیث فلان عن فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا انتہی نقلا فی عقد الجید و قاضی شمس الدین ابن خلکان نے یون نقل کیا ہے وکان[2] ای الدارکی اذا جاءتہ مسئلۃ تفکر طویلا ثم یفتی فیہا وربما افتی علی خلاف مذھب الامامین الشافعی و ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہما فیقال لہ فی ذلک فیقول ویحکم حدیث فلان عن فلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا والاخذ بالحدیث اولیٰ ۔ امام مجتہد العصر شیخ عزالدین ابن عبدالسلام کہا کرتے تہے کہ بڑا التعجب ہے کہ فقہا مقلدین اپنے اماموں کی ضعیف بات پر واقف ہوکر بہی ایسے جم جاتے ہین کہ اگر کسی دوسرے امام کا قول موافق کتاب اللہ اور حدیث کی اونکی آگے پیش کیاجاتا ہے تو ہرگز قبول نہین کرتے بلکہ آیات اللہ اور حدیث کی دفع کرنیکی لیئے حیلہ سازیان کرتی ہین اور تاویلین باطلہ پیش لاتی ہین جیسا کہ امام اونکا مولانا شاہ ولی اللہ عقد الجید مین نقل کرتے ہین قال[3] یعنی ابن عبدالسلام ومن اعجب العجائب ان الفقہاء المقلدین یقف احدھم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا یجد لضعفہ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیہ ویترک من شہد لہ الکتاب والسنۃ ویتاولھا بالتاویلات البعیدۃ الباطلۃ انتہی حافظ الفقہ والحدیث **عبدالرحمن بن اسمٰعیل ابوشامہ** فقہا مقلدین کی طرفسی جو احادیث سی مستغنی ہوکر جزئیات پر منیہ اور قنیہ کے اکتفا کررہے ہتےا ور حدیث کو بہت مشکل جانکر وہی عبارات جو سابق مین نقل کرکے اونسی جواب دیاگیا ہے بیان کرتے ہتے افسوس اور تحسر کیاکرتے اور اونکی حالت پر واویلہ کرتی چنانچہ کتاب **اصول** مین فرماتی ہین وقد حرم[4] الفقہاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث والاثار والبحث عن فقہھا ومعانیہا ومطالعۃ الکتب النفیسۃ المصنفۃ

---

[1] دارکی شافعی اکثر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کی مذہبکے خلاف فتوا دیتی اور کوئی کہتا کہ یہہ اون دونون قول کی مخالف ہے توکہتی برا ہو تمہارا مین فلانی نے آنحضرت صلعم سے حدیث نقل کی ہے [2] دارکی کا یہہ حال تہا کہ جب اونکی پاس کوئی مسئلہ آتا تو خوب فکر کرتے اور پہر فتوا دیتے اور اکثر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مخالف فتوا پڑتا جو اوس باب مین کہاجاتا تو کہتے جو خوش اس مسئلہ مین فلان فلان راوی نے حدیث روایت کی ہے [3] ابن عبدالسلام نے کہاکہ بڑا التعجب ہے کہ متقلد فقیہہ لوگ اپنے امام کی ایسی ضعیف ماخذ پر واقف ہوجاتے ہین کہ جسکے کوئی توجیہہ نہین کرسکتے اور پہر اوسمین اپنے امام کی پیروی کرتے جاتے ہین اور جنکے مذہب کتاب اور سنت مرجح ثابت ہوتی ہین اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چھوڑ دیتے ہین اور قرآن اور حدیث مین بعید تاویلین لیتی ہین [4] بلاشک ہمارے زمانہ مین فقہا نے حدیث اور آثار کے کتابون کو دیکھنا اور اونکی شرحون کا مطالعہ کرنا اور معانی سمجھنا حرام ٹہرا رکھا ہے ۔

فی شروحها وغیرها بل افنوا زمانهم وعمرهم فی النظر فی اقوال من سبقهم من متاخری الفقهاء وترکوا النظر فی نصوص
نبیهم المعصوم من الخطاء صلی الله علیه وسلم وآثار الصحابة الذین شهدوا الوحی وعاینوا المصطفی صلی الله علیه وسلم وفهموا نفائس
الشریعة فلا جرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدین علی الآباء وقد کانت العلماء فی الصدر الاول معذورین فی ترک
ما لم یقفوا علیه من الحدیث لکون الاحادیث لم تکن حینئذ فیما بینهم مدونة انما کانت تتلقی من افواه العلماء وهم یتفرقون فی البلدان وقد
زال ذلك العذر ولله الحمد بجمع الاحادیث المجتمع بها فی کتب بوبوها وقسموها وسهلوا الطریق الیها وبینوا ضعف کثیر منها وصحته وتکلموا فی علل
الرجال وجرح المجروح منهم وفی علل الاحادیث ولم یدعوا للمستعمل ما یتعلل به وفسروا القرآن وتکلموا فی غریبهما وفقههما وکل ما یتعلق بهما مصنفات
عدیدة جلیلة والآلات متهیئة لذی طلب صادق وذکاء وفطانة وکذا اللغة وصناعة العربیة کل ذلك فقد حرره اهله وحققوه
فالتوصل الی الاجتهاد بعد الجمع والنظر فی الکتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذلك
انتہے علی البتی ایک فقیہ کو کہتے سنتے کہ اے بیٹے بچیو اس بات سے کہ حدیث کی مخالف ہو کر رائے پر عمل کری اور یہہ کہے
تو کہ یہہ میرے امام کا مذہب ہے اماموں نے تو صاف کہدیا ہے کہ جبکہ ہمارے اقوال مخالف ہوں احادیث کی تو ہماری
قولونکو چھوڑ دو تو اگر تجکو امام ہی کی تقلید منظور ہے تو اس قول کو کیوں نہیں مانتا اور دلیل یعنی اوس حدیث پر
جو متیقن ہے عمل کیوں نہیں کرتا جیسا کہ امام کی قول پر اس احتمال سے کہ امام کو کوئی دلیل معلوم ہوگی تجکو اوسپر اطلاع
نہیں عمل کرتا ہے چنانچہ شیخ شعرانی میثاق الانوار القدسیہ میں فرماتی ہیں وسمعت سیدی علی البتی یقول لفقیه ایاك یا ولدی ان تعمل
برای رأیته مخالفا للصحیح فی الاحادیث وتقول هذا مذهب امامی فان الائمة کلهم تبرؤا من اقوالهم اذا خالفت صریح السنة وانت مقلد لاحدهم بلا شك
فما لك لا تقلدهم فی هذا القول وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامك لاحتمال ان یکون له دلیل لم تطلع انت علیه
انتہے علامہ اکمل حنفی عنایہ ناقلا امام علائی سے فرماتی ہیں کہ جبکہ کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کی معلوم ہوا اور
اپنا مذہب مخالف حدیث کی تو اوس مقلد کو چاہیے کہ اپنی مذہب سے انتقال کرے طرف اوس مذہب کے جو موافق

بلکہ اپنی ساری عمر متاخر فقہا کی قولونکی دیکھنی میں کہوتی ہیں اور نبی معصوم کی اقوال اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا اور
کما حقہ شریعت کو سمجھا اونکی آثار کو چھوڑ رکھا ہے ضرور یہہ لوگ رتبہ اجتہاد سے محروم رہ کر اپنی بڑوں کی مقلد رہی اور اگلی علما بعض حدیثوں کے
عمل نکرنی میں معذور ہیں کہ اوس زمانہ میں حدیثیں مجتمع نہ تہیں بلکہ حدیثیں تو لوگوں کی موہنہ سے سنی جاتیں تہیں اور لوگ جا بجا تہی
اللہ کا شکر ہے کہ اب یہہ عذر جاتا رہا بسبب اسکے کہ اب حدیثیں جمع ہوگئیں اور مسائل کی باب مقرر ہوگئی اور قوی ضعیف حدیث
اور اچہی بری راویکا حال بیان ہوگیا اور قرآن کی تفسیریں ہوگئیں اور قرآن و حدیث دونوں کی مشکلات اکثر کتابوں میں بیان
ہوگئی اور سمجہہ دار کی لئی ہر طرح کا سامان موجود ہوگیا اور اسیطرح لغت والوں نے علم لغت کو اور عربی دان لوگوں نے علم عربیت کو چہانٹ دیا
بعد ان کتابوں کے جمع ہونی کی اور اونکی دیکہنی کی اجتہاد کا رتبہ حاصل ہونا سہل ہوگیا بہ نسبت اگلی عہد کے جبکہ آدمیکو حافظہ اور سمجہہ اللہ دیوے مسئلہ اپنی دار
علی البتی سے میں نے سنا کہ وہ فقیہ کی حق میں کہتے تہے ای لڑکے بچتے رہو اسبات سے کہ مخالف حدیث کی جو رائے ہو اوسپر عمل کرو اور کہے کہ یہہ میرا امام کا مذہب ہے کیونکہ سارے امام اپنے

حدیث کی ہو چنانچہ تقریر مین فرماتی ہین وذکر الامام العلائی انہ یرجح القول بالانتقال فی صورتین احدہما اذا کان مذہب

غیر امامہ یقتضی تشدیدا علیہ واخذا بالاحتیاط والثانیۃ اذا رای یخالف مذہب امامہ دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد

فی مذہب امامہ جوابا قویا ولا معارضا راجحا علیہ اذ لا وجہ لہجر الحدیث الصحیح محافظۃ علی مذہب التزمہ قلت ہذا موافق

لما نص علیہ احمد والقدوری الحنفی ومشی علیہ ابن الصلاح وغیرہ انتہی نقل کیا اسکو **فاضل قندہاری** نے اور کہا ہے کہ دوسرے

صورتومین انتقال کرنا واجب ہے چنانچہ معتنم مین فرماتی ہین اقول یجب الفرق بین الصورتین بان الانتقال فی الاولی

احتیاط وفی الثانی واجب کما ہو ظاہر کلام العلائی انتہی اسوۃ المحققین زبدۃ المحدثین حافظ ابو محمد ابن حزم نے اسی قسم کی

تقلید کو حرام فرمایا ہے اور حرمت اسکی دلائل سے ثابت کی ہے چنانچہ **نبذۃ الکافیہ** مین فرماتی ہین التقلید حرام ولا

یحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان لقولہ تعالیٰ اتبعوا ما انزل الیکم من

ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء وقولہ تعالیٰ واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا

وقال تعالیٰ مادحا لمن لم یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ

واولئک ہم اولو الالباب وقال تعالیٰ فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر

فلم یبح اللہ تعالیٰ الرد عند التنازع الی احد دون القران والسنۃ وحرم بذلک الرد عند التنازع الی قول قائل

لانہ غیر القران والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلہم اولہم عن اخرہم واجماع التابعین اولہم عن اخرہم واجماع تابعی التابعین

---

قولون سے بیزار ہین جو صریح حدیث کی مخالف پڑین اور تو خواہ مخواہ ان مین سے کسی ایک کا پیرو ہی پہر تجکو کیا ہو گیا کہ تو اس قول مین

انکی پیروی نہین کرتا اور اس دلیل پر جو تجہی ملگئی ہے کیون نہین عمل کرتا جسطرح انکی قول پر عمل کرتا تہا اور اسکی کوئی دلیل گو مخفی ہو قرار

دیتا تہا ۵۰ امام علائی نے ذکر کیا کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب مین ہونیکا قول دو صورتونمین ترجیح دیا جاتا ہے ایک تو جب اوسکی امام سوا کے

قول تکلیف آمیز ہو اور دوسرے مخالف مذہب کے جب کوئی حدیث صحیح ملجاے اور اوسکی مذہب مین جواب قوی نہ پایا جاوے کیونکہ واسطے نگہبانی

اوس مذہب کے جسکا اسنے خود التزام کر رکہا ہے حدیث صحیح کے چہوڑنیکے کوئی وجہ نہین مین کہتا ہون کہ یہہ قول موافق مقولہ احمد اور قدوری حنفی

کے ہے اور ابن صلاح وغیرہ علما کا بہی یہی مشرب ہے ۵۱ مین کہتا ہون کہ واجب ہے فرق کرنا دونون صورتونمین اسطرح کہ پہلی صورت مین

انتقال مذہب احتیاطی ہے اور دوسری صورتمین واجب ہے چنانچہ ظاہر کلام علائی ہی ہے ۵۲ تقلید حرام ہے اور کسیکو حلال نہین ہے کہ سوا رسول اللہ صلعم کے کسیکے

قول کو بلا دلیل لیوے بدلیل اس آیۃ کی چلو اوسی پر جو اوترا تمکو تمہارے رب سے اور نہ چلو اوسکی سوا اور رفیقون کی پیچہے اور بدلیل اس آیۃ کے اور جو انکو

کہین چلو اوسپر جو اوتارا اللہ نے کہین نہین بلکہ چلینگے ہم جسپر دیکہا ہمنے اپنے بڑونکو اور اللہ تعالے اوسکی مدح مین جو تقلید نکرے فرماتا ہے کہ تو

خوشی سنا میرے بندونکو جو سنتے ہین بات اور پہر چلتے ہین اوسکی نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور وہی ہین عقل والے اور اللہ تعالے فرماتا ہی پہر اگر

جہگڑ پڑو تم کسی چیز مین تو اوسکو رجوع کرو اللہ اور رسول کیطرف اگر تم یقین رکہتے ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر سو اللہ تعالے نے جہگڑے کے وقت رجوع سوا قرآن اور

حدیث کے کسی طرف مباح نہین کیا اور اسی سے جہگڑے کی وقت کسی قائل کی قول کیطرف رجوع کرنا حرام ہو گیا اسلئے کہ وہ قرآن اور حدیث سی مغایر ہے اور بیشک تمام صحابہ کا اجماع

اولہم عن آخرہم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد منہم الی قول انسان منہم او ممن قبلہم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفہ
او جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد ولا یترک شیئا من اقوال من اتبع منہم الی قول غیرہ ولم یعتمد
علی ما جاء فی القرآن والسنۃ غیر صارف ذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلہا اولہا عن آخرہا بیقین لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ
سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلثۃ وقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ہذہ المنزلۃ انتہی علی فی عقد الجید اور وجہ محمول ہونی اس کلام کے
تقلید بمعرض نصوص پر ظاہر ہے اسلئے کہ مطلق تقلید کو جو کہ وقت لاعلمی کے کیجاوے اور اوسمین مخالفت احادیث کی نہو کوئی ممنوع
یا شرک نہین کہتا اسیواسطے جناب حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اس کلام کو ابن حزم کی نقل کر کر فرماتی ہین کہ یہہ کلام ابن حزم کا
اوسی شخص کے حق مین ہے جو قرآن اور حدیث کی استنباط سے بہاگی اور ایک مسئلہ بہی حدیث سی استنباط نکرے اور نہ کسی اہل حق کو
کرنے دے یا اوسکے حق مین ہے جسکو کوئی حدیث مخالف مذہب اوسکی پہنچ جاوے اور وہ منسوخ بہی نہین پہر وہ شخص امام کی اتباع کو
نہین چہوڑتا اور حدیث کو ہرگز ہرگز نہین قبول کرتا تو یہہ خصلت ہی منافقون کی اور احمقون کی چنانچہ عقد الجید مین بعد نقل کرنے
کلام ابن حزم کے فرماتے ہین انما یتم یعنی کلام ابن حزم فیمن لہ ضرب من الاجتہاد ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن ظہر
علیہ ظہورا بینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بکذا او نہی عن کذا وانہ لیس بمنسوخ اما بان یتتبع الاحادیث واقوال المخالف
والموافق فی المسئلۃ فلا یجد لہا نسخا او بان یری جما غفیرا من المتبحرین فی العلم یذہبون الیہ ویری المخالف لہ لا یحتج الا بقیاس او استنباط
او نحو ذلک فحینئذ لا سبب لمخالفۃ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا نفاق خفی او حمق جلی وہذا ہو الذی اشار الیہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام حیث قال ومن العجب العجاب ان الفقہاء المقلدین

---

اول سی آخر تک اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اور تبع تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اس تقلید سی باز رکہنی پر اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا،
کہ کوئی شخص اپنے مین سے کسی انسان کے قول یا اپنے سے پہلے کے قول کیطرف قصد کرے پہر وہ تمام قولونکو لیوی سو جس شخص نے امام ابو حنیفہ کی سارے
قول یا امام مالک کی سارے قول یا امام شافعی کے سارے قول یا امام احمد کی سارے قول لئے اور اونمین سے یا اونسی علاوہ اپنے معتقد اکا قول چہوڑ کر غیر کا قول نہین
لیتا اور جو قرآن اور حدیث مین آیا ہے اوسپر اعتماد نہین کرتا جب تک کہ اوسی کسی انسان معین کے قول سی موافق نہ کرلے تو وہ خوب سمجھ لی
کہ اوسنی تمام امت اول سی آخر تک کا یقینا خلاف کیا اسمین کوئی شبہ نہین ہی اور وہ اپنے واسطے تمام زمانون ثلثہ محمودہ مین نہ کوئی پیشوا
پائیگا نہ امام سو اوسنی بے شک مومنون سی الگ راہ اختیار کی اس درجہ سے خدا کی پناہ، ف یہہ ابن حزم کا قول اوس شخص کی حق مین
پورا ہوتا ہے جسکو کچھہ اجتہاد حاصل ہے اگرچہ ایک ہی مسئلہ مین ہو اور اوسکی حق مین جسپر خوب ظاہر ہو جاوے کہ نبی صلعم نے یہہ امر فرمایا ہے اور اس
امر سی منع کیا ہے اور یہہ منسوخ نہین ہے یا تو احادیث کی متتبع اور مسائل مین مخالف اور موافق اقوال کی تلاش سے ظاہر ہو جاوے کہ اوسکا
نسخ کہین ندیکہی یا اس طور کہ متبحر علماء کے گروہ کثیر کو دیکہتا ہے کہ سب نے یہہ اختیار کر رکہا ہے اور اوسکی مخالف دیکہتا ہے کہ وہ صرف قیاس
یا استنباط وغیرہ سے ہی حجت لاتا ہے اس صورت مین نبی صلعم کی مخالفت کا کوئی سبب نہین بجز پوشیدہ نفاق یا
ظاہر حماقت کے اور یہہ وہی مضمون ہے کہ شیخ عز الدین ابن عبد السلام نے جدہر اشارہ کیا ہے کیونکہ کہا ہی
کہ بڑا ہی عجب ہے کہ بعضے مقلد فقہا اپنے امام کے ایسے ضعیف بات پر

يقف احدهم على ضعف ماخذ امامه بحيث لا يجد لضعفه مدفعا وهو مع ذلك يقلده فيه ويترك من شهد له الكتاب والسنة والاقيسة الصحيحة لمذهبهم جمودا على تقليد امامه بل يتحيل لدفع ظاهر الكتاب والسنة ويتاولهما بالتاويلات البعيدة الباطلة انتهى في عقد الجيد اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ایک جگہہ یہہ فرماتی ہین کہ فقہا کی تفریعات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلعم پر عرض کرکے جو موافق قرآن اور حدیث کی دیکھو اوسکو قبول کرو اور جو مخالف قرآن اور حدیث کی ہو وہ متاع بیکار کہوٹی ہے اوسکو اونہین کی ریش پر دے مارو اور ایسے فقہا متقشفہ سی جنہونے تقلید کو دست آویز بناکر قرآن وحدیث عزیز کو ترک کرکہا ہی التفات مت کرو اور اونسی دور رہنے مین خدا کی قربت سمجہو چنانچہ رسالہ وصیتہ ونصیحہ مین فرماتی ہین دوم آنکہ تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض کردن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل نیست وسخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمی را دست آویز ساختہ تتبع کتاب وسنت را ترک کردہ نہ شنیدن وبدیشان التفات نکردن وقربت خدا جستن بدوری اینہا انتہے اور عقد الجید مین فرماتی ہین جو کوئی کسی امام کی تقلید کو اپنے ذمہ پر لازم سمجہکر التزام کرے اور اوس امام کو ایسا سمجہے کہ وہ خطا سے پاک ہے اور اسی جہت سی کوئی حدیث صحیح مخالف قول اپنے امام کے دیکہکر حدیث کو قبول نکرے تو یہہ عقیدہ اوسکا فاسد اور یہہ قول اوسکا کہوٹا ہے کوئی اوسکا گواہ نہین نہ عقل سی اور نہ نقل سے اور ایسے ہی شخص کے حقمین یہہ آیت وارد ہے انا وجدنا اباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون اور پہلی قرنون مین جو فساد ہوا ہے تو اسی عقیدہ سی ہوا ہے چنانچہ عقد الجید مین فرماتی ہین والوجه الثاني ان يظن بفقيه انه بلغ الغاية القصوى فلا يمكن ان يخطئ فمهما بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقاله لم يتركه او ظن انه لما قلده كلفه الله بمقاله وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث واستيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة بالتقليد فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له شاهد من النقل والعقل وما كان احد من القرون السابقة يفعل ذلك وقد كذب في ظنه من ليس بمعصوم من الخطاء معصوما حقيقة او معصوما في حق العمل بقوله

واقف ہوتی ہین کہ اوسکی ضعف کی دفع کی کوئی صورت نہین ملتی اور وہ پہر بہی اوس مسئلہ مین اوسکی تقلید کئی جاتی ہین اور جنکی مذہب کی کتاب اور سنت اور صحیح قیاس شہادت دیتی ہین اوسکو اپنے امام کی تقلید پر جم کر چہوڑ دیتی ہین بلکہ ظاہر کتاب اور سنت کی دفع کرنی کی لئی حیلہ سوجہتی ہین اور اونکی دور دراز کار اور جہوٹی تاویلین گہڑتی ہین ہوچکی عبارت عقد الجید کی ١٥ بی شک بابا ہمنے اپنے بزرگونکو ایسا ہی پایا اور ہم اونکی قدمونکی نشانون پر آرستہ پانی والی ہین ١٢ اور دوسرے قسم یہہ ہے کہ کسی فقیہہ کی حق مین یہہ گمان کرے کہ یہہ نہایت کی درجہ کو پہونچ گیا ہے سو ممکن نہین کہ یہہ خطا کرے پہر جب اوس مقلد کو صحیح صریح ایسی حدیث ملی کہ فقیہہ کی قول کی خلاف ہو تو قول کو نچہوڑے یا یہہ خیال کرے کہ جب مین اسکا مقلد ہوگیا تو میری حق مین اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہہ مقلد ایسا ہے جیسا بیوقوف ممنوع التصرف پہر اگر اوسکو حدیث ملجاوے اور صحت کا یقین بہی کرے تو بہی نمانی اور اپنا ذمہ تقلید ہی مین لگا ہوا جانے سو یہہ اعتقاد فاسد ہے اور کہوٹی بات اوسکا کوئی شاہد نہین ہی نہ نقل نہ عقل اور طبقات سابقہ مین سے کوئی نہ تہا کہ ایسا کرتا ہو اور اپنی گمان کا ذب مین خطا سے غیر معصوم کو

وفی ظنہ ان اللہ تعالیٰ کلفہ بقولہ وان ذمتہ مشغولۃ بتقلیدہ وفی مثلہ نزل قولہ تعالیٰ وانا علی آثارھم مقتدون وھل کان تحریفات الملل السابقۃ الا من ھذا الوجہ انتہے تو اب غور کرو کہ ایسی تقلید کو کتنے بڑے اکابر نے شرک کہا ہے اور کتنوں نے اسکی مذمت کی ہے پس اگر جناب مؤلف ایسے تقلید کی شرک کہنے والونکو جاہل جانتے ہین تو پھر عالم کون ہوگا اور معلوم نہین کہ جناب مؤلف اسپر دلیل کیا رکھتے ہین تو مجرد قول جسمین اتنے اکابر پر جہل کا دعوے کیا کسطرح سنا جاسکے اور جو کہ مؤلف نے اس دعوی پر آیات اور حدیث اور بزعم خود اجماع کو نقل کیا الخ سے مطلق تقلید وقت لاعلمی کے ثابت ہوتی ہے نہ یہہ تقلید جسکا شرک ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے فافہم **قال** دوسرے بات اس اجماع مذکور سے یہہ بھی نکلی کہ باطل ہے یہہ قول نادانونکا بھی کہ کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے نہین حکم کیا ہمکو ابو حنیفہ کے اتباع کرنیکا اور نہ کسیکا بلکہ ارشاد کیا ہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنیکا **اقول** قائل اس قول کے ایک تو جناب **شاہ ولی اللہ** صاحب ہین جیسا کہ رسالہ **قول سدید** مین فرماتے ہین اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالیٰ احدا من عبادہ بان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیھم الایمان بما بعث بہ سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ایک ملا علی قاری ہین چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفھم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جھلاء انتہے اور شیخ ابن الہمام حنفی نے اور علامہ ابن امیر حاج نے اور علامہ سید بادشاہ نے اور شیخ ابن الحاجب نے اور قاضی عضد الملۃ نے اور صاحب مسلم محب اللہ بہاری نے اور مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے اور صاحب مغتنم فاضل قندھاری نے اور بہت سی علماء خلف اور سلف نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ایک ہی امام کی آئمہ مجتہدین مین سے تقلید کرے جیسا کہ بحث تقلید شخصی مین عنقریب سب کلامونکو نقل کیا جاوے گا تو غرض سبکی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسیکی تخصیص نہین کرے بلکہ عموماً اہل ذکر حقکا اتباع ناوقت بر وجب کیا ہی اور یہہ دعوے اون حضرات کا بدیہی ہے اور اثبات خلاف کا اوس کی بحث تقلید شخصی مین کیا جائیگا یہہ معلوم نہین کہ جناب مؤلف کس دلیل سے ان سب حضرات کو نادان کہتے ہین **قال** اور نام کہتے ہین اپنا فرقہ محمدیہ جیسیکہ نام رکھتے ہین معتزلہ اپنا اہل توحید **اقول** یہہ ایک اور جھوٹ ہی مولوی اسمعیل صاحب پر اسلیئے کہ اونہون نے **ایضاح الحق** مین ہدایت کی ہے کہ اپنا شعار محمدیہ خالصہ مقرر کر لینا چاہیے چنانچہ عنقریب کلام تمام اونکا نقل کیا

---

حقیقی معصوم یا اوسکی قول پر عمل کرنیمین معصوم ٹہرا لیا ہی اور اوسکی گمان مین یہہ ہے کہ اللہ کا حکم اوسی کا قول ہے اور اسکا ذمہ اوسی تقلید مین لگا ہوا ہے ایسے ہی کے حق مین یہہ آیۃ اوتری ہی کہ ہمتو اونکی نشانوں پر چل رہے ہین اور کیا ملل سابقہ کی تحریفات اسی وجہ سے نہین تھین ۱۲ **ف** جانے کہ اللہ نے اپنے بندون مین سے کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونے کی تکلیف نہین دی ہی بلکہ اونپر واجب کیا ہے کہ جن احکام کو آنحضرت صلعم لائے ہین اونپر ایمان لاوین ۱۲ **ف** یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسیکو حنفی مالکی شافعی حنبلی ہونے کی تکلیف نہین دی ہے بلکہ یہہ تکلیف دی ہے کہ حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہین اور اگر انجان ہین تو علما کے پیرو ہو کر رہین

جاویگا تو افسوس ہے کہ مولوی اسمٰعیل کہ جنکی سعی سے اللہ تعالےٰ نے ایک عالم کو راہ راست پر کردیا معتزلی ہوں اور جناب
مؤلف سنیّتنے فالی اللہ المشتکی تو جواب اسکا لایق جناب مؤلف کے تو یہی تہا کہ اونکا بہی کوئی ایسا لقب مین کرکر
اوسکو ثابت کرتے لاکن سب وشتم سنکر خاموش رہنا اور صبر کرنا طریق اہل اللہ کا ہے رزقنا اللہ اقتفاء اثرہم قال اللہ تعالیٰ
فاصبر کما صبر اولوا العزم وقال تعالیٰ فاصبر علی ما یقولون واہجرہم ہجرا جمیلا ؁ قال اور تیسری بات اس اجماع سی یہ نکلی
کہ ثابت ہوئی تقلید بطریق تعیین یعنے مذہب معین کے اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعیین کی ایپر ثبوت تقلید کا بطریق تعیین کے
بس اس سبب سے کہ جب منعقد ہوا اجماع اہل سنت وجماعت کا اور اجماع ائمہ اربعہ کا اوپر نہ عمل کرنے اوس عمل کے کہ
مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ثابت ہوئی اون دو نو اجماعوں سے تقلید مذہب معین اسلیئے کہ یہہ ایک فرد ہے افراد اون دونو اجماعون کے
سے اقول یہہ ایک افترا اور جہوٹ ہے مولوی اسمٰعیل پر کیونکہ اونہون نی اس تقلید کو بدعت اور شعبہ رفض کا کہا ہے چنانچہ عنقریب کلام
اونکا اویگا اور حق بہی یہی ہے کہ وجوب پر تقلید مذہب معین کی کوئی دلیل شرعی کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے
ہنین اور نہ کوئی نقل کسی مجتہد یا فقیہ متقدم معتمد علیہ سے اور ظاہر ہے کہ جناب مؤلف نی بہی کوئی دلیل شرعی ہنین لکہی مگر یہی
کہ جبکہ چار مذہب کی تخصیص ثابت ہوئی تو ایک مذہب کی بہی ثابت ہوگئی تو یہہ دلیل ایسے ہی کہ قابل التفات اور جواب کے
ہنین کیونکہ یہہ تو ایسے بات ہوئی کہ جبکہ چار جنت ہوئی تو ایک ہی جنت ہوگیا اور بطلان اس ملازمۃ کا ظاہر ہے ہر عاقل پر
اور قطع نظر اس بطلان صریحی سے بنا اسکے تخصیص مذاہب اربعہ کی ہے اور اسکا حال بوجہ احسن معلوم ہوچکا ہے تو دعویٰ وجوب تقلید
مجتہد معین کا بی دلیل ہوا اسلیئے اوس دعوے کو ہم ہنین مانتی بلکہ ہم دعوے کرتے ہین کہ واجب جانکر ایک مجتہد کی تقلید کرنے
بدعت ہے اور حرام اور حرمت اسکی ثابت ہے کتاب اللہ سے اور حدیث سے اور اجماع سے اور اوس قیاس سے جسکو جمہور دلالۃ النص کر
تعبیر کرتے ہین اور امام رازی قیاس نام رکہتے ہین اور تمام اکابر سلف اور خلف کی تصریحات سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ عدم التزام
مذہب معین جایز ہے قرون ثلثہ کی تو سنظر رہی بقابل قرون ثلثہ کے ہمارے ائمہ ثلثہ نے فرمایا ہے کہ عدم التزام مذہب معین مقلد کو
درست ہے پس پہلی اقاویل سلف نقل کیئے جاتے ہین بعد اوسکی دلائل کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع اور قیاس بیان کی جاینگی
سو اولکی ان دونوں نقل روایت سے لوگ بہت مطمئن ہوتے ہین ۔ مثلاً جناب حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے مروی ہے کہ جو شخص
اپنی عورت کی کسی حادثہ مین مبتلا ہوا اور اوسنی حکم اوس حادثہ کا کسی فقیہ سے پوچہا اور فقیہ نے ایک حکم کہدیا کہ تیری عورت تجہپر حلال ہوئے
یا حرام ہوئے تو اوس شخص نے اوس حکم کو اوس حادثہ مین جاری کر دیا مثلاً اوس عورتکو حرام سمجہہ کر چہوڑ دیا پہر وہی حادثہ اوسکو دوسری عورتون مین
پیش آیا تو اوسنے اوسی فقیہ سے یا دوسرے سے حکم پوچہا تو اوس فقیہ نے یا دوسرے نے اب ایک اور حکم مخالف پہلی حکم کے دیا
مثلاً اوس عورت کو حلال کہدیا تو اب اوس شخص مبتلا کو اختیار ہے چاہے تو اس دوسرے حادثہ مین پہلی فقیہ کے تقلید کرے چاہے
دوسرے فقیہ کی تقلید کرے چنانچہ فتاوی عالمگیری مین کہا ہے وفی نوادر داؤد بن رشید عن محمد ؒ

؂ ہمین نصیب کرے اللہ ان کی پیروی کہہ فرمایا سو صبر کر جیسا کہ صبر کیا صاحب عزم رسولون نے اور فرمایا اور صبر کر اوسپر جو کہتے ہین اور چہوڑدے انکو چہوڑ دینا بہلا ؂ نوادر ابن رشید مین محمد سے

فی رجل لیس بفقیہ ابتلی بنازلۃ فی المرءۃ فسئل عنہا فقیہا فافتاہ بامر من تحریما و تحلیل فعزم علیہ وامضاہ ثم افتاہ ذلک الفقیہ بعینہ اوغیرہ من الفقہاء فی امراۃ اخری لہ فی عین تلک النازلۃ بخلاف ذلک فاخذ بہ وعزم علیہ وسعہ الامران جمیعا ولوکان ھذا الرجل سال بعض الفقہاء عن نازلۃ فافتاہ بحلال اوحرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجتہ وترک فتوی الاول وسعہ ذلک ولوکان امضی قول الاول فی زوجتہ وعزم علیہ فیما بینہ وبین امرءتہ ثم افتاہ فقیہ اخر بخلاف ذلک لایسعہ ان یدع ماعزم علیہ ویاخذ بفتوی الاخر قال محمد وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف وقولنا انتھی **تنبیہ** جناب مولف نے اس روایت کو اخیر مین باب ثانی کی نقل کر کی اسکے دو وجہ سے جواب دیا ہے وجہ اول یہہ کہ اس عبارت مین وسعہ الامران سے مراد یہہ ہے کہ گنجایش ہے سائل کو نفاذ اوس حکم کا اور نفاذ حکم سے جواز اوس فعل کا لازم نہین آتا وجہ دوسری یہہ کہ یہہ عبارت علی العموم تو نہین خواہ مخواہ روافض وخوارج مستثنی ہونگی اور اہل سنت متعین ہونگی اور جبکہ ایکدفعہ تخصیص ہو چکی تو اب ہم کہتے ہین کہ ہمین دوسرے فقیہ سے مجتہد فی المذہب مراد ہی ننہ جواب کلا الوجہین سو جواب وجہ اول کا یہہ ہے کہ نفاذ امرین سے جو تثنیہ کا صیغہ ہے ارادہ نفاذ مفرد کا خلاف نقل اور عقل کے ہے اور علاوہ اسکی وہ نفاذ وسعت مین سائل کے کہان ہے اور چاہیئے وہ دو امر جو سائل کے وسعت مین ہون کما تقتضیہ قولہ وسعہ الامران اور وہ دو امر نہین مگر عمل کرنا اور فتوے پہلے فقیہ کے اور عمل کرنا اور فتوی دوسرے فقیہ کے فافہم اور جواب وجہ ثانی یہہ ہے کہ تخصیص پر اہل سنت کی توجیہ باعث ہے کہ روافض وخوارج اہل حق نہین ہین نزدیک اہل سنت کی تو اس تخصیص سے تخصیص مجتہد فی المذہب کی کسطرح بلا قرینہ اور بلا باعث کیونکر ہو سکتا اور جو کہ مولف جامع فتاوی عالمگیریہ کے کلام کو قرینہ قرار دیا ہے وہ مفید نہین کیونکہ قرینہ مخصص اس قول مین کلام قائلین اس قول کا یعنے امام صاحب اور صاحبین کا چاہیئے ۱۷ امام مجتہد شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنے فتاوے مین فرماتی ہین کہ جبکہ کوئی مقلد کسے مسئلہ مین کسی امام کی تقلید کرلے تو اسکو یہہ ضرور نہین کہ اور مسائل مین بہی اوسی امام کی تقلید کا التزام کرلے کیونکہ زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ صاحب مذاہب تک یہی چال ہتی کہ بدون تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر ابن الہمام مین فرماتی ہین بلفظہ افتی الشیخ المتفق علی علمہ وصلاحہ العلامۃ عزالدین بن عبدالسلام فی فتاواہ لایتعین علی العامی اذا قلد اماما فی مسئلۃ

روایت ہے ایسے شخص کے حق مین کہ جو انجان ہے اور اوسی ایک عورت کے باب مین ایک مسئلہ پیش آیا اور اوسنی کسی عالم سے پوچہا اور اوسنی کچہہ فتوا حرام یا حلال اور اوس شخص نے اوسپر عمل کرلیا پہر اوسی عالم یا کسی اور نے ایک دوسرے عورت کی نسبت اوسی صورت مین اور طرح کا فتوی دیا اور اوسنے اوسپر بہی عمل کرلیا تو اوس شخص کے لیئے دونو امر جایز ہین، اور اگر اس شخص نے کسے عالم سے ایک مسئلہ مین فتوا پوچہا اور اوسنی حرام حلال کا کچہہ فتوا دیا اور اوسنی اوسپر اپنے زوجہ کی نسبت عمل نہین کیا اور وہ فتوا بلا عمل چہوڑدیا تو اوسکی لیئے یہہ روا ہے اور اگر اوس فتوی پر عمل کرچکا ہے اور دوسرے عالم نے اوسی عورت خاصہ کی نسبت اور فتوا دیا تو دوسرے پر عمل جایز نہین امام محمد نے کہا کہ یہہ سب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا اور ہمارا قول ہے ۱۷ ایسی شیخ نے جنکے علم اور صلاحیت کا سبکو اقرار ہے یعنی شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے اپنے فتاوی مین یہہ فتوا دیا کہ عامی جب کسے مسئلہ مین

ان یقلد فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابۃ الی ان ظہرت المذاہب یسئلون فیما یستنح لہم العلماء المختلفین من غیر نکیر انتہی کلام السید بنوع من الاختصار و سیجی تمام عنقریب اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ عقد الجید میں فرماتی ہیں وقال یعنی الشیخ ابن عبد السلام لم یزل الناس یسئلون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذہب ولا انکار علی احد من السائلین الی ان ظہرت المذاہب و متعصبوہا من المقلدین انتہی

شیخ عبد الوہاب شعرانی نی یہہ بات جو ابن عبد السلام نی کہی ہے ایک جماعت عظیمہ سی نقل کرکے کہا ہے کہ یہہ عدم التزام مذہب معین ایسا متفق علیہ ہوگیا ہے جسکا خلاف درست نہین یعنی بحکم آیۃ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا چنانچہ مولانا موصوف عقد الجید مین فرماتی ہین ونقل یعنی الشیخ عبد الوہاب الشعرانی عن جماعۃ عظیمۃ من علماء المذاہب انہم کانوا یعملون ویفتون بالمذاہب من غیر التزام مذہب معین من زمن اصحاب المذاہب الی زماننا علی وجہ یقتضی کلامہ ان ذلک امر لم یزل العلماء علیہ فقد یماحل بذلک حتی صار بمنزلۃ المتفق علیہ فصار سبیل المؤمنین الذی لا یصح خلافہ انتہی شیخ کمال الملۃ محقق ابن الہمام حنفی رفعت شان اور علو مکان سی سب اہل علم واقف ہین فرماتی ہین کہ جب کوئی کسی مسئلہ مین کسی مجتہد کی تقلید کری تو اوسکو درست ہی کہ دوسرے مسئلہ مین دوسرے مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ سب لوگ قرون اولی مین کبہی کسیکی تقلید کرتے کبہو کسیکی تقلید کرتی اور اگر کوئی اپنے نفس پر خود بخود التزام کرلے کہ مین ایک ہی مذہب کی تقلید کرونگا تو اوسکی حق مین تین قول ہین اول یہہ کہ اوسکو التزام لازم ہے اور دوسرا یہہ کہ لازم نہین اور تیسرا یہہ کہ التزام اور عدم التزام برابر ہین اور یہی غالب ہی اوپر ظن کی چنانچہ تحریر مین فرماتی ہین لا یرجع عما قلد فیہ اتفاقا وہل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم للقطع بانہم کانوا یستفتون مرۃ واحدا ومرۃ غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا فلو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ والشافعی فقیل یلزم وقیل لا وقیل مثل من لم یلتزم وہو الغالب علی الظن

کسی مجتہد امام کی تقلید کرلے تو اوسپر متعین نہین کہ تمام بقیہ مسئلون خلافیہ مین بہی اوسکی تقلید کرے کیونکہ تمام لوگ عہد صحابہ سے مذہبون کی ظاہر ہونی تک اپنے ضروریات مین بلا روک ٹوک علماء مختلف سے فتوی لیتی رہی ہین مختصر کلام سید کا ہوچکا اگلی پورا آویگا ۔ شیخ ابن عبد السلام نے کہا کہ بلا قید ایک مذہب کے ہمیشہ لوگ جس عالم سی اتفاق پڑگیا اوس سے فتوے لیتے رہے ہین اور کوئی مانع نہین ہوا یہانتک کہ مذہبونکی ہٹ دہرم پیدا ہوئی ۔ فرمایا اللہ تعالی نی اور پیروی کری خلاف راہ مسلمانونکی متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدہر متوجہ ہوا اور داخل کرینگی ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہے جگہہ پہرجانیکی ۔ اور نقل کیا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے علماء مذاہب کی ایک بڑے جماعت سے یہہ کہ فتوی دیتی تہی اور عمل کرتی تہے مطابق مذہب کے بغیر قید ایک مذہب کے زمانہ اصحاب مذاہب سے لیکر شیخ کی زمانہ تک یہہ نقل شیخ کی ایسی وضع سے ہے کہ اونکا کلام یون جتاتا ہے کہ یہہ امر ہمیشہ کا متفق علیہ ہوکر سبیل مومنین ٹہرا ہے اور اسکا خلاف صحیح نہ ٹہرے ۔ نہ رجوع کرے بالاتفاق اوس مسئلہ مین جسمین عمل کرچکا یہہ بات کا اور دوسرے مسئلہ مین اور مجتہد کی تقلید کرلے تو جواب مختار مذہب پر یہی ہے کہ ہان کرلے بسبب یقین ہونی اسبات کی کہ لوگ بغیر التزام مذہب معین کی فتوی پوچہتی تہی اور اگر کوئی التزام کرلے ایکمذہب کا جیسے ابو حنیفہ یا شافعی تو کہا گیا ہی کہ یہہ التزام لازم ہوجاتا ہے اور کہا گیا کہ لازم نہین اور کہا گیا ہی کہ التزام

انتہے **تنبیہ** قولہ لایرجع عما قلد معنی اسکے یہہ ہین کہ جس حادثہ معینہ مین تقلید کرچکا ہی اوس حادثہ خاص مین رجوع نہ کرے اگرچہ اوسی مسئلہ مین دوسرے حادثہ مین اور دوسرے وقت مین رجوع کرلے جیسا کہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نے اور سید علی السمہودی نے اور سید ابن العابدین نے اور سید احمد طحطاوی نے اور سید بادشاہ شارح تحریر نے اور فاضل قندہاری نے خوب دلائل اور تفصیل سے لکہا ہے جیسا کہ بحث رجوع بعد العمل مین آیگا انشاء اللہ تعالیٰ سید بادشاہ شارح تحریر نے بہی ایسا کہا ہے کہ صحابہ کی زمانہ سے لیکر آجتک یہی حال اور مسلک چلا آیا ہے کہ کبہو کسیکی تقلید کرتے اور کبہی کسیکی بدون انکار کی اور اون تینون قولون مین سے اس قول کو کہ التزام سے بہی لزوم نہین ہوتا خوب دلائل سے ثابت کیا ہے تو کہ خصم کو گنجائش اختیار کرنے قول اول کے یعنے لزوم کی نہ رہی اور کہا ہی کہ یہہ تین قول اوس شخص کے حق مین ہین جو از خود ایک مذہب کا التزام کرلے اور جو کوئی سرے سے التزام نکرے تو اوسپر بالاتفاق تعیین مذہب معین کے لازم نہین بدلیل اجماع صحابہ و من بعدہم کی اور کہا ہی کہ عامی محض کو تو تعیین مذہب کے سراسر بیمعنی اور باطل ہے اسلئے کہ اوسکو مذہب سے کیا خبر اور اوسکی اصول اور قواعد سے کیا اطلاع پہر اسکا یہہ قول کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون ایسا ہوگا جیسا کہ کہی کہ مین نحوی ہون چنانچہ **شرح تحریر مختصر الشرح ابن امیر حاج** مین فرماتے ہین لا یرجع المقلد فیما قلد فیہ من احکام المجتہدین ای عمل بہ تفسیر لقلد والضمیر المجرور راجع الی الموصول اتفاقا نقل الآمدی وابن الحاجب الاجماع علی عدم جواز رجوع المقلد فیما قلد فیہ وقال الزرکشی لیس کما قالا ففی کلام غیرہما ما یقتضی جریان الخلاف لعدم العمل ایضا وھل یقلد غیرہ ای غیر من قلدہ فی حکم غیرہ ای غیر الحکم الذی عمل بہ اولا المختار فی الجواب نعم للقطع بالاستقراء بانہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ الی الآن کانوا یستفتون مرۃ واحدا من المجتہدین ومرۃ غیرہ ای غیر المجتہد الاول حال کونہم غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع ذلک من غیر نکیر وھذا اذا لم یلتزم مذہبا معینا فلو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ او الشافعی فھل یلزم الاستمرار علیہ فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ام لا فقیل یلزم کما یلزم الاستمرار فی حکم حادثۃ معینۃ قلدہ فیہ لانہ اعتقد ان مذہبہ حق فیجب علیہ العمل بموجب اعتقادہ وقیل لا یلزم وھو

اور عدم التزام ایکسان ہے اور یہی بات جی کو لگتی ہی **٥١** نہپہری مقلد اوس مسئلہ مین جسمین عمل کرچکا بالاتفاق ابن حاجب و آمدی نے اسپہ پر اجماع نقل کیا ہے اور زرکشی نے کہا ہے جسطرح یہہ دونو کہتے ہین یون نہین ہے بلکہ ان دونو کی سوا اورونکی کلام سے اس صورت خاص مین بہی خلاف پایا جاتا ہی رہی یہہ بات کہ اور مسئلہ مین اور کی تقلید کرسکتا ہے تو جواب پسندیدہ طور پر یہی ہے کہ ہان کیونکہ جستجو کے بعد یقینے یہہ بات معلوم ہوئی ہے کہ زمانہ صحابہ سے آجتک ہر زمانہ مین بغیر التزام ایک مذہب کے فتوا اور استفتا چلا آیا ہے اور یہہ بات بی دہڑک پہیلی رہے ہے یہہ گفتگو تو اسمین ہتی کہ ایک مذہب معین کا التزام نہین کیا اور اگر ایک مذہب معین جیسی ابو حنیفہ اور شافعی کا التزام کرلیا تو یہہ بات لایق گفتگو ہے کہ اوس مذہب پر جاؤ ہی یا نہین سو بعضون نے کہا ہے کہ جماؤ ہی جیسا کہ جس حادثہ معین مین عمل کرچکا ہے اوسمین جماؤ ہے کیونکہ اوسی حق جان چکا اور بعضون نے

الاصح لان التزامہ غیر ملزم اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ و رسولہ ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ فیقلدہ
فی کل ما یاتی ویذر غیرہ والتزامہ لیس بنذر حتی یجب الوفاء بہ قلت ولو نذرہ لا یلزمہ کما لا یلزمہ البحث عن
الاعلم واسد المذاہب علی المعتمد قالہ السید السمہودی وقال ابن حزم انہ لا یحل لحاکم ولا مفت تقلید رجل فلا
یحکم ولا یفتی الا بقولہ وقول ابن حزم لم یوخذ بہ وہو کما حکی عنہ من دعواہ الاجماع علی ان متتبع الرخص فاسق وہو
مردود بما افتی بہ الشیخ المتفق علی علمہ وصلاحہ العلامۃ عز الدین بن عبد السلام فی فتاواہ لا یتعین علی العامی اذا
قلد اماما فی مسئلۃ ان یقلدہ فی سائر مسائل الخلاف لان الناس من لدن الصحابۃ الی ان ظہرت المذاہب یسئلون فیما یسنح لہم
العلماء المختلفین من غیر نکیر وسواء اتبع الرخص فی ذلک او العزائم لان من جعل المصیب واحدا وہو الصحیح لم یعینہ ومن
جعل کل مجتہد مصیبا فلا انکار علی من قلد فی الصواب وقال ایضا واما ما حکاہ بعضہم عن ابن حزم حکایۃ الاجماع علی
منع تتبع الرخص من المذاہب فلعلہ محمول علی من تتبعہا من غیر تقلید لمن قال بہا او علی الرخص المرکبۃ فی الفعل الواحد
کذا فی العقد الفرید فی احکام التقلید للسید علی السمہودی الشافعی بل قیل لا یصح للعامی مذہب لان المذہب لا یکون الا
لمن لہ نوع نظر وبصیرۃ بالمذاہب او لمن قراء کتابا فی فروع مذہب وعرف فتاوی امامہ واقوالہ واما من لم یتاہل لذلک بل قال
انا حنفی او شافعی لم یصر من اہل ذلک المذہب بمجرد ہذا کما لو قال انا فقیہ او نحوی لم یصر فقیہا او نحویا وقال الامام صلاح الدین
العلائی والذی صرح بہ الفقہاء فی مشہور کتبہم جواز الانتقال فی آحاد المسائل والعمل فیہا بخلاف مذہبہ اذا لم یکن

---

بہت صحیح ہے کیونکہ مقلد کا التزام مذہب ضروری نہین ہلکہ سوای وجبات الہیہ کے کچہہ واجب نہین اور واجبات الہیہ مین یہہ نہین ہے کہ امور
مین کسیکا مذہب لیکر اورونکی مذہب کو چہوڑ دیا جاے اور مقلد کا التزام کر لینا کچہہ نذر نہین ہے کہ واجب الوفا ہو مین کہتا ہون کہ اگر
نذر بہی ہو تو بموجب مقول سید سمہودی کی قول معتمد پر بحث بہتر ین مذہب کیطرح واجب الوفا نہین ہے اور ابن حزم نی کہا کہ مفتی اور حاکم کو
حلال نہین کہ ایک مجتہد کا مقلد بنکر اوسکی قول پر فتوا دیوی اور ابن حزم سی کسی نے دعوی اجماع اسپر جو نقل کیا ہے کہ رخصتونکا ڈہونڈنے
والا فاسق ہے وسکا قول نہین لیا جاتا اور یہہ قول اجماع ابن حزم کا قابل رد ہی بسبب اسکے کہ شیخ متفق علیہ علم و حسنات مین علامہ عزالدین
ابن عبد السلام نے اپنے فتاوے مین فتوا دیا ہے کہ اگر عامی جو کسی مسئلہ مین ایک مذہب پر عمل کر لی تو اوسی ضرور نہین کہ اور مسائل خلافیہ مین بہی اوسکی
تقلید کرے اسلئے کہ عہد صحابہ سے ظہور مذاہب تک لوگ ضروریات مین علما مختلف سی فتوا لیتی آئی ہین اور یہہ بہی برابر ہے کہ جستجو رخصت کی ہو یا عزیمت کی
کیونکہ جسنی ایک مجتہد کو مصیب ٹہرایا ہے اور یہی مذہب صحیح ہی اوسنی تعین نہین کی اور جسنی ہر مجتہد کو مصیب ٹہرایا ہے تو پیروی کرنی ٹہیک بات مین کیا جہگڑا ہے
اور یہہ بہی عزالدین نی کہا ہی کہ وہ جو کسی نے ذکر کیا کہ ابن حزم نی رخصتونکی جستجو پر ممانعت بحوالہ اجماع بتائی ہی سو شاید اوسکی معنی یہہ ہین کہ بغیر پیروی
اوس مجتہد کی جو اون رخصتونکا قایل ہے لاابالی اونپر عمل کرنا منع ہوگا یا یہہ کہ اون رخصتونکو ایک فعل مین جمع کر لی یونہین ہے عقد الفرید سمہودی شافعی مین بلکہ
کہا گیا ہی کہ عامی کا کوئی مذہب ٹہیک نہین ہے کیونکہ مذہب اوسیکا ہوتا ہے جسی مسائل مذہبی مین کچہہ سمجہہ بوجہہ ہو یا اوسنی مسائل مذہبی مین کوئی کتاب پڑہکر
اپنے امام فتوی جانلی ہو اور جسمین یہہ اہلیت تو نہین ہے بلکہ یونہین کہتا ہے کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون تو فقط اسکے کہنے سے وہ اوس مذہب مین نہین

على وجه التتبع للرخص انتهى قلت والمراد بخلاف مذهبه المسائل التي عمل بها لا التي اعتقدها بدون عمل لقول الكمال
ثم حقيقة الانتقال اي عن المذهب انما يتحقق في حكم مسئلة خاصة قلد فيه وعمل به والا فقوله قلدت ابا حنيفة
رحمه الله فيما افتى به من المسائل مثلا والتزمت العمل به على الاجمال وهو لا يعرف صورها ليس حقيقة التقليد بل
هذا حقيقة تعليق التقليد او وعد به كانه التزم ان يعمل بقول ابي حنيفة فيما يقع له من المسائل التي تتعين في الوقائع
فان ارادوا يعني المشايخ القائلين من الحنفية بان المنتقل من مذهب الى مذهب آثم يستوجب التعزير اي ارادوا هذا
الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بالتزامه نفسه ذلك قولا او نية شرعا قلت وكذا لا يلزم بالعمل
على الصحيح كما تقدم بل الدليل اقتضى العمل بقول المجتهد فيما احتاج اليه لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
والسوال انما يتحقق عند طلب الحكم الحادثة المعينة وحينئذ اذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به انتهى
كما نقله السيد السمهودي رحمه الله ثم قال السمهودي واذا افتاه مفتيان واختلفا تخير على الاظهر انتهى وقيل الملتزم كمن لم يلتزم
يعني انه ان عمل بحكم تقليد المجتهد لا يرجع عنه اي عن ذلك الحكم وفي غيره اي غير ذلك الحكم له تقليد غيره من المجتهدين وهذا
القول في الحقيقة تفصيل لقوله وقيل لا قال المصنف يعني ابن الهمام وهو يعني هذا القول الغالب على الظن كناية عن كمال
قوته بحيث يجعل الظن متعلقا بنفسه فلا يتعلق بما يخالفه ثم بين وجه غلبته بقوله لعدم ما يوجبه اي لزوم اتباع من
التزم تقليده شرعا اي ايجابا شرعيا اذ لا يجب على المقلد الا اتباع اهل العلم لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم

---

ہو سکتا ہے تو ایسی بات ہی کہ کوئی کہے کہ میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں تو اسکے فقیہ اور نحوی کب ہو سکتا ہے امام علاء الدین علائی نے بہار مشہور کتابوں میں
فقہائی جس امر کو کہ عمل کر لیا وہ تو انتقال مذہب کا جز ہے آ مسائل میں اور برخلاف اپنے مذہب کے جو مسئلے ہیں ان پر عمل کر لیا ہی بشرطیکہ رخصتوں کو نہ ڈھونڈتا
ہوں کہ مراد مثلا مذہب سے وہ مسئلے ہیں جنپر عمل کر چکا نہ وہ مسائل جنپر بغیر عمل کے فقط معتقد ہو چکا ہی میں کہتا ہوں بسبب کہنے کمال الدین یعنی
ابن ہمام کے حقیقت انتقال مذہب کے وہی مسئلہ میں ہوتی ہے جسمیں عمل کر چکا ورنہ بغیر مسئلوں کی صورت جانے یوں ہی مجمل طور پر یہہ کہنا کہ میں نے
ذمہ پر یہہ التزام کر لیا کہ مثلا امام ابو حنیفہ کا مقلد ہوں یہہ تقلید کی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہہ تقلید کا وعدہ ہی کیونکہ اوسنے یہہ التزام کیا ہے کہ جو انکی
صورتیں پیش آوینگی اونمیں امام ابو حنیفہ کی تقلید کریگا پھر اگر مشایخ اپنے اس قول سے کہ انتقال کرنیوالا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف گنہگار لائق
تعزیر ہے یہہ التزام ارادہ کرتے ہیں تو شرع کی طور پر از خود التزام کر کے ایک معین مجتہد کی تقلید کرنے پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں کہ عمل سے بھی صحیح
مذہب میں تقلید شخصی لازم نہیں ہے چنانچہ اوپر گذرا بلکہ دلیل تو حاجت کیوقت کسی مجتہد کے قول پر عمل کرنا چاہتا ہے بسبب اس آیت کی پوچھو اہل ذکر سے
جو تم نہیں جانتے ہو اور پوچھنا تو حاجت کیوقت ہوتا ہے اور عند الحاجت جب کسی مجتہد کا قول اوسکو ملا اوسپر عمل ٹھہر گیا عبارت ختم ہو چکی جو سید سمہودی نے نقل کی ہے پھر سمہودی نے
کہا کہ کسی کو جب مختلف دو مفتیوں نے فتوے دئے تو ظاہر یہہ ہے کہ وہ عمل میں مختار ہے اور کہا گیا ہے کہ التزام کرنیوالا اور نہ کرنیوالا دونوں یکساں ہیں یعنی اگر
کرے کہ جس مسئلہ میں کسی مجتہد کی قول کی موافق عمل کر لیا تو اوسی سے نہ پھرے اور مسئلہ اور میں اوسکو اور مجتہد کی تقلید روا ہے اور یہہ قول حقیقت میں تفصیل ہے پہلی
کو التزام سے تقلید لازم نہیں ہوتی ہے ابن ہمام نے کہا کہ یہی قول جی کو لگتا ہے اور یہہ مقولہ ابن ہمام کا اشارہ ہے کہ یہہ قول بہت زبردست تھی اور

لا تعلمون ولیس التزامہ من الموجبات شرعا ویتخرج منہ ای یستنبط منہ ای من جواز اتباع غیر مقلدہ الاول وعدم التضییق علیہ جواز اتباعہ رخص المذاہب ای اخذہ من المذاہب ما ھو الاھون علیہ فیما یقع من المسائل ولا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک المسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الی ذلک سبیل بان لم یکن عمل باخر ای بقول اخر مخالف لذلک الاخف ای فی ذلک المحل المختلف فیہ انتہی عبارۃ السید بادشاہ ھکذا فی العقد الفرید للعلامۃ ملا حسن الشرنبلالی الحنفی

علامہ ابن امیر حاج نے لکھا ہے کہ مختار یہی ہے کہ ایک مسئلہ میں ابو حنیفہ کی مثلاً تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرنی مباح اور مجوز ہے واسطے یقین ہونے اس بات کے کہ تمام مخلوقات زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک کبھو کسیکی تقلید کرتی تھی اور کبھو کسی اور کی اور یہہ امر شایع اور مشتہر ہو گیا ہے اور اوسپر کسی نے انکار نہیں کیا یعنی گویا سبیل مومنین کا یہی ہو گیا ہے اور فرمایا کہ التزام ایک مذہب کی وہ مذہب لازم نہیں ہو جاتا اسواسطے کہ واجب لازم وہی امر ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالی اور رسول اوسکا لازم اور واجب کر دی حالانکہ اللہ اور رسول نے کسیکو حکم نہیں دیا کہ ایک مذہب کی خاص کر تقلید کرو اور فرمایا کہ دلیل شرعی سے تو فقط یہی ثابت ہوتا ہے کہ وقت حاجت کی قول کسی مجتہد کا اخذ کیا جاوے اسکے بعد التزام اوسی مجتہد کا سو یہہ نہیں ہی ثابت سمع سے چنانچہ تحبیر شرح تحریر میں فرماتے ہین وھل یقلد غیرہ ای من قلدہ اولا فی شئ فی غیرہ ای غیر ذلک الشئ کان یعمل اولا فی مسئلۃ بقول ابی حنیفۃ وثانیا فی اخری بقول مجتہد اخر المختار کما ذکرہ الآمدی وابن الحاجب نعم للقطع بالاستقراء التام بانہم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ وھلم جرا کانوا یستفتون مرۃ واحدا ومرۃ اخری غیرہ غیر ملتزمین مفتیا واحدا وشاع وتکرر ولم ینکر انتہی اور دوسری جگہہ تحت اس قول تحریر کے وقیل لا فرماتے ہین اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ ورسولہ علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الائمۃ فیقلدہ فی کل ما یاتی ویذر غیرہ انتہی اور تیسری جگہہ تحت اس قول تحریر کی لعدم ما یوجبہ فرماتے ہین بل الدلیل الشرعی اقتضی العمل بقول

اشارہ یون ہے کہ ابن ہمام نے اپنے گمان کو یہی قول سی لگایا ہے دوسرے یہہ نہیں یہہ وجہ اوس قول کی زبردست ہونیکی یون بیان کی ہے کہ جسکی پیروی کیا التزام کری وہ شرعا لازم نہیں ہوتا اس سبب سے کہ بموجب اس آیۃ کی کہ پوچھو تم اہل ذکر سی اگر تم نہیں جانتے مقلد پر صاحبان علم کا اتباع واجب ہے اور اوسکا التزام موجبات شرعی میں سے نہیں ہے اور یہہ تنگی جب ہی تو اسی سی پیروی حضرتونکی یعنے اون سہل تون مذہب کے جنمین کوئی مانع شرعی نہو نکل آئی اسلئی کہ آدمیکو روا ہے کہ جب اوسی کوئی سہل طریقہ نظر آوی تو اوسی اختیار کرے پھر وہ سہل طریقہ اپنے اس قول سی بیان کیا ہے کہ ضرورت مین عزیمت عمل کرنیکی نوبت نہ پہونچی ہو ہو جسکی عبارت سید بادشاہ کی اور ملا حسن شرنبلالی حنفی کی عقد الفرید مین یونہیں ہے ١٥ کیا جس مسئلہ پر عمل کر چکا ہی اوسکی سوا اور مسئلونمین اور مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے مثلاً ایک مسئلہ مین امام ابو حنیفہ کی قول پر عمل کر لیا اور دوسرے مسئلہ مین اور مجتہد کی قول پر بموجب نقل آمدی اور ابن حاجب کے مختار مذہب یہی ہے کہ کر سکتا ہے اسلئے کہ کامل جستجو سے یہہ بات معلوم ہوئی ہی کہ ہر زمانہ کی لوگ صحابہ سے یہانتک بغیر التزام ایک مذہب کے مختلف مفتیون سی فتوا لیتی رہی ہین اور بلا انکار یہہ بات جاری رہی ہے ٥٢ واجب وہی ہے

المجتهد وتقليده فيه فيما يحتاج اليه وهو قوله فاسئلوا اهل الذكر والسوال انما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة فاذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله واما التزامه فلم يثبت من السمع اعتباره ملزما انما ذلك فی النذر ولا فرق فی ذلك بين ان يلتزم بلفظه او بقلبه على ان قول القائل مثلا قلدت فلانا فيما افتی به تعليق التقليد والوعد به ذكره المصنف انتہے ؁ ابن الحاجب اکنی کہا ہے کہ ایک مسئلہ مین ایک مجتہد کی تقلید کرنی اور دوسرے مسئلہ مین کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی تعامل قرون اولی سے ثابت ہے کیونکہ یقینا معلوم ہے کہ قرون اولی مین ایسا ہی واقع تہا اور اگر کوئی ایک مذہب کا التزام بہی کرلے تو وہ التزام ایسا ہے جیسا عدم التزام چنانچہ مختصر الاصول مین فرماتی ہین ولا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفی حكم اخری المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ينكر فلو التزم مذهبا معينا كمالك والشافعی وغيره فثالثها كالاول انتہے ؁ قاضی عضد الملة والدين شافعی نے بہی یہی کہا کہ زمانہ صحابہ سے لیکر بعد اوسکی ہر عصر مین یہی مسلک تہا کہ بدون التزام ایک مذہب کے تقلید کیا کرتے تہے اور کلام کو ابن حاجب کی خوب تفصیل سے جیسا کہ ہمنے اوسکا ترجمہ کیا ہے شرح کی ہے چنانچہ شرح مختصر مین فرماتی ہین اذا عمل العامی بقول مجتهد فی حكم مسئلة فليس له الرجوع فيه الی غيره اتفاقا واما فی حكم مسئلة اخری فهل يجوز له ان يقلد غيره المختار جوازه لنا القطع بوقوعه فی زمن الصحابة فان الناس فی كل عصر يستفتون المفتين كيف ما اتفق ولا يلزمون سوال مفت بعينه وقد شاع وتكرر ولم ينكر فلو التزم مذهبا معينا وانكان لا يلزم كمذهب مالك ومذهب الشافعی وغيرهما ففيه ثلث مذاهب احدها يلزم وثانيها لا يلزم وثالثها انه كالاول وهو من لم يلتزم فان وقعت واقعة يقلده فيها ليس له الرجوع واما فی غيرها فيتبع فيها من شاء انتہے ؁ فاضل جامع وماہر اصول معقول

جو اللہ اور رسول نے واجب کیا اور انہون نے یہہ واجب نہین کیا کہ ایک مذہب معین کرکے اوسکی تقلید کرے اور سبکو چہوڑ دی ؁ بلکہ دلیل شرعی حاجت کی وقت بموجب اس آیتکے پوچہو اہل ذکر سے کسی مجتہد کی تقلید چاہتے ہے اور پوچہنا حاجت کے وقت ہوتا ہے سو اوسوقت جو قول جب مجتہد کا ملا اوسپر عمل ٹہر گیا اور التزام کا نقل لازم ہوجانا درجہ اعتبار کو نہین پہونچا التزام تو نذر مین ہوتا ہے اور اسمین کچہ فرق نہین کہ التزام زبان سے کرے یا دل سی علاوہ یہہ کہ مقلد کا یہہ کہنا کہ مین فلان مجتہد کی تقلید حاجت کی وقت کرونگا یہہ تقلید کا وعدہ ہی یہہ قول مصنف نے یعنے ابن ہمام نے ذکر کیا ہے ؁ بعد عمل کے بالاتفاق نہ پہری اور اوس مسئلہ مین مذہب مختار پر اور نکی پیروی رہا کیونکہ ہمین یقین ہے کہ بلا انکار یونہین ہوتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب معین کا التزام کرلیوے جیسے مذہب امام مالک یا شافعی کا تو وہ بہی پہلی ہی صورت کیطرح ہی ؁ جب عمل کر لے کوئی انجان ایک مسئلہ مین کسی مجتہد کے قول پر تو اوس مسئلہ مین اب بالاتفاق وہ نہ پہرے اور رہا مسئلہ دوسرا تو مذہب مختار پر اوسکی لئی اور مذہب پر عمل کرنا رہا ہے کسلئی کہ ہمین درجہ یقین کو یہہ بات پہونچ گئی ہے کہ زمانہ صحابہ مین یونہین تہا کیونکہ لوگ ہر عہد مین حسب اتفاق بلا التزام مفتی کی فتوی لیتی رہے ہین اور یہہ بات خوب پہیلی رہی ہی اور اگر ایک مذہب معین کا التزام کرلی اگرچہ لازم نہین ہی مثلا مذہب امام مالک و شافعی کا تو اسمین تین قول ہین

محب اللہ حنفی بہاری نے کہ انکی جلالت شان سے اہل علم کابل و قندہار و ہندوستان وغیرہ کی خوب واقف ہیں ویسا ہی کہا ہے جو کہ کلام
اون ثقات مذکورین بالا کی لائق ہوا چنانچہ مسلم الثبوت مین فرماتے ہین وھل[۱] یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم لما علم من استفتائہم
مرۃ واحدا واخری غیرہ بلا نکیر ولو التزم مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ اوغیرہ فھل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل
نعم لان الالتزام لایخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد
ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ وقیل من التزم کمن لم یلتزم فلا یرجع عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء
وعلیہ السبکی وفی التحریر وھو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبہ شرعا ویتخرج منہ جواز تتبع رخص المذاھب
ولا یمنع فیہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل بان لم یکن عمل فیہ باخر وکان علیہ
السلام یحب ما خفف علیہم انتہی وما نقل عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب بالمنع اذ
فی تفسیق متتبع الرخص عن احمد روایتان وما اورد ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج
بلا صداق ولا شہود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ ھذا
انتہی ۱۲ مولانا بحر العلوم **عبد العلی حنفی** نے جنکی تحقیق سے علوم نقلیہ و عقلیہ مین کسی اہل علم کو انکار نہین اور نام اونکا
ہر مدرسہ اور اہل مجلس مین اہل علمون کے وظیفہ زبان ہو رہا ہی فرمایا ہے کہ اجماع ہت کا تہا اسپر کہ کبھو ایک امام کی تقلید
کرتی اور کبھو دوسرے امام کی تقلید کرتے اور اون تین قولون مین سے جو سکی عبارتو مین گذری ہین اس قول کو کہ التزام کر لینی
مذہب لازم نہین ہو جاتا خوب ثابت کیا ہی اور اوسیکو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص پر ایک مذہب معین کی تقلید

[۱] ایک تو یہہ کہ التزام سی مذہب لازم ہو جاتا ہی دوسرے یہہ کہ نہین لازم ہوتا تیسری یہہ کہ التزام اور عدم التزام دونو ایکسان ہین اور اگر کسی مسئلہ میز
عمل کر لیا تو اوسمین نہ پہرے اور اور مسائل مین جسکی چاہے پیروی کرے ۱۲ اور کیا اور مسئلہ مین دوسرے مجتہد کی تقلید کر سکتا ہی تو مذہب مختار یہ
ہو ہے وا ہونیکا دیا جاویگا اسلیے کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ مختلف مفتیون سے فتوا پوچہنے کا عمل در آمد چلا آیا ہے اور اگر التزام کر لی کسی مذہب کا جیسے
امام ابو حنیفہ کے مذہب کا تو کیا اوسپر جما رہنا لازم ہو جاتا ہے تو بعضون نے کہا ہے کہ ہان اسواسطے کہ التزام حق جانکر کیا ہوگا اور بعضون نے کہا ہے نہین اسلیے
کہ واجب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا اور اللہ نے یہہ واجب نہین کیا کہ اماموں ایک کا مذہب معین کر لی اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام
ایکسان ہے ہان جس مسئلہ مین عمل کر چکا اوسمین نہ پہرے اور اور مسئلو مین جسکی چاہے پیروی کرے اور سبکی اسی پر ہی اور تحریر مین ہے کہ یہی حق لگتا ہے
بسبب نہونے دلیل شرعی کے جو اسکی سوا کو واجب کرے اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ مانع شرعی نہو تو رخصتون کی بہی عمل ہو پہنچتا ہے سو آدمی کو رواہے
کہ سہل طریقہ اختیار کرے جو سہل طریقہ تک پہنچ سکی اور یہان تک لگنا یون ہوگا کہ اسمین اور مسئلہ پر عمل نکیا ہو اور آنحضرت صلعم امت کی لئی سہل کو
دوست رکہتے تہے ہو چکی عبارت تحریر کی اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہی کہ بالاجماع اوسپر ٹہکی لئی رخصتو کا تجسس منع ہے سو اوسکا جواب دیا گیا
کہ فاسق ٹہرانی جو بسبب رخصت کی باب مین امام احمد سی دو روایتین ہین اور وہ جو اسطرح اعتراض کیا گیا کہ کبھی مجموع ایسا ہو جاویگا کہ کسی کی مذہب
نہین رہیگا تو بالاجماع باطل ٹہرے گا مثلاً ایک شخص نے بغیر مہر اور بلا گواہ اور ولی کے نکاح کیا سو مین کہتا ہون کہ یہہ اعتراض مندفع ہو گیا بسبب ایک

واجب نہیں کی تو اوسکا واجب کہنا گویا نئی شریعت نکالنی ہوئی اور اس قول کو کہ التزام کرنیسی ایک مذہب لازم ہو جاتا ہے
بوجہ معقول باطل کیا ہی اور قول ثالث کو یعنی التزام مثل عدم التزام کو تو تسلیم کیا ہے لاکن کلام اون سبھونکے یعنی فلا یرجع
عما قلدہ فیہ وفی غیرہ یقلد من شاء کو دفع او رد کیا ہی اور فرمایا کہ جو کہ بعض متاخرین کی تشدید کی ہی کہ اگر حنفی ہو کر
شافعی ہو جاوے تو قابل تعذیر کے ہوتا ہے یہہ اونکی اپنے گھر کے شرع ہی اور بہت وہم و اوہام ہیں اس التزام مذہب معین کو باطل
کیا ہی چنانچہ شرح مسلم مین فرماتے ہین وهل یقلد غیره[مسئلہ] ای من قلد به فی غیره ای غیر ما قلد فیه المختار نعم
ان شاء لما علم من استفتائهم مرة اماما واحدا ومرة اخرى اماما غيره من غير نكير من احد فصار
اجماعا وتواتر هذا البحث لا مجال للمماراة فيه ولو التزم مذهبا معينا اى عهد نفسه انه على هذا
المذهب كمذهب ابى حنيفة او غيره من غير ان يكون هذا الالتزام لمعرفته دليل كل مسئلة وظفر الحجا
على دلائل المذاهب الاخر المعلومة مفصلا بل انما يكون العهد من نفسه بظن الخطاء اجمالا
او بسبب اخر فهل يلزمه الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال من
مذهب الى مذهب اخر حتى شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفى اذا صار شافعيا
يعزر وهذا تشريع من عند انفسهم لان الالتزام لا يخلو عن اعتقاد غلبة الحقية فيه قلت
لا نسلم ذلك فان الشخص قد يلتزم من المتسا وبين امر المنفعة له فى الحال ودفع الحرج
عن نفسه ولو سلم فهذا الاعتقاد لم ينشاء بدليل شرعى بل هو هوس من هوسات المعتقد
ولا يجب الاستمرار على هوسه فافهم وقيل لا يجب الاستمرار ويصح الانتقال وهذا

ہوئی مسئلہ کی اور بسبب اسکے تھی کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو تو لازم آویگا ایک مفتی معین سے فتوا پوچھنا یاد رکھو سا تکو [سلہ] اور کیا پرد کری دوسری
مجتہد کی سوا اوس مسئلہ کی جسپر عمل کر چکا تو مذہب مختار پر جواب روا ہو ویگا ہر کا سوالی کہ بلا روک ٹوک ہمیشہ سی لوگ مختلف مفتیون سے مسئلے
پوچھتے آئے ہین تو یہہ اجماع ہو گیا اور متواتر ہو گئی ہے یہہ بحث یہانتک کہ جھگڑے کیواسطے گنجایش نہین رہی اور اگر کسی نے ایک مذہب معین کا
التزام کر لیا یعنے اپنے جیمین ٹھان لیا کہ مین فلان مذہب پر ہون جیسے امام ابوحنیفہ کا مذہب مثلاً بی اسکی کہ یہہ التزام تفصیلاً سارے مسئلے
دلیلون سمیت جانکر ہو بلکہ مع گمان خطا کی فقط جی مین ٹھان لی کہ مین فلان مذہب پر ہون تو کیا اس التزام پر جماؤ لازم ہو جاتا ہے
تو بعضون نے کہا ہے کہ ہان جماؤ لازم ہے اور انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف حرام ہے یہانتک کہ بعضے متاخرین نے
تکلف کر کے سخت گیری کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ گھر سے شریعت بنانی ہے
کیونکہ التزام اوسمین حق کو غالب جانکر ہوتا ہے اور مین کہتا ہون کہ یہہ امر مسلم نہین اسواسطے کہ کبھی آدمی برابر کی دو چیزون مین سے
ایک کو نفع وغیرہ کی لئی التزام کر لیتا ہے اور اگر وہ امر تسلیم ہی کیا جاوے تو وہ حق کو غالب جاننا کچھہ دلیل شرعی سی نہین پیدا ہوا
بلکہ اعتقاد کرنیوالہ کی ایک خواہش ہے اور خواہش پر جماؤ واجب نہین اس باتکو غور کرنا چاہیے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام سے جماؤ لازم نہین

هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد به ولکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام فی
التمذهب کان او فی غیره اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالی والحکم له ولم یوجب علی احد ان یتمذهب
بمذهب رجل من الائمة فایجابه تشریع جدید وقیل من التزم لکن لم یلتزم فلا یرجع عما قلد فیه وفی غیره یقلد من
شاء وعلیه السبکی من الشافعیة وفی التحریر وهو الغالب علی الظن لعدم ما یوجبه شرعا ای لانه لیس لاتباع مذهب
واحد موجب شرعی وهذا انما یدل علی جزء الدعوی وهو انه یقلد من شاء ثم البیان قطعی اذ لم یوجبه الشرع
باطل لان التشریع بالرای حرام واما انه لا یرجع عما قلد فیه فلم یلزم منه قطعا فلا ینطبق الدلیل علی الدعوی
فتامل ویتخرج منه ای مما ذکر انه لا یجب الاستمرار علی مذهب جواز اتباعه رخص المذاهب قال فی فتح القدیر
لعل المانعین للانتقال انما منعوا لئلا یتتبع احد رخص المذاهب وقال هو رحمه الله ولا یمنع منه مانع شرعی
اذ للانسان ان یسلک الاخف علیه اذا کان له الیه سبیل بان لم یظهرها من الشرع منع التحریم وان لم
یکن عمل فیه باخر هذا مبنی علی منع الانتقال عما عمل به ولو مرة وکان علیه وآله واصحابه الصلوة والسلام
یحب الاخف علیهم انتهی لکن لا بد ان لا یکون اتباعه الرخص للتلهی کعمل حنفی بالشطرنج علی رای
الشافعی قصدا الی اللهو وکشافعی شرب المثلث للتلهی به وهذا حرام بالاجماع لان التلهی حرام بالنص
القاطع فافهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فقد وجد مانع شرعی

حق ہے جسپر ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہئے اتنے بات ہے کہ انتقال کہیل کی طور پر ہنو کیونکہ کہیل مذہب اور غیر مذہب سب جگہہ حرام ہے
اور جن لوگون سے جانا لازم ہنین کیا اونہون نے دلیل یہہ بیان کے ہے کہ واجب وہی ہے، جو اللہ نے واجب کیا کیونکہ
حکم اوسیکو سزاوار ہے اور اللہ نے ایک مذہب ٹہرانا واجب ہنین کیا سو ایسے امر کو واجب کہنا نئی شرع بنانی ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ التزام اور عدم التزام ایکسان ہے، سو بعد عمل کے رجوع نکری اور ماسوا اسکی مین جسکی چاہے پیروے کرے اور بعضون شافعیون
مین سبکی اسیپر ہے اور تحریر مین ہی یہی جی کو لگتی ہے اس لیئے کہ واجب ہونے پیروی مجتہد واحد پر کوئی دلیل شرعی ہنین ہے اور یہہ مذکور
اس جزو دعوے پر کہ جسکی چاہے پیروے کرے قطعی دلالت رکہتا ہے اس سبب سے کہ جس امر کو شرع نے واجب ہنین کیا اوسکو محض رائے سے
واجب کہنا شریعت بنانا ہے اور وہ حرام ہے اور یہہ بات کہ بعد عمل کی نہ پہرے یہہ دلیل یقین کے طور پر ہنین لازم آتا تو دلیل اور مدعا مین مطابقت
نرہی ذرا سمجہنا چاہیے اور یہہ جو مذکور ہوا کہ ایک مذہب پر جانا لازم ہنین ہے اس سے رخصتون پر عمل کرنا ہی نکل آیا فتح القدیر مین کہا ہے
کہ شاید انتقال مذہب سے منع کرنیوالون نے اسلیئے منع کیا کہ کوئی مذہب کے رخصتین نہ ڈہونڈہنی لگی اور یہہ اللہ کی رحمت کو تنگ کرنا ہے اور سپر کوئی
مانع شرعی ہنین ہے اسلیئے کہ آدمی کو پہونچتا ہے کہ سہل طریقہ چلے جو سہل طریقہ مل سکی اسطرح کہ حرمت شرعی گمان مین ہنو اور عزیمت پر عمل نکر چکا ہو اور یہہ
بات اسپر مبنی ہے کہ بعد عمل کے انتقال منع ہے اور آنحضرت صلعم سہل عمل کو بہت پردوست رکہتے تہے ہو چکی عبارت فتح القدیر کی لیکن اتنی بات
ضرور ہے کہ یہہ رخصتونکا ڈہونڈہنا اور بجالانا بطور لہو لعب کے ہنو جیسے کہ حنفی کا شطرنج کہیلنا لہو کے ارادہ سے شافعی مذہب پر اور شافعی کا مثلث پینا کہیل کے طور پر

عن اتباع رخص المذاهب فاجيب بالمنع اى بمنع هذا الاجماع اذ فى تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل
رواية التفسيق انما هى فيما اذا قصد التلهى فقط لا غير وما اورد انه على تقدير جواز الاخذ بكل مذهب احتمال
وقوع الخلاف المجمع عليه اذ ربما يكون المجموع الذى يعمل به مما لم يقل به احد فيكون باطلا اجماعا كمن تزوج بلا صداق ولا ولى اتباعا
بقول الامامين اى ابى حنيفة والشافعى رحمهما الله ولا شهود اتباعا بقول الامام مالك ولا ولى على قول امامنا
ابى حنيفة فهذا النكاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء شهود واما عند غيرنا فلانتفاء الولى
فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلة وقد مر ان الاجماع على بطلان القول الثالث انما يكون اذا
اتحدت المسئلة حقيقة او حكما فتدبر ولانه لو تم لزم استفتاء مفت بعينه والا احتمل الوقوع انتهى
محققین نکتہ شناس کو اس کلام بلاغت نظام سے مولانا بحر العلوم کی تحقیق اقوال ثلثہ کی درباب التزام تقلید کے خوب
معلوم ہوئی اور خوب متیقن ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ التزام سے بہی تقلید مجتہد معین کی لازم نہین ہوجاتی
بالحافظ الفقہ والاصول فاضل **اخوند حبیب اللہ قندہاری** حنفی نے بہی یہی کہا ہے کہ بالاجماع
التزام مذہب معین لازم نہین اور اگر کوئی اپنے طرف سے التزام کرلے تو پہر اسمین تین قول ہین لاکن حق
یہی ہے کہ لازم نہین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کسی بشر پر واجب نہین کیا کہ ایک ہی مذہب کو پکڑے رہے اور
فرمایا ہے کہ عامے کو یہہ درست ہی نہین کیونکہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہے جسکو کچہہ معرفت دلیل اور احکام کے
ہو سو اگر عامی ہوکر کہے کہ مین حنفی المذہب ہون تو وہ ایسا ہے جیسا کہے مین نحوی ہون یعنے وہ جہوٹا ہے
چنانچہ مغتنم الحصول مین فرماتے ہین وهل يقلد المقلد العامل بمذهب فى حكم غيره المختار نعم للقطع بان
المستفتين من عصر الصحابة وهلم جرا كانوا يستفتون مرة واحدا واخرى غيره غير ملتزمين مفتيا

---

اور یہہ بالاجماع حرام ہے کیونکہ لہو ولعب نص قطعی سے حرام ہے سمجہہ لیے اور وہ جو ابن عبد البر سے منقول ہے کہ اسپر کی لئی بالاجماع رخصتونکا ڈہونڈنا جایز نہین
کیونکہ اسپر مانع شرعے پایا گیا ہے سو اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ نقل کرنا اس اجماع کا ٹہیک نہین اسواسطے کہ امام احمد سے رخصتونکی عمل کرنے
والیکی فسق مین دو روایتین ہین تو اجماع کہان رہا اور شاید کی روایت فسق کی فقط لہو ولعب کے صورتین ہے اور یہہ جو اعتراض کیا گیا ہی کہ ہر مذہب
عمل کرنے کی حالت مین خلاف اجماع کا لازم آتا ہے اس سبب سے کہ کبہی مجموعہ عمل کا ایسا ہوگا کہ کسی کی مذہب پر نہ ہوگا تو وہ عمل بالاجماع
باطل ٹہریگا جیسے ایک شخص نے ایسا نکاح کیا کہ موافق مذہب ابو حنیفہ اور شافعیؒ کے مہر نہ باندہا اور موافق مذہب امام مالک کے گواہ نکئے اور موافق مذہب
ہمارے امام ابو حنیفہ کے ولی نہ ٹہرایا تو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ہے حنفی کی نزدیک تو بسبب نہونے گواہونکی اور اونکی نزدیک بسبب نہونے ولی کی سو مین کہتا ہون
کہ یہہ اعتراض دفع ہے بسبب ایک نہونی مسئلہ کے اور یہہ بات پہلی گذر چکی کہ جبتک حقیقت مین یا بطور حکم کے مسئلہ ایک نہو تو قول ثالث کی باطل ہونیکو
اجماع نہین قرار پاتا فکر کرو تو سہی اور ایک بات یہہ ہے کہ یہہ اعتراض پورا ہوجائے تو مفتی معین سے فتوا پوچہنا لازم اویگا ورنہ پہر دوسری خرابی ہی ۵۷ اور
کیا پیروی کرسکتا ہے مقلد ایک مذہب کا کسی مسئلہ مین اور مجتہد کی تو مذہب مختار پر جواب یہی ہے کہ ہان کرسکتا ہی بسبب یقینی ہونے اسکے کہ زمانہ صحابہ سے آجتک لوگ بغیر التزام ایک

واحد وشاع ذلك وتكرر ولم ينكر فكان اجماعا على ان التزام مذهب معين غير لازم واختلف فی انه هل هو ملزم بمعنے انه لو التزمه فهل يلزمه الاستمرار عليه على ثلثة اقوال فقيل نعم لان الالتزام يبتنی علی ظن حقيته فيجب عليه موجبه وقيل لا اذ لا واجب الا ما اوجبه الله تعالى ولم يوجب على احد ان يتمذهب بمذهب امام بعينه فيقلده فی كل ما ياتی ويذر غيره والالتزام لما لم يعهد ملزما من الشرع كان بمنزلة التزام كذا لفلان من غير ان يكون له عليه فی التقرير وهو الاصح فی الرافعی وغيره بل قال ابن حزم اجمعوا على انه لا يحل للحاكم ولا مفت تقليد معين فلا يحكم ولا يفتی الا بقوله انتهى وقد انطوت القرون الفاضلة على عدم القول بذلك بل لا يصح للعامی مذهب ولو تمذهب لان المذهب انما يكون لمن له نوع نظر واستدلال ومعرفة باقوال الائمة واحكامهم واما من لم يتاهل لذلك وقال انا حنفی او شافعی كان لغوا كقوله انا فقيه او نحوی وغايته ان يكون وعدا الی آخر ما قال مثل ما قال الاولون ۱۲ شيخ الفقهاء وامام الاصوليين مولانا اكمل صاحب غاية حاشيه ہدايہ نے بھی تقرير الاصول میں ایسا ہی کہا ہے کہ التزام مذہب معین لازم نہیں چنانچہ فاضل قندہارے نقل کرتے ہیں ثم فی التقرير من المعلوم انه لا يشترط ان يكون للمجتهد مذهب مدون وانه لا يلزم احدا ان يتمذهب بمذهب احد من الائمة بحيث ياخذ باقواله كلها ويدع اقوال غيره كلها كما قدمناه بابلغ من هذا ومن ههنا قال القرافی انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة رضی الله عنهم على ان من استفتی ابا بكر وعمر رضی الله عنهما

اور یہہ بات بلا روک ٹوک کے پھیل گئی ہے سو اجماع ہو گیا اس بات پر کہ التزام ایک مذہب کا لازم نہیں اور اس بات میں علما کا باہم اختلاف ہو رہا ہے کہ بعد التزام کی جاؤ لازم ہے یا نہیں سو اس میں تین قول ہیں بعضوں نے تو کہا ہے کہ ہاں جاوے اور دلیل یہہ بیان کی ہی کہ التزام بنی گمان میں حق جانکر اوسنی کہا ہے تو اوسکو اوسپر رہنا چاہئیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نہیں اور دلیل یہہ بیان کی ہی کہ واجب وہی ہی جو اللہ تعالیٰ نی واجب کیا ہی اور اللہ نی یہہ واجب نہیں کیا کہ کوئی شخص مجتہد معین کی تقلید کری اور سب کو چھوڑ دے اور التزام جب شرعی نہیں تو اس طرح ہو گا کہ جیسی کوئی یون کہدے کہ فلان شخص کی مجھی اتنے روپیہ دینے ہیں اور دینا اوسکا کچھ بھی نہیں تقریر میں ہے کہ یہی بات بہت صحیح ہے رافعی وغیرہ میں ہی کہ بلکہ ابن حزم نی کہا ہے کہ علما کا اس پر اجماع ہی کہ حاکم اور مفتی کی لئی تقلید ایک مجتہد معین کے حلال نہیں ہی ہو چکی تقریر ابن حزم کی اور قرون سابقہ اس تعین مذہب معین سے خالی رہی ہیں بلکہ یہہ بات ہو ہی نہیں سکتی کہ ان پڑھ کا کوئی مذہب ٹہری اگرچہ وہ ٹہرالی کس لئی کہ مذہب تو اوسیکا ہوتا ہی جسی کچھہ اقوال امام پر شناخت ہو اور جو اسکا اہل نہیں اور وہ کہے کہ میں حنفی یا شافعی ہوں تو یہہ اوسکا کہنا لغو ٹہریگا اور ایسا ہو گا کہ جیسی کوئی کہدی کہ میں فقیہہ ہوں یا نحوی ہوں نہایت کار یہہ ہے کہ وہ کہنا اوسکا آیندہ کی لئی تقلید کا وعدہ ہو گا آخیر تک یہاں وہ عبارت ہے جو اوروں سے پہلی منقول ہو چکی ۱۲ پھر تقریر میں ہے کہ یہہ بات معلوم ہے کہ مجتہد کے لئے شرط نہیں کہ اوسکا مذہب کتابوں میں مجتمع ہوا اور یہہ کہ کسی پر لازم نہیں کہ اماموں میں سے ایک امام کا مذہب معین ٹہرا کر لیلیو اور سبکو چھوڑ دی اس طرح کہ ایک کا سب قول لیوی اور دوسریکا سب قول چھوڑ دی چنانچہ پہلی اسکی تقریر اچھی طرح ہم کر چکی ہیں اور یہیں سی قرافی نی کہا کہ اس پر اجماع ہو گیا ہی کہ جو مسلمان

وقلدهما فلذان يستفتي اباهريرة ومعاذ بن جبل رض وغيرهما فمن ادعى رفع هذين الاجماعين فعليه البيان
اقول وانت تعلم ان اجماع الصحابة لا يحتمل النسخ بالاجماع آخر انتهى ما في المغتنم تنبیہ جو کہ تین قول درباب التزام تقلید کے
گذرے ہین تو وہ اسصورتمین ہین جب کوئی اپنے نفس پر التزام کسی مذہب کا کرلے تو کوئی حضرت مخاطبین میں سے
یہہ نہ سمجھین کہ یہہ تین قول لزوم تقلید مین ہین خواہ کوئی التزام کرے خواہ نکرے سلئے کہ قبل التزام کے بالاجماع
معین مذہب لازم نہین ہی چنانچہ ہر ایک عبارت سی عبارات مذکورہ بالا مین سے ایسا ظاہر ہورہا ہے کہ ادنی طالبعلم
بہی سمجھہ لیوے اور یہہ بہی واضح ہو کہ تینون قولونمین سے یہی قول حق اور مدلل بدلیل یہی ہے کہ التزام سی بہی لزوم اوسکا مذہب کا
نہین ہوجاتا اور قول باللزوم محض غلط و بے دلیل شرعی ہی اگر کہیہ دلیل ہے تو اسیقدر کہ لان الالتزام لا یخلو عن غلبة ظن الحقیة
سو اسکی بہی مولانا بحر العلوم نے خوب تحقیق کی ہے پس کیونکر قول غلط و بی دلیل بلکہ مخالف دلیل مقابل قول حق اور مدلل کے
ہوسکتا ہے فتدبر ۱۲ شرح شیخ ابن الحاجب مین لکھا ہے کہ یون کہنا کہ جبکے ایکدفعہ کسی مسئلہ مین تقلید کیجاوے تو پہر اوسی کے
اور مسئلونمین بہی اوسکی تقلید واجب ہے یہہ منسوخ کرنا نص کا ہے یعنی فاسئلوا اهل الذكر کا اور مخالف ہی اجماع سلف کی اور مخالف ہے
حدیث کی چنانچہ فرماتی ہین لا یرجع بعد تقلید فيما قلد اتفاقا وفي حكم آخر المختار جوازه لقوله تعالى فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فالقول بوجوب الرجوع الى من قلد اولا في مسئلة يكون مقيدا
للنص وهو يجري مجرى النسخ على ما تقرر في الاصول ولقوله صلى الله عليه وسلم اصحابي كالنجوم
بايهم اقتديتم اهتديتم وان العوام في السلف كانوا يستفتون الفقهاء من غير رجوع الى معين من غير نكير فحل محل
الاجماع على الجواز كذا في شرح ابن الحاجب كذا في عقد الجيد اقول لنا في هذا الحديث بناء على ما قال ابن حزم والبزار
والامام احمد كلام وانما نقلناه محافظة على النقل فيبقى مستندنا في كلامه عموم النص القرآني واجماع السلف فافهم ۱۲ ابو الاخلاص
ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ التزام مذہب معین کا انسان پر

---

فتوا پوچہی اور انکی تقلید کرے تو اوسی روا ہے کہ فتوا پوچہی ابوہریرۃ اور معاذ بن جبل رض اور سوا ان دونوں کی سی اب جسکو ان دونوں اجماعونکی
رفع کا دعوی ہے تو وہ دلیل پیش کری مین کہتا ہون اور تجہی یہہ معلوم ہی کہ صحابہ رض کا اجماع اور اجماع متاخر سی نہین اوٹہہ سکتا
سلہ التزام گمان نیک کی طور پر حق جاننی سی خالی نہین ہوتا ۱۲ سہ جس مسئلہ مین عمل کرلیا تو بالاتفاق اوسمین نہہری اور
اور مسئلونمین مذہب مختار پر غیر مذہب کی طور پر عمل کرنا جائز ہے بسبب اللہ کے فرمانیکے کہ پوچہو تم اہل ذکر سی اگر تم انجان ہو سو پہلی ہے
مجتہد کی طرف اور مسئلونمین بہی رجوع کو واجب جاننا نص کو مقید کرنا ہے کہ جو موافق مسلمات علم اصول کی قائم مقام نسخ کی ہی اور بسبب
انحضرت صلعم کے فرمانیکی کہ میرے صحابہ ستارون کی مانند ہین جسکی پیروی تم کروگی راہ پاجاؤگی اور بسبب اسکے کہ لوگ ہمیشہ سے بلاتعین ایکمذہب کے فتوا پوچہتی
چلی آئی ہین تو یہہ جواز پر اجماع ہوگیا یہہ شرح ابن حاجب مین ہے، عقد الجید مین یونہین ہے مین کہتا ہون کہ ہمین اس حدیث مین بموجب مقولہ ابن حزم اور
بزار اور امام احمد کی کلام ہے فقط پوری ہونے نقل کے لئے ہمنی ہی نقل کردیا ہے سو ہمارے سند عموم ایۃ اور اجماع سلف سی باقی رہی تو سمجہہ لے

ضرور ہین اور سہبات مین ایک رسالہ مستقل تالیف کیا ہے جسکا نام رکہا ہے العقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید چنانچہ بعد خطبہ اس رسالہ کی فرماتے ہین وبعد فیقول العبد الواثق بکرم ربہ الوفی ابو الاخلاص حسن الشرنبلالی الحنفی قد ورد سؤال فی رجل حنفی المذہب یسیل منہ دم اونحوہ اراد تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء بذلک الخارج وتقلیدہ ایضا فی عدم النقض بالمس للذی لالذۃ معہ کما قال الامام الاعظم مطلقا فہل یجوز لہ التقلید وما الحکم فی ذلک ابسطوا الجواب ولکم الثواب من الکریم الوہاب فاجبت بجواز التقلید من غیر تقیید بالعذر مجانبا للتلفیق مصاحبا للتوفیق بالتحقیق وساذکر عن ائمتنا جواز ذلک بجملۃ من الفروع کقول اہل الاصول انشاء اللہ تعالی وجمعتہ بہذہ الاوراق امتثالا لامر النبی علیہ الصلوۃ والسلام حیث امر بجمع العلم والتقیید وسمیتہ بالعقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید راجیا من اللہ سبحانہ القبول فہو خیر مسئول واکرم مامول فقلت نعم یصح تقلید الامام مالک رحمہ اللہ فی عدم نقض الوضوء بما یسیل من دم وقیح سواء کان من المخرج او غیرہ وسواء کان التقلید لعذر او سلم من العذر وسواء کان التقلید بعد العمل بما یخالفہ من مذہب ابی حنیفۃ او کان قبل العمل بہ لکن علی المقلد الاتیان بما ہو مسنون او مستحب عند الامام ابی حنیفۃ وہو شرط عند الامام مالک کان یتوضا ناویا مرتبا موالیا غسلہ ماکا حسدہ پہر بعد اسکی ہر ایک جزو دعوے کو دلائل سے ثابت کرکے اخیر مین رسالہ کے قبل ایک ورق کی فرماتے ہین فتحصل مما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذہب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری ولیس لہ ابطال عین فعلہ بتقلید امام اخر لان امضاء الفعل کامضاء القاضی لاینقض انتہی کلامہ

سلہ بعد حمد و صلوۃ کی کہتا ہے بندہ بہروسا رکہنیوالا اللہ کے پورے بخشش پر ابو الاخلاص حسن شرنبلالی حنفی کہ ایک شخص حنفی کے حق مین یہہ سوال آیا کہ وہ وضو ٹوٹنے کی حکم مین خون نکلنی سی اور عورت کے چہونی بغیر لذت سی امام مالک رح کی تقلید کر سکتا ہے سو جواب دیا مینے جواز کا بغیر عذر کی بشرطیکہ تلفیق سے بچی اور مین اپنی اماموں سے کچہہ فروع اس جواز پر قریب ذکر کرونگا اور موافق اوسکی قول اہل اصول کے بہی ذکر کرونگا اور جمع کیا مینی ان ورقوں کو فرمان برداری آنحضرت صلعم پر کہ آپنے علم کی جمع کرنیکا ارشاد فرمایا ہے اور نام اس رسالہ کا مینی عقد الفرید لبیان الراجح من الخلاف فی جواز التقلید رکہا ہے امید اللہ سے قبول کی ہے کہ وہ ہے ہر حاجت اور ہر امید کا پورا کرنیوالا ہے سو کہا مینے کہ ہان صحیح ہے تقلید امام مالک رح کی وضو کی نہ ٹوٹنی مین خون اور پیپ کے بہنی سے خواہ خون پیپ نکلنی کے جگہ سے ہو یا نہو اور خواہ یہہ تقلید معذور کرے یا بلا عذر والا اور خواہ بعد عمل کے اسکے یا نہو مان مقلد پر ضرور ہے ادا کرنا اون باتونکا جو مسنون یا مستحب ہے امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور شرایط مین سی ہین امام مالک کے نزدیک جیسی نیت کرکی بہی پی ترتیب وار اعضا کو ملکر وضو کرنا سلہ سو تمام مذکورسی حاصل کلام یہہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر ضروری نہین اور مخالف اپنے مذہب کے اور مجتہد کی تقلید کرکے اوسی عمل کر سکتا ہے ہان شرایط کا اسکی لحاظ رکہی اور شوق سی الیسی دو امرون مخالف پر عمل کرے کہ ایک اور مد و دوسرا اور دوسرا اور ہان اوسی ایک فعل کا باطل کرنا دوسری امام کے تقلید کرکی نہین ہے کیونکہ جاری کرنا کسی فعل کا مثل حکم صحیح قاضی کے ہے وہ ٹوٹتا نہین ہے چکا

نا سید محمد امین المشہور با بن العابدین الشامی الحنفی نے بہی ایسا ہی کہا ہے کہ تعین مذہب معین انسان پر لازم نہین اگرچہ خود التزام کرلے اور اسناد اس دعوے کی تحریر شیخ ابن الہمام اور شرح تحریر ابن امیر حاج سی اور عقد الفریدہ ملا حسن شرنبلالی حنفی سے لائی ہین مگر چونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا اور ملا حسن شرنبلالی کا ابہی گذر لہے اسلیے نقل کرنا عبارات شامی کا جو مشتمل ہے اوپر کلام اون اکابر کے ضرور نہین اور یہہ بہی فرمایا ہی کہ عامی کو مذہب سے کیا علاقہ اسلیے کہ مذہب تو اس شخص کا ہوتا ہی جسکو کچھہ بصیرت مذہب مین ہو پہر عامی ہوکر اگر کوئی کہی کہ مین حنفی ہون یا شافعی ہون تو وہ حنفی فی الواقع تہوڑا ہی ہوجاویگا جیسا کہ کہی کہ مین نحوی ہون چنانچہ ردالمحتار حاشیہ الدر المختار مین بعد نقل کرنے عبارت تحریر اور تحبیر کی ارشاد کرتے ہین قلت و ایضا قالوا العامی لا مذہب لہ بل مذہبہ مذہب مفتیہ وعللہ فی شرح التحریر بان المذہب انما یکون لمن لہ نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاہب علی حسبہ ولمن قراء کتابا فی فروع ذلک المذہب وعرف فتاوی امامہ واقوالہ واما غیرہ ممن قال انا حنفی او شافعی لم یصر کذلک بمجرد القول کقولہ انا فقیہ او نحوی اہ وتقدم تمام ذلک فی المقدمۃ اول ہذا الشرح وانما اطلنا ذلک لئلا یغتر بعض الجہلۃ بما یقع فی الکتب من اطلاق بعض العبارات الموہمۃ خلاف المراد فیحملہم علی تنقیص الائمۃ المجتہدین فان العلماء حاشاہم ان یریدوا الازدراء بمذہب الشافعی او غیرہ بل یطلقون تلک العبارات بالمنع من الانتقال خوفا من التلاعب بمذاہب المجتہدین انتہی [۱۶] عابد سندی حنفی فرماتی ہین کہ واجب ہونی پر تقلید مجتہد معین کی کوئی دلیل نہین نہ تو عقلی اور نہ نقلی اور بہت علمانے عدم وجوب پر تصریح کی ہی اور اس قول اپنے کو مستند کرتی ہین فقہا حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ کی طرف اور فرماتی ہین کہ قرون اولی کا اجماع تہا اسپر کہ نہین حلال کسیکو ایک ہی مجتہد کی تقلید کرنے اور اس قول کو مستند کرتی ہین طرف علامہ ابن امیر حاج کی چنانچہ طوالع الانوار حاشیۃ الدر المختار مین ارشاد کرتے ہین ناقلا عن الشیخ ابی المعالی من علماء السند وجوب تقلید مجتہد معین لا حجۃ علیہ لا من جہۃ الشرع ولا من جہۃ العقل

---

[۱۵] مین کہتا ہون کہ اونہون نے یہہ بہی کہا ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہین بلکہ مفتی کا مذہب عین اوسکا مذہب ہی اور شرح تحریر مین وجہ اس مقولہ مشایخ کی یہہ بیان کی ہی کہ مذہب تو اوسکا ہوتا ہی جو بلحاظ حکی و تحقیقات مذہب پر رکہی اور حسب منشا بصیرت ہو یا مسائل جزئیہ مذہب مین کوئی کتاب پڑہے ہو اور اپنے امام کے فتوے اور قول جانتا ہو ورنہ ایسی جو کوئی کہدے کہ مین حنفی یا شافعی ہون تو فقط اس کہنے سے حنفی شافعی نہین ہو سکتا بلکہ یہہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی کہدی کہ مین فقیہ ہون یا نحوی ہون آخر عبارت شرح تحریر تک اور شروع کتاب مین سارے عبارت گذر چکی ہی اور ہمنے یہان یہی طول کلامی کی ہے کہ بعضی جاہل کہین بہک نجاوین کیونکہ بعضی فقہ کی کتابون مین کچہ بی قید عبارتین وہم مین ڈالتی ہین کہ مراد کے مخالف سو محمول کردین اون عبارتون بی قید کو جاہل اماموں کی کہتی پر سو علما ہرگز مذہب شافعی وغیرہ کی حقارت جی مین ارادہ نہین رکہتی بلکہ وہ عبارتین اس خوف سی بولتی ہین کہ کوئی لہو کی طور پر انتقال مذہبی نکرے ہو چکی عبارت شامی کی [۱۶] شیخ ابو المعالی علمائے سندہی نقل کیا کہ واجب ہونے پر تقلید مجتہد معین کے کوئے دلیل نہین نہ شریعت کی روسی نہ عقل کے روسے

کما ذکرہ الشیخ ابن الہمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر و فی کتابہ المسمی بتحریر الاصول و بعدم وجوبہ صرح الشیخ ابن عبد السلام فی مختصر منتہی الاصول من المالکیۃ و المحقق عضد الدین من الشافعیۃ و ذکر ابن امیر الحاج فی التحبیر شرح التحریر ان القرون الماضیۃ من العلماء اجمعوا علی انہ لا یحل لحاکم و لا مفت تقلید رجل واحد بحیث لا یحکم و لا یفتی فی شیء من الاحکام الا بقولہ انتہی ۔ **صفوۃ المحدثین امام ابن حزم** نے فرمایا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع اسپر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب معین کا ناجائز ہے جو کوئی کہ ایسا التزام کرے تو اوسنے مخالف کیا اجماع کے اور اوسکا اس امر میں کوئی پیشوا اور امام نہیں اور راہ اختیار کی خلاف راہ مومنین کے چنانچہ **نبذ الکافیہ** میں فرماتے ہیں وقد صح اجماع الصحابۃ کلہم اولہم عن آخرہم واجماع التابعین اولہم عن آخرہم واجماع تبع التابعین اولہم عن آخرہم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد قول انسان منہم او ممن قبلہم فیاخذ کلہ فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ او جمیع اقوال مالک او جمیع اقوال الشافعی او جمیع اقوال احمد رضی اللہ عنہم و لا یترک قول من اتبع منہم او من غیرہم الی قول غیرہ و لم یعتمد علی ما جاء فی القرآن والسنۃ غیر صارف ذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلہا اولہا عن آخرہا بیقین لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا و لا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلثۃ فقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ہذہ المنزلۃ انتہی ۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی الحنفی فرماتے ہیں کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب میں دینکا دہینگی ہے اوسکی طرف التفات نکرنی چاہیے بلکہ یہہ شریعت کی حکم کا بدل دینا ہے اور خدا کی رحمت وسعہ کا بند کرنا ہے اسلیئے کہ شارع نے بندونکو یہی تکلیف دی ہی کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہیں تقلید کریں چنانچہ **شرح تحریر** میں فرماتے ہیں اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتہد علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتہد دون

---

جیسا کہ ذکر کیا اس امر کو شیخ ابن ہمام نے حنفیوں میں سے اپنے کتاب فتح القدیر میں اور دوسرے اپنے کتاب میں جسکا نام تحریر الاصول اور مالکیوں میں سے شیخ ابن عبد السلام نے اپنے کتاب مختصر منتہی الاصول میں اسکی تصریح کی ہی کہ مجتہد معین کی تقلید واجب نہیں ہی اور اسیطرح شافعیوں میں سے عضد الدین محقق نی اسکی تصریح کی ہی اور تحبیر شرح تحریر میں ابن امیر حاج نی ذکر کیا ہے کہ اگلی زمانہ کی سارے علمانے اسپر اجماع کیا ہے کہ حاکم اور مفتی کو حلال نہیں ہے ایک مجتہد معین کی تقلید اسطرح پر کہ سوا اوس مجتہد کی قول کی اور کیسی قول پر حکم نکری ہو چکی عبارت شامی ۔

۵ بلاشک صحیح ہوگیا ہے اجماع سارے صحابہ رض کا اول سے آخر تک اور اجماع سب تابعین اور تبع تابعین کا اسباتکی منع پر کہ کوئی اگلے پچھلے کسی آدمی کا سب کہا ہوا لیلیوے سو جان لو کہ جسنے ساری قول امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رح کی لیے اور انکی سوا کسے کے قول کی طرف اور قرآن و حدیث کی اوپر عتماد ویسے نکیا کہ تاویل کر ڈالی تو اوسنی ساری امت کا خلاف کیا بلا شک اسمیں کوئی شبہ نہیں اور ایسا شخص قرون ثلثہ میں اپنا کوئی مقتدا نپاویگا سو اسنے سوا رستہ مسلمانونکی اور رستہ اختیار کیا اللہ پناہ دے ایسے مقام سے ۔ ۵ جان کہ شارع کیطرف سے فقط اتنے تکلیف ہے کہ کسی مجتہد کی قول پر عمل کری اور ایک مجتہد کی قول کو دوسرے کی نسبت خاص کرنا

مجتهد تحکم لا یلتفت الیہ بل ہو تغییر لحکم الشارع من دون برهان وحجۃ رحمہ اللہ الواسعۃ انتہی ۹ مولٰنا رئیس المحققین المتاخرین حجۃ من حجج اللہ مولٰنا **شاہ ولی اللہ** صاحب نے بدلائل عدیدہ اس التزام تقلید مذہب معین کو باطل کیا ہے اور کتاب مستطاب **عقد الجید** اور انصاف ایکی تحقیق اور تفصیل مین تالیف فرمائی ہے سو تمام عبارات کتابون اونکی کی اسجگہہ کہان نقل ہوسکتی ہے طالب حق کو اور شایق تحقیق اور تدقیق کو چاہیے کہ اون کتابونکی مطالعہ سی مشرف ہووے لاکن کچھہ قدری قلیل بطور تیمن اور تبرک کے ہم بہی ذکر کرتے ہین مگر پہلے تنا سمجھہ لینا چاہیے کہ عامی کی حقمین تو یون فرماتی ہین کہ اوسکا کوئی مذہب ہی نہین اور اوسکی سبیل عمل کی یہی ہی کہ وہ علماء وقت سی سوال کری جیسا کہ پہلی ساتوین روایت مین کلام سے سید بادشاہ کی اور گیارہوین روایت مین کلام سی اخون قندہاری کی اور بیذرہوین مین کلام سے محقق شامی کے معلوم ہوا تو مذہب اختیار کرنا اونکی نزدیک علماء ہی کی شان ہے جو مسائل فروع و اصول امام کے سے واقف ہین سو اوسکی حق مین عقد الجید مین فرماتی ہین اذا اراد هذا المتبحر فی المذهب[ا] ان یعمل فی مسئلۃ بخلاف مذهب امامہ مقلدا فیها لامام آخر هل یجوز لہ ذلک اختلفوا فیہ فمنعہ الغزالی وشرذمۃ وهو قول ضعیف عند الجمهور لان مبناه علی ان الانسان یجب علیہ ان یاخذ بالدلیل فاذا فات ذلک بجهلہ بالدلائل اقمنا اعتقاد افضلیۃ امامہ مقام الدلیل فلا یجوز لہ ان یخرج من مذهبہ کما لا یجوز لہ ان یخالف الدلیل الشرعی ورد بان اعتقاد افضلیۃ الامام علی سائر الائمۃ مطلقا غیر لازم فی صحۃ التقلید اجماعا لان الصحابۃ والتابعین کانوا یعتقدون ان خیر هذه الامۃ ابوبکر ثم عمر و کانوا یقلدون فی کثیر من المسائل غیرهما بخلاف قولهما ولم ینکر علی ذلک احد فکان اجماعا علی ما قلناه واما افضلیۃ قولہ فی هذه المسئلۃ فلا سبیل الی معرفتها للمقلد الصرف فلا یجوز ان یکون شرطا للتقلید اذ یلزم ان لا یصح تقلید جمهور المقلدین فلو سلم ففی مسئلتنا هذه هذا علیکم لا لکم لان کثیرا ما یطلع

سینہ زوری ہی اوسکی طرف کچھہ خیال نکرنا چاہیے بلکہ وہ بدل ڈالنا ہے شریعت کی حکم کو بلا دلیل کے اور تنگ کرنا ہی اللہ کی رحمت کو سو ہو چکی عبارت شرح تحریر کی

[ا] اگر متبحر فی المذہب یہہ ارادہ کرے کہ کسی مسئلہ مین اپنے امام کے خلاف کسی اور امام کا مقلد ہو کر عمل کرے ایا یہہ اوسکو جایز ہے اسمین علمانے اختلاف کیا ہے سو امام غزالی اور ایک گروہ نی منع کیا اور یہہ قول جمہور کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ اسکی اصل یہہ ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ دلیل کے ذریعہ سی اختیار کرلی پہر جب وہ دلیل ہی دلائل کی جہالت کی سبب سے فوت ہوگئی تو ہمنے اوسکی امام کے افضلیت کا اعتقاد دلیل کے قایم مقام کر دیا سو اوسکو اپنے امام کے مذہب سے نکلنا جائز نہین ہے جیسا کہ اوسکو یہہ جایز نہین کہ شرعی دلیل کے مخالفت کرے اور یہہ قول اس طور رد کیا گیا کہ امام کی مطلق افضلیت کا اعتقاد تمام ائمہ پر صحت تقلید مین بالاجماع لازم نہین ہے اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین یہہ اعتقاد رکہتی ہی کہ اس امت مین افضل اول ابوبکر رض ہین پہر عمر رض اور انکا یہہ حال تہا کہ بہت مسئلونمین اونکی قول کی برخلاف اور ونکی تقلید کرتے تہی اور اوسپر کسی نی اعتراض نہین کیا تو ہماری قول پر اجماع ہوگیا اور رہی افضلیت اوسکی امام کی قول کی ایک مسئلہ مین خاص کر سو اسکی پہچاننی کی راہ مقلد صرف کو کوئی نہین ہے سو تقلید کی یہہ شرط ٹہرانی جائز نہین ہے اسواسطی کہ لازم آتا ہی کہ جمہور

على حديث يخالف مذهب امامه او يجد قياسا قويا يخالف مذهبه فيعتقد الافضلية
فى تلك المسئلة لغيره و ذهب الاكثرون الى جوازه منهم الآمدى و ابن الحاجب و ابن الهمام و النووى و اتباعه كابن حجر و الرملى و جماعة من الحنابلة
و المالكية ممن يفضى ذكر اسمائهم الى التطويل و هو الذى انعقد عليه الاتفاق من مفتى المذاهب الاربعة
من المتاخرين و استخرجوه من كلام اوائلهم انتهى شہید فی سبیل اللہ الجلیل مولانا محی الدین محمد اسمٰعیل نے
ایسی ہی تقلید کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹھرایا ہے اور جناب مولف کو انہین سی مقابلہ ہی اور انہین کی
کلام کے مقابلہ مین دعوے وجوب تقلید مجتہد معین کا کیا ہے اور یہہ نہ سمجھا کہ اس عدم وجوب کا تمام عالم قائل ہے
اب سنو کلام بلاغت نظام مدلل بدلائل عظام مولوی اسمٰعیل صاحب کا **ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت و الضریح** مین احادیث صحیحہ سے استدلال کر کے مسائل متفرع کرتے جاتے ہین اور بعد تقریر چند مسائل کے فرماتے ہین مسئلہ
خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر ظن حصول بعضے منافع دینیہ و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از
دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع مینمایند یا تحدید اصلی از اصول دینیہ بحد و خاصہ احداث میکنند یا ترویج امریکہ
خامل در قرون سابقہ بود بر روی کار می آرند یا اخمال امریکہ دران ازمنہ مروج بود بعمل می آرند مثل نماز معکوس و وجوب تقلید
شخصی معین از ائمہ مجتہدین و ہبہ ثواب عبادات احیا برای اموات بخلاف نیابت در عبادات مالیہ کہ آن ثابت الاصل است
و مثل تحدید ذکر کلمہ تہلیل با وضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید مدار کثیر لعشر فی عشر و ترویج انزوا و بنا بر اشتغال
بعبادات و مطالعہ کتب و ترویج مسائل قیاسیہ و کشفیہ و استغراق بجمیع ہمت خود دران و اخمال ظاہر کتاب و سنت مگر بطریق تبرک
و تیمن و اخمال امر معروف و نہی عن المنکر و عدم مبالات باقامۃ جہاد الخ و مثال این امور محدثہ شان ہمہ از قبیل بدعات
حقیقیہ است انتہی اور دوسری جگہہ اسی ایضاح الحق مین ارشاد فرماتے ہین بخلاف قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ و
اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و ارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و مشایخ در ارکان دین
نہ بلکہ ہمین قدر کافیست کہ وقتی کہ حاجتی پیش آید از کسی از ایشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل
ایمان بالانبیا از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری مشابہ بلقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز
از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبی بمذہبی

تقلید جایز نہووے اور اگر فرض کیا جاوے تو ہمارے اس مسئلہ مین یہہ تمکو مضر ہے مفید نہین ہے اصلی کہ اکثر اوقات ایسی حدیث اوسکو
معلوم ہو جاتی ہے کہ اوسکی امام کی مذہب سے مخالف ہوتی ہی یا قیاس قوی ملجاوے کہ اوسکی مذہب کے خلاف ہوتا ہے پہر وہ اوس مسئلہ مین اور کے
افضلیت کا معتقد ہو جاتا ہے اور اکثر علما اسکو جایز کہتے ہین اوسمین سی آمدی ہے اور ابن حاجب اور ابن ہمام اور نووی اور اسکی
اتباع جیسی ابن حجر اور رملی اور حنبلیون مین کا اور مالکیون کا ایک گروہ معتقد کہ انکی نامون کی ذکر سی بات لمبی ہوئی جاتی ہی اور یہہ وہ
مسئلہ ہے جسپر چارون مذہب کے متاخر مفتیون کا اتفاق ہو چکا ہے اور انہون نے اسیا ستنباط کو اپنے متقدمین کے کلامون مین سے نکالا ہی ہو چکی عبارت معقد الجید

یا از طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد در ولایت را مثل دعوی
نبوت یا دعوی امامت بطریق بغی بر امام حق باعث قتال و اہانت قرار دادہ شود آیا نمی بینی کہ باعث طلب قاضی جبر کردن
میسر نشدہ بر اطاعت مجتہد کہ رد حکم قاضی دیگر را ہم نمیرسد چہ جای آحاد رعایا را بخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول آن واجب
نیست لاسیما در وقتیکہ آنکس خود مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلا جایز نیست و بغی بر امام حق اگرچہ آن باغی لیاقت
امامت داشتہ باشد اصلا جایز نیست بر خلاف دعوی اجتہاد کہ وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لابد دعوی اجتہاد باید کرد
و تقلید را از گردن خود دور باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواہ
بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین و سعی در اشاعت آن از جنس اکل و شرب و لباس است کہ مدار زندگانی بر آنست و اشتغال
باحکام فقہیہ معتبرہ و اشغال صوفیہ نافعہ از قبیل مداواۃ و معالجہ است کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند و بعد ازان بکار
اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیت خالصہ و سنن قدیم باید داشت نہ تمذہب بہ مذہب خاص و انسلاک در طریقہ
مخصوصہ بلکہ مذاہب و طرق را مثل دکاکین عطارین باید شمرد و خود را از منسلکان جند محمدی باید ساخت پس چنانکہ سپاہیان را
عنوان سپہ گری شعار است و اہل کارخانہ سلطانی کاروبار و وقتیکہ بہ دوای محتاج میشوند از ہر دوکانی کہ بدست آید میگیرند و بقدر
حاجت بعمل آرند و باقی را برای وقت ضرورت نگاہ میدارند و بکاروبار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیہ خالصہ شعار خود
باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کاروبار خود باید داشت و احکام فقہیہ صحیحہ و اشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت
باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زیادہ ازان بآن توغل نباید کرد انتہی سبحان اللہ مولانا نے کیا اچھی تمثیل عمل بالحدیث
کے ساتھ امور مدار زندگانی کی و تشبیہ عمل باقوال مجتہدین کے ساتھ دواؤں کی دی ہی سو وجہ تشبیہ اول کی تو ایسی ہے
کہ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لاکن وجہ تشبیہ ثانی کی پس یہ ہے کہ جیسے دوا وقت درد ذات الجنب کی مبتلا کا
ہوتی ہے ایسی ہی تقلید کسی مجتہد کے قول کی وقت مرض قلبی کے کہ وہ جہل ہے کسی مسئلہ سی درکار ہوتی ہے اور تشبیہ مذاہب
مجتہدین کی دوکانوں سی عطاروں کی بہی کیا واضح ہے تو اس ہی نظر باریک غور کرنا چاہئے کہ جب کوئی شخص التزام کرلے
کہ مین عبداللہ عطار ہی سے مثلا دوا لیا کرونگا دوسرے سی کبھو نلونگا تو وہ بیشک ایک نہ ایکدن ہلاک ہی ہو جائیگا
یعنی اوسدن کہ وہ تو درد ذات الجنب مین مثلاً مبتلا ہو رہا ہے اور عبداللہ عطار کے پاس اوسکی دوا نہیں ہے
ایسا ہی وہ شخص جسنے التزام کر لیا ہو کہ مین تمام عمر ابو حنیفہ ہی کی مثلاً تقلید کرونگا شافعی مالک کی ہرگز نہین کرونگا
تو وہ کسی نہ کسی دن گناہ مین مبتلا یا کسی فرض کا تارک بہی ہو جائیگا مثلاً ایک عورت حنفیہ ہو جوان مشتہاۃ اور اوسکا
خاوند مفقود الخبر ہوا اور عرصہ چار برس کا گذر گیا ہو اور اوسکو شہوت کا ایسا غلبہ ہو کہ زنا کی صادر ہونیکا خوف
غالب ہو تو دیکھو کہ اس عورت کو زنا سے بچنے کا امام ابو حنیفہ کی مذہب مین کوئی علاج نہیں وہ تو یہی فرماتی ہین
کہ نوے برس تک خاوند کی منتظر رہے تو وہ خواہ مخواہ زنا مین مبتلا ہووے ہے گی اور اگر التزام نہوتا تو بیشک زنا سے

بچ جاتی اسلیئے کہ امام مالک کی مذہب مین اُسکی دوا یعنی بجویز نکاح ثانی کی بعد چار برسکی موجود ہی ایسا ہی ایک
شخص حنفی کو سفر مین ایسا موقع آن پڑا کہ نماز ظہر وعصر کی اپنے اپنے وقتومین ادا نہین کر سکتا اور اسکو التزام
تہا کہ شافعی مذہب کی تقلید کبہو نکریگا اور جمع بین الظہر والعصر ہرگز نکریگا تو وہ بیشک ایک نماز کو ان دونومین سے
قضا ہی کریگا اور اگر اوسکو التزام حنفیہ کا ہوتا تو بے تامل دونو نمازونکو شافعی مذہب پر جمع کر کر ادا کرتا اور ترک
فرض سی محفوظ رہتا لہ اور مولانا مرحوم رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین مین جسمین ایسی تقلید کو شعبہ رفض کا
فرمایا ہے یہہ ارشاد کرتے ہین وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا
الاجتہاد ومنعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل وهذا هی الداء العضال التی اهلکت الشیعة فهؤلاء ایضا
اشرفوا علی الهلاك الا ان الشیعة قد بلغوا اقصاها فجوزوا رد النصوص بقول من یزعمون
تقلیده وهؤلاء اخذوا فیها واولوا الروایات المشهورة الی قول امامهم انتہی ۲۲ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
حنفی بہی مقر ہین کہ طریق متقدمین کا یہی تہا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہین کیا کرتے تہے اور اس قول کو آیتہ اور
حدیث اور اجماع کیطرف مستند فرماتی ہین اور کلام سی حافظ الحدیث ابن حزم کی بہی استشہاد کرتے ہین
اور فرماتی ہین کہ انصاف اور عدل اسمین ہی چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف مین ارشاد کرتی ہین
لزوم اتباع المجتہدین والاقتداء بهم فیه طریقتان فکان طریق المتقدمین انهم لا یرون التزام مذهب
معین واتباع مجتهد واحد بل کان للمجتهدین العمل باجتهادهم وکان سبیل العوام ان یستفتوا الفقهاء
ویرجعوا الیهم من غیر متابعة احد بعینه قال الحافظ ابو محمد بن حزم الظاهری ما نعلم احدا فی زمان القرون
الثلاثة الذین هم خیر القرون اخذ بقول احد بعینه وانما حدث ذلك بعد تلك القرون من غیر انكار احد فحل ذلك محل
الاجماع دلیلهم علی ذلك قوله سبحانه فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ویقولون ان الناس مامورون بالعمل

---

لہ بیشک زیادتی کی ہے لوگون نے تقلید کے باب مین اور سختی کرتے ہین ایک مجتہد معین کے تقلید کی التزام مین یہانتک کہ وہ قائل ہوگئی ہین
اجتہاد کی ممتنع ہونیکی اور منع کرتی ہین یہی امام سوا کی تقلید سی بعضی مسئلو نمین اور یہہ وہ سخت مرض ہی کہ اوسمین فرقہ شیعہ ہلاکت کو پہونچی ہین
اور اسیطرح یہہ لوگ قریب ہے جو ہلاکت کی پہونچ گئے مین ہان اتنی بات ہی کہ شیعہ نی مبالغہ کر کے نصوص کو رد کیا ہے اپنے مقتدا کی قول کی مقابلہ
مین اور یہہ لوگ مشہور روایتون کو اپنے امام کی قول کیطرف پہیر پہار کر لاتی ہین یہہ ہوچکی عبارت تنویر العینین کی ۲ھ اتباع اور پیروی
مجتہد معین مین دو طریقہ ہین طریقہ اگلی لوگو نکا تو یہہ ہی کہ اونکی نزدیک تقلید مجتہد معین کے نہین ہی بلکہ اوس زمانہ کی مجتہد تو اپنے اجتہاد پر
عمل کرتے ہی اور اس عہد کی عامیون کا یہہ حال تہا کہ بغیر التزام ایک مجتہد معین کے عالمون سے فتوا پوچہتی تہے حافظ ابو محمد ابن حزم ظاہری نے
کہا ہی کہ قرون ثلثہ مین کہ وہ اچہا زمانہ ہے کسیکو ہم نہین جانتی کہ ایک معین امام کی قول پر عمل کرتا ہو بلکہ یہہ امر سبکی نزدیک ان زمانو نکی
بعد پیدا ہوا ہے تو یہہ بمقام اجماع کی ہوگیا اور ان لوگونکی دلیل یہہ اللہ کا فرمانا ہے کہ اہل ذکر سی پوچہو اگر تم نہین جانتی اور ان لوگونکا

بالکتاب والسنۃ والاجماع والاقتداء بالعلماء فیما یفتون فما وجہ التعیین والتخصیص والی ھذا اشارۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم والعلماء کلہم فی حکمہم وھذا القول اقرب الی الانصاف والعدل انتہی اقول قد مر الکلام
فی ھذا الحدیث فبقی مستندنا فی کلام الشیخ الآیۃ والاجماع ۲۳ ملا علی قاری نے بہی اعتراف کیا ہی کہ اللہ تعالی نے کسیکو
حکم نہین کیا کہ حنفی ہی ہو جاے یا شافعی ہی ہو جاے بلکہ یہہ حکم دیا ہی کہ اگر اہل علم ہو تو قرآن وحدیث پر عمل کرے اور اگر عامی
تو کسی اہل علم سے پوچھہ لی چنانچہ شرح عین العلم مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا
او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء
انتہی اور نیز بیچ رسالہ سم العوارض کے ۲۴ ثم اعترف ایضا فی نقلہ انہ لو انتقل حنفی الی الشافعی لم یقبل شہادتہ وان کان عالما کما فی واقعات الہمام
وھذا کما تری لا یجوز لمسلم ان یتفوہ بمثلہ فان المجتہدین من اہل السنۃ والجماعۃ کلہم علی الھدایۃ ولا یجب علی احد من ھذہ الامۃ ان
یکون حنفیا او شافعیا او مالکیا او حنبلیا بل یجب علی احاد الناس اذا لم یکن مجتہدا ان یقلد احدا من ھؤلاء الاعلام لقولہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون ویقول بعض مشایخنا من تبع عالما لقی اللہ سالما انتہی کلام علی القاری فی سم العوارض فی ذم الروافض ۲۵ علماء حنفیہ عراق اور ماوراء النہر
سات مسئلوں مین امام مالک اور امام شافعی کے قول پر فتوی دی رکہا ہے پہر اگر تقلید ایک ہی مجتہد کی واجب ہوتی تو
وی علماء حنفیہ کیون مذہب مالک وشافعی پر فتوے دیتے جیسے کہ فرمایا شرح اسبیجابی مین نقلا عن جامع الفتاوے
افتی علماء العراق وما وراء النہر علی قول مالک والشافعی فی سبعۃ مسائل منہا تفریق امراۃ الغائب باربع
سنین الی اخرہ اس روایت سے دفع ہوا عذر ان مقلدین متعصبین کا جو کہتے ہین کہ جسنے کہ اپنے مذہب کے خلاف پر
فتوے دیا ہے تو ایک یا دو مسئلو نہین دیا ہے اور اس سے زائد ممنوع ہی اور وجہ دفع ہونیکی ظاہر ہے اوس شخص پر جو کہ
دو مین اور سات مین فرق کر سکتا ہے ۲۶ فتاوی حسب المفتین مین بہی فرمایا ہی کہ مسئلہ نکاح زن مفقود مین امام

---

مقولہ یہہ ہی ہے کہ لوگ قران اور حدیث اور اجماع امت اور اقوال علماء پر عمل کرنیکی مامور ہین سو کوئی وجہ تعین اور تخصیص کے نہین ہے اور اسیطرف اشارہ
کرتے ہی آنحضرت صلعم کہ یہہ حدیث کہ میرے اصحاب مثل تارونکی ہین جنکی تم پیروی کروگی ہدایت پاوگی اور علماء سب صحابہ کی حکم مین ہین اور یہہ قول انصاف
کی بہت قریب ہے مین کہتا ہون کہ حدیث مین جو کلام تہا پہلی گذر چکا تو ہمارا سند پکڑنا شیخ کی اس کلام مین آیۃ اور اجماع رہا ۵۱ یہہ بات
معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی مالکی شافعی حنبلی بنے بلکہ یہہ تکلیف دی ہی کہ قران اور حدیث پر عمل کرین اگر عالم ہون
اور عالمون سے پوچھہ لین اگر انجان ہون ہو چکی عبارت شرح عین العلم کی ۵۲ اور جامع الرموز والے نہایت غریب بات لکہ گیا کہ یہہ نقل
کیا ہے کہ جو کوئی حنفی سے شافعی ہو جاوے تو اوسکی گواہی مقبول نہوگی اگرچہ وہ عالم ہی کیون نہو جواہر کی خاتمہ پر یون ہین لکہا اور یہہ بات
تجھے معلوم ہے جیسے ہی کسی مسلمان کو جایز نہین کہ ایسے بات زبان سے نکالی کیونکہ تمام مجتہد اہل سنت وجماعۃ کی ہدایت پر ہین اور امت
مین سے کسی پر واجب نہین کہ حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بلکہ جو مجتہد نہو اوس پر یہہ واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کری بسبب اس آیۃ کی
پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتی اور بسبب اس مقولہ بعضے مشایخ کی کہ جو کسی عالم کی پیروی کریگا تو قیامت مین گرفت سے

مالک کی مذہب پر حنفیون نے عمل کر رکہا ہی چنانچہ بعد بیان مذہب امام مالک کی درباب نکاح زوجہ مفقود کی فرمایا ہی قولہ مالک معمول بہا فی هذہ المسئلۃ وهو احد قولی الشافعی ولو افتی بہ الحنفی یجوز فتوی اھ انتہی ف٢٦ بعض علماء حنفیہ خوارزم کی نی اختیار کر رکہا تہا کہ جو کوئی نماز مین خطا سی قرارت غلط پڑہ جاوے تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی تو انہین امام شافعی کے مذہب پر فتوی دی رکہا تہا چنانچہ فتاوی بزازیہ مین کہا ہی ان من علماء خوارزم یعنی من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوۃ بالخطاء فیہا اخذا بمذهب الشافعی فقیل لہ مذهبہ فی غیر الفاتحۃ فقال اخترت من مذهبہ الاطلاق وترکت القید انتہی نقلہ العلامۃ خاتم المتاخرین ابن نجیم فی بعض رسائلہ فی الوقف ونقل الفہامۃ ایضا فی قول السائل سو اگر تعین مذہب ضرور ہوتی تو یہہ فتوی بعض علماء خوارزم کا بلا نکیر کیون جاری ہوتا ف٢٧ قضات متاخرین نی فتوی دی رکہا ہی قسم کہلانی گواہونکو قایم مقام تزکیہ کے بنا بر مذہب ابن ابی لیلی کی چنانچہ مولنا بحر العلوم شرح مسلم مین فرماتی ہین لو وجد روایۃ صحیحۃ من مجتہد آخر یجوز العمل بہا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذهب ابن ابی لیلی فافہم انتہی سو اگر تعین مذہب معین کی ضرور ہوتی بلکہ اگر تعین مذاہب اربعہ کی لازم ہوتی تو یہہ فتوی مذہب پر ابن ابی لیلی کی کیون جاری ہوتا جبکہ ملتزمین مذہب معین ان روایت کو دیکہتے ہین تو کچہہ نہین کہہ سکتی مگر اتنا کہ یہہ فتوی اور احکام علماء حنفیہ کی مذہب مالک اور شافعی اور ابن ابی لیلی پر بنا بر ضرورت کی تہی الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ حضرت مولف نے روایت اخیر سی اخیر مین باب ثانی کے یہی جواب دیا ہی لیکن ضرور ہوا کہ علی الزعم انکی جواب مین اس عذر کی وہ روایات جنسی بلا ضرورت فتوی دینا مذہب مخالف پر ثابت ہو نقل کیجاوین تو سنو ف٢٩ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سی ایک شخص نے ایک مسئلہ برخلاف حنفی مذہب کے دریافت کیا اور کہا کہ واسطی اجرا اس حکم کے جو مخالف حنیفہ کی ہی قاضی حنفی کسی شافعی المذہب کی پاس مقدمہ بہیجے کہ وہ شافعی موافق اپنی مذہب کی حکم جاری کری اور حنفی قاضی اپنے مذہب کے مخالفت سی باز رہے تو جواب دیا کہ درست ہی قاضی حنفی کو بہیجنا مقدمہ کا پاس شافعی المذہب کی اور اگر وہ قاضی حنفی آپ ہی اوس مقدمہ مین مخالف مذہب اپنے امام کی حکم دیوے تو بہی درست ہی چنانچہ مجموع النوازل مین ذکر کیا ہے

سالم رہیگا ف٢٦ فتوی دیا ہی علماے عراق اور ماوراء النہر نی امام مالک رح کی قول پر سات مسئلون مین اونمین سی یہہ بہی ہیکہ چار برس مین غائب مرد کی عورت کو علحدگی کا حکم دیدیا جاوی ف٢٧ قول امام مالک کا عملدرآمد ہے یہی مسئلہ نکاح زن مفقود کی اور ایک قول امام شافعی کا بہی ہی، اور حنفی المذہب اگر اسپر فتوا دیوی تو جایز ہے ف٢٨ بلاشک خوارزم کی حنفی علماء کبیر، ایسے لوگ بہی ہین کہ بموجب مذہب امام شافعی رح کی نہ ٹوٹنا نماز کا صدور خطا سے اونہون نے اختیار کیا ہے اور جب لوگون نے اون سے کہا کہ امام شافعی رح کا یہہ مسلک سورہ فاتحہ کی اور میں تو نہین ہی تو جواب دیا کہ امام شافعی رح کی مذہب سے مطلق بات لیکر سورہ فاتحہ کی قید کو مینی چہوڑدیا ہے نقل کی ہے یہہ عبارت خاتم متاخرین ابن نجیم نے اپنے بعضے رسالون مین کی بحث وقف مین اور صاحب قول سدید نے بہی اسکو نقل کیا ہے ف٢٩ اگر ایسے جاوے روایۃ صحیح اور مجتہد سی تو اوسپر عمل جایز ہے تو دیکھتا نہین کہ متاخرین نے قایمقام تزکیہ کے گواہون کے قسم دلانے پر بموجب مذہب ابن ابی لیلی کی فتوا دیدیا ہے ہو جنکی عبارت شرح مسلم کی

سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ عن اب الصغیرۃ زوجہا من صغیر وقبل ابوہ وکبرا الصغیران وبینہما غیبۃ منقطعۃ وقد
کان النکاح بشہادۃ الفسقۃ ہل یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب لیبطل ہذا النکاح بسبب انہ کان بشہادۃ الفسقۃ قال نعم و
للقاضی الحنفی ان یفعل ذلک بنفسہ اذا ابطلا المذہب وان لم یکن مذہبہ انتہی کذا فی العالمگیریۃ تو غور کرو کہ اگر عمل اور فتوی
بمذہب مخالف ضرورت ہی کیوقت جایز ہوتا تو اس سایل کو شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نی باوجودیکہ شافعی المذہب موجود تہا
اور ضرورت خلاف کرنیکی اپنے مذہب سے حنفی کو نہ تہی کیون حکم دیا کہ حنفی قاضی آپ ہی اس نکاح کو برخلاف مذہب امام اپنے کے
باطل کردے ۲۹ جیسا کہ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ نے قضا علی خلاف المذہب کو بدون ضرورت کی ہی درست کیا ہے
ایسا ہے اور فقہا نے بہی درست کیا ہی چنانچہ عمدہ مین فرمایا ہے یجوز للقاضی ان یبعث الی شافعی المذہب لیبطل النکاح
اذا کان التزویج بشہادۃ الفسقۃ وللحنفی ان یفعل ذلک وہی مسئلۃ القضاء علی خلاف مذہبہ انتہی
کذا فی الفصول العمادیۃ ۳۰ امام طرطوسی نقل کرتے ہین کہ ایکروز جمعہ کی قامت ہوگئی تہی اور قاضی ابو الطیب طبری
شافعی تکبیر کہنے کو مستعد ہوئے تو ناگاہ ایک جانور نے انکے اوپر بیٹ کردی اور ظاہر ہے کہ شافعی مذہب مین بیٹ جانور کی
نجس ہوتی ہی لاکن قاضی ابو الطیب نے شافعی ہوکر اوس بیٹ کی نجس نہونی مین امام احمد بن حنبل کی تقلید کرلے اور کہا کہ مین اب
حنبلی ہون اور تکبیر تحریمہ کہدی اور نماز مین داخل ہوئی چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی نے نقلاً عن الکتاب المخادم فرمایا ہے
ان الامام الطرطوسی رحمہ اللہ حکی انہ اقیمت صلوۃ الجمعۃ وہم القاضی ابو الطیب الطبری بالتکبیر فاذا طائر قد ذرق
علیہ فقال انا حنبلی ثم احرم ودخل قلت ومعلوم انہ انما کان شافعیا یتجنب الصلوۃ بذرق الطائر فلم یمنعہ عملا ای السابق بمذہبہ فی
ذلک من تقلید المخالف انتہی علی ما نقلہ العلامۃ الحسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید ۳۱ اور ایسا ہی مروی ہے کہ قاضی ابو عاصم
عامری حنفی وقت نماز مغرب کے قفال شافعی کی مسجد مین تشریف لیگئی تو قاضی ابو عاصم عامری حنفی کو قفال شافعی نی دیکہکر
موذن کو حکم دیا کہ تکبیر مین دو دو کلمہ کہے واسطے خاطرداری قاضی حنفی کے باوجودیکہ شافعی مذہب مین تکبیر مین ایک ایک کلمہ کہا جاتا
تہا اور قاضی حنفی کو امام بنایا تو اونہون نے بہی اپنے مذہب کے خلاف پاس خاطر قفال شافعی کے جہر بسملہ مع القراءۃ اور رفع یدین وغیرہ

---

ف۱ شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ سی پوچہا گیا کہ ایک شخص نے اپنے چہوٹے عمر کی لڑکی کو ایک چہوٹے عمر کی لڑکے سے بیاہ دیا اور وہ دونون بڑی ہوئی
اور اون دونون مین جدائی منقطعہ فیتی ہے اور فاسقون کے گواہی سے یہہ نکاح منعقد ہوا تہا تو کیا قاضی کو جایز ہے کہ شافعی مذہب کے پاس اس مسئلہ کو بہیج
تاکہ بسبب فسق گواہون کے اس نکاح کو باطل کرادے اونہون نے جواب دیا کہ ہان اور قاضی حنفی خود بہی اس بات مین مذہب شافعی پر حکم لگاسکتا ہے یہہ
حکم لگادے اگرچہ خود اوسکا مذہب نہین ہے فتاوی عالمگیری مین یونہین ہے ف۲ قاضی کو جایز ہے کہ اس مسئلہ کو شافعی مذہب کے پاس بہیجے
اس نکاح کو باطل کرنیکے لئے بسبب اسکے جو یہہ نکاح فاسق گواہونکی گواہی سی بندہا ہوا اور حنفی کو بہی یہہ حکم لگانا پہونچتا ہے اور یہہ مسئلہ خلاف مذہب
فتوا دینے کا ہے ف۳ امام طرطوسی سے حکایت ہے کہ ایک روز نماز جمعہ کی قامت ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر کا ارادہ کیا تو ایک
جانور نے امام طرطوسی پر بیٹ کردی تو اونہون نے کہا کہ مین حنبلی ہون اور نیت باندہ مین کہتا ہون کہ اس بات کا معلوم ہے کہ وہ شافعی تہی جانور کے

شافعیون کی موافق نماز مین ادا کیا چنانچہ امام سید شریف علی السمہودی کتاب خادم سی نقل فرماتی ہین ان القاضی اباعاصم العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والمؤذن یؤذن المغرب فترک ودخل المسجد فلما راٰہ القفال امر المؤذن ان یثنی الاقامۃ وقدم القاضی فتقدم وجہر بالبسملۃ مع القرأۃ واتی بشعار الشافعیۃ فی صلوتہ ومعلوم ان القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذہبہ فلم یمنعہ سبق عملہ بمذہبہ فی ذلک ایضا انتہی علی ما نقلہ العلامۃ الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید اور طحطاوی نے بہی اس قصہ کو نقل کیا ہے **تنبیہ** حضرت مولف نی جواب مین روایت قفال اور ابوعاصم کی یہہ ارشاد کیا ہے کہ یہہ روایت مخالف ہے اجماع کے تو اوسکو تم خوب دیکہتی چلی آتی ہو کہ اجماع ہت کا کسطرف ہے التزام کیطرف یا عدم التزام کیطرف اور یہہ بہی فرمایا ہی کہ جایز ہے کہ کیا گیا ہو یہہ فعل بنظر نفوذ کی نہ بنظر اسکے کہ یہہ فعل درست ہے سو بطلان اس قول کا صریح ہے اسلیئے کہ یہہ فعل اور ترک مذہب امام اپنے کا قاضی ابوعاصم وغیرہ سی باوجود ممنوع ہونے کے داعیہ نہیں ہوا اور نیز کیا جبر ہوا تہا کہ باوصف علم عدم جواز اقدام کی مرتکب اس گناہ کے یعنے ترک تقلید کے بزعم مولف ہونی تہی رسالت فرمایا حضرت صلعم نے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ۵۲ نازم برین فہم و دانش ۵۲ خاتم المتاخرین زین العابدین ابن نجیم صاحب بحر الرایق قایل صحت حکم ملفق کے ہین اور ظاہر ہے کہ جو شخص تلفیق کو جو جمع بین المذہبین فی حادثۃ واحدۃ عبارت ہی جایز رکہی وہ اختیار عمل بمذاہب مختلفہ مین بطریق اولی جایز رکہیگا کیونکہ جمع اولمین تو خلاف بہی ہی اور ثانی مجمع علیہ ہے چنانچہ فرماتی ہین رسایل زینیہ مین ۵۳ ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستدلال من قول ابی یوسف وصحۃ البیع بغابن فاحش بقول ابی حنیفۃ بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین ۵۴ خانیہ سی منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ جس عورت کو مین نکاح مین لاؤنگا اوسکو طلاق ہے پہر اوسنی ایک عورت سی نکاح کر لیا اور کسی فقیہہ سی پوچہا کہ اب اسکو طلاق ہوئی یا نہین تو فقیہ نے حکم دیدیا کہ طلاق نہین ہوئی تو اوس شخص نے اوس عورت کو اپنے زوجیت مین رکہا اور پہر آیندہ ویسی ہی قسم کہائی اور بعد اسکے دوسرے عورت سی نکاح کر کے حکم اوسکا کسی دوسرے فقیہ سے پوچہا تو اوس دوسرے فقیہ نے برخلاف پہلے فقیہ کی حکم دیا کہ طلاق واقع ہوگئی تو اس شخص کے حق مین ہمارے آئمہ کا یہہ فتوے ہی اور حکم ہے کہ وہ شخص پہلی عورت کو پہلی فقیہ کی تقلید سی اپنے نکاح مین سمجہی اور دوسرے عورت کو دوسرے فقیہ کی تقلید سے مطلقہ سمجہکے چہوڑ دی سو یہہ حکم صریح دلالت کرتا ہے اسبات پر

---

بیٹہ سی نماز کیونکر پڑہتے سو شافعی ہونی نی اونکو اس کام سی نہ روکا اور مذہب مخالف کی تقلید کر لی ۵۱ قاضی ابوعاصم عامری حنفی قفال کی مسجد کی دروازہ پر بیٹہے فتوا دیا کرتے تہے ایکدن موذن نے مغرب کے اذان کہی سو وہ اپنا شغل چہوڑ کر مسجد مین چلی گئے جب قفال نی اونکو دیکہا تو موذن سی کہا کہ دو دو دفعہ کلمات تکبیر کو ادا کری اور قاضی کو امام بنایا قاضی نے پکار کر بسم اللہ اور قراءۃ پڑہی اور سب باتین شافعی مذہب کے اپنے نماز مین برتین اور یہہ معلوم ہے کہ پہلی قاضی اپنے مذہب کے موافق نماز پڑہا کرتی تہے سو اونکو اونکی مذہب پہلے اس عمل کے سبقت سی باز نرکہا ہو چکی عبارت عقد الفرید کی ۵۲ جسکی بہلائی اللہ ارادہ کری تو اوسکو دین کے سمجہہ دیتا ہے ۵۳ اور ممکن ہے کہ استدلال کی صحت امام ابی یوسف کی قول پر اور باوجود نقصان امر کی بیع کی صحت امام ابی حنیفہ کی قول پر لیجائے

کو کبھو ایک فقیہ کی تقلید کرنے اور کبھو دوسرے کی اور ایک مسئلہ مین حنفی ہونا اور دوسرے مسئلہ مین شافعی ہونا درست ہی اور ایک ہی امام
معین کی تقلید واجب نہین ہی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف مین فرماتی ہین ونقل[1]
عن الخانیۃ فی مسئلۃ تعلیق الطلاق بالتزوج انہ قال اصحابنا رحمہم اللہ ان صاحب الحادثۃ اذا استفتی عدلا
من اهل التقوی فافتی ببطلان الیمین وسعہ ان یاخذ بفتواہ ویمسک المرأۃ فان تزوج اخری بعدها وقد حلف بطلاق
کل امرأۃ تزوجها فاستفتی فقیها اخر مثلہ فافتاہ بصحۃ الیمین ووقوع الطلاق المضاف الیہ بالتزوج فانہ یمسک الاولی ویفارق
الثانیۃ وهذا کلہ دلیل علی انہ یجوز الرجوع من فقیہ الی فقیہ وان یکون الشخص حنفی المذهب فی مسئلۃ وشافعی
المذهب او غیرہ فی اخری ولا یجب تقلید امام بعینہ انتہی اور یہہ روایت ذخیرہ مین اور نوادر رستم مین اور قول سدید وغیرہ مین بھی موجود
ہی[2] اور مولوی سید حیدر علی مرحوم ساکن قصبہ ٹونک کہ جو بڑے عالم متبحر جامع معقول اور منقول شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز
اور مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے تہے اپنے رسالہ صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس کہ جو رد مین فصل رسول
بدایونی کے تحریر کے ہی فرماتی ہین **قول موسوس** بعض متردد دین نے یہہ حال سنکر استدعا کی کہ چند باتین مولوی اسمٰعیل کی
اسطرحسی نقل کر دیجئے کہ موافق مخالف سی تحقیق کیجا دین ہر چند دانشمند ون پر مولوی اسمٰعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ اونکو چلا قید مذہب و
ملت کی نہین ہے اور سیف الجبار وغیرہ رسایل مین محقق ہوچکا **جواب اسکا** یہہ ہی کہ حال رسایل مذکور کا تو دیکہنی سے
معلوم ہوگا پر اتنا کہا جاتا ہی کہ ملت سے اگر مراد یہہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کو قید دین اسلام کی نہین تہی کبھی مسلمان کبھی یہودی
کبھی نصرانی کبھی مشرک بنتی تہے تو یہہ بات قابل جواب کی نہین اسکو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہہ جہوٹ ہی اور اگر مراد ملت سے
وہی مذہب ہے، تو جواب اسکا یہہ ہے کہ قید ایک مذہب کی اکثر لوگون کی معین اکثر احوال مین اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیونکہ
دین پر چلنا سہل ہوجاتا ہے لیکن ہر شخص کیواسطے ضرور نہین جسکو اللہ تعالے نے مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیون تقلید کرے پہر تقلید
ایک شخص معین کی اسپر اگر کوئی ادلہ شرعیہ اربعہ سی ہو تو لاؤ ذکر کرو تقلید تو واسطی بعلیم کے ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
سید شریف نی حکمۃ العین کے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ اولاد رسول اللہ کی ایک جسمی وہ سادات کرام ہین اونپر صدقہ زکوٰۃ کا حرام ہے
دوسرے اولاد روحی وہ علماء عظام ہین اونپر تقلید جو دوسرے عالم کا صدقہ ہے حرام ہے اور جو تحقیق حاصل ہوئے اور تقلید ضروری یعنی قت

---

[1] مسئلہ تزوج کی تعلیق طلاق مین خانیہ سی منقول ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص کسی مفتی عادل سے اسباب مین
فتوا پوچھی اور وہ یمین کا باطل ہونا بیان کرے تو اوسکو روا ہے کہ اوسکی فتوے پر عمل کرکے عورت کو روک رکھی پہر کسی اور عورت سی نکاح
کیا اور یون قسم کہائی کہ جس عورت سی نکاح کرے اوسپر طلاق ہے پہر ویسے مفتی متقی سے فتوا پوچھا اور مفتی نے ایسا فتوا دیا کہ
تیری قسم ٹہیک ہے اور یہہ طلاق معلقہ پڑگئی تو پہلی عورت کو روک رکھی اور دوسری کو چہوڑ دی اور یہہ سب دلیل ہے اسپر کہ ایک فقیہ سی
دوسرے فقیہ کی طرف رجوع کرنا درست ہی اور یہہ جایز ہے کہ ایک مسئلہ مین حنفی ہو اور دوسرے مسئلہ مین شافعی وغیرہ ہو اور ایک امام معین کی
تقلید واجب نہین ہے ہو چکی عبارت تحصیل التعرف کی [2] پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہین جانتے ہو

ہونی مرتبہ تحقیق کی ضرورت پڑی تو ہوئی تو اسلیئے مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ہے اور اگر مصیب ہو تو دو اجر بخلاف عامی مقلد کی کہ اسکو خطا مین نہ دونا اجر نہ ایک محقق سکے حقین کلام بر سبیل تنزل کیا گیا والا عامی اور مقلد کو بھی موافق تحقیق متاخرین اور متقدمین کی تقلید ایکشخص کے لازم اور واجب نہین اگرچہ اولی اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہے اِس ہمارے دعوے پر صحابہ رض کا اجماع حجت اور دلیل ہے تو جو شخص کہ تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے جو عدم وجوب پر اجماع صحابہ کا ہے رض اسپر اسکو علم نہین اب سنو اسکا بیان مسلم کتاب علم اصول الفقہ کے جس خوبی سے ہے اور اخیر اور پہلی کتابون مین حاجت بیان کی نہین اسمین ہمارا مطلب ہی اور تحریر محقق ابن ہمام اور اسکی شرحین بھی ایسی ہی اب پہلی کتاب اور اسکی شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے مسلّم اور اسکی شرحین یون ہے مسلم قال[له] الامام اجمع المحققون على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة رضوان الله تعالى عليهم فان اقوالهم قد تحتاج فى استخراج الحكم منها الى تنقية كما فى السنة ولا يقلد العوام عليه بل يجب عليهم اتباع الذين سبروا اى تعمقوا وبوبوا اى اوردوا ابوابا لكل مسئلة على حدة فهذبوا مسئلة كل باب و نقحوا كل مسئلة من غيرها وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا اى اوردوا لكل مسئلة مسئلة علة وفصلوا تفصيلا يعنى يجب على العوام تقليد من تصدى لعلم الفقه لا اعيان الصحابة المجملين القول وعليه ابتنى ابن الصلاح منع تقليد غير الائمة الاربعة الامام الهمام امام الائمة امامنا ابى حنيفة الكوفى والامام مالك والامام الشافعى والامام احمد رحمهم الله تعالى جزاهم عنا احسن الجزاء لان ذلك المذكور لم يدر فى غيرهم وفيه ما فيه فى الحاشية قال القرافى انعقد الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة على ان من استفتى ابا بكر وعمر اميرى المؤمنين فله ان يستفتى ابا هريرة ومعاذ بن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غير نكير فمن ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انتهى فقد بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون لا يفهم منه الاجماع الذى هو الحجة حتى يقال يلزم تعارض الاجماعين بل الذى يكون مجمعا عند احد ويكون مجمعا متفقا عليه يقال اجمع المحققون على كذا ثم فى كلامه خلل اخر اذ المجتهدون الاخرون ايضا بذلوا جهدهم مثل الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب

---

[له] امام الحرمین نے کہا ہے کہ محققین اسپر جمع ہو گئی ہین کہ عام لوگ صحابہ رض کی پیروی نکرین کیونکہ اونکی قولونین حدیث کی طرح بدقت حکم نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہین رکھتے بلکہ حاصل کلام یہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیئے صحابہ کی نہین اور ابن صلاح نے اسپر بنا رکھہ کر سوائے آئمہ اربعہ کے اورون کی تقلید سے منع کیا ہے یعنے امام والاہمت ہمارے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالے اونپر رحمت کرے اور جزا دے کیونکہ اونکی سوا اورون کے مذہبون مین اونکی مذہبونکی سی باتین نہین پائی جاتی ہین اور اسمین اعتراض ہے حاشیہ مین ہے کہ کہا قرافی نے کہ اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو مسلمان ہے اوسکو روا ہے کہ علما مین سے جسکی چاہے تقلید کرے اور صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو امیر المومنین ابوبکر اور عمر سے فتوا پوچھے تو اوسی کو روا ہے کہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے فتوا پوچھے اور بلا دہڑک اونکی قول پر عمل کرے سو جس کسیکو ان دونو اجماعونکی اوٹھہ جانیکا دعوے ہے تو اوسپر دلیل ہے تو ان دونو اجماعون سے امام الحرمین کا قول باطل ہو گیا اور امام الحرمین کا یہہ کہنا کہ محقق جمع ہو گئی ہین اس سے وہ اجماع جو حجت ہے نہین سمجھا جاتا کہ یہہ کہا جاوے کہ دو اجماعون مین مخالفت لازم آتی ہے بلکہ جو امر کسیکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہی اور ایک گروہ خاص

بل الحق انہ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم محفوظۃ حتی لو وجد واروایۃ
صحیحۃ من مجتھد آخر یجوز العمل بھا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشھود اقامۃ لہ موقع
التزکیۃ علی مذھب ابن ابی لیلی فافھم انتہے اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ طعنہ زنی خصوصًا ایسی علماؤن پر عدم تقلید مذہب
اور ملت کی اور دوسرے مطاعن نشا اسکا وہی نشہ و شراب قہر الٰہی کا ہے جیسے مکر یہ معلوم ہوا تمام ہوئی تقریر مولانا حیدر علی
مرحوم کی صیانۃ الاناس مین اور نیز مولانا مغفور نے سنہ بارہ سو ستر مین ایک فتوی جواب مین کسی سائل کی تحریر فرمایا تھا
اور ۱۲۸۰ مین مع مواہیر علماء ٹونک اور دہلی بتقاریب طبع آیا تھا وہ بھی نقل کیا جاتا ہے چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان
شرع متین درباره کسیکہ ایمان بر خدا و رسول آورده بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہبی از مذاہب اربعہ بدل و جان
کمر بستہ و ائمہ اربعہ را پیشوای خود میداند و خود را محمدی میگوید و مقلد مذہب معین راکہ خود را حنفی یا شافعی مثلا
میگوید نیز محمدی میداند مثل عبد اللہ نو مسلم و مانند آن آن شخص مسلمان سنی ہست یا نہ و ہر کہ او را مشرک یا کافر یا مردود
گوید آن کیست بینوا توجروا جوابی ازین استفتا آنست کہ این سوال متضمن سہ سوال ہست اول آنکہ ہر کہ با وجود ایمان
بخدا و رسول بر اتباع احکام شرعیہ بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ بدل جان کمر بستہ و ائمہ اربعہ وغیرہم از ائمہ اہل سنت
جماعت را بر حق میداند و خود را محمدی میگوید این اتباع جایز ہست یا نہ دوم آنکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن وا و را
از فرقہ اہل سنت خارج دانستن روا ہست یا نہ سوم آنکہ در صورتیکہ او را کافر یا مشرک یا مردود گفتن روا نباشد حکم این گوینده
چیست جواب از سوال اول آنکہ در کتاب مسلم کہ در اصول الفقہ بمذہب حنفی مثل آن تا این زمان تالیف نگشتہ در ذہبیہ
آن از امام قرافی رحمہ نقل کرده ترجمہ اش اینست کہ اجماع منعقد ہست بر اینکہ ہر کہ اسلام آورد برای او روا ہست تقلید ہر مجتہد کہ بخواہد
بغیر تعیین من غیر حجر و نیز اجماع صحابہ رض ہست بر اینکہ شخصی کہ استفتا از حضرت ابی بکر و حضرت عمر رض میکرد و تقلید این ہر دو
مینمود برای او روا ہست کہ استفتا از ابی ہریره و معاذ بن جبل بکند و عمل با قوال ایشان نماید من غیر نکیر پس کسیکہ رفع این ہر دو اجماع
دعوی کند بروی واجب ہست کہ دلیل دعوی خود بیان نماید انتہے ترجمہ حاصلش اینست کہ اتباع احکام شرعیہ و اخذ آنہا
از ہر مجتہد کہ خواہد بلا تقلید مذہب از مذاہب اربعہ وغیرہا جایز ہست باجماع صحابہ پس منکر و مخالف آن منکر و مخالف اجماع
صحابہ ہست و در خوف تردی و ہلاکست لیکن باید دانست کہ چنانکہ عدم تعیین مجتہد در تقلید جایز ہست ہمچنین تعیین نیز
جایز ست بلکہ تعیین درین زمانہ موجب سہولت عمل در دین ست و نیز در تقلید مجتہد معین فایده دیگر ست کہ چون ہر مسئلہ

---

اوسپر متفق ہو جاتا ہے تو یون کہہ دیتے ہین کہ اسبات پر محقق جمع ہو گئی ہین پہر اوسکی کلام مین اور خلل ہی کہ مثل ائمہ اربعہ کی اور
مجتہدون نے بہی کوششین کی ہین چنانچہ اسکا انکار ہٹ دہرمی اور گستاخی ہی بلکہ حق تو یہہ ہی کہ سوا ائمہ اربعہ کی اور ونکی تقلید سی جن لوگون نے
منع کیا ہی اوسکی یہہ وجہ ٹہرائی ہی کہ اور ونکی مذہبونکی روایتین محفوظ نہین رہی ہین یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد سی روایت صحیح ملجاے
تو اوسپر عمل جایز ہی کیا تو نے دیکہا نہین کہ متاخرین نے قائم مقام تزکیہ کی ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق گواہون کی قسم دلانی پر فتوا دیدیا ہی ذرا سمجہہ اب تو

ہر کتاب عمل جایز نیست بلکہ کتاب معتبر متداول در اہل سنت و جماعت درکارست وہمچنین بر قول ہر العلم عمل روا نیست کما صرح به المحققون از اینجاست کہ فتوی مجتہد فاسق چنانکہ محتاج وجب التوقف ست صرح به علی البزدوی رح وغیرہ ونیز حقتعالی میفرماید ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ازینجاست کہ قول فاسق در روایات و در دیانات معتبر نیست بلکہ عالم موثوق بہ در دین ضرورست و ہمعنی در تقلید مجتہد معین سہلست و در غیر دشوار مبادا بقول فاسق عمل واقع گردد و درینجا غرض بابیان عدم وجوب تعیین مجتہد است و اینکہ ہر کہ تعیین نکند او گمراہ نیست جواب از سوال دوم آنکہ چون الشخص متبع احکام بروجہ مذکور ایمان بر خدا و رسول وی صلعم میدارد و بسبب اتباع مذکور کہ باجماع صحابہ رض جایز ست از ایمان خارج نگشت سنی مومن صحیح الایمان باشد جواب از سوال سوم آنکہ مومن صحیح الایمان را کافر یا مشرک گفتن حسب فرمودہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام روا نباشد بلکہ خود کافر یا مشرک گوینده کافر میگردد در جمع الجوامع ست اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدہما اخرجہ ت عن ابن عمر رض اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدہما ان کان الذی قیل لہ کافرا فہو کافر والا یرجع الی من قال ط عن ابن عمر رض اینست حکم گوینده لفظ کافر و چون شرک مستلزم کفرست نیز حکم مشرک گوینده ہمین باشد اگر شرک خفی مرادش نباشد انچہ امام قرافی رح دو اجماع نقل کرده و صاحب مسلم آنرا ہم مسلم داشتہ اگرچہ بر تمامی اہل سنت وجماعت حجت ست لیکن بسبب بودن نقل از عالم متبحر شافعی و محقق متبحر حنفی الزام حجت بر مقلد حنفی و شافعی اتم و اکمل ست و بر اہل العلم مخفی نیست کہ از صحابہ کرام چند صحابہ معدود مجتہد بودند و باقی ہمہ مقلد باز اکثر و بیشتر ازینہا تقلید یک کس معین از صحابی مجتہد لازم نگرفتہ بودند باز اگر کسی مقلد یک کس معین اتفاقا میبود این تقلید خاص را بالخصوص واجب و لازم نمیدانست کہ خلاف اجماع صحابہ بود بلکہ تقلید دیگری ہم جایز میدانست پس انیمردم بیباک کہ خود ہا را با وجود بیعلمی از اہل العلم میشمارند انچہ لفظ و معنی لامذہب قرار داده اند در اکثر صحابہ باعتبار عمل و در جمیع صحابہ باعتبار اعتقاد جوازش متحقق بود و نیز متاخرین علماء حنفیہ تحلیف شہود موافق مذہب ابن ابی لیلی قایم مقام تزکیہ لازم شہود گردانیده اند و قضاۃ امصار و اعصار برین عمل میکنند با آنکہ در مذہب امام ہمام مذہب تحلیف شہود نا روا ست پس این لفظ لامذہب مقام طعن بر زبان آوردن قدح و جرح ست العیاذ باللہ تعالی در صحابہ کرام و در مفتیان و قضاۃ علماء متاخرین حنفیہ پس مومن صادق را از اہل العلم لازم ست کہ درین آیہ کریمہ افرایت من اتخذ الہہ ہواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یہدیہ من بعد اللہ فلا تذکرون غور کرده حمایت

---

ف ۵۱ اگر آدمی تم بار ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کر دو ۵۲ جس وقت ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کہ اے کافر تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف رجوع کریگا بخاری اور ترمذی میں ابن عمر سے روایت ہے کہ جس وقت ایک شخص نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا تو وہ کفر ایک کیطرف رجوع کریگا کیونکہ جسکو کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر ہے تو کافر ہی اور نہیں تو کہنے والیکے طرف رجوع کریگا طبرانی میں ابن عمر رض سے ۵۳ بھلا دیکھو تو جسنے پوجا پکڑا اپنے چاؤ کا اور راہ سے کھویا اوسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی اوسکی کان پر اور دل پر اور ڈالی اوسکی آنکھ پر اندھیرے پھر کون راہ پر لاوے اوسکو اللہ کے سوا کیا تم سوچ نہیں کرتے

وخاشی باشد کہ خدا نخواستہ باشد مصداق ہمین آیہ کریمہ گردد واین کاتب الحروف خود مقلد مذہب حنفی ست اگر کسی بر این مذہب طعن کند خود خصم او ہم لیکن انچہ حق ست چرا نہ گویم خصوصاً مانند گنگ بلکہ در حدیث وارد ست الساکت عن الحق شیطان اخرس نیز در حدیث مرفوع آمدہ من علم وکتم الجم بلجام من النار حقتعالی از رحمت خود ما را بر عداوت شیطان مطلع فرمودہ بانیکہ ما ہم باو عداوت کنیم مامور فرمودہ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر این شیطان ملعون علوم وہیان بنی آدم را بکید ہی در دام خود مے آرد وبا اہل العلم بازی دیگر پیش میکند بعضے از ینہا بمحدثین بی ادب میباشند وبعضی دیگر بمجتہدین نعوذ باللہ تعالی منہما ونیز این ظاہر ست نزد اہل العلم کہ ہر کسیکہ از اظہار دین مطابق تاکید احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام واجماع صحابہ کرام ناخوش گردد او از خواص وعوام مومنین خناس من الجنۃ والناس دانند حقتعالی ما را در اظہار دین منجملہ لا یخافون لومۃ لائم بفضل خود سازد واللہ تعالی اعلم در شرح تحریر ابن ہمام صاحب فتح القدیر ست عه اعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتہد علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتہد دون مجتہد تحکم لا یلتفت الیہ بل ہو تغییر حکم الشارع من دون برہان وحجۃ رحمۃ اللہ الواسعۃ والصحابۃ احقاء بالتقلید فانہم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحب الوحی لکن لا یخلوا بعض احکامہم عن اشارات خفیۃ فیحتاج الی تبیین المجتہدین اللاحقین واما المجتہدون الذین اتبعوہم باحسان فکلہم سواء فی صلوح التقلید بہم فان وصل فتوی سفیان بن عیینۃ او مالک بن دینار او غیرہم یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتوی الائمۃ الاربعۃ الا انہ لم یبق عن الائمۃ الآخرین نقل صحیح الا قلیل القلیل ولذا منع من منع التقلید ایاہم فان وجد نقل صحیح منہم فی مسئلۃ فالعمل بہ والعمل بفتوی الائمۃ الاربعۃ سواء ہذا آخر ما قصدت ترقیمہ فی شرح کتاب التحریر انتہی واللہ اعلم بالصواب اور روایت یعنی پینتیسوین کتاب میزان کبری شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیجاتی ہے ٥٥ کان الامام ابن عبد البر یقول لم یبلغنا عن احد من الائمۃ انہ امر اصحابہ بالتزام مذہب معین لا یری صحۃ خلافہ بل المنقول عنہم

٥١ حق بات سے چپ رہنے والا شیطان گونگا ہے ٥٢ جو کوئی جان بوجھ کر چھپاوے اوسے آگ کی لگام دیا جاویگا ٥٣ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسیواسطے کہ ہو دین دوزخ والون مین ٥٤ یہہ تو بیشک تیرے جانے ہوئے بات ہے کہ شارع کی طرف سے تکلیف فقط اتنی ہی ہے کہ بلا قید کسی مجتہد کے قول پر عمل کیا جاوے اور کسی مجتہد کی تخصیص کرنا سینہ زوری ہے اوسکی طرف التفات نچاہیے بلکہ یہہ ادل بدل ہے حکم شارع کا بلا دلیل اور اللہ کی رحمت فراخ کو تنگ کرنا ہے اور صحابہ بہت مستحق ہیں تقلید کی کیونکہ وہ صاحب وحی سے اخذ حکم میں قریب ہیں لیکن اونکی بعضی کلامون مین پوشیدہ اشارے ہیں کہ بسبب اس پوشیدگی کی بیان مجتہدین پچھلے کے حاجت پڑی ہے اور مجتہدین کہ صحابہ کے اچھے پیرو ہیں سب کے سب صلاحیت پیروی میں برابر ہیں اگر ملجاوے فتوی سفیان بن عیینہ یا مالک بن دینار وغیرہ کا تو ائمہ اربعہ کیطرح اونکی فتوی پر عمل کرنا جایز ہے ان اتنی بات ہے کہ اور ونکی مذہبونکی روایتیں بہت کم ہیں اسیواسطے اونکی تقلید سے جسنے منع کیا ہے اوسنے منع کیا ہے سو اگر نقل صحیح اوسکی ملجاوے تو اوسپر اور ائمہ اربعہ کے قول پر عمل کرنا برابر ہے یہہ آخر اون مضمونوں کا ہے جنکا شرح تحریر مین لانا مجھی مقصود تہا ہو چکی عبارت شرح تحریر کی اور بیشک بات کو اللہ خوب جانتا ہے ٥٥ امام ابن عبد البر یہہ کہتے تہے کہ ہمکو کسی امام سے یہہ روایت نہین پہونچی کہ اونہون نے اپنے رفیقونکو التزام مذہب معین کا امر کیا ہو اسطرحپر کہ اور غیر کے مذہب کو صحیح نجانے بلکہ منقول اونسے

تقریرهم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدی من ربهم وکان یقول ایضا لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امر احدا من الامة بالتزام مذهب معین لا یری خلافه وهاذلك الا لان کل مجتهد مصیب انتهی ونقل القرافی الاجماع من الصحابة رض علی ان من استفتی ابا بکر وعمر رض وقلدهما فله بعد ذلك ان یستفتی غیرهما من الصحابة ویعمل به من غیر نکیر واجمع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء بغیر حجر ومن ادعی رفع هذین الاجماعین فعلیه الدلیل انتهی وکان الامام الزناتی من ائمة المالکیة یقول یجوز تقلید کل من اهل المذاهب فی النوازل انتهی ما فی کتاب المیزان الکبری للامام الشعرانی وایضا فیه وان قال احد من المالکیة الیوم بئس ما صنع من انتقل من مذهبه الی غیره قلنا له بئس ما قلت انت لان امام مذهبك الشیخ جمال الدین بن الحاجب رح والامام القرافی رح جوزا ذلك فقولك هذا تعصب محض فان الائمة کلهم فی الحق سواء فلیس مذهب اولی بالشریعة من مذهب وقد سئل الجلال السیوطی رح عن حنفی یقول یجوز للانسان ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان یتحول شافعیا او مالکیا او حنبلیا فقال قد تقدم انا قلنا ان هذا تحکم من قائله لا دلیل علیه من کتاب ولا سنة ولم یرو لنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف تمیز احد من ائمة المذاهب علی غیره علی التعیین والاستدلال بتقدیم زمن ابی حنیفة لا تنتهض حجة ولو صح لوجب تقلیده علی کل حال ولم یجز تقلید غیره البتة وهو خلاف الاجماع وخلاف

لوگون کو جما دیتا تھا بعضو نکا بعضون مخالف مذہب کی فتوون پر کیونکہ وہ سب اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہہ بہی امام ہی عبدالبر کی کہتی تہی کہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین ہمکو یہہ مضمون نہین پہونچا کہ آنحضرت صلعم نے امت مین سے کسیکو التزام مذہب معین کا اسطرح امر فرمایا ہو کہ اوسکی سوا کسیکو حق نجانی اور یہہ مقولہ اسیوجہ سے ہے کہ ہر مجتہد ٹہیک راہ پر ہے انتہی اور قرافی نی صحابہ رض سی اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص فتوا پوچہی ابوبکر اور عمر رض سی اور اوسپر عمل کری اوسی واہی اور صحابہ سے فتوا پوچہہ کر بے دہڑک عمل کری اور اسپر بہی اجماع ہی کہ جو مسلمان ہووی اوسی روا ہے جسکے چاہے علما مین سے بلا روک ٹوک تقلید کری اور جسکو ان دو اجماعونکی اوٹہنی کا دعوی ہے تو وہ دلیل لاوی انتہی اور آئمہ مالکیہ مین سے امام زناتی کہتے تہے کہ سب اہل مذہب کے تقلید حاجات مین روا ہے ہو چلی عبارت میزان شعرانی کی اور یہہ اوسی مین ہے کہ اگر کوئی مالکیون مین سے کہے کہ آج کل جسنی انتقال مذہب کیا اوسنی برا کیا تو ہم کہینگی کہ تونی برا کیا جو ایسی بات کہی کیونکہ تیری مذہب کے امام شیخ جمال الدین ابن حاجب اور امام قرافی رح انتقال مذہبی کو جایز رکہتی تہے سو تیرا یہہ قول محض ہٹ دہرمی ہے کیونکہ سب کے سب امام حق مین برابر ہین سو ایک مذہب ازروی شریعت کی دوسرے سے بہتر نہین ہو سکتا اور بلاشک پوچہا گیا تہا جلال الدین سیوطی سے اسباب مین کہ کوئی حنفی یون کہے کہ اور مذہب والیکا حنفی ہو جانا تو مضایقہ نہین مگر حنفی مذہب والا مالکی یا شافعی یا حنبلی نہو تو جواب دیا کہ یہہ پہلی ہی ہو چکا کہ ہم الیسی بات کو ہٹ دہرمی کہتی والیکی قرار دیا کرتی تہی اسپر قرآن اور حدیث سی کوئی دلیل نہین اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین ہمین روایت نہین پہونچی کہ علی التعین ایک مذہب کو دوسرے سے فوقیت دیجاوے اور اسبات سے دلیل پکڑنا کہ امام ابوحنیفہ کا زمانہ مقدم تہا دلیل نہین ٹہریگا کیونکہ اگر یہہ بات صحیح ہو جاوے تو اونکی تقلید ہر حال مین واجب ٹہریگی اور بیشک اور کسیکی تقلید جایز نہیگی اور یہہ بات مخالف اجماع سے اور خلاف اوس

ما رواه البيهقي في كتاب المدخل عن ابن عباس رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مهما اوتيتم من
كتاب الله فالعمل به واجب لا عذر لاحد في تركه فان لم يكن في كتاب الله فسنة لي ماضية فان لم يكن في سنة
لي فما قال اصحابي لان اصحابي كالنجوم في السماء فايما اخذتم به فقد اهتديتم واختلاف اصحابي لكم
رحمة انتهى قال الجلال السيوطي ثم انه يلزم من تخصيص تحريم الانتقال بمذهب الامام ابي حنيفة طرد ذلك في
بقية المذاهب فيقال بتحريم الانتقال من مذهب المتقدم بالزمن الى مذهب المتاخر كالشافعي يتحول مالكيا والحنبلي يتحول شافعيا
دون العكس وكل قول لا دليل عليه فهو مردود على صاحبه قال صلى الله عليه وسلم كل عمل ليس عليه امرنا فهو رد انتهى ورايت
فتوى اخرى له مطولة قد حث فيها على اعتقاد ان سائر ائمة المسلمين على هدى من ربهم وان تفاوتوا
في العلم والفضل ولا يجوز لاحد التفضيل الذي يؤدي الى نقص في غير امامه قياسا على ما ورد في
تفضيل الانبياء عليهم الصلوة والسلام فقد حرم العلماء التفضيل المؤدي الى نقص نبي واحتقاره لاسيما ان ادى
ذلك الى خصام ووقيعة في الاعراض وقد وقع الاختلاف بين الصحابة في الفروع وهم خير الامة وما بلغنا ان احدا منهم خاصم من قال بخلاف قوله
ولا عاداه ولا نسبه الى خطاء ولا قصور وفي الحديث اختلاف امتي رحمة وكان الاختلاف على من قبلنا عذابا او قال هلاكا انتهى
تمام ہوئی عبارت میزان شعرانی کی بس اب کہانتک روایتین نقل کرتی جاتین منصف ذی علم کو اسیقدر بس ہے اور متعصب جاہل کو
چارون مذہب کی کتابوں سی ہدایت نہین ہوگی بلکہ ہر قول و دلیل مین تاویل پیش کریگا اب بعض اہل بصیرت کی لیئے

---

روایت کی جسی بیہقی نے کتاب مدخل مین ابن عباس رض سی یون روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تک بات ملی تمہین قران سی تو
اوسپر عمل واجب ہے اوسکی چہوڑنیکی لئی کسیکو کوئی حیلہ نہین ہوسکتا اور اگر قران مین نہ ملی تو میری حدیث اور حدیث مین بہی نہ ملی تو جو میری
اصحاب نے کہا ہو کیونکہ اصحاب میری ایسی ہین جیسی آسمان مین ستارے جسکا قول تم لوگی ہدایت پاؤگی اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیئے
رحمت ہے انتہی کہا جلال الدین سیوطی نے کہ حرام کہنا انتقال مذہب امام ابوحنیفہ کی مذہب سے اور مذہبوں مین بہی جاری ہوگا اور متقدم زمانہ کی
مذہب سے متاخر زمانہ کی مذہب کیطرف انتقال کرنا حرام ٹہریگا چنانچہ شافعی مذہب مالکی ہوجاوی اور حنبلی شافعی ہوجاوے
نہ اسکا الٹا اور ہر طرحکا ہر قول جسپر دلیل نہو کہنے والی پر پہیرا جاتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کل وہ کام جسپر ہمارا امر نہین ہے سو
رد کرنیکے قابل ہے انتہی اور جلال الدین سیوطی کا ایک بڑا فتوی مینے دیکہا ہے کہ اوسمین یہہ ترغیب دلائی ہی کہ سبکی سب امام اللہ کی طرف سے
ہدایت پر ہین اگرچہ اونکی علم و فضل مین فرق ہو اور کسیکو یہہ بات نہین پہونچتی کہ اپنے امام کے ایسے فضیلت بیان کری
جس سے اور اماموں کی کسر شان ہو اور اسکو فضیلت انبیا پر قیاس کرنا چاہیئے کہ علما نے ایسے فضیلت ایک نبی کی جس سے نقص دوسرے
نبی کا لازم آوے حرام کہا ہے خصوصا اوسوقت کہ یہہ بحث موجب جہگڑیکا ہووے اور جزئی مسائل مین صحابہ کہ وہ امت
بہر کے اچہے لوگ ہین باہم مختلف رہے ہین لیکن یہہ نہین سنا کہ اونمین سی کوئی مخالف سی لڑا ہو یا اوسکی خطا گیری
اور دشمنی کا درپی ہوا ہو اور حدیث مین تو یون آیا ہی کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہی اور اگلی لوگونکا اختلاف عذاب یا ہلاک منقول ہے

جوکہ قرآن او رحدیث کی سمجھنے کا قصد رکھتی ہین یا ورا وسکو مقدور بھی او رکافی سمجھتے ہین دلائل شرعیہ کا بیان چاہئیے
پہلی دلیل قول اللہ تعالی کا ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ف۱ اور قول اللہ تعالی کا اتبعوا ما انزل الیکم
من ربکم ف۲ وجہ استدلال کے سمجھنے بیان ہوگی پہلی چند مقدمات کی تمہید کیجاتی ہے **مقدمہ اولی** جو شی کہ وجوب اللہ تعالی
کی اوسی ترک کرنا اوسکا حرام ہوتا ہے چنانچہ تلویح مین کہا ہے حاصل ف۳ ھذا الکلام ان وجوب الشئ یدل علی حرمۃ ترکہ
وحرمۃ الشئ یدل علی وجوب ترکہ وھذا مما لا ینبغی فیہ النزاع انتہے **مقدمہ ثانیہ** ائمہ اربعہ کی مذہب حق ہین اور مصداق
ہین ما اٰتکم الرسول اور ما انزل کی علی سبیل الدوران اسلئے کہ حق عند اللہ ایک ہے اور یہہ مقدمہ
عند الجمہور مسلم ہے اور محتاج ایراد نقل کا نہین **مقدمہ ثالثہ** بعض آئمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرع تحقیق اونکی
کے ہے کیونکہ انہون نے اون احادیث کو احادیث قابل عمل نہین سمجھا بدعوے نسخ یا بدعوے ضعف وامثال اوسکی یہہ
کہ حدیث کو قابل عمل کے سمجھکر پھر اپنے اقوال کی پابندی سے حدیث نہین مانتے تھے حاشا اللہ عنہم **مقدمہ رابعہ**
جو مقلد محض کہ حدیث سی کچھہ خبر نہین رکھتا ہو اگر حدیث کو قبول نکرے تو قبول نکرنا اوسکا فرع تحقیق کی مثل ائمہ اربعہ
کے نہوگی بلکہ ترک کرنا حدیث کا ہوگا **مقدمہ خامسہ** آجکل کے بعضے متعصب جو بعض احادیث مین تاویل بے ہودہ
اور دعوے نسخ اور ضعف کا بیدلیل بلکہ بمجرد پابندی قول امام کے سے کرکے حدیث کو ترک کرتے ہین وہ ویسی
نہین جیسے کہ آئمہ اسلئے کہ آئمہ سی دعوے نسخ وضعف وتاویل کا بنا لیا گیا تحقیق دین اللہ اور جمعا بین الادلۃ تھا اور آجکل کے
لوگونکو تاویل کرنا مراعاۃ لقول الامام مقابل قول رسول کے ہے چنانچہ کلام بلاغت نظام مین مولوی اسمعیل صاحب کے
جو تنویر العینین سے نقل کیا گیا ہے گذرا **مقدمہ سادسہ** آئمہ اربعہ کی مقلدین کو لازم ہے کہ چارون اماموں کو برابر
سمجھین نہ یہہ کہ اپنے امام کی مذہب کو صواب او رمحتمل خطا اور دوسرے ائمہ کے مذاہب کو خطا محتمل الصواب سمجھین جیسا کہ
مقتضا ہے قول علامہ نسفی کا ہے جو شرح اشباہ اور درمختار مین منقول ہے اذا سئلنا عن مذھبنا ومذھب خصومنا قلنا
وجوبا مذھبنا صواب یحتمل الخطاء ومذھب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب انتہے ما فی الدر وہکذا فی الاشباہ اسلئے کم وبیش نہ سمجھے
اور برابر سمجھے کہ یہہ قول بظاہر معنی نامقبول ہے جیسا کہ ابن حجر اور محقق شیخ ابن الہمام کی کلام سی معلوم ہوتا ہے چنانچہ سید
محمد امین المشہور بابن العابدین ردالمحتار مین فرماتی ہین اذا علمت ف۴ ذلک ظہر لک ان ما ذکر عن النسفی من وجوب اعتقاد ان مذھبہ صواب

ف۱ جو دے تمکو رسول سو لیلو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو ف۲ چلو اوسی پر جو اوترا تمکو تمہاری رب سے ف۳ حاصل اس کلام کا یہہ ہے
کہ واجب ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہی اوسکی چھوڑ دینی کی حرام ہونے پر اور حرام ہونا ایک چیز کا دلالت کرتا ہے
چھوڑ دینے کے واجب ہونے پر اور یہہ ایسی بات ہے کہ اسمین جھگڑا خیال مین نہین آتا
ف۴ جس وقت ہمارے اور ہمارے مقابل کے مذہب کو کوئی پوچھے تو بطرلق وجوب ہونیکی ہم جواب دینگے کہ مذہب ہمارا ٹھیک ہے فقط غلطی کا گمان
ہے اور مذہب ہمارے مقابل کا غلط ہی ٹھیک ہونیکا گمان ہے ف۵ جس وقت تونے یہہ جان لیا تو تجھے ظاہر ہوگئی یہہ بات کہ وہ جو نسفی سی مذکور ہے کی اعتقاد رکھنا ہمارا مذہب کا

يحتمل الخطاء مبني على انه لا يجوز تقليد المفضول وانه يلزم التزام مذهب وان ذلك لا يتاتى في العامي وقد رايت في
آخر فتاوى ابن حجر الفقيه التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبارة النسفي المذكورة ثم حرر ان قول الائمة الشافعية
كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف من انه يجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اي شاء ولو مفضولا وان
اعتقده كذلك وحينئذ فلا يمكن ان يقطع ويظن انه على الصواب بل على المقلد ان يعتقد ان ما ذهب اليه امامه يحتمل انه الحق قال ابن
حجر ثم رايت المحقق ابن الهمام صرح بما يؤيده حيث قال في شرح الهداية ان اخذ العامي بما يقع في قلبه انه اصوب اولى وعلى هذا اذا
استفتى المجتهدين فاختلفا عليه الاولى ان ياخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندي انه لو اخذ بقول الذي لا يميل اليه جاز
لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد مجتهد وقد فعل انتهى اور صحطاوی نے بھی ظاہر معنی کو رد کر کر تاویل کی
ہے چنانچہ کہا ہے والمراد ان ما ذهب اليه امامنا صواب عنده مع احتمال الخطاء اذ كل مجتهد يصيب وقد يخطئ
في نفس الامر واما بالنظر الينا فكل واحد من الاربعة مصيب في اجتهاده فكل مقلد يقول هذه العبارة لو
سئل عن مذهبه عن لسان امامه الذي قلده وليس المراد انه يكلف كل مقلد اعتقاد خطاء المجتهد الآخر الذي
لم يقلده لان تقليده واحدا منهم انما يسوغ بعد ضرورة التقليد وهي كون المقلد ليس من اهل النظر في الادلة
لاستنباط الاحكام الظنية فيقلده في العمل فقط فان قلت انه مكلف به ايضا والا لزم اداء التكليف مع اعتقاده
عدم صحتها قلت لا يلزم ذلك الا لو اعتقد عدم صحة ما قلد فيه ونحن لا نقول به بل هو على الصواب ظاهرا وامامه خطئه خلاف مذهبه فيما هو

وجب ہی کہ اپنا مذہب ٹھیک ہی فقط غلطی کا گمان ہے اوسکی بنا یہ ہے کہ بڑے کے ہوتے گھٹیل کے جایز نہین ہی اور اپنے مذہب کا التزام ضروری اور یہہ بات
انپڑہ آدمی مین ہو نہین سکتی اور بلا شک مینے آخر فتاوا ابن حجر فقیہ مین تہوڑی سی تصریح اسبات کی دیکہی ہی کہ اون سے کسینے اس عبارت نسفی
کا حال پوچہا سو اونہوں نے صاف لکہا کہ علما شافعی بہی یوہین کہتے ہین پہر کہا کہ اس مقولہ کی بنا ضعیف ہے اور وہ یہہ ہے کہ تقلید زیادہ
علم والیکی واجب ہے غیر کی نہین اور صحیح تر یہہ بات ہی کہ تقلید مین وہ مختار ہے جسکی چاہی کری خواہ گہٹیل ہی ہو اور وہ شخص اپنے عقیدہ مین
بہی اوس گہٹیل کو گہٹیل جانتا ہو اور ہمارے درمیان یہہ نہین ہو سکتا کہ وہ یقین یا گمان کی طور پر یہہ جانی کہ وہ ٹہیک ہی بلکہ مقلد پر یہہ بات ہے
کہ وہ یہہ اعتقاد کرے کہ جس طرف اوسکا امام گیا ہے وہ محتمل حق کو ہی ابن حجر کہتی ہین کہ پہر مینے دیکہا کہ ابن ہمام نے اوس عبارت کو کہول کر
کہا جو میرے کلام کی تائید کرتی تہی چنانچہ شرح ہدایہ مین کہا کہ عمل کرنا انپڑہ کا اوس قول پر جو اوسکی جی مین ٹہیک معلوم ہو وہ بہتر ہے
اور اسی بنا پر جب اوسنے دو مجتہدوں سے فتوا پوچہا اور اونہوں نے باہم اوسکی جواب مین خلاف کیا تو بہتر یہہ ہے کہ اون دونو قولوں مین سے جدہر اوسکا
دل مائل ہو وہ اوسپر عمل کرے اور میرے نزدیک یہہ ہے کہ اگر اوسنی اوس قول پر عمل کر لیا جدہر اوسکا دل مائل نہ تہا تو بہی جایز ہے کیونکہ اوسکی دلکا
مائل ہونا اور نہونا برابر ہے اور اوسپر واجب اسیقدر تہا کہ کسی مجتہد کی تقلید کرلی سو وہ کر چکا انتہی اور مراد یہہ ہے کہ جدہر ہمارا امام گیا ہے وہ
ٹہیک ہے امام کی نزدیک مع گمان خطا کے کیونکہ ہر مجتہد ٹہیک ورنہ بہی ٹہیک یہہ ہوتا ہی حقیقت مین اور جب نظر ہماری دیکہا جاوے تو ہر ایک
ائمہ اربعہ مین سے اپنے اجتہاد مین ٹہیک راہ پر ہی تو ہر مقلد عبارت مذکور کو مذہب کے سوال کی وقت گویا اپنے امام کی زبانی کہتا ہی یعنی

مکلف بہا کذا الخصہ شیخنا من القول السدید لابن الملا فروخ المکی الحنفی اہ ابو السعود
انتہے کلام الطحطاوی فی حاشیۃ الدر المختار اور عبارت صحیح ابن الملا فروخ المکی الحنفی کے قول سدید میں یون ہے، ولیس المراد ان یکلف
کل مقلد ان یعتقد ذلک فیما قلد فیہ اذ ذلک تقلید فیما لا یحتاج الیہ وھو ممنوع کما افدتک من قبل ان التقلید انما
یسوغ بقدر الضرورۃ وھو محتاج الی العمل فلابد من التقلید فی حصولہ واما اعتقاد صحۃ ما قلد فیہ وبطلان کل ما عداہ فلیس من
مکلفاتہ فان قلت بل ھو مکلف بہ والا یلزم اداء التکلیف مع اعتقاد عدم صحتہا قلت لا یلزم ذلک الا لو اعتقد عدم صحۃ ما قلد فیہ ونحن
لا نقول بہ بل ھو علی الصواب ظاھرا حیث فعل ما علیہ وھو الاخذ بقول مجتہد واما تخطئۃ من اخذ بخلاف قول مجتہد مقلدہ فیما ھو مکلف بہا
انتہے اور ایسا ہی ملا علی قاری نی بہی شرح عین العلم مین اس قول النسفی کے تخطیہ اور تغلیط کی ہی تو مقلد کو چاہیے کہ چارون اماموں کو
برابر جانی اس حسب بیحہ ممہد ہولیا تو اب وجہ استدلال کی بیان ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ جو شخص حنفی المذہب مثلا ہوکر یہی تخصیص غیر
اپنے مذہب کے کرتاہے کہ شافعی مذہب کا مثلا کسی مسئلہ مین اتباع نہین کرتا اور اوسکو ناروا جانتا ہے اور کرنے والی کو طعن کرتا ہے
تو ترک کیا اوسنی بعض ما اتی بہ الرسول کو بحکم مقدمہ ثانیہ کی اور ترک کرنا بعض ما اتی بہ الرسول کا حرام ہے بحکم مقدمہ اولی کی تو تخصیص
کرنا اوس حنفی کا اپنے مذہب کو اسطرح کہ شافعی کی کسی مسئلہ کا اتباع نہین کرتا ناروا جانکر حرام ہوا بحکم دونو مقدمون کے اور یہہ دلیل
جاری نہین ہوسکتی حقیقین ائمہ اربعہ وغیرہم من المجتہدین کے بسبب ترک کرنے اونکی بعض احادیث کو بحکم مقدمہ ثالثہ کی اور مقلد
محض عامی یہہ بات نہین کہہ سکتا بحکم مقدمہ رابعہ کی اور بعض مقلدین صاحب علم آج کی زمانہ کی جیسا کہ مولف ہی وہ بہی نہین کہہ سکتا
بحکم مقدمہ خامسہ کے اور دونو قسم کے مقلد کی طرف سے یہہ عذر کہ ہم لوگ مذہب دوسرے امام کا سوائے مذہب امام اپنے کے یقینا ما اتی بہ

مراد نہین ہے کہ ہر مقلد اسکا تکلیف دادہ ہے کہ اور مجتہدون کو خطا پر جانی کیونکہ تقلید کسی ایک مجتہد کی بقدر ضرورت روا ہے اور وہ
ضرورت یہہ ہی کہ مقلد صاحب بصیرت نہو کہ دلائل شرعی مین سے حکم نکال سکی سو فقط عمل مین مجتہد کی تقلید کرلی اور اگر تو یون کہنے لگے
کہ مقلد اوس بات کا بہی تکلیف دادہ ہی ورنہ باوجود عقیدہ عدم صحت کی ادا کرنا تکلیفات شرعیہ کا لازم آویگا تو مین جواب دونگا کہ وہ
بات لازم نہین مگر اوسحالتمین کہ جسپر عمل کیا ہے اوسی غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتی بلکہ وہ ٹہیک ہی بظاہر رہا غیر کو خطا پر جاننا سو یہہ امر تکلیف
دادہ نہین ہو نہین ہمارے شیخ نے ابو سعود کی قول سدید سے تلخیص کیا ہے ہو چکی عبارت طحطاوی کی انتہے اور یہہ مراد نہین کہ جس مسئلہ مین مقلد کسی مجتہد کی
قول پر عمل کرے اوسمین وہ اعتقاد کرے کیونکہ یہہ ایسی بات مین تقلید کرنا ہی جسکی حاجت نہین ہے اور اسطرح منع ہے چنانچہ پہلی گذرچکا کہ تقلید
بقدر ضرورت روا ہے اور وہ وہی ہے جسکی عمل مین حاجت ہو سو ضروری ہے کہ تقلید سی وہ حاصل ہو اور یہہ عقیدہ کہ جسپر مینے عمل کیا وہ صحیح ہے
اور جو ماسوا اسکی ہے وہ غیر صحیح ہے سو اسکی تکلیف نہین دی گئے اور اگر کوئی کہے کہ وہ بہی تکلیف مین داخل ہے اور نہین تو
باوجود عقیدہ بے صحتی کے ادائے تکلیف لازم ہو ویگی تو مین جواب دونگا کہ یہہ امر لازم نہین آتا مگر اوس صورت مین
کہ جسپر عمل کیا ہے اوسکو غیر صحیح جانے اور ہم یہہ نہین کہتے بلکہ وہ بظاہر ٹہیک راہ پر ہے اسلئے کہ جو کہ اوسکی ذمہ
تہا ادا کرچکا اور وہ عمل کرنا ہے کسی مجتہد کے قول پر رہا اوروں کا خطا پر جاننا سو یہہ تکلیف مین داخل نہین ؛

الرسول جانتے ہی نہین بنا بر قول علامہ نسفی کے تو ترک کرنا ہمارا مذہب شافعی کی مسئلہ کو موجب ترک ما آتی بہ الرسول کا نہوا نہین بن سکتا بحکم مقدمہ سادسہ کی فافہم وتشکر اور اسجگہہ سے کوئی یہہ نسمجھے کہ اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک کو واجب ہوا کہ ہر مذہب کے تمام مسائل پر عمل کیا کرے ورنہ ترک بعض ما آتی بہ الرسول کا لازم آویگا سنو کہ یہہ دلیل اوس مقلد کے حق مین جاری ہوتی ہے جو کہ قسم ثالث کو اقسام تقلید سے ختیار کرے اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کو بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃ تارک بعض ما اتی بہ الرسول کا نہین ہے بلکہ عامل بمقتضا عموم نص کے ہے اسلئے کہ تخصیص اوسکی یا بنظر عدم استطاعۃ کے ہوگی یا بنظر اسکے ہوگی کہ نص سے عموماً اتباع ما آتی بہ الرسول کا ثابت ہوتا ہی پہر اگر حنفی مذہب کے مسئلہ کی ضمن مین اخذ ما اتی بہ الرسول کر لیا تو بہی کافی ہے تو اس نظر سے ترک بعض کا نہوا نظیر اسکی یہہ ہے مثلاً عموم آیۃ فاقرء وا ماتیسر من القرآن سے فرضیۃ قراءۃ کی نماز مین بدون تعیین کی ثابت ہوتی ہے تو اگر کسی شخص نے بنظر اسکے کہ تحقق عام کا ایک فرد مین ہو جاتا ہے یا بنظر اسکے کہ مجہے تمام قرآن کی حفظ پر قدرت نہین پارہ عم کو واسطی قراءۃ کی نماز مین خاص کر رکہا تو اوس شخص نے باقی قرآن کی قراءۃ کو ترک نہین کیا ہان اگر کوئی شخص پارہ عم کو باوجود قدرت کی تمام قرآن پر اس نظر سے کہ پارہ عم کا پڑہنا نماز مین وجب ہے اور باقی قرآن پڑہنا درست نہین خاص کر لے تو بیشک اوسنی باقی قرآن کو ترک کیا اور مرتکب ممنوع کا ہوا جیسا کہ مقلد بتقلید قسم ثالث باوجود علم ایک مسئلہ کے بموجب مذہب دوسرے امام کے اس نظر سے کہ ہمکو سوائے اتباع اپنے امام کے کسیکے پیروی درست نہین اوس مسئلہ کو عمل مین نہین لاتا تو بیشک ترک کیا اسنے بعض ما اتی بہ الرسول کو بخلاف مقلد مخصص بتقلید قسم ثانی کے کہ تخصیص اوسکے بنظر کفایت یا عدم استطاعۃ عملاً بعموم النص ہے تو ثابت ہوا کہ ایسے مقلدین تارک بعض ما اتی بہ الرسول کی نہین اور اسپر تقلید ہر مذہب کے ہر مسئلہ کی واجب نہین فافہم دوسرے دلیل حدیث اسود کی ابن مسعود سے قال قال عبد اللہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلعم کثیرا ینصرف عن یسارہ[۵] روایت کی اسکو امام بخاری نے حاصل ترجمہ فرمایا ہے عبد اللہ بن مسعود صحابی جلیل الشان نے کہ جو کوئی امام یہہ التزام کرلے کہ بعد فرغت کی نماز سے دہنے ہی طرف کو پہر کر بیٹھے اور بائین طرف نہ بیٹھے تو اوسنے اپنے نماز مین سے شیطان کا حصہ ٹہیرا دیا اسواسطے کہ مینے رسول اللہ کو بہت دفعہ بائین طرف کو پہرتے ہوئے دیکہا ہے شیخ الاسلام عینی حنفی نی فرمایا ہے کہ یہہ حدیث ابن مسعود کی اوسکی حق مین ہے جو دہنے طرف ہے کی پہرنی کو ضروری اور واجب جانتا ہے اور اگر واجب نہ جانے تو دونون طرف برابر ہین لاکن دہنی طرف اولی ہے چنانچہ شرح بخاری مین فرماتی ہین ما تحت اسی حدیث کے فکان یری حتمہ ووجوبہ اما اذا لم یعتقد ذلک فیستوی فیہ الامران ولکن جہۃ الیمین اولی انتہی اور طیبی نے فرمایا کہ اس حدیث سے

---

[۵] کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ کوئی آدمی بعد نماز کی سیدہی طرف پہر کر بیٹہنے کو ضروری جانکر اپنے نماز مین شیطان کا حصہ نہ لگادے بلاشک آنحضرت صلعم کو دیکہا کہ آپ اکثر بائین طرف پہر کر بیٹہے تہے [۵] سو گویا کہ وہ اوسکو ضروری اور واجب جانتا اور اگر یون نہو تو دونو امر برابر ہین لیکن

معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک امر مستحب پر یعنے جیسا کہ اسمقام مین اختیار کرنا جانب یمین کا ہے خوب اصرار کر کر رکھے
سطرح کہ کبہو اوسکو نچہوڑے تو اوسی شیطان کی حصہ یا یہ اضلال کا پہر کیا حال اوس شخص کا جو امر منکر اور بدعت پر مصر
ہو رہی چنانچہ شرح مشکوۃ مین فرماتی ہین تحت اوسی حدیث کی وفیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخص
اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہے اور اسی جگہہ سے ہی جو فقہا نی لکہا ہے کہ سجدہ شکر
کا فی نفسہ مستحب ہے لاکن بعد نماز کے مکروہ ہے اس جہت سی کہ عوام دیکہکر واجب جانینگے یا سنت سمجہین گی چنانچہ
در المختار مین فرماتی ہین وسجدۃ الشکر مستحبۃ بہ یفتی لکنہا تکرہ بعد الصلوۃ لان الجہلۃ یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل
مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی وہکذا فی سائر کتب الفقہ اور طحطاوی نے کہا ہے کہ یہہ مکروہ تحریمی ہے تو اس حدیث کے بموجب
سی مطابق تصریحات اون محدثین اور فقہا کی جبکہ کسی امر مستحب کا التزام اور اوسپر اصرار اور ہٹ کرنا فعل شیطانی اور
مکروہ تحریمی ہوا تو التزام اور اصرار حتما اور وجوبا ایک مجتہد کی مذہب کا جو مخالف اجماع قرون ثلثہ کی اور مخالف قرآن کے ہے
کیونکر بدعت نہوگا **تیسری دلیل** اجماع صحابہ کا جو غزالی نے نقل کیا ہے واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر
وعمر وقلدہما فلہ ان یستفتی اباہریرۃ ومعاذ بن جبل چنانچہ صاحب مسلم الثبوت فی حاشیہ منہیہ مین نقل
کیا ہے اور فاضل قندہاری نے ناقلا عن التقریر مغتنم الحصول مین نقل کیا ہے اور مولانا عبد العلی نی شرح مسلم مین
نقل کر کے اوسپر تفریعات کے ہین اور عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین نقل کیا ہے اور تمام کتب اصول مین
مذکور ہے فالا قوی اجماع الصحابۃ یعنے قوی تر اجماع صحابہ کا ہے خلاف اس اجماع کا مقبول نہین
بلکہ مردود ہے اور اجماع تمام مسلمین کا قرون اولی مین چنانچہ روایت ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ سے
بوجہ بسط بہلے معلوم ہوا پس جبکہ کل صحابہ رض اور تمام مومنین کا قرون اولی مین اسپر اجماع ثابت ہوا کہ کبہی ایک مجتہد کی
تقلید کرنے اور کبہی دوسرے مجتہد کی پہر اب ایک ہی مذہب کا التزام کرنا اور اوسکو واجب جاننا اور تارک اس التزام کے کو
گمراہ جاننا اور لامذہب نام رکھنا اور لایق تعزیر کے جانکر تعزیر دینی اور مردود الشہادہ کہنا یہہ نسبت ایسے عقیدہ
والے کے بدعت ضلالہ اور حرام نہین تو کیا ہے اور معتقد ایسے عقیدہ اور عمل کا مصداق اس آیۃ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین کا
کیونکر نہوگا اور مصداق من شذ شذ فی النار کا اس حدیث سی اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار کسطرح نہوگا **چوتہی دلیل**

---

**ف** اور اس حدیث مین یہہ ہی کہ جو کوئی اصرار کرے ایک امر نفل پر اور اوسکو ضروری ٹہرالی اور رخصت جو اوسکی مقابلہ مین ہے اوسپر عمل
نکرے تو اوسکو شیطان گمراہی پہونچاتا ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ جو شخص بدعت پر اصرار کرے اوسکا کیا حال ہے **ف** اور سجدہ شکر
کا مستحب ہے اسپر فتوا دیا گیا ہے لیکن بعد نماز کی مکروہ ہے تاکہ انجان اوسکو سنت اور واجب نہ ٹہرالین کیونکہ جو مباح اس درجہ کو
پہونچ جاوے تو وہ مکروہ ہے **ف** اور جمع ہوگئی ہین صحابہ اسپر کہ جو شخص ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سی فتوا پوچہہ کر
اونکی قول پر عمل کرے اوسی روا ہے کہ فتوا پوچہہ لے ابوہریرۃ اور معاذ بن جبل رض سے

قیاس مجتہد معین کا ائمہ اربعہ مین سی مجتہدین پر خلفا اربعہ مین سی تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جنکے اجتہاد سی کسیکو انکار نہین اور فضایل اون کے اظہر من الشمس ہین باجماع اہل سنت کی تقلید بالتخصیص اون کی واجب نہوئی اور کوئی مذہب اون کا خاص کر التزام نہین کرتا تہا تو اب مثلا ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کی تقلید بالتخصیص بطریق اولی واجب اور لازم ہر مسئلہ مین نہوگی پس قول اسکی وجب ہونیکا حرام ہوگا بحکم آیۃ کریمہ ولاتقولوا لما تصف السنتکم[۱] الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب اور اس استدلال سی ہمارے کسیکو یہہ شبہ نگذرے کہ غیر مجتہد ہوکر قیاس کیون کیا اسلئے کہ یہہ وہ قیاس نہین جو کہ مستنبط علیہ سی ہوا ور مختص ساتہہ مجتہد کے ہوتا ہے بلکہ یہہ دلالۃ النص ہے کما فی قولہ تعالی ولاتقل لھما اف[۲] دلالۃ علی نہی الضرب اور دلالۃ النص کو عوام بہی سمجہتے ہین چنانچہ شیخ ابن الہمام تحریر مین فرماتی ہین دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتہد ودلالۃ النص[۳] یفہمھا العوام انتہے اور قیاس کہنا اسکو مذہب امام رازی کے مذہب پر مبنی ہے چنانچہ مسلم مین لکہا ہے وجمہور الحنفیۃ والشافعیۃ علی انہ نعنی بہ دلالۃ النص لیس بقیاس وقیل قیاس جلی واختارہ الامام الرازی[۴] انتہے وکذا فی مغتنم الحصول **تنبیہ** جناب مولف نی دعوے وجوب تعین پر یہی دلیل فرمائی تہی کہ جبکہ چار مذہب کے تعین واجب ہوئے تو ایک کی تقلید بہی ہوگئی کیونکہ یہہ ایک ہی تو وہنین چار مین سی ہے تو اسکے مثال ایسی ہوئی کہ جبکہ چار جنت ہوئی تو ایک بہی جنت ہوگیا سو یہہ تو ایسی دلیل ہے کہ آجتک کسی جاہل محض سے بہی صادر نہین ہوئی چہ جائے علما اور سی ہرگز وجوب ثابت نہین ہوتا اور اس ہیچمدان نے عدم التزام مذہب معین کو باستدلال چار دلیلون کے اور باستشہاد پینتیس[۵] روایات سلف اور خلف کی جو ہر ایک اونمین سی مدلل بدلایل ہے بعض روایتو نمین اجماع امت کو حجۃ ٹہیرایا ہی اور بعض مین عدم وجود دلیل وجوب تعین کو سند بکڑا ہے اور بعض مین عموم آیۃ قرآنی کو دلیل گردانا ہی اور کسی مین قواعد اصولیہ اجماعیہ کو حجت ٹہیرایا ہے ثابت کر دیا تو اب قول کسی کا جو مصداق ہی ومن شذ شذ فی النار کا بلا دلیل کسطرح مقابل دلایل اور روایات مدللہ کے ہوسکتا ہے اور جو ایک دو قول ضعیف جناب مولف نی اخیر مین اس باب کے نقل کئے ہین کیونکر معارض ایسے حصن حصین دلائل اور روایات کے ہوسکتی ہین اسیواسطے بعد اسقدر تحقیق کے حاجت رد کرنے اون اقوال ضعیف مولف کی نہین رہی لاکن چونکہ بعض طبایع کو جو کہ اصول فقہ سی واقف نہین ہین یہہ اوسکی باقی کلام سی وہم ہوجائیگا اسلئے ضرور ہوا کہ باقی کلام کو مع اون روایات کے رد کیا جاوے فلنشرع بہ **قال** اون

---

[۱] اور نہ کہو اوس چیز کو جستے تمہارے زبانین جہوٹ کہتی ہین کہ یہہ حلال ہے اور یہہ حرام تا کہ بنا ندہوا اللہ پر جہوٹ

[۲] سو نہ کہہ ان باپ کو اُف [۳] دلالۃ النص قیاس سے جدا ہے اسبات مین کہ قیاس مجتہد کے ساتہہ خاص ہے اور دلالۃ النص کو سب عام لوگ سمجہتے ہین [۴] اور گروہ حنفیون اور شافعیون کا اسپر ہے کہ کہ دلالۃ النص قیاس نہین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ قیاس جلی ہی اور اسکو امام رازی نی پسند کیا ہے

طریق اول یہہ ہی کہ جب تقلید ثابت ہوئی اِس آیہ سی فاسئلوا اهل الذکر وغیرها سے تو مقتضا اِسکا یہہ ہوا کہ
اسپر عمل کرکر بری الذمہ ہوجاوین ہم بالیقین عہدہ تکلیف تقلید کیسی نم **قال** سو یہہ بات حاصل ہوتی ہے
تقلید مذہب معین مین ساتھ چہہ وجہون کے وجہ اول یہہ ہے کہ اسمین احتمال ہے پڑنیکا خلاف اجماع کا بیچ مین یعنی ایسی
بات کریگا کہ اوسکے سبکی نزدیک عمل باطل ہو جیسیکہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب امام مالک رح کی کہ وضو کیا قلتین
سے کم ہے کہ اوسمین نجاست پڑی ہی اور مسح کیا بموجب مذہب شافعی کی چند بالونپر پہر نماز پڑہے تو یہہ نماز چارون
اماموں میں ہے کیسیکے نزدیک جایز نہوئی **اقول** غرض مولف کی وجہ اول سی یہہ ہے کہ عدم تعین مذہب مین احتمال ہے
پڑنیکا ان صور تونمین جو باطل ہین باجماع مرکب آئمہ اربعہ کی جیسا کہ صورت مذکورہ مین گذرا اور جبکہ تقلید غیر معین
مین ایسا احتمال ہوا تو تقلید معین واجب ہوئے پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ قول مولف کا باطل ہے اور یہہ وجہ اول ہرگز
مفید اور مثبت وجوب تقلید معین کو نہین ہوسکتی اِسلئے کہ ایسے صورتمین ترکب اجماع مرکب کا ممنوع ہے اسواسطے
کہ اجماع مرکب مین اتحاد مسئلہ کا شرط ہے اور اسجگہ مسائل متعدد فیہا مختلف ہین مسئلہ پانیکا علیحدہ ہے اور مسح کا
علیحدہ ہی جگہہ سی ہے کہ محققین اصولیین نی صورۃ نکاح بلا مہر اور بلا گواہ اور بلا ولی کا باطل اجماع مرکب ہونا نہیں
تسلیم کیا چنانچہ کہا ہے مسلم مین وما اورد انہ ربما یکون المجموع مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا
صداق ولا شہود ولا ولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ ولانہ لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ انتہے اور کہا شرح
بحر العلوم مین وما اورد انہ علی تقدیر جواز الاخذ بکل مذہب احتمال وقوع الخلاف المجمع علیہ اذ ربما یکون المجموع الذی
یعمل مما لم یقل بہ احد فیکون باطلا اجماعا کمن تزوج بلا صداق للاتباع بقول الامامین ای ابی حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ ولا شہود اتباعا بقول الامام
مالک ولا ولی علی قول امامنا ابی حنیفۃ فہذا النکاح باطل اتفاقا اما عندنا فلانتفاء الشہود اما عند غیرنا فلانتفاء الولی فاقول مندفع بعدم اتحاد المسئلۃ

---

لہ اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ اکثر مل جل کر ایسے صورت ہوجاتی ہے جسکا کوئی بہی قائل نہین تو بالاجماع ایسے صورت
باطل ٹہرگی جیسے کہ ایک آدمی نی نکاح بغیر مہر کے اور بغیر گواہ اور ولی کی کرلیا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ اعتراض مندفع ہے
بسبب ایک نہونی مسئلہ کے اور یہہ بہی ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہوجاوے تو لازم آویگا کہ ایک ہی مفتی سی فتوا پوچہا جاوے
سلہ اور وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ بر تقدیر جایز ہونے عمل جملہ مذاہب کے احتمال ہے کہ کبہے کسی امر اجماعی کی
مخالفت پڑجاوے اس سببسے کہ کبہی مل جل کر ایسی صورت ہوجاتی ہے جسکا کوئی بہی قائل نہین تو بالاجماع باطل ٹہریگا
جیسے ایک شخص نے بغیر مہر کی بموجب مذہب امام ابو حنیفہ اور شافعی رح کی نکاح کرلیا اور بموجب مذہب امام مالک کے
گواہ بہی نہ کیئے اور بموجب قول امام ابو حنیفہ کے ولی بہی نہ کیا سو یہہ نکاح بالاتفاق باطل ٹہریگا حنفیونکی
نزدیک تو بسبب نہونے گواہون کے اور اورون کے نزدیک بسبب نہونی ولی کے تو مین جواب
دیتا ہوں کہ یہہ اعتراض مندفع ہے بسبب ایک نہونے مسئلہ کے

وقد مران الاجماع علی بطلان القول الثالث انما یکون اذا اتحدت المسئلۃ حقیقۃ او حکما فتدبر ولانہ لو تم
لزم استفتاء مفت بعینہ والا احتمل الوقوع انتہے اس عبارت مین خیال کرو کہ وجہ اول کو لفظاً لفظاً رد کر رہی ہے اور کسطرح سی
احتمال کو بیان کر کر رد کر دیا ہے، اور لکھا ہے مغتنم الحصول مین ثم مایتعلق بہ بعض المتفقہۃ فی المنع بین المذہبین ولو
فی مسئلتین من انہ خلاف الاجماع المرکب مردود بان شرط ترکب الاجماع اتحاد المسئلۃ وایضا لو تم لزم استفتاء مفت بعینہ فی جمیع
المسائل وقد عرفت بطلانہ بالاجماع کذا فی المسلم انتہے اور اگر کوئی کہے کہ تحقق اجماع مرکب کا اوپر بطلان ایسی صورت کے
ہوسکتا ہے اس تصویر سے کہ بمذہب امام مالک کے کم ہونا مقدار مسح کا یعنی ایک دو بال کا مانع صحۃ وضو ہے نے کمی
مقدار پانی کی یعنے کم ہونا قلتین سے اور بمذہب امام ابوحنیفہ کے دونو مقدارون کی کمی مانع ہے صحت وضو سے
اور نزدیک امام احمد کے اور امام شافعی کے قلت مقدار پانے کی قلتین سے مانع صحت وضو ہے نہ مقدار مسح کی
تو جو کوئی اسطرحکا وضو کریگا تو اسنے یہہ سمجھا کہ ان دونین سی کوئی چیز بھی مانع صحت وضو نہین ہے یعنے شمول عدم کی
جیساکہ توضیح مین ایسی صورت لکھی ہے اور اسکو شمول عدم سی تعبیر کیا ہے اور یہہ شمول عدم باطل ہے باجماع
مرکب آئمہ اربعہ کی تو یہہ وضو بھی باطل ہوا اجماع مرکب سی اونکی تو عدم التزام مذہب معین باطل ہوا کیونکہ اوسمین
احتمال ہے پڑنیکا ایسی صورتون باطلہ مین تو اب جواب اسکی چار ہین اول یہہ ہے کہ اسیطرح بعض اور صورتو نمین بھی
شمول عدم متحقق ہے حالانکہ وہ بعض صورتین تمہارے نزدیک بھی مسلم الصحۃ ہین جیساکہ ایک شخص نے پانی بقدر قلتین سے
جسمین کچھہ نجاست تھی امام مالک کا مقلد ہوکر وضو کیا اسلئے کہ جبکہ مذہب اونکی مین قلتین سے کم پانی نجس نہین ہے تو بعد
قلتین کے بطریق اولی نجس نہو گا اور مسح بعض سر کا امام ابوحنیفہ کا مقلد ہوکر کیا تو ظاہر ہے کہ تجویز مین صحت وضو کی بھی
شمول عدم موجود ہے اسطرح کہ امام مالک کے مذہب مین کمی ربع مسح کی مانع صحت وضو کو تھی اور امام ابوحنیفہ کی مذہب مین
کمی قدر پانیکی مانع تھی تو گویا مجوز اس وضو کی نے کہا کہ دونو امر مانع نہین ہین تو شمول عدم بوجہ اظہر اس صورت مین
متحقق ہوگیا اور باوجود اسکی یہہ صورت تمہارے نزدیک صحیح ہے پھر کیا وجہ اسکی کہ صورت اپنی بیان کئے کو فاسد کہو اور اس
صورت کو جو کہ ہمنی بیان کی ہے صحیح کہو باآنکہ شمول عدم دونو صورتون مین متحقق ہے بلکہ پہلی صورتمین اہل اختلاف
ایک عصر مین نہین اور صورت ثانی مین اہل اختلاف کا ایک زمانہ مین خلاف ہوا ہے فلیس ذلک الا
ترجیح المرجوح اور اگر کہو کہ یہہ صورت بھی باطل اور فاسد ھی تو اور آفت اور مصیبت پڑیگی کہ تخصیص ایک مذہب

---

اور یہہ پہلی گذر چکا کہ تیسرے قول کی باطل ہونی مین حقیقۃً یا حکماً مسئلہ ایک ہونا چاہیے سمجھ لے تو اور یہہ بھی ہے کہ اگر یہہ اعتراض
پورا ہو جاوے تو لازم اویگا کہ ایک ہی مفتی سے فتوا پوچھا جاوے ورنہ وہی خرابی پیش آویگی سلہ پھر بعضے فقیہہ دو مسئلونمین
بھی خلاف اجماع مرکب کو دلیل ٹھہرا کر دو مذہبون پر عمل کرنیکو منع کرتے ہین تو یہہ بات مردود ہے اسطرح پر کہ اجماع مرکب مین مسئلہ کا
ایک ہونا چاہیے اور یہہ بھی ہے کہ اگر یہہ اعتراض پورا ہو جاوے تو لازم آویگا کہ سب مسئلونمین ایک ہی مفتی سے پوچھا جاوے اور اسکا باطل ہونا بالاجماع تو جان چکا ہے

کی ثابت کرتے کرتے مذاہب اربعہ کو ناحق ہی دے بیٹھو گے کیونکہ یہہ وضو بنا بر مذہب امام شافعی اور امام احمد کی درست ہے
اسلیئے کہ اونکے مذہب مین کمی مقدار پانی اور کمی مقدار مسح کی دونو مانع صحت وضو نہین ہین پس اگر اسصورت کو فاسد
کہو گے تو مذہب شافعی اور احمد کا باطل ہو جائیگا اور انحصار مذاہب اہل سنت کا مذاہب اربعہ مین نرہیگا بلکہ مذہب
مین امام مالک اور امام اعظم کے مذاہب اہلسنت منحصر ہونگی دوسرا یہہ کہ صورت شمول عدم مقلد کو بالاجماع درست ہے
تصویر اسکی یہہ ہے کہ جبکہ ایک شخص نے قلتین سے کم پانی نجاست افتادہ مین سے وضو کیا امام مالک کا مقلد ہو کر تو اوس
پانی کی وضو کو امام احمد اور شافعی اور ابو حنیفہ ہرگز فاسد نہین جانتے بنا بر اس بات کی کہ اوس شخص متوضی نے
اس مسئلہ مین تقلید امام مالک کی کی ہے اگرچہ وہ ائمہ اوس پانی کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین نجس
جانتے ہین اوسی طرح ہی جبکہ اوس شخص نے مسح کیا دو بال پر امام شافعی کا مقلد ہو کر تو اس مسح کو امام مالک اور امام اعظم
اوسکی حق مین ناقص نہین جانتے اس نظر سے کہ وہ شخص اس مسح مین مقلد ہی امام شافعی کا اگرچہ امام اعظم اور امام
مالک اوس مسح کو اپنے حق مین اور اپنے مقلدین کے حق مین ناقص جانتے ہین تو یہہ وضو باجماع ائمہ اربعہ کی درست
ہوا اسیواسطے اور اسیطور پر بعضے محققین نی صورت نکاح بلا صداق و بلا ولی اور بلا شہود کو جو شمول عدم پر مشتمل ہے
بعد تسلیم اتحاد مسئلہ کی بہی درست کہا ہے چنانچہ سید بادشاہ شرح تحریر مین فرماتی ہین واعترض علیہ بان بطلان الصورۃ
المذکورۃ عندهما غیر مسلم فان مالکا مثلا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحہ باطل ولم
یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشهود ان نکاحہ باطل انتهی واورد علیہ ان عدم قولهما بالبطلان فی
حق من قلد احدهما وراعی مذهبہ فی جمیع ما یتوقف علیہ صحۃ العمل وما نحن فیہ من قلدهما وخالف کلا منهما
فی شیء وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول بہ فی هذا وقد یجاب عنہ بان الفارق بینهما لیس الا ان کلا واحد
من المجتهدین لا یجد فی صورۃ التلفیق جمیع ما شرط فی صحتها بل یجد بعضها دون بعض وهذا الفارق لا یسلم ان یکون
موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفۃ فی بعض الشروط اهون من المخالفۃ فی الجمیع فیکون الحکم فی الصحۃ

لـه اور یہہ اعتراض کیا گیا ہے اسطرح کہ باطل ہونا صورت مذکورہ کا اون دونوں کی نزدیک مسلم نہین ہے کیونکہ امام مالک مثلا یہہ نہین
کہتے کہ جسنے مہر کے نہ ٹہرانے مین امام شافعی کی پیروی کرے تو اوسکا نکاح باطل ہوگیا اور امام شافعی یہہ نہین کہتے کہ جسنے
گواہونکی نہ لینے مین امام مالک کی پیروی کرے تو نکاح اوسکا باطل ہے اور اس تقریر پر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونو کا باطل
نہ کہنا اوسکی حق مین ہی جسنے ایک کی پیروی کی اور اپنے امام کی ساری باتونکی رعایت رکہی اور ہم جسبات کی در پی بحث ہین وہ
اوسکی حق مین کہ جسنے دونونکی پیروی کی اور بعض بات مین ہر ایک کی مخالف ہوا اور پہلی صورت کو باطل نکہنا اسکی باطل کہنے کو لازم
نہین کرتا اور کبھی اسکا جواب یون دیا جاتا ہے کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہے کہ کوئی مجتہد تلفیق کی صورت مین
ساری شرطین صحت عمل کی نہین پاتا

اَنی الاهون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق اخر و وجود دلیل اخر علی بطلان صورة التلفیق علی خلاف الصورة الاولی فعلیه بالبرهان فان قلت لانسلم کون المخالفة فی البعض اهون من المخالفة فی الکل لان المخالف فی الکل یتبع مجتهدا واحدا فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وهنا لم یتبع واحدا قلت هذا انما یتم لک اذا کان معک دلیل من نص او اجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل اذا کان له شروط یجب علی المقلد اتباع مجتهد واحد فی جمیع ما یتوقف علیه ذلک فات به ان کنت من الصادقین والله اعلم انتهی کلام السید بادشاه رحمه الله علی ما نقله الملا احسن الشرنبلالی الحنفی فی العقد الفرید وما اورد علیه فسنجیب عنه انشاء الله تعالی فی مبحث التلفیق

اور علامہ اکمل صاحب غایہ تقریر مین فرماتے ہین وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لم یقل ببطلان نکاح الشافعیة ولا الشافعی ببطلان نکاح المالکیة بلا شہود ولکن فیه نظر ظاهر علی ما نقله القندهاری فی مغتنم الحصول اقول وجه النظر ما فی کلام السید بادشاه من ایراده وقد مر جوابه

تیسرا یہہ کہ فرض کیا کہ ایک امام کی مقلد کے فعل کو دوسرا امام فاسد کہتا ہے اور شمول عدم مقلد کو درست نہین لاکن مآل اور مبنی اِس عدم جواز شمول عدم کا تو یہی ہے کہ اختلاف ائمہ اربعہ کا مستلزم بطلان شق مخالف کا ہوتا ہے اور اسکا بطلان مبحث مین اجماع مرکب کے بوجہ بسط معلوم ہوچکا جو تہا یہہ کہ فرض کیا کہ اجماع مرکب ائمہ اربعہ کا بہی درست ہوسکتا ہے اور یہہ صورت وضو کی باطل ہے تو بہر بہی اِتنے یہہ نہین لازم آتا ہے کہ تقلید ایک مجتہد کی ہر مسئلہ مین واجب ہوجاوے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مقلد ایسی صورتونسی جنمین جمع بین المذاہب لازم آوے پرہیز رکہے اور باوجود اسکی التزام ایک مذہب کا نکرے مثلاً کوئی شخص اسطرح کرے کہ فجر کے وضو مین امام مالک کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اسطور پر کہ جتنی شرائط اور ارکان اور سنن اور مستحبات اونکی مذہب مین ہین سکو ادا کرے اور کوئی امر ایسا نکرے کہ جسسے امام مالک کے مذہب مین وہ وضو فاسد ہوجاتا ہے اور ظہر کے وضو مین امام شافعی کے مذہب کے تمام مسائل پر عمل کرے اوسی کیفیت سی کہ امام مالک کے مذہب کے عمل مین گذرے ہے اور عصر کے وضو مین امام احمد کی تقلید کرے اوسی کیفیت سی اور مغرب کی وضو مین

بلکہ بعضے شرطین پاتا ہے اور یہہ نہین مانتی کہ فقط اتنا فرق باطل ہونیکی وجہ پڑسکتا ہے اور کیونکر یہہ امر مذکور ناجاوے حالانکہ مخالفت بعضے باتومین بہ نسبت سارے باتونکی سہل ہے تو حکم صحت کا سہل مین بطریق اولی دیا جاویگا اور جسکو اور فرق کا دعوا اور تعلیق کے باطل ہونیکی اور دلیل اوسکی پاس ہے تو وہ پیش کرے پہر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضے باتومین مخالفت کا سہل ہونا بہ نسبت ساری باتونکی ہمین مسلم نہین ہے کیونکہ مخالفت کرنیوالا سارے باتومین ایک مجتہد کی پورے پیروی کرتا ہے اور یہان یون نہین ہے مین جواب دونگا کہ یہہ بات جب پورے ہوگی کہ تیری پاس کوئی دلیل آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی سے ہووے کہ دلالت کرے اسپر کہ کسی عمل کے جب شرطین ہووین تو مقلد پر واجب ہے ایک مجتہد کا اتباع سب شرطونمین اگر وہ دلیل ہے تو لا اگر تو سچا ہو چکی عبارت سید بادشاہ کی جو ملا حسن شرنبلالی نی عقد الفرید مین نقل کی ہے اور جو اعتراض کیا گیا ہے اوسکا جواب انشاء اللہ تعالی ہم بحث تلفیق مین دینگی اور تعقب اول کا یون کیا گیا ہے کہ جمع مذکور مضر نہین کیونکہ مالک نے شافعیون کی نکاح باطل ہونیکو نہین کہا اور نہ شافعی نے مالکیون کے نکاح باطل ہونیکو جو بلا شہود ہو کہا ولیکن اسمین اعتراض ظاہر ہے جیسا کہ نقل کیا قندہاری نے مغتنم الحصول مین مین کہتا ہون کہ وجہ اعتراض وہی ہے

امام ابو حنیفہ کی تقلید کرے اوسی کیفیت اور شرائط سے جو گذری ہین تو اس شخص کے حق مین مولف کی وجہ اول کیونکر جاری ہوگی اور اوسپر تقلید شخص معین کی اوس دلیل سے کیونکر واجب ہوگی اسیواسطے لکھا ہے ملا حسن شرنبلالی نے عقد الفرید مین فتحصل مما ذکرنا انہ لیس علی الانسان التزام مذہب معین وانہ یجوز لہ العمل بما یخالف ما عملہ علی مذہبہ مقلدا فیہ غیر امامہ مستجمعا شروطہ ویعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدۃ منہما بالاخری انتہی کما نقل سابقا

**قال** اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ جب مذہب غیر معین پر عمل کریگا تو احتمال ہے پڑنیکا غیر ثواب مین نزدیک ائمہ اربعہ کے جیسا کہ ایک شخص نے عمل کیا بموجب مذہب شافعی کی کہ پڑہا نماز مین ساتہہ جہر بسم اللہ کے اور عمل کیا بموجب مذہب امام اعظم اور امام مالک کے کہ ترک کیا جہر آمین کو تو نماز چاروں کی نزدیک خراب ہوئی **اقول** بہت ظاہر ہے کہ مآل اور مرجع اس وجہ کا طرف وجہ اول ہی کی ہے تو جبکہ اوس وجہ کی خاک اوڑائی گئی تو اسکا کیا ذکر باقی رہا تو چاہیئے کہ جواب وجہ اول کو اسپر منطبق کرلین **قال** تیسری وجہ یہہ ہے کہ رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے ممنوع ہے بالاتفاق کہا یہ شیخ ابن حاجب مالکی نے بیچ مختصر الاصول کے اور **قاضی عضد الدین** شافعی نے شرح اوسکی مین اور شیخ ابن ہمام حنفی نے بیچ تحریر الاصول کے اور صاحب در المختار نے بیچ در مختار کے اور سوا انکے اور علمائی رحمہم اللہ مانند آمدی وغیرہ نے اور عبارت تحریر کی یہہ ہے لا یرجع عما قلد ای عمل بہ اتفاقا انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے بیچ رسائل زینیہ کی نقل الشیخ فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی یعنے نقل کیا شیخ قاسم نے بیچ تصحیح اپنے کے جمیع اصولیین سے کہ بلاشبہہ نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق مثلا ایک شخص نماز پڑہے تقلید امام اعظم کے تو نہین درست ہی کہ نماز پڑہے اور کسی طور پر اور یاد اور رکہنا اعمال کا کہ ہمنے فلانے مذہب پر عمل کیا ہے فلانی وقت اب اوسکی خلاف نکرین مشکل ہے بسبب کم ہونے دینداری کی اور سستی ہونیکی امور دین مین پس جبکہ یاد نرہا ہو تو پڑیگا اوسمین رجوع ممنوع ہے بالاتفاق یعنے بالاجماع پس اسلئے تعین مذہب ضرور ہوئی **اقول** جواب اسکی دو ہین اول جواب ساتہہ اثبات خلاف کی رجوع بعد العمل مین اور ساتہہ توڑدینے دعوے اجماع کے اسکے ممنوع ہونے پر تو کہتی ہین ہم کہ اولا دعوے اس اتفاق کا ابن الحاجب اور آمدی نے کیا ہے اور باقی صاحب جنکا مولف نی ذکر کیا ہے اور سوا اونکی سب تابع ہین ابن الحاجب اور آمدی کے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ دعوے اجماع کا منع ہونی پر رجوع بعد العمل کے

جو سید بادشاہ کی کلام مین گذرا اور البتہ اوسکا جواب بہی ہوچکا ۱۲ جو ہمنی ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہے کہ انسان پر لازم نہین کہ ایک مذہب معین کا التزام کرے اور یہہ کہ جائز ہے اوسکو عمل کرنا مخالف اوسکی جسپر عمل کرچکا مع لحاظ شرائط کی اور عمل کرے دو امر متضادہ پر ایسے دو حادثون مین کہ ایک کو دوسرے سے تعلق نہین یہہ عبارت ہوچکی جیسا کہ پہلی گذرچکی ۱۲ نہ پہرے اوس مسئلہ سے جسپر عمل کرچکا بالاتفاق ۱۲ نقل کیا شیخ نے اپنے تصحیح مین سارے اصولیون سے کہ بالاتفاق بعد عمل کے نہ پہری تقلید سے

محققین نے رد کر دیا ہے اور قائل ہوئی ہین خلاف کی اس مسئلہ مین چنانچہ زرکشی نے کہا ہی کہ جو کہ ابن الحاجب اور آمدی نے کہا ہے یہہ غلط ہے یعنے دعوی اجماع کا ٹہیک نہین اسلئے کہ ان دونوں کے غیر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رجوع بعد العمل مین خلاف ہے یعنے بعضے کہتے ہین کہ رجوع بعد العمل درست ہے، اور بعضے کہتے ہین کہ درست نہین پس ہمکو جایز ہے کہ اتباع کرین اوس شخص کا جو قائل ہے جواز کا چنانچہ ملا حسن شرنبلالی حنفی نا فلا شرح تحریر سے فرماتی ہین قال الزرکشی لیس کما قالا یعنے الامدی وابن الحاجب ففی کلام غیرهما مایقتضے جریان الخلاف ای فلنا اتباع القائل بجواز التقلید بعد العمل بقول غیر من قلده وعمل به انتہے کلام شرنبلالی اور فاضل بہاری منہیہ مسلم مین ارشاد کرتے ہین قال الزرکشے الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب ولیس کما قالاه ففے کلام غیرهما مایقتضے جریان الخلاف بعد العمل ایضاً انتہے ما فی الحاشیة المنہیة فاضل اکمل صاحب عنایہ نی تقریر مین کلام کو زرکشی کے نقل کر کے اوسکی تائید کی ہے اور کہا کہ رجوع کرنا کیونکر ممنوع ہوگا جس حالت مین کہ غیر کی مذہب کو صحیح جانی چنانچہ فاضل قندہاری نے مغتنم الحصول مین کہا ہے وفی التقریر الاتفاق ذکره الامدی وابن الحاجب وتعقبه الزرکشی بان کلام غیرهما یقتضے الاختلاف بعد العمل ایضاً وکیف یمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غیره انتہے اور ایسا ہی شیخ امام تقی الدین سبکی نے بہی دعوے اجماع کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ سوائے ابن الحاجب اور آمدی کے اور دنکے کلام سے رجوع بعد العمل مین خلاف معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ کسطرح سے رجوع ممنوع ہوگا جبکہ صحة مذہب غیر کے معلوم ہوگی چنانچہ سید شریف علی السمہودی عقد الفرید فی احکام التقلید مین فرماتے ہین ثم رایت فی فتاوی السبکے انه سئل عن ذلك فی ضمن مسائل الی ان قال السبکے ودعوی الاتفاق فیها نظر وفی کلام غیرهما ما یشعر باثبات الخلاف بعد العمل ایضاً وکیف یمتنع اذا اعتقد صحته انتہی کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور ایسا ہی سید محقق شامی نے بہی کہا ہے کہ دعوے اجماع مین نظر ہے اسلئے کہ خلاف مروی ہے پس جایز ہے اتباع قول بالجواز کا چنانچہ رد المحتار مین فرماتے ہین علی ان فی دعوی الاتفاق نظر فقد حکی الاختلاف

۱ زرکشی نی کہا ہی کہ آمدی اور ابن حاجب نے جیسا کہا ہے ویسا نہین ہے کیونکہ ان دونو کی سوا اور ونکی کلام مین وہ عبارت ہی کہ جس سے خلاف کا جاری ہونا پایا جاتا ہے یعنی ہمکو جایز ہی اتباع اوسکا جو یہہ کہتا ہے کہ بعد عمل کے بہی اور کی تقلید وا ہی ۲ کہا زرکشی نی آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور جیسا اونہون نے کہا ہے یون نہین ہے کیونکہ اور ونکی کلام مین بعد عمل کی بہی خلاف جاری ہے ۳ اور تقریر مین ہی کہ آمدی اور ابن حاجب نے اتفاق نقل کیا ہے اور اوسپر زرکشی نی یون اعتراض کیا ہے کہ ان دونکا کلام بعد عمل کے بہی خلاف کو چاہتا ہے اور بہلا رجوع کیونکر منع رہیگا جب غیر کی مذہب کے صحیح ہونیکا اعتقاد جم جائیگا ۴ پہر مینے دیکہا فتوی سبکی مین کہ اور مسائل کے شامل کسی نے اونسے رجوع کا مسئلہ پوچہا تو سبکی نی کہا کہ دعوے اتفاق مین بحث ہے کیونکہ آمدی اور ابن حاجب کے سوا اور ونکی کلام مین وہ عبارت ہے جس سے بعد عمل کی بہی خلاف سمجہا جاتا ہے اور کیونکر رجوع منع ہوگا جب غیر کی صحت کا اعتقاد جم جائیگا یونہین ہے شرنبلالی کی عقد الفرید مین ۵ علاوہ یہہ کہ دعوے اتفاق مین بحث ہے کیونکہ خلاف نقل کیا گیا ہے

فیجوز اتباع القائل بالجواز انتہے بلکہ خود شیخ **ابن الہمام** نی اگرچہ تحریر مین موافق ابن الحاجب کے کہا، لاکن **فتح القدیر** مین ابن حاجب کے اتباع کو طاق پر رکھہ کر حق کو اختیار کیا ہے اور قائل خلاف کی ہوئی ہین چنانچہ **بحر العلوم** **شرح مسلم** مین فرماتی ہین لا یرجع المقلد عما عمل بہ من حکم جزئی اتفاقا کذا فی المختصر والتحریر للشیخ وان ذکر مہنا موافقا للمختصر وتنزلا علی رایہ لکن کلامہ فی فتح القدیر مشعر بالخلاف بعد العمل انتہے بلکہ جمہور کے کلام سے اختلاف رجوع بعد العمل مین معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ لزوم تقلید مین بعد التزام کی جمہور کے نزدیک تین قول ہین قیل[ف۵۲] یلزم وقیل لا وهو الاصح وقیل لکن هو لم یلتزم جیساکہ سابق مین نودس کتابون کے عبارتون سے معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ جبکہ لزوم بعد الالتزام مین تین قول ہوئی تو منع رجوع مین جو فرع ہے لزوم کے کیونکر خلاف نہو گا چنانچہ **مسلم** مین کہا ہے وقیل مختلف فیہ یعنی الرجوع بعد العمل اقول یدل علیہ التثلیث فی الالتزام فان وجودہ لیس اولی من عدمہ ضرورۃ تدبر انتہی[ف۵۳] اور شرح مین **بحر العلوم** نے کہا ہے اقول یدل علیہ التثلیث فی المذاہب فی الالتزام ای مذہبہ فان وجودہ ای الالتزام لیس اولی من عدمہ ضرورۃ ولا معنی الاتفاق عند وجودہ والاختلاف عند عدمہ تدبر انتہے پس جبکہ کلام سے زرکشی کے اور شیخ تقی الدین سبکی کے بلکہ خود شیخ ابن الہمام کے بلکہ کلام سے تمام قائلین بالتثلیث کی ثابت ہوا کہ دعوے اجماع کا منع ہونے رجوع بعد العمل پر غلط ہے تو یہہ امر مختلف فیہ ٹہرا اسوہمنی بقول ملا حسن شرنبلالی حنفی کے جواز کو اختیار کیا بسبب اسکے کہ جواز رجوع مدلل ہے بعینہا اون دلائل سے جو عدم التزام تقلید معین پر گذر چکین ہین اور امتناع رجوع پر کوئی دلیل ادلہ شرعیہ مین سے نہین ہے ما انزل اللہ بہا من سلطان **دوسرا جواب یہہ** ہے کہ اگر فرض بہی کیا جاوی کہ دعوے اجماع کا ثابت ہے تو بہی اس سے تقلید معین نہین ہوتی اسلئی کہ محققین نقاد معنی امتناع رجوع بعد العمل کے یہہ کرتے ہین کہ جبکہ کوئی شخص ایک حادثہ مین کسی مجتہد کے تقلید کرلے تو اوسکو درست نہین کہ اوس حادثہ خاص مین اوس تقلید سی رجوع کرے مثلا ایک شخص نے ظہر کا وضو کیا ساتہہ مسح ربع سر کے امام ابوحنیفہ کا مقلد ہوکر تو اب اسکو درست نہین کہ اس وضو خاص مین تقلید سی امام ابوحنیفہ کی رجوع کرے اور اس مسح کو باطل کہے اور مسح تمام سر کا بنا بر مذہب امام مالک کے اوسی وضو مین واجب جانی اور امتناع

---

تو جو جواز کا قائل ہے اوسکی پیروی ہوسکتی ہے **ف۵۱** نہ پہری مقلد اوس مسئلہ سی جسپر بطور حکم جزئی کی عمل کر چکا بالاتفاق یونہین ہے مختصر اور تحریر ابن ہمام مین اور یہان موافق مختصر کی مذکور ہوا ہے لیکن کلام اوکا فتح القدیر مین خبر دیتا ہے کہ بعد عمل کے بہی خلاف ہے **ف۵۲** بعضون نے کہا ہے کہ لازم ہو جاتا ہے، اور بعضون نے کہا ہے کہ نہین اور یہہ بہت صحیح ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ التزام کرنا اور نہ کرنا یکسان ہے، **ف۵۳** بعضون نے کہا ہے کہ رجوع کرنا بعد عمل کی اختلافی ہی مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہین اس خلاف پر اوسکی تین قول کہ بلاشک التزام اور بلا التزام دونو یکسان ہین سوچ لیے ہو چکی عبارت مسلم کی **ف۵۴** مین کہتا ہون کہ دلالت کرتی ہین اوسپر تین قول مذہبون مین جو وجود با التزام ایک مذہب کے گذر چکی تو التزام کرنا نہ کرنی سی اولی نہین ہوسکتا اور التزام کی وقت اتفاق

رجوع بعد العمل کے یہہ معنی نہین کہ جبکہ اوس شخص نے مثلاً بیچ فرض ظہر کے دن جمعہ کے مسح ربع سر مین تقلید ابوحنیفہ
کی اختیار کی تو اب اوسکو دوسرے وضوء مین مثلاً ہفتہ کے ظہر کے وضوء مین یا جمعہ ہی کہ عصر کی وضوء مین بہی ربع سر کی
مسح سے رجوع کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت مولف سمجھی ہین اور بعض محققین اوس امتناع کو اس محل مین جاری کرتی
ہین جسجگہہ کسے کا ضرر لازم آوی جیسیکہ ایک شخص نے نکاح کیا بلا شہود بنا بر مذہب مالک رح کی اور جبکہ عورت نے
مہر طلب کیا تو وہ شخص تقلید مالکی سے رجوع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مین حنفی مذہب کا مقلد ہو کر اس نکاح کو ناجائز
ٹہرا کر مہر دینی سے بچ جاؤن تو اوس محل مین رجوع کرنا اوسکا مذہب مالکی سے باعث ضرر اوس عورت کا ہی اور
بعضوں کے نزدیک یہہ امتناع رجوع محمول ہے صورۃ تلفیق پر لاکن یہہ محل خلاف تحقیق کی ہے چنانچہ بحث تلفیق مین آویگا
اسلئے اسانید پہلی دونون معنی کی نقل کیئے جاتی ہین تو سنو کہ کہا محقق شامی نے ردالمحتار مین بعد قول عدم جواز
رجوع کے او هو محمول علی منع التقلید فی تلك الحادثة بعینها لا مثلها کما صرح به الامام
السبکی وتبعه علیه جماعة وذلك کما لو صلی ظهرا بمسح ربع الراس مقلدا للحنفی فلیس له ابطالها
باعتقاده لزوم مسح الکل مقلدا للمالکی واما لو صلی یوما علی مذهب واراد ان یصلی
یوما اخر علی غیره فلا یمنع منه علی ان فی دعوی الاتفاق نظرا فقد حکی الخلاف فیجوز اتباع
القائل بالجواز کذا افاده العلامة الشرنبلالی فی العقد الفرید ثم قال بعد ذکر فروع من اهل المذهب
صریحة بالجواز وکلام طویل فتحصل مما ذکرناه انه لیس علی الانسان التزام مذهب معین وانه یجوز له العمل
بخلاف ما عمله علی مذهبه مقلدا فیه غیر امامه مستجمعا شروطه والعمل بامرین متضادین فی حادثتین لا تعلق لواحدة منهما بالاخری
انتہی اور کہا طحطاوی نی حاشیہ درمختار مین **قوله** وان الرجوع الخ کان قلد الحنفی مالکا مثلا فی نکاح بغیر شهود

---

اور عدم التزام کی وقت اختلاف ہونا اسکی کوئی وجہہ نہین ف یا وہ حمل کیا گیا ہے منع تقلید پر جو بعینہ اوسی مسئلہ مین ہووے اوسکی
مثل اور دوسرے مسئلہ مین چنانچہ امام سبکی نی اسکی تصریح کی ہی اور ایک جماعت سبکی کی پیرو ہوئی ہی چنانچہ ایک شخص نی بموجب قول امام ابوحنیفہ کی
پاؤ سر کا مسح کر کی ظہر کی نماز پڑہے تو اب یہہ نہین چاہیئی کہ امام مالک رح کے مذہب کا اعتقاد کر کے اوس نماز کو باطل ٹہراوی ہان اگر ایک دن
ایک مذہب کے موافق پڑہے اور دوسرے دن اور دوسرے مذہب کے موافق پڑہنے کا ارادہ کرے تو اوسی منع کیا جاوے علاوہ دیہہ کہ اتفاق کی دعوی
مین بحث ہے کیونکہ اختلاف بہی یقینی نقل کیا گیا ہے تو جو علما رجوع بعد العمل کو جائز کہتے ہین اونکی اتباع جایز ہے یوہین فائدہ
بخشا ہے علامہ شرنبلالی نے عقد الفرید مین بہر صاحب مذہب کے جزئی مسئلہ ذکر کر کی جس سی صریح جواز رجوع کا نکلتا ہے
کہا ہے کہ جو ہمنے ذکر کیا اوسکا حاصل کلام یہہ ہوا کہ انسان پر التزام پکڑنا ایک مذہب معین کا ضرور نہین اور بشرط نگاہ رکہنے
شرائط کی اوسی بعد عمل کے بہی اور مذہب کے مسئلو نپر جو مسائل معمولہ کے مخالف ہین عمل کرنا روا ہے اور ایسے دو حادثون مختلف مین
اوسی عمل پہونچتا ہے کہ ایک کو دوسرے سے لگاؤ نہو ف چنانچہ تقلید کرے حنفی امام مالک کی مثلاً بی گواہ کے نکاح مین

ثم اراد الرجوع عن التقليد ای ویحکم بمذهبه بان المهر لا یلزمه فلیس له ذلك ۱ھ ح بزیادة واعلم انه لیس المراد نفی
جواز التقلید مطلقا بل فی نحو ما ذکرناه لان الرجوع ههنا یلزم منه ضرر الغیر واعلم ان تقلید الحنفی الشافعی مثلا فی مسئلة
عبارة عن الاخذ بقوله مع بقائه علی مذهبه فی المسئلة حتی لو استفتی عن خصوص هذه المسئلة التی قلد فیها لا یجیب السائل
الا بطبق مذهب الامام ومعنی بقائه علی مذهبه فیها ان یکون وقت العمل بمذهب الشافعی فی المسئلة التی قلده فیها باقیا
علی اعتقاد متابعة الامام فی حکم المسئلة التی قلد الشافعی فیها ای بالنسبة لما عساه ان یقع له فی المستقبل فان قلت
ان بقاؤه علی مذهبه و لا یجیب الا بقوله امامه یتضمن الرجوع عما قلده فیه قلت الممتنع الرجوع عن عین تلك الواقعة المنقضية
لا ما یحدث بعدها من جنسها انتہے اور کہا فاضل قندہاری نے مفتنم میں ثم ان الشرنبلالی الحنفی قرر ان المنع
عن الرجوع بعد العمل انما هو فی تلك الحادثة بشخصها لا فی مثلها انتہے اور کہا سید شریف علی سمہودی نے عقد الفرید فی حکام التقلید میں
المختار ان کل مسئلة اتصل عمله بها فلا مانع من اتباع غیر مذهبه الاول وبه یعلم ما فی
حکایة اطلاق الاتفاق علی المنع ولعل المراد اتفاق الاصولیین ثم ان کان المراد من منع الرجوع
حیث عمل فی الواقعة عین تلك الواقعة المنقضية لا ما یحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر لحنفی سلم شفعة
بالجوار عملا بعقیدته ثم عن له تقلید الشافعی حین ینزع العقار ممن سلمه له فلیس له ذلك کما انه لا یخاطب بعد
تقلیده للشافعی باعادة ما مضی من عباداته التی یقول الشافعی ببطلانها المضیها علی الصحة فی اعتقاده فیما مضی فلو شری

---

پہر ارادہ کرے رجوع کا یعنے اپنے مذہب کے موافق کہے کہ مہر مجہہ پر لازم نہین تو یہہ اوسے نہین چاہیئے اور جان کہ بالکل غیر کی تقلید سے ممانعت
مراد نہین ہے بلکہ ایسے صورتون مین ہے جو ہمنے ذکر کرے ہین کیونکہ ایسی رجوع مین ایک کا نقصان ہے اور جان رکہہ کہ تقلید کرنا حنفی کا مثلاً امام
شافعی کی کسے مسئلہ مین یہہ ہے کہ شافعی مذہب کا قول لیکر اپنے مذہب پر باقی رہے اوس مسئلہ مین یہانتک کہ اوس خاص مسئلہ مین اگر کوئی
فتوا پوچھے تو اپنے امام کے قول کے موافق جواب دیوے اور معنی باقی رہنے اپنے مذہب کے یہہ ہین کہ امام شافعی کی مذہب پر عمل کرنیکی وقت
اوس مسئلہ مین تابعداری امام اپنے کا آگے کو معتقد رہے پہر اگر تو کہی کہ باقی رہنا اپنے مذہب پر اور جواب فتویکا دینا اپنے امام کے موافق
شتمل ہے رجوع کو اوس صورت سے جسپر عمل کر چکا تو مین جواب دونگا کہ ممتنع وہ رجوع ہے جو مین اوسی حادثہ مین ہو نہ اوسمین جو اوسکی
جنس سے پیدا ہوا ہی سے ہ پہر شرنبلالی حنفی نی ٹہرایا کہ منع رجوع بعد عمل کے اوسیصورتمین ہے کہ جب اوسی مسئلہ خاص مین ہو اوسکی مثل مین
نہین ہے عہ مذہب مختار یہہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا اوسمین اور مذہب کے موافق عمل کرنے سے کوئی مانع نہین ہے اور حکایت اتفاق
منع مین جو شبہہ ہے وہ اوسی اوپر کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے شاید اتفاق سے اصولیون کا اتفاق مراد ہے پہر اگر منع رجوع سے وہی
مسئلہ خاص بعینہا مراد ہے نہ اوسکی جنس کا دوسرا تو ظاہر ہے جیسے ایک حنفی مذہب نے موافق اپنے عقیدہ کی حق شفع پڑوسی کو
دیا پہر اوسنے امام شافعی کی تقلید کرکے وہ گہر چہین لیا تو اوسے یہہ روا نہین جیسا کہ نہین کہا جاتا اوس حنفی کو بعد تقلید مذہب
شافعی کے اون مسئلونکی اعادہ کی لئے جنکو وہ کر چکا اسوجہہ سے کہ وہ مذہب حنفی مین ٹہیک ہے اگرچہ موافق مذہب شافعی کی ٹہیک ہتی ہان اگر

لهذا الحنفي بعد ذلك عقارا آخر وقلد الشافعي في عدم القول بشفعة الجوار فلا يمنعه ما سبق من ان يقلده في ذلك
فله ان يمتنع من تسليم العقار الثاني فان قال الآمدي وابن الحاجب ومن تبعهما بالمنع في مثل هذا وعمموا ذلك في جميع
صور ما وقع العمل به اولا فهو غير مسلم ودعوى الاتفاق عليه ممنوعة ففي الخادم ان الامام الطرطوسي رحمه الله
حكى انه اقيمت صلوة الجمعة وهم القاضي ابو الطيب الطبري بالتكبير فاذا طائر قد ذرق عليه فقال انا
حنبلي ثم احرم ودخل في الصلوة انتهى قلت ومعلوم انه انما كان شافعيا يتجنب الصلوة بذرق الطائر فلم يمنعه
عمله اي السابق بمذهبه في ذلك من تقليد المخالف عند الحاجة اليه وفي الخادم ايضا ان القاضي ابا عاصم العامري
الحنفي كان يفتي على باب مسجد القفال والمؤذن يؤذن المغرب فنزل ودخل المسجد فلما رآه القفال امر
المؤذن ان يثني الاقامة وقدم القاضي فتقدم وجهر بالبسملة مع القراءة واتى بشعار الشافعية في صلوته
انتهى ومعلوم ان القاضي اباعاصم انما يصلي قبل بشعار مذهبه فلم يمنعه سبق عمله بمذهبه في ذلك ايضا ثم
قال السيد السمهودي ثم رأيت في فتاوى التقي السبكي انه سئل عن ذلك في ضمن مسائل الى ان قال السبكي
ودعوى الاتفاق فيها نظر وفي كلام غيرهما ما يشعر باثبات الخلاف بعد العمل ايضا وكيف يمتنع اذا اعتقد صحته ولكن وجه
ما قاله الآمدي انه بالتزامه مذهب امام مكلف به ما لم يظهر له غيره والعامي لا يظهر له الغير بخلاف المجتهد حيث ينتقل من امارة الى امارة

یہہ حنفی اسکی بعد کوئی اور گہر خریدے اور پڑوسکی شفع نہ ہونی مین امام شافعی کی تقلید کرے تو اوسی یہہ نہین کہا جاسکتا کہ اب بہی حنفی کی موافق عمل کر
سو اوسی یہہ پہونچتا ہی کہ دوسرا گہر پڑوسیکو نہ دیوی سو اگر آمدی اور ابن حاجب اور اون دونوں کی پیرو نے ایسی صورتوں مین رجوع کو منع کہہ کر تمام صورتون مین
یہہ حکم عام رکہا ہے تو یہہ امر غیر مسلم ہے اور دعوی اتفاق کا ماننے کی قابل نہین کیونکہ خادم مین ہے کہ امام طرطوسی نی حکایت کی کہ جمعہ کی نماز
جماعت کہڑی ہوئی اور قاضی ابو الطیب طبری نے تکبیر تحریمہ کا ارادہ کیا تہا کہ ایک جانور نی اونپر بیٹ کر دی تہی اونہون نی کہا کہ مین حنبلی ہون اور
اور نیت باندہ کر نماز مین داخل ہوگئی ہو چکی عبارت خادم کی مین کہتا ہون کہ یہہ بات معلوم ہے کہ وہ شافعی تہی جانور بیٹ کر دی تو بغیر دہوئے
نماز نہین پڑہتی تہی سو اونکی مذہب کے عمل درآمد سابق نی اونکو مخالف مذہب پر عمل کرنے سے وقت ضرورت کی باز نہ رکہا اور یہہ بہی خادم مین ہے کہ قاضی
ابو عاصم عامری حنفی قفال کے مسجد کے دروازہ پر فتوا دیتی تہی اور موذن نے مغرب کی اذان دی تو وہ دروازہ پر سی اوتر کر مسجد مین آگئی سو قفال نی
جب اونکو دیکہا موذن سی کہدیا کہ اقامت کی لفظ دو دو دفعہ کہی اور قاضی کو امام بنایا سو قاضی امام بن گئی اور بسم اللہ اور قرات پکار کر پڑہی اور
باتین موافق مذہب امام شافعی کے برتین ہو چکی عبارت خادم کی اور یہہ بات معلوم ہے کہ پہلی قاضی ابو عاصم اپنے مذہب حنفی کی موافق عمل درآمد
رکہتے تہے سو پہلی کی عمل درآمد نی اونکو اس عمل سے منع نہ کیا پہر سمہودی نے کہا کہ مین نے دیکہا ہے تقی الدین سبکی کی فتوی مین کہ اونسی کسینی اور ایسے مسئلونکی
شامل مین رجوع مذہبی کا فتوا پوچہا تو سبکی نی اور جوابات دیکر اسبابمین یہہ کہا کہ دعوے اتفاق مین بحث ہی کیونکہ اوروں کی کلام مین وہ عبارت ہے
جس سے خلاف سمجہا جاتا ہے عمل کے بعد بہی اور پہلا کیونکر رجوع منع ہوگا جب مخالف کی صحت کا عقیدہ جم جاوے لیکن وجہ اون دونو کی کہتی کی یہہ ہے
کہ جس مسئلہ پر عمل کر چکا بالتزام مذہب یک امام کر تو جب تک اوسی سکی سوا اور نہ معلوم ہو وسیکا مکلف رہیگا برخلاف مجتہد کی کہ دم بدم ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف جاتا ہے

هذا وجه ما قاله الآمدی وابن الحاجب ولا باس به لکنی اری تنزیله علی خصوص العین فلا یبطل عین ما فعله وله فعل جنسه بخلاف انتهی عبارة السید ملخصا نقلا عن العقد الفرید للعلامة الشرنبلالی الحنفی

اور خود ملا حسن الشرنبلالی الحنفی نے عقد الفرید مین منقول روایات صحیحہ معتمدہ کی ان معنی کو ثابت کیا ہے جسکو شوق ہو عقد الفرید کو ملاحظہ کرلے اِس مختصر مین نقل کرنا تمام کلام کا اوسکی دشوار ہے مگر قدرے قلیل تیمناً کہا جاتا ہی تو سنو کہ شروع مین تحقیق منع رجوع بعد العمل کے فرماتی ہین خاں قلت کیف ہذا مع قول العلامة الشیخ الامام کمال الدین ابن الہمام فی تحریرہ مسئلة لا یرجع فیما قلد فیه ای عمل به اتفاقا انتہی قلت لا یمنع ذلک ما قلته من صحة التقلید لحمل المنع علی خصوص العین لا خصوص الجنس انتہی اور بعد اسکی چند روایتین معتمدہ مویدہ اپنی جواب کی نقل کئے ہین پہر معنی ظاہری کلام ابن الحاجب کو اور کلام شیخ خالد ازہری رحمة اللہ کو رد کرتے ہین چنانچہ فرماتی ہین ولما فیه من رد ما یتوهم من ظاهر عبارة ابن الحاجب ومن رد ما صرح به فی شرح جمع الجوامع للشیخ خالد الازہری مستندا لذلک الایہام حیث قال واذا عمل العامی بقول مجتهد فی حادثة فلیس له الرجوع عنه الی فتوی غیره فی مثل تلک الواقعة اجماعا کما نقله ابن الحاجب وغیره انتہی عبارة الشیخ خالد رحمه الله وانت تری انه لیس فی کلام متن جمع الجوامع ولا کلام ابن الحاجب التصریح بالمنع عن مثل ما قلد فیه بل احتمال لدولنا ان نمنع ذلک الاحتمال ونقول لیس فی کلام ابن الحاجب ولا جمع الجوامع الا المنع عن الرجوع عن عین ما قلد فیه وعمل به لان عبارة ابن الحاجب التقلید هو العمل بقول الغیر من غیر حجة ثم قال فلا یرجع عنه بعد تقلیده اتفاقا وفی حکم اخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ینکر انتہی لان قوله وفی حکم اخر یراد به حادثة اخری اعم من ان تماثل ما فعله او تخالفه وان ارید به ما یخالفه فقط قلنا

یہی وجہ ہے اوس قول کی جسکو آمدی اور ابن حاجب نے کہا ہی اور اس مقولہ مین کچہ ڈر نہین لیکن میرے عقیدہ مین لگاؤ اس مقولہ کا خاص مسئلہ مین ہے جو کچہ کر چکا ہے بعینہ اوسکو باطل نکری اور دوسرا مسئلہ اوس جنس کا جو پیش آوی اوسمین اوسکو رجوع پہونچتا ہی ہوچکی عبارت سید کی بطور تلخیص کے شرنبلالی کی عقد الفرید مین سے ف اگر ہی تو کیونکر ہوگا یہہ باوجود کہنی ابن ہمام کے تحریر مین نہ رجوع کری اوس مسئلہ مین جسپر عمل کر چکا بالاتفاق ہوچکی عبارت تحریر کی مین کہتا ہون کہ رجوع کا منع کرنا خاص بعینہ اوسی مسئلہ مین ہی نہ اوسکی جنس مین ہوچکی عبارت شرنبلالی کی ف اور لئے اس عبارت مین رد ہے اوسکا جو وہم ہوتا تہا ظاہر عبارت ابن حاجب سے اور رد ہی اوسکا جسکی تصریح کی ہی شیخ خالد ازہری نے شرح جمع الجوامع مین وہم کو دلیل ٹہراکر چنانچہ کہا ہے کہ جسوقت عمل کرے عامی کسی مجتہد کی قول پر کسی مسئلہ مین تو اوسکو رجوع بالاجماع نہین پہونچتا اور مجتہد کے فتوی کیطرف اوس مسئلہ کی مثل اور مسائل مین چنانچہ نقل کیا اسکو ابن حاجب وغیرہ نے ہوچکی عبارت شیخ خالد کی اور تو خوب جانتا ہی کہ متن جمع الجوامع اور کلام ابن حاجب مین تصریح مثل کی نہین بلکہ احتمال ہی سکا تو ہمین پہونچتا ہے کہ اوس احتمال کو نہ مانین اور کہدین کہ نہین ہے ابن حاجب کے کلام مین اور جمع الجوامع مین مگر منع رجوع کرنے خاص مسئلہ بعینہ سی جسپر عمل کر چکا کیونکہ عبارت ابن حاجب کی تو یہی ہی کہ تقلید عمل کرنا غیر کی قول پر بغیر دلیل کے ہے پہر کہا ہے کہ رجوع نکری بعد تقلید کرنیکی بالاجماع اور دوسرے مسئلہ مین غیر کے قول پر عمل کرنا موافق مذہب مختار کی جائز ہے کیونکہ ہمین یقین ہے کہ اگلی زمانہ مین بلا روک ٹوک یونہین ہوا ہے ہوچکی عبارت ابن حاجب کی ابن کی قول سے مراد ہی کہ دوسرے مسئلہ مین عام ہی خواہ وہ مسئلہ پہلی کے موافق ہو یا مخالف اور اگر کوئی فقط مخالف ہے لیوے تو ہم

المنع وكذا الكلام على عبارة جمع الجوامع وسنذكر ما يحقق هذا ان شاء الله تعالى فهذا قد علمت به جواز
التقليد بعد العمل في جنس ما عمل بخلافه انتهى كلام الشرنبلالي الحنفي حاصل کلام یہہ کہ اگر دعوی اجماع کا تسلیم بھی کیا جاوے
تو معنی اسکے یہہ ہین کہ جس حادثہ خاص مین تقلید کرچکا او سمین اوس سے رجوع نکرے اگرچہ دوسرے حادثہ مین جو مثل اوسکی ہو رجوع
درست ہے چنانچہ کلامون مین اتنی اکابر حنفیہ او شافعیہ کی گذرا تو پہر بہی تقلید معین ہر مسئلہ مین ہر حادثہ مین ثابت نہوئی
**قال** چوتہی وجہ یہہ ہے کہ تلاش کرنا مذاہب کے رخصتون کا ممنوع ہے بالاجماع کہا ہے اسکو ابن عبد البر مالکی نے کہا یہہ بیچ مسلم کے
اور لوگو نکا یہہ حال ہے کہ جو کچہ اونکی نفسون کے موافق ہے اوسکی طرف بہت دوڑتے ہین بسبب کمی دین داری اور سستی کی امور
دین مین خصوصاً اس زمانہ مین پس پڑینگی لوگ بیچ ممنوع کی کہ بالاجماع ہے پس کیونکر بری الذمہ ہونگی عہدہ تقلید کیسی
بالیقین **اقول** جناب مولف نے اس قول مین یہہ خیانت کی ہے کہ لاتقربوا الصلوۃ کو تو لے لیا ہے اور انتم سکاری کو
چہوڑ دیا ہے یعنی جسطرح سے کہ کتاب مسلم مین سی اجماع ابن عبد البر کا لے لیا ہے اور جو کہ مسلم مین اسکا جواب لکہا ہی اوسکو چہوڑ دیا
خیر یہہ چالاکی اونکی کچہہ نئی نہین ہے ہمکو اس چالاکی سے کچہہ تعرض نہین اصل بات کا جواب دینا چاہیے تو سنو کہ اس
چوتہی وجہ کی جواب دو ہین اول جواب تو یہہ ہے کہ دعوے اجماع ابن عبد البر کا منقوض ہے ساتہہ اثبات خلاف امام احمد کے
اور ساتہہ ہونی اوسکی کے مخالف احادیث صحیحہ کی جو مروی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان اسکا یہہ ہے کہ امام احمد سے
روایت ہی کہ تلاش کرنیوالا رخصتون مذاہب کا فاسق نہین تو تتبع رخص اونکی نزدیک ممنوع نہوا تو اجماع کہان ہوا بنا بر
اس قاعدہ متفق علیہا کی خلاف الواحد مانع کذا فی جمیع کتب الاصول اگرچہ ایک روایت مینہی بہی آیا ہے کہ وہ فاسق ہے
لاکن قاضی ابو یعلی وغیرہ نے روایت مفسقہ اوس شخص کے حق مین محمول کی ہے جو غیر عامل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ یہہ روایت
متلہی کے حق مین ہے اور روضۃ النودی مین ستسے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہہ شخص فاسق نہین ہے چنانچہ ہر ایک قول پر شاہد
نقل کیا جاویگا اور سوائی اسکی اجماع کیواسطے کوئی سند چاہیئے قرآن سی یا حدیث سی یا قیاس سے حالانکہ تتبع رخص کے ممنوع
ہونی پر کوئی سند و دلیل شرعی نہین چنانچہ عنقریب جہابذہ فن کی کلامون سے معلوم ہوگا بلکہ چند احادیث صحیحہ مخالف اسکی جنسی تتبع
رخص جایز معلوم ہوتا ہے موجود ہین چنانچہ عنقریب کلام مین شارح تحریر کے اونگین کہا شیخ ابن الہمام نے تحریر مین ویتخرج علیہ
منہ جواز اتباعہ رخص المذاہب ولا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیہ اذا کان لہ الیہ سبیل
بان لم یکن عمل فیہ باخر وکان علیہ السلام یحب ما خفف علیہم انتہی اور کہا سید بادشاہ نے شرح تحریر مین وکان صلی اللہ علیہ وسلم

---

نہین ماننی اور صحیح کی گفتگو عبارت جمع الجوامع مین ہے ما وانشاء اللہ تعالے ہم قریب اسکی تحقیق کو ذکر کرینگے یہان اتنی بات تو تو نی جان لی کہ بعد عمل کرنیکی
اوس جنس کی اور مسائل مین اور مجتہد کی تقلید جایز ہے ہوچکا کلام شرنبلالی حنفی کا ۱ھ ایک کا خلاف بہی مانع اجماع ہوتا ہی سب اصول کی
کتابو نمین یہی ہے ۱ھ اور نکلتا ہے اس سے رخصتو نکی پیروی کا جایز ہونا اور نہین منع کرتا ہی اوس سے کوئی مانع شرعی اسلئے کہ انسان کو پہونچتا ہے
کہ جو طریق پاوی تو وہ رستہ چلی جو سہیر سہل ہے اوسکی طرف وہ طریق یہہ ہے کہ عزیمت پر عمل نہ کرچکا ہو اور آنحضرت صلعم اسبات پر تخفیف کو دوست رکہتی تہی ۱ھ علیہم اللہ اعلم

يحب ما خفف عليهم في صحيح البخاري عن عايشة رضي الله عنها بلفظ عنهم وفي رواية بلفظ ما يخفف عنهم اي امته
وذكروا عدة احاديث صحيحة دالة على هذا المعنى قلت وذلك لقوله تعالى يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
وروى الشيخان وغيرهما حديث انما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين ولاحمد بسند صحيح خير دينكم اليسر وروى
الشيخ نصر المقدسي في كتاب الحجة مرفوعا اختلاف امتي رحمة ونقله ابن الاثير في مقدمة جامعه عن قول مالك
وفي المدخل للبيهقي عن القاسم ابي محمد انه قال اختلاف امة محمد صلى الله عليه وسلم رحمة ويترجح ما قاله بعضهم على
حمله على الاختلاف في الاحكام بما في مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعا اختلاف اصحابي لكم رحمة لان في
المدخل للبيهقي عن عمر بن عبد العزيز قال ما يسرني ان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا
لم تكن رخصة واخرج البيهقي في حديث لابن عباس رضي الله عنهما قال فيه ان اصحابي بمنزلة النجوم فايما اخذ
به اهتديتم واختلاف اصحابي لكم رحمة قلت واختلاف الصحابة هو منشاء اختلاف الامة
ولما اراد هارون الرشيد حمل الناس على موطاء الامام مالك كما حمل عثمان الناس على القران قال
له مالك ليس الى ذلك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقوا بعده في الامصار
فحدثوا عند اهل كل مصر علمه وقد قال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد
الاختلاف في الاحكام قال السيد علي السمهودي رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله

---

دوست رکھتی تھی اون باتون کو جو ہلکی ہون امت پر صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رض سی روایت یون ہے کہ دوست رکھتی تھی ہلکی باتونکو
امت سے اور ایک روایۃ مین امت کی تفصیل ہے آئی ہے اور ذکر کیے ہین علما نی بہت سے حدیثین ہما یہ مین مین کہتا ہون کہ اور وہی ہے سبب قول الله تعالی کی
کہ الله ارادہ رکھتا ہے تمہاری حق مین آسانی اور نہین ارادہ رکھتا تمہاری حق مین سختی اور روایت کی بخاری اور مسلم اور اہل حدیث نے
کہ بھیجی گئی ہو تم اسانی کرنیوالی اور سخت گیر نہین بہیجے گئے اور امام احمد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ اچھا دین تمہارا وہ ہے
جو سہل تر ہے اور روایت کیا شیخ نصر مقدسی نی کتاب الحجۃ مین مرفوع آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ اختلاف میری امت کا رحمت ہی اور نقل
کیا اسکو ابن اثیر نی امام مالک رح کا قول اپنے جامع کے مقدمہ مین اور بیہقی کی مدخل مین قاسم ابو محمد سی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کی امت کا
اختلاف رحمت ہی اور بعضون نے یہہ جو لکھا ہے کہ اس اختلاف سی احکام مین اختلاف مراد ہی اسکو غلبہ ہی بسبب اوس روایت کی جو مرفوع
حضرت ابن عباس سے مسند فردوس مین آئی ہی کہ اختلاف میری صحابہ کا رحمت ہی کیونکہ بیہقی کی مدخل مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نی کہا کہ مجھی
یہہ بات اچھی نہین لگتی ہی کہ آنحضرت صلعم کی اصحاب باہم اختلاف نکرتی اسلیے کہ اگر وہ اختلاف نکرتی تو رخصت کہان سے آتی اور روایت کی بیہقی نی ابن عباس کی
حدیث مین آنحضرت صلعم کی یہہ تقریر کہ آپنے فرمایا کہ میری اصحاب مثل تارونکی ہین جسکی قول پر تم عمل کروگی ہدایت پاؤگی اور میری صحابہ کا اختلاف
تمہاری لئے رحمت ہی مین کہتا ہون کہ صحابہ کی ہی اختلاف سی امت کا اختلاف پیدا ہوا ہے اور جسوقت ہارون رشید نی لوگونکو امام مالک کے
موطا پر عمل کرانا چاہا جیسا کہ حضرت عثمان رض نے لوگون کو قران کے عمل پر آمادہ کیا تو امام مالک رح نی ہارون رشید سی کہا کہ یہہ بات نہین ہوسکتی اسلئے کہ

يحب الاناة والرفق فى كل شئ حتى طلبه فى المشى الى الصلوة وان كان ذلك يفوت بعضها معه بالجماعة وكره الاسراع ونهى عنه
وان كان محصلا لها كلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهى قلت وهو معنى حديث فى
الجامع الصغير للسيوطى عن عمر مرفوعا افضل امتى الذين يعملون بالرخص انتهى اور كها سيد بادشاه شارح تحرير نے وما نقل عن ابن
عبد البر من انه لا يجوز للعامى تتبع الرخص اجماعا فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى
الاجماع كيف وفى تفسيق متتبع الرخص روايتان عن احمد وحمل القاضى ابو يعلى الرواية المفسقة على غير متاول ولا مقلد
انتهى كذا فى العقد الفريد للعلامة الشرنبلالى اور كها **فاضل بهارى** نے مسلم مين وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز
للعامى تتبع الرخص اجماعا فاجيب بالمنع اذ فى تفسيق متتبع الرخص عن احمد روايتان انتهى اور كها بحر العلوم نے
شرح مسلم مين اذ فى تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هى فيما اذا قصد التلهى لا غير فقط
انتهى اور كها **فاضل قندهارى** نے مغتنم مين قال ويتخرج منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع
منه مانع شرعى اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له سبيل اليه بان لم يكن عمل باخر فيه
وكان عليه وآله الصلوة والسلام يحب ما خفف عليهم فى التقرير اخرجه البخارى عن عائشة رض

---

کہ بعد آنحضرت صلعم کے آپکی صحابہ شہرون مین پھیل گئے اور ہر شہر والونکو ہر ایک نے اپنے علم کی روایت کی او آنحضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت کا اختلاف
رحمت ہی تو یہ بمنزلہ صریح کی ہوگیا اسبات مین کہ مراد اختلاف سی احکام کا اختلاف ہی سیدہ ہوئی جس کے کہا آگے اور کہا کمال الدین ابن ہمام نے
فتح القدیر کی باب اعتکاف مین کہا کہ اللہ تعالے نرمی کو ہر کام مین پسند کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو نماز کی طرف جانے مین بھی پسند کیا ہے اگرچہ
اوس سے جماعت وغیرہ مین ہرج پڑجاوی تو خیر اور جلدی کو مکروہ کہا اور اوس سے نہی آئی ہے اگرچہ اوس جلدی سے وہ جانے والے فضیلت پوری نماز کی جماعت کی
کیون نہ پاوے اور یہ حضور قلب کے لئے ہے کہ وہ جلدی مین نہین ہوتا ہو چکی عبارت فتح القدیر کی مین کہتا ہون کہ یہی معنی ہین اوس حدیث کی کہ جو
جامع صغیر سیوطی مین عمر رض سے مرفوع آئی ہے کہ اچھے لوگ میرے امت کے وہ ہین کہ رخصتون پر عمل کرتے ہین ہو چکی عبارت شرح تحریر کی ٥١
اور وہ جو ابن عبد البر سی نقل کیا گیا ہے کہ عامی کی لئی رخصتونکا ڈہونڈہنا بالاجماع جائز نہین ہے تو اول تو اس نقل کو صحیح ہم نہین مانتے
اور اگر صحیح مان بھی لیوین تو دعوی اجماع کا نہین مانتے کسلئے کہ امام احمد سے رخصتونکی ڈہونڈہنی والےکی فاسق ہونی کی باب مین دو روایتین
ہین اور ابو یعلی نے روایت فسق کو غیر متاول اور بی پابند تقلید پر حمل کیا ہے شرنبلالی کی عقد الفرید مین یونہین ہے ٥٢ اور وہ جو ابن عبد البر سی
منقول ہے کہ عامی کی لئی جائز نہین ہے رخصتونکا ڈہونڈہنا بالاجماع تو اسکا جواب دیا گیا ہی کہ ہم دعوی اجماع کو نہین مانتی اسلئی کہ فاسق ہونے مین رخصتونکے
ڈہونڈہنی والی کی امام احمد سی دو روایتین ہین ہو چکی عبارت مسلم کی ٥٣ اسلئی کہ رخصتونکی ڈہونڈہنے والےکی فاسق ہونے مین امام احمد سی دو روایتین
ہین تو اجماع نہ رہا اور شاید کہ روایت فاسق بتانیکی اوس صورت مین ہے جب لہو لعب کا محض قصد ہو ہو چکی عبارت شرح مسلم کی ٥٤ کہا فاضل قندہاری نے کہ
نکلتا ہے اس سے جائز ہونا مذاہب کے رخصتون پر چلنا اور اس سے کوئی مانع شرعی منع نہین کرتا کیونکہ آدمی کو روا ہے کہ اپنے اوپر سہل طریقہ کو اختیار کرے جو ممکن ہو سکی اور یہان
ممکن ہونا اسطرح پر ہے کہ عزیمت پر عمل نکر چکا ہو اور آنحضرت صلعم امت پر ہلکی بات کو دوست رکہتے تہے تقریر مین یہی روایت کی بخاری نے عائشہ رض سے

بلفظ علیہم وفی لفظ ما یخفف عنہم ای عن امتہ ویدل علیہ عدۃ احادیث صحیحۃ لکن ما عن ابن عبد البر لا یجوز
للعامی تتبع الرخص اجماعا ان صح احتاج الی الجواب ویمکن ان یمنع صحۃ دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص
عن احمد روایتان وحمل القاضی ابو یعلی الروایۃ المفسقۃ علی غیر متاول ولا مقلد وفی روضۃ النووی انہ لا تفسیق انتہی
اور ابن امیر حاج مقابل مین رویانی کی جو اونسی تتبع رخص سے منع کیا ہے فرماتے ہین وتعقب ہذا ای منع الرویانی عن تتبع
الرخص بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی وہو ما یعتبر ما خالف الاجماع او القواعد او النص او القیاس الجلی
فہو حسن متعین فان ما لم نقرہ مع تاکدہ بحکم الحاکم فاولی ان لا نقرہ قبل ذلک وان اراد بالرخص ما فیہ
سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزمہ ان یکون من قلد الامام مالکا فی المیاہ والارواث وترک الالفاظ فی العقود مخالفا لتقوی اللہ
ولیس کذلک انتہی ما قال ابن امیر الحاج فی شرح التحریر کذا فی العقد الفرید للشرنبلالی اور ایسا ہی قرافی نی بہی مقابل رویانی کی ہو کر اوسکی
منع کو تتبع رخص سے رد کرتا ہے چنانچہ تقریر مین مصنف عنایہ نی فرمایا ہے وتعقبہ القرافی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما
ینقض فیہ قضاء القاضی فحسن متعین وان اراد ما فیہ سہولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد
مالکا فی المیاہ والارواث مخالفا لتقوی اللہ تعالی ولیس کذلک انتہی کذا نقلہ الفاضل القندہاری فی المغتنم دوسرا جواب یہہ ہے
کہ ہمنی فرض کیا کہ تتبع رخص ممنوع ہے لاکن اس سی یہہ کہاں لازم آتا ہی کہ تقلید مجتہد معین کی وجوب ہو جاوے کیا عدم تعیین مذاہب کو تتبع
رخص لازم ہی اور احتمال اور ظن جیسا کہ مؤلف کہتا ہی اوس سے وجوب تعیین ثابت نہین ہو جاتا مثلا ایسے شخص کے حق مین جو ایک مذہب صاحب کی

کہ ہت پر ملکی بانکو دوست رکہتے تہے اور ایک حکایت مین ہت سی آیا ہے اور یہہ مضمون پر چند حدیثین صحیح دلالت کرتی ہین لیکن وہ جو ابن عبد البر سی منقول ہے
کہ بالاجماع عامی کو رخصتونکا ڈہونڈہنا نہین جایز ہے اگر یہہ بات درجہ صحت کو پہونچ جائی تو جواب دینی کی احتیاج پڑیگی تو ممکن ہے کہ دعوی اجماع کی
صحیح ہونیکو منع کیا جای اسلئی کہ فاسق بتانی مین رخصتونکی ڈہونڈہنیوالیکی امام احمد رحمہ سی دو روایتین ہین اور حمل کیا ہی قاضی ابو یعلی نے
روایت فاسق بتانیکو اوس شخص پر جو تاویل نکرتا ہو یا کیسیکی تقلید کا نہو اور روضۃ نووی مین ہی کہ فاسق بتانا ثابت نہین ہی سلہ اور رویانی
نے رخصتونکی ڈہونڈہنی پر ممانعت جو کی ہی اوسپر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اوسنے رخصتون سی وہ مسائل ارادہ کئی ہین جسمین قاضی کی
قضا ٹوٹ جاتی اور وہ چار موقع ہین یا تو مخالف اجماع کی ہووے یا قواعد شرعیہ کی یا نص کے یا قیاس جلی کی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہے
کیونکہ جس چیز کا باوجود مضبوط ہو جانے حکم حاکم کی ہم اقرار نہین کرتی تو اوس سے پہلے اولی ہی کہ ہم اقرار نکرین اور اگر رخصتون سی مکلف کی سہولت کو
ارادہ کیا ہی جیسی ہو تو اوسپر لازم آتا ہے کہ جسنے پانی اور لید وغیرہ مین امام مالک رحمہ کی تقلید کرلی اور الفاظ مشہورہ کو عقود مین برتا تو مخالف
اللہ کے خوف کی ہوگیا اور ہرگز یون نہین ہی ہو چکی وہ عبارت جو ابن امیر حاج نی شرح تحریر مین کہا یونہین ہی عقد الفرید مین سلہ اور اعتراض
کیا ہی قرافی نی اخیر پر یہہ طرح کہ اگر ارادہ کیا ہے رخصتون سے وہ مسائل جسمین قاضی کی قضا ٹوٹتی ہی تو یہہ خوب ٹہری ہوئی بات ہی اور اگر
سہولت کو ارادہ کیا ہے تو کیونکر لازم آتا ہی کہ جسنے پانی اور لید کی طہارت وغیرہ مین امام مالک کی تقلید کرلی تو اللہ کی خوف کی مخالف ہوگیا
ہرگز یون نہین ہے ہو چکی عبارت تقریر کے اسطرح مغتنم مین فاضل قندہاری نے نقل کیا ہے ؛

تقلید تو نہین کرتا اور چارون مذہب کی عزائم مسائل کو حوادث مختلفہ مین عمل مین لاتا ہے یہہ وجہ چوتہی جو مبنی جہالت پر ہے
اسطرح جاری ہوگی فتدبر **قال پانچوین وجہ** یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین کی جایز ہے بالاجماع اور تقلید بدون
تعین کے مختلف ہے درمیان علماء کی آہ **اقول** غرض آپکی اس قول سی یہہ ہے کہ تقلید بطریق تعین جسکا جواز مجمع علیہ ہے
کرکے بری الذمہ ہوسکتی ہین نہ غیر معین کہ وہ مختلف فیہ ہی تو جواب اسکا بہت ظاہر ہے اسلئی کہ کلام اوس تعین تقلید مین ہے
جو بنظر وجوب کے ہو جیساکہ مولف مسوی کرتا ہے اور اسکی جواز پر اجماع ہونی کی کیا معنی جبکہ باعتبار اعتقاد کہنی وجوب شرعی کے
بدعت ہونا اوسکا سابق مین چارون دلیلون اور تینتیس روائیتون سی ثابت ہوچکا ہے **قال اور وجہ چہٹی** یہہ ہے
کہ تقلید بدون تعین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے دین مین اور بند کرنا دروازہ فساد کا واجب ہے بالاجماع **اقول** مقدمہ اولی اسکا
مردود ہے بلکہ تقلید بدون تعین کی بہین مصلحت پر مشتمل ہے اور محافظ ایمان ہے ساتہہ خدا اور رسول کی اور مانع ہی اشراک
فی الحکم سی اور تقلید بطریق تعین کی بزعم وجوب راس المفاسد ہے اور منجر ہوتی ہے طرف شرک کی جیساکہ آج کل کے بعضے لوگ
اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہورہے ہین کہ مقابل مین روایت کیدانی کی اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہین مانتی بعضی تو یہہ
عذر کرتی ہین کہ ہمارا منصب یہ نہین کہ حدیث کو سمجہین حلوا خوردن را روئی باید باوجود اسکی کہ یہہ لوگ اپنے مذہب کے موافق
حدیثون کو سمجہتے ہین اور حدیث کی کتابونکا ترجمہ کرتے ہین اور بعضی تاویلین کرتے ہین اور شرک ہونا ایسی تقلید کا سابق مین
مدلل بدلائل بیان ہوچکا ہے وہان پر دیکہنا چاہیئے تو کہو کہ تقلید بدون تعین مذہب معین کے کہولنا دروازہ فساد کا ہے
یا تقلید بتعین ایک مذہب کے بزعم وجوب متضمن فساد ہے اور اختیار کرنے مین تقلید غیر معین کی دروازہ فساد کا بند ہوتا ہے
یا تقلید معین مین **قال** اور چوتہی دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی تقلید غیر معین ایسے جو اوپر گذر گئی تو اقل مرتبہ یہہ ہے کہ ہوگی
مرجوح **اقول** جبکہ تقلید معین وجوبا کا بدعت ہونا ثابت ہوگیا تو اسکی راجح ہونی کی اور غیر معین کی مرجوح ہونی کی کیا معنی
یہہ بات تو ظاہر ہے ہی لیکن اس مقام مین قابل اعلام و تنبیہ کے یہہ بات ہے کہ اس دلیل کے قبل کوئی دلیل پہلی اور دوسرا اور تیسری نہین گذری
اسلئے کہ مولف نی پہلی باس سے تین باتین اپنے واہی اجماع سی استنباط کرکی بیان کین ٹہرادی اور تیسری بات اگرچہ
اس معنی پر متضمن ہے لاکن وہ ایک ہے نہ تین پہر اس دلیل کو جو حضرت مولف دلیل چوتہی فرماتی ہین اس سی معلوم ہوا کہ یا تو
ایسے جاہل ہین کہ ایک دو تین چار کی گنتی سے ناواقف ہین اور یہہ نہین جانتے کہ چار کے پہلے تین درجے اعداد کے
بہی ہوا کرتی ہین اور یا جہوٹہہ کہہ دیا کہ چوتہی دلیل تو کہ عوام معلوم کرین کہ اس سے پہلے تین دلیلین گذر چکی ہین اور تعداد دلائل ثابت ہے
**قال** اور پانچوین دلیل یہہ ہے کہ جبکہ ہوئی یہہ تقلید غیر معین مرجوح تو ترک کرنا اوسکا واجب ہوا ساتہہ قول اللہ تعالی کے
ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات[1] اور ساتہہ قول اللہ تعالی کے ویسارعون فی الخیرات[2] **اقول** جواب اسکا بہی ظاہر ہے کہ تقلید بطریق تعین بزعم
کے یہی ہی سبیل مومنین کے بعضے صحابہ اور تابعین اور مجتہدین کے اور تقلید معین بزعم وجوب بدعت ہے اور مخالف کتاب اللہ کا اور حدیث

[1] اور ہر کسیکی لئی ایک طرف ہے کہ وہ اوسکی طرف متوجہ ہوتا ہے سو تم بہلائی کی طرف دوڑو [2] دوڑ دوڑ لیتے ہین بہلائیان

رسول اللہ کے اور اجماع کی اور قیاس کی تو اوس کا مستحب ہونا اور اوسکی ترک کرنیکا خیر ہونا کیونکر ہوسکتا ہے لاکن ایک یہہ امر ہے بیان کرنے کے قابل تنبیہ کے ہے کہ جناب مولف نے

ترک امر مرجح کو خیر ٹہرا کر واجب کہا اوس آیۃ سی جو کہ گذری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جناب مولف کی نزدیک جو خیر ہے خواہ

وہ سنت ہو خواہ مستحب ہو سب واجب ہے بحکم اس آیۃ کے اور مستحب اور واجب مین فرق کرنا جیسا کہ اجماع امت کا ہی یہہ سب بے

معنے ہے حالانکہ یہہ بات زمانہ رسول اللہ کے سے لیکر آجتک کسی مسلمان نے خواہ وہ جاہل ہو خواہ عالم نہین کہے ایسی جس

شخص نے اس بات کو سنا تو اوسنی سوائی قہقہ کی کچہہ جواب نہین دیا تو ناظرین **تنویر الحق** کے اگر اس دلیل پر جناب مولف کے

بہی مطلع ہو کر اونکی لیاقت سی مطلع نہون تو خدا حافظ **قال** چہٹی دلیل الی آخرہ **اقول** مدار اس دلیل کا اس مقدمہ پر

ہے کہ تقلید غیر معین سے عہدہ تکلیف سی براءۃ نہین ہوتی اور تم خوب دیکہہ چکے ہو تقلید غیر معین ہی سبیل مؤمنین کی

زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ اصحاب مذاہب تک اور خلاف اسکا بدعت ہی پہر کسطرح عہدہ برائی نہوگی تقلید غیر معین سی **قال** اور

طریقہ دوسرا الخ اقول مدار اسکا اس مقدمہ پر ہے کہ اپنا اپنا مذہب غلبہ ظن سے احسن ہوتا ہے مذہب غیر سے جیسا کہ کہا ہی علامہ نسفی نے

تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قول نسفی کا نامقبول ہے بظاہر معنی اور ہر مقلد کے یہہ شان نہین کہ اپنے مذہب کو غیر مذہب سے بہتر سمجہہ رکہی بلکہ

اسکی نزدیک سب ائمہ حق مین برابر ہین چنانچہ تحقیق اسکی بوجہ بسط مقدمہ سادسہ مین متفرقات دلیل اول سی اور بر بطلان تقلید معین

بزعم وجوب کی گذر چکی ہی شایق کو چاہیئے کہ وہان پر دیکہی **قال** طریق تیسرا الخ اقول اس طریق کا مبنی کئی امر ہین ایک تو

بطلان حکم مخالف للائمۃ الاربعۃ ہے اور ایک امتناع رجوع بعد العمل اور ایک امتناع تتبع رخص سو ان تینون امرون کی تحقیق بوجہ

بسط علیحدہ علیحدہ گذر چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہی کہ یہہ امور اولاً تو باطل ہین اور ثانیاً باوجود تسلیم صحۃ انکی کی مستلزم وجوب تعیین

مذہب معین کی نہین ہوتی اور ایک معنی جدید اس طریق کا یہہ ہے کہ حکم ملفق باطل ہے بالاجماع تو بنا بر اس مبنی کی تقریر اس

طریق کی قطع نظر صحۃ اور غلطی سی یہہ ہوگی کہ تلفیق باطل ہے بالاجماع پس تقلید ایک مذہب کی واجب ہو گئے تو جواب اسکی دو ہین

اول یہہ کہ تلفیق امر مختلف فیہ ہے بعضی کہتے ہین جایز ہے اور بعضون کی نزدیک باطل ہے تو جسنی کہ بالاجماع باطل کیا ہی تو دعوی

اوسکا مردود ہے سیو اسطی **طحطاوی** نی کہا ہے قولہ باطل بالاجماع لعلہ لم یعتبر القول بجوازہ انتہے یعنی شاید کہ

اجماع کی نی قول جواز کو خیال نہین کیا اور کہا وہو باطل خلافا لابن الہمام افادہ ابو السعود انتہے اور جبکہ دعوی مدعی اجماع کا

مردود ہوا اور حکم ملفق مختلف فیہ ہوا تو اب ہم دعوی کرتے ہین کہ جواز ہے تلفیق کا محقق ہے اور یہی مدلل بدلائل ہے اور

مختار ہے محقق ابن الہمام کا اور **سید بادشاہ شارح** تحریر کا اور خاتم المتاخرین ابن نجیم صاحب بحر کا اور بعض ائمہ کا علما خوارزم

اور اون سب علما کا جو قضا علی الغایب بصحۃ النکاح بعبارۃ النساء تجویز کرتے ہین بلکہ ثابت ہے جواز اسکا امام ابو یوسف

کے فعل سے کہا صاحب بحر نے رسالہ بیع الوقف لا علی وجہ الاستبدال مین ویمکن ان یوخذ صحۃ الاستبدال من قول ابی یوسف

وصحۃ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ بناء علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین قال فی الفتاوی البزازیۃ من کتاب الصلوۃ

---

ف اور ہوسکتا ہے کہ صحت استبدال قول امام ابو یوسف سے لیا جاوے اور صحت بیع نقصان صریح کا امام ابو حنیفہ کی قول پر تلفیق جائز ہونیکی بنا پر دو قولون مین کہا فتاوی

من فصل زلة القاری ومن علماء خوارزم من اختار عدم الفساد بالخطاء فی القرأة اخذا بمذهب الامام الشافعیؒ فقال
الیاقوجی مذهبه من غیر الفاتحة فقال للیاقوجی اخذت من مذهبه الاطلاق وترکت القید لما تقرر فی کلام محمد ان المجتهد یتبع
الدلیل لا القائل حتی صح القضاء بصحة النکاح بعبارة النساء علی الغائب انتهی وما وقع فی اخر التحریر من منع التلفیق فانما عزاه
الی بعض المتاخرین ولیس هذا المذهب انتهی کلام صاحب البحر الرائق اورکہا سید بادشاہ نے شرح تحریر میں واعترض علیه بان بطلان الصورة
المذکورة عندهما غیر مسلم فان مالکا لم یقل ان من قلد الشافعی فی عدم الصداق ان نکاحه باطل ولم یقل الشافعی ان من قلد مالکا فی عدم الشهود
ان نکاحه باطل انتهی واورد علیه ان عدم قولهما بالبطلان فی حق من قلد احدهما وراعی مذهبه فی جمیع ما یتوقف علیه صحة العمل وما
نحن فیه من قلدهما وخالف کلا منهما فی شئ وعدم القول بالبطلان فی ذلک لا یستلزم عدم القول به فی هذا وقد یجاب عنه بان
الفارق بینهما لیس الا ان کل واحد من المجتهدین لا یجد فی صورة التلفیق جمیع ما شرط فی صحتها بل یجد بعضها دون بعض ومثل
الفارق لا یسلم ان یکون موجبا للحکم بالبطلان وکیف یسلم والمخالفة فی بعض الشروط اهون من المخالفة فی الجمیع فیلزم الحکم بالصحة
بالاهون بالطریق الاولی ومن یدعی وجود فارق اخر ووجود دلیل اخر علی بطلان صورة التلفیق علی خلاف الصورة الاولی فعلیه
بالبرهان فان قلت لا نسلم کون المخالفة فی البعض اهون من المخالفة فی الکل لان المخالف فی الکل یتبع مجتهدا واحدا فی جمیع ما یتوقف
علیه صحة العمل وههنا لم یتبع واحدا قلت هذا انما یتم لک اذا کان معک دلیل من نص او اجماع او قیاس قوی یدل علی ان العمل اذا کان له

زلة القاری کی فصل میں اور علما خوارزم میں سے وہ علما بعضے ہیں جنہوں نے اختیار کیا ہے عدم فساد نماز کا قراءة کی خطا سے امام شافعی کی
مذہب کا عملدرآمد کرکے تو ایسے عالم سے یاقوجی نے کہا کہ مذہب شافعی کا فاتحہ کی سوا میں ہے تو اونہنے یاقوجی کو جواب دیا کہ مینے
امام شافعی رح کی مذہب کو مطلق لی لیا ہے اور فاتحہ کی قید چھوڑ دے ہے چنانچہ ٹہر گیا ہے امام محمد کی قول میں کہ مجتہد دلیل کا پیرو
ہوتا ہے نہ کہنے والیکا یہانتک کہ صحیح ہے حکم صحت نکاح کا غائب پر موجب بیان عورتونکی اور وہ جو آخر تحریر میں منع تلفیق
کی بحث واقع ہوئی ہے تو وہ بعضے متاخرین کی طرف صاحب تحریر نے منسوب کی ہے اور یہہ مذہب نہیں ہے ہوچکا کلام بحر الرائق کا
سلطان اور اعتراض کیا گیا ہے اسپر اسطرح سے کہ باطل ہونا صورت مذکور کا اون دونوکے نزدیک غیر مسلم ہے کیونکہ امام مالک نے
نہیں کہا کہ جسنے امام شافعی کی تقلید کرکے بلامہر کے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے اور امام شافعی نے نہیں کہا کہ جو امام
مالک کی تقلید کرکے بے گواہونکے نکاح کر لیا تو نکاح اوسکا باطل ہے ہوچکی عبارت اعتراض شرح تحریر کی اور اعتراض کیا گیا اسی پر یون
کہ اون دونو نکا باطل نہ کہنا اوسکی حق میں ہے جو ایک کی تقلید کرکے مذہب کے تمام ضروری باتونکی رعایت رکہی اور اس صورت میں نہیں
جسمین ہمارے تمہارے بحث ہے باطل نہ کہنا لازم نہین اور کبھی جواب اس اعتراض کا یون دیا جاتا ہے کہ ان دونومین فرق فقط اتنا ہے
کہ کوئی مجتہد صورت تلفیق میں اپنے مذہب کے صحت کے سارے شرطین نہین پاتا بلکہ بعضے پاتا ہے بعضے نہین اور یہہ فرق ہم نہین مانتے
کہ باطل ہونیکا سبب ہوسکی اور کیونکر مانا جاوے حالانکہ مخالفت بعض شرطونمین سہل ہے پوری مخالفت سے تو لازم آئیگا حکم صحت کا دینا سہل پر بطریق اولی
جو شخص دعوے رکہتا ہے کہ اور بھی فرق ہے تو اوسپر دلیل لازم ہے پہر اگر کوئی کہے ہم نہین مانتے کہ بعضی باتونکی مخالفت پوری مخالفت سے سہل ہے کیونکہ پوری

شروط يجب على المقلد ههنا اتباع مجتهد واحد في جميع ما يتوقف على ذلك فات بد ان كنت من الصادقين
انتهى كلامه كما مر من قول الغير اعلم ان الملا حسن الشرنبلالي يدعي خلاف ما ادعاه السيد بادشاه فلذا نقل
كلام السيد في رسالة العقد الفريد ثم اورد عليه كلاما طويلا لكن مبنى جميع ذلك على الاجماع المركب للائمة
الاربعة وقد رأيت فساده وما اورد على سند منهية بوجود الفارق من انه مع التلفيق لا نجد شيئا لنحكم
عليه بالصحة او الفساد وادعاء اهونية التقليد في البعض من الكل يستلزم وجود موصوف
ليقال بوصفه بالاهونية ولا وجود لشيء حالة التلفيق فانتهى ادعاء الاهونية فلا نحتاج لاقامة
دليل من نص او اجماع او قياس على منع التلفيق انتهى ايراده فلا يخفى انه باطل صريحا وبعيد من
شانه كل البعد ومصادرة على المطلوب اذ لا يخفى على من له ادنى مسكة ان مناط الايراد على انه لا وجود
لشيء حالة التلفيق وهو عين الدعوى اعني بطلان التلفيق فكيف يصلح لكونه دليلا ومنع السيد رحمه الله ليس الا
اياه ولا يطلب السيد الدليل من نص واجماع او قياس قوي الا على هذا فكيف الاستغناء للمورد من
اقامة الدليل كما قال لا نحتاج لاقامة الدليل من نص او اجماع الخ فالقول قول السيد بادشاه من جواز
التلفيق والله اعلم بما هو التحقيق اور کہا مولانا المحقق ابن الملا فروخ المکی الحنفی نے قول سدید میں

مخالفت میں ایک مجتہد کی مذہب کے سارے شرطیں ہیں اور یہاں ایک کی بھی شرطیں نہیں ہیں جواب دونگا کہ یہہ بات تو جب ہووے کہ
تیری پاس آیۃ یا اجماع یا قیاس قوی کی ایسی دلیل ہو کہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ کسی عمل کے لئے جب شرطیں ہوں تو مقلد پر واجب ہے کہ اون
سب شرطوں میں ایک مجتہد کی پیروی کرے اگر سچا ہے تو وہ دلیل لا ہوچکا کلام سید کا اور آمدیکا کلام بھی اسی مضمون کا گذر چکا ہے جاننا چاہئے
کہ ملا حسن شرنبلالی سید کی خلاف کا مدعی ہے اسلئے اپنے رسالہ عقد الفرید میں سید کا کلام نقل کیا پھر اوس پر بڑا لمبا اعتراض کیا ہے
لیکن مبنی اوس سب کا ائمہ اربعہ کا اجماع مرکب ہے اور اوسکا فساد بھی معلوم ہوچکا اور رد جو حاشیہ کی سند پر اور فارق ہونیکا اعتراض کیا گیا
اسطرح پر کہ تلفیق میں کوئی چیز نہیں پایا کہ اوس پر صحت اور فساد کا حکم لگایا جاوے اور یہہ دعوا کہ مخالفت بعض کے ساتھہ بہ نسبت مخالفت
پوری کی سہل ہے یہہ کسی موصوف کو چاہتا ہے تا کہ سہل ہونیکی صفت اوسکی متعلق کیجاوے اور حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے سو سہل
ہونیکا دعوے جاتا رہا سو ہمیں کسی دلیل کی حاجت نہیں آیۃ اور اجماع سے تلفیق کے منع پر ہو چکا اعتراض سو پوشیدہ نہیں کہ یہہ اعتراض
صریح باطل ہے اور معترض کی شان سے بہت بعید ہے اور مطلوب پر مصادرہ ہے کیونکہ جسے کچھہ بھی سمجھہ ہے اوس پر پوشیدہ نہیں کہ مدار اعتراض کا
اس پر ہے کہ حالت تلفیق میں کوئی چیز نہیں ہے اور وہ عین دعوے ہے یعنے باطل ہونا تلفیق کا سو یہہ کیونکر دلیل
ہو سکتا ہے اور منع کرنا سید کا اسی سے لگتا ہے اور اسپر آیۃ اور اجماع اور قیاس قوی سے سید نے دلیل طلب
کی ہے تو اب اعتراض کرنیوالے کو دلیل سے بے پروائی کیونکر ہو سکتی ہے کہ اوسنے کہدیا کہ ہمیں دلیل قایم کرنیکی آیۃ اور
اجماع سے حاجت نہیں الخ مقولہ تک سو اب بات تو سید ہی کی بات ہے کہ تلفیق جائز ہے آگے اللہ جانے

قد استفاض عند فضلاء العصر منع التلفيق في التقليد وذلك بان يعمل مثلا في بعض اعمال الطهارة والصلوٰة
او احدهما بمذهب امام وفي البعض بمذهب امام آخر ولم اجد على امتناع ذلك برهانا بل قد
اشار الى عدم منعه المحقق ابن الهمام في التحرير وانه لم يدر ما يمنع منه ونقل منع التلفيق عن بعض
المتاخرين قال شارح تحريره العلامة ابن امير الحاج هو العلامة العراقي انتهى قلت وهو من فضلاء الاصوليين
من المالكية ولا علينا ان ناخذ بقوله خصوصا قد وجدت عن بعض ائمتنا ما يدل على جوازه بل وقوعه وهو ما نقله
في البزازية ان من علماء خوارزم يعني من اصحابنا من اختار عدم فساد الصلوٰة بالخطاء في القرأة فيها اخذا بمذهب
الامام الشافعي فقيل له مذهبه في غير الفاتحة فقال اخترت من مذهبه الاطلاق وتركت القيد لما تقرر في كلام
محمد رح ان المجتهد يتبع الدليل لا القائل حتى صح القضاء بصحة النكاح بعبارة النساء على الغائب انتهى نقله
عنها العلامة خاتم المتاخرين ابن نجيم في بعض رسائله في الوقف فانظر حيث لفق بان اخذ بمذهبه اي بمذهب نفسه الحنفي
في ان الفاتحة ليست بركن فلا يضر نقصان بعضها فيما اخطا فيه يعني اخطا خطاء فاحشا بان قال مثلا اياك نقعد
واياك نستعين لسبق اللسان فاخطاء فان الفاتحة نقصت بلفظ نقعد فلم يجز صلوته على مذهب الشافعي ما لم يعد
قراءة نعبد فاذا اعادها صحت ولم تفسد صلوته عنده بهذا اللفظ لان عنده الكلام الخطاء لا يفسد اذا كان قليلا

له مشہور ہو گیا علما کے زمانہ مین تقلید مین تلفیق کا منع ہونا اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ عمل کرے بعضے عملون وضو اور غسل مین اور
نماز مین یا انمین سے ایک کے بیچ مین ایک مذہب کے موافق اور اور بعضے چیزون مین دوسرے امام کے موافق اور مینے اسکی منع پر کوئی دلیل
نہین پائی بلکہ اوسکی منع نہونی پر تحریر مین ابن ہمام نے اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ دریافت نہین ہوتا کہ تلفیق سے کونسی چیز منع کرتی
ہے ہان بعضی متاخر لوگون نے اوسکا منع ہونا نقل کیا ہے کہا علامہ ابن امیر حاج نے کہ وہ متاخر علامہ عراقی ہے مین کہتا ہون کہ وہ عراقی
مالکیون مین کا ایک فاضل اصولی ہے تو ہمپر ضرور نہین کہ اوسکا قول لینا عمل مین لاوین خصوصا اوس حالت مین کہ پایا ہے اپنے مذہب کے
بعضے اماموں سے وہ کلام جو دلالت رکھتا ہے اوسکی جائز ہونی بلکہ واقع ہونی پر اور وہ وہ ہے جو بزازیہ مین نقل کیا کہ خوارزم کی علماے حنفی
نے نہ فاسد پذیر ہونا نماز کا پسند کیا ہے قرارت کی خطا سے امام شافعی رح کا مذہب اختیار کرکے سو جب اون سے کہا گیا کہ امام شافعی رح کا تو
یہہ مذہب الحمد کے سوا کی قرات مین ہے تو جواب دیا کہ اختیار کیا ہے مینے اونکی مذہب کو بلا قید اور قید الحمد کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ امام محمد رح کے
کلام مین یہہ بات ٹھہر چکی ہے کہ مجتہد دلیل کا پیرو ہوتا ہے نہ کہنے والے کا یہانتک کہ عورتونکی بیاہنے پر غائب پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے
نقل کیا اسکو ابن نجیم نے اپنے بعض رسالہ مین سو دیکھہ کیسی تلفیق ہوئی کہ اپنے مذہب حنفی سے یہہ لیا کہ الحمد رکن نہین ہے تو ضرر نہین
پہونچاتا جبکہ اوسمین کچھ صریح نقصان پڑجائی مثلا تیزی زبان سے ایاک نقعد و ایاک نستعین کہدے تو خطا کیا سو الحمد کے لفظ
نقعد کے روسے گھٹ جاوینگے سو نماز ایسی شخص کی بموجب مذہب امام شافعی رح کے جائز نہوگی تا وقتیکہ لفظ
نعبد کو پھر نہ کہیگا ہان جب پھر کہیگا تو نماز درست ہو جاویگی اور اوسکی نماز فاسد نہوگی شافعی کے نزدیک کیونکہ موجب اونکے مذہب کے جو تکلم نماز کو نہین لگتا

وعندنا هو مفسد فاذا اعادها على الصحة لا يفيد لان الصلوة قد فسدت هذا وقد قال بعدم الفساد بعض المشايخ اذا اعادها على الصحة كما نقله الزاهدي ولكن ظاهرها في البزازية عن بعض علماء خوارزم انه لا يفسد ولو لم يعد على الصحة اخذا بمذهب الشافعي في عدم الفساد بالخطاء وهو عين التلفيق وكذلك مسئلة النكاح فانه لا يصح بعبارة النساء عند الشافعي ويصح عنده على الغائب وعندنا الحكم بالعكس في المسئلتين فاذا حكم بصحة وقوعه بعبارة النساء على الغائب فقد لفق ومع هذا فقد حكموا بصحة الحكم الملفق من المذهبين وكذلك مسئلة الامام ابي يوسف رحمه الله لما صلى بالناس الجمعة واخبر بوجود فارة ميتة في ماء الحمام الذي اغتسل منه للجمعة فقال نأخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا قال في المحيط البرهاني والفتاوى الظهيرية ولم يكن ذلك مذهبه وذكر المسئلة في الظهيرية وغيرها في كتاب النكاح مستشهدا بها في مسئلة من مسائل النكاح سيأتي ذكرها للحنفي ان يعمل بغير مذهبه فهذا ابو يوسف امام المذهب وكبيره المجتهد الكامل قد قلد عند الضرورة ولم يكن ذلك مذهبا له بل مذهبه تنجس الماء القليل وان لم يتغير بوقوع ما ينجسه فيه ولا شك عند الظاهر انه فعل الطهارة وصلى الصلوة على مقتضى مذهبه وانما قلد في خصوص الماء فقد حصل التلفيق منه وهو اوفى حجة انتهى

ـــــ واضح ہوکہ یہہ روایات مستندہ الی الائمہ والہ جواز تلفیق پر محض الزاماً نقل کی گئی ہیں اور دلائل تحقیقی ہماری نزدیک وہی ہیں

اور ہمارے نزدیک مفسد ہے اور جب اوس لفظ کو ٹھیک ٹھیک کہہ لیا تو وہ فائدہ نہ دیگا کیونکہ نماز تو بگڑ چکی یاد رکھنا چاہیے اسبات کو اور بلاشک بعضی مشائخوں نی یہہ کہا ہے کہ نماز نہیں بگڑتی ہماری نزدیک جب ٹھیک ٹھیک اوس لفظ کو پھیر لی چنانچہ زاہدی نی نقل کیا ہے لیکن ظاہر وہی ہی جو بزازیہ میں بعضے علماء خوارزم سی ہی کہ نماز نہیں بگڑتی اگرچہ ٹھیک ٹھیک وس لفظ کو پھر نکہی اور یہہ مقولہ اونہوں نے امام شافعی رح کا مذہب لیکر کہا ہے کہ خطا سے نماز نہیں بگڑتی اور یہہ عین تلفیق ہے اور اسیطرح ہے مسئلہ نکاح کا کہ وہ عورتونکی بیان پر امام شافعی رح کی نزدیک صحیح نہیں ہوتا اور غائب پر صحیح ہوجاتا ہے اور ہمارے مذہب مین حکم اولٹا ہے دونو مسئلومین سو بموجب بیان عورتونکی جبکہ صحت نکاح کا حکم غائب پر دیا تو یہہ تلفیق ہوئی اور باوجود اسکی دونو مذہب کے تلفیقی مسئلہ کا حکم صحت دیاگیا ہے اور اسیطرح یہہ مسئلہ ہے کہ امام ابو یوسف رح نی جب جمعہ کی نماز پڑہی اور پہر جس حمام کی پانی سی نہائی تہی اوسمین مردار چوہی کی ہونیکی خبر دی گئی تو کہا کہ ہم اپنے بہائیون اہل مدینہ کے اس قول پر عمل کرتے ہین کہ جب پانی دو قلونکو پہونچ جاوے تو ناپاک نہین ہوتا محیط برہانی اور فتاوے ظہیریہ مین کہا ہے کہ یہہ اونکا پہلی مذہب تہا اور ظہیریہ اور فقہ کی اور کتابونمین یہہ مسئلہ بحث نکاح مین بطور استشہاد کی مسائل نکاح پر مذکور ہے کہ حنفی مذہب کو غیر مذہب پر عمل کرنا پہونچتا ہے چنانچہ اسکا ذکر قریب آویگا سو دیکھنا چاہیے کہ یہہ امام ابو یوسف کہ امام مذہب اور مجتہد کامل ہین اور اونہون نے ضرورت کیوقت غیر کی تقلید کرلی اور یہہ اونکا مذہب نہ تہا بلکہ مذہب تو یہہ تہا کہ تہوڑا پانی اگرچہ نجاست کی پڑنی سی بگڑا ہی نہین تو بہی نجس ہوجاتا ہی اور اسمین شک نہین کہ اونہون نے پانی کو پاک جانا اور اپنے مذہب کے موافق نماز پڑہی فقط پانی ہی دورکی تقلید کرے سو اس سی تلفیق حاصل ہوگئی اور یہہ بڑی حجت ہے

جو بطلان پر تقلید شخص معین کی اور حقیقیہ پر تقلید بدون التزام کی نقل کی گئی ہین اسلیی کہ ان دلائل سی عموماً تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے خواہ حادثہ واحدہ مین ہو خواہ حوادث مختلفہ مین ہو **دوسرا جواب** فرض کیا کہ تلفیق باطل ہے لکن اس سی وہ عدم تعین جسمین تلفیق نپائی جاوے کیونکر باطل ہوگی کیا عدم التزام مستلزم تلفیق کو ہوتا ہے مثلاً ایک شخص ایک محل مین ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید کرتا ہے اسطرح کہ دوسرے مذہب کو اسمین خلط نہین کرتا اور دوسرے محل مین شافعی کی تقلید کرتا ہی اوسیطرح پر تو اوس شخص کے حقمین بطلان تلفیق کیا ضرر کریگا اور اوسکی مسلک کو کیونکر باطل کریگا **تنبیہ** ایک دلیل جناب مولف نی خاص اپنے طرف سی جسمین کوئی اونکا مقتدا نہین مگر سوء فہم اونکا ہی ارشاد فرمائی ہے سو نقل کرنا اوسکا سوائے تضییع اوقات کی کچھہ نہین ہی اور رد مین اوسکی اسی قدر کافی ہے کہ مدار اس دلیل کے تین امر ہین اجماع مرکب آئمہ اربعہ کا اور منع ہونا رجوع بعد العمل کا معنی ظاہر او منع ہونا تتبع رخص کا بالاجماع اور بطلان ان تینون امور کا بوجہ بیک گذر چکا **قال** اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ تلفیق نزدیک صاحب بحر الرائق اور شیخ ابن الہمام کے جائز ہے سو یہہ بات اونکی صریح کلام سے نہین ثابت **اقول** مذہب صاحب بحر کا بہی کلام اونکی صاف معلوم ہوا اور مذہب ابن الہمام کا بہی کلام سے اونکی اور کلام بلاغت نظام سی **شاہ ولی اللہ** کی معلوم ہو چکا پہر اگر مؤلف مستعد فہم کلام اونکی کے نرکہتا ہو تو صاحب بحر و ابن الہمام کا کیا قصور لیکن سبب اسکے یہہ ہے کہ تقلید مذموم کی پٹی آنکہہ اور دل پر باندہ رکہی ہے نظر نہ آوی تو ہمارا اسمین کیا اختیار انا للہ انا الیہ راجعون اور جن تاویل سے اتفاق ابن الہمام کے اور صاحب بحر کے مولف بطلان تلفیق نکالتا ہے اونمین سی ہرگز بطلان تلفیق کے مفہوم نہین ہوتی اور چونکہ اخیر مین باب ثانی کی مؤلف قول ابن الہمام کا فتح القدیر سے بوسیلہ عالمگیری کے اور صاحب بحر کا رسایل زینیہ سی پہر مکرر لایا ہے اسلیی رد اوسکا وہان پر ہے ہوگا تو اوسجگہہ صاف معلوم ہو گا کہ ان قولون سے عدم التزام مذہب معین مطلقاً باطل نہین ہوتا چہ جائیکہ باطل ہونا تلفیق کا فافہم **قال** چوتہا طریق الخ **اقول** اس طریق مین یہہ خرافات کیا ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے مذہب کے مخالف حکم نہ دینا چاہئی جیسا کہ کہا مسلم مین ولو حکم بخلاف اجتہادہ کان باطلا اتفاقا وان قلد غیرہ لانہ یجب علیہ العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ اجماعا کذا فی شرح المختصر اور پہر مقلد کو مجتہد پر قیاس کرکے کہا ہے کہ جبکہ مجتہد کو اپنے مذہب کے خلاف پر عمل بیجا ہے تو اوسکی مقلد کو بہی خلاف اپنے امام کے بیجا ہے انتہی حاصل کلامہ لاکن ہمنی ایسا غافل کہین نہین دیکہا کہ مقلد کو مجتہد پر قیاس کرتا ہے حالانکہ مجتہد کو تقلید دوسرے مجتہد کی حرام ہے اور مقلد کو وقت عدم العلم کے تقلید کسی مجتہد کی لا علی التعیین واجب ہی ساتہہ قول اللہ تعالے کے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون پس رد کیا اس غافل نے اس قیاس کرنے سے ادلہ اربعہ شرعیہ مذکورہ سابقہ کو جو تعیین مذہب معین پر بزعم وجوب منع کر رہے ہین اور سابق مین نقل کی گئی ہین اور رد کیا اقاویل ائمہ کو جو پینتیس ۳۵ ردہتیون کے ضمن مین گذر چکی ہین اور قطع نظر اون ادلہ اور روایات سی نفس **مختصر الاصول** مین تما ہی کہ یہہ تصریح ہے کہ اگر حکم کرے مقلد مخالف

**سلہ** اور اگر حکم کیا اپنے اجتہاد کے خلاف تو باطل ٹہریگا بالاتفاق اگرچہ غیر کی تقلید ہے کیونکہ سے کیونکہ اونپر واجب ہے کہ اپنے گمان کی موافق عمل کری اور اوسکو تقلید نہین پہونچتی باوجود اسکی اجتہاد کی بالاجماع شرح مختصر مین یونہین ہے

نقلہ الشرنبلالی عن ابن امیر حاج فی العقد الفرید سو دیکھو تصرف حضرت ناقل کا کہ قاآوا کی سر سی حرف ف کو اوڑا دیا اور خبر سے فتلک التشدیدات الزامات منہم کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ فی الدین اور جبکہ سرقہ اور خیانت نقل کی فتح القدیر سی ثابت ہو چکی تو اب سنو نفس مسئلہ انتقال کے تحقیق سو ہر چند کہ بعد اثبات حقیقۃ تقلید بدون تعین کے ادلہ اربعہ سی اور پینتیس ۳۵ روایتوں سلف اور خلف سی جنسی یہہ معلوم ہوگیا ہے کہ سبیل مومنین کا یہی ہے کہ بدون التزام ایک مذہب معین کے اتباع مجتہدین کیا کرین حاجت اسکی نہین رہی کہ جواز انتقال کو علیحدہ ثابت کرین لاکن چونکہ عند القوم والعلماء الاصولیین یہہ مسئلہ مستقل ہوکر مندرج کتب اصول مین ہے اسلئے ہم بہی علیحدہ بیان کرتے ہین تو معلوم کرنا چاہیئے کہ انتقال ایک مذہب سے طرف دوسرے مذہب کے درست ہے بلا ارتیاب دہنین دلایل سی جنسی تقلید بطور عدم تعین کے ثابت ہو چکی ہے اور علماء مذاہب مین سے بہت لوگون سے جواز پر روایتین ہین اور سب محقق لوگ جواز انتقال کے قایل ہین اگرچہ بعضے متاخرین جلبیی صاحب قنیہ وقہستانی وغیرہ کہ جو حدیث وقرآن سی بے بہرہ ہین منتقل کے حق مین اوسکی تعزیر مروی ہے تو صاحب مذہب اور اونکی شاگردون کاملین سی منقول نہین اور **ملا علی قاری** بیچ رسالہ اپنے سم القوارض کے لکھتے ہین دفی الظہیریۃ[له] روی عن ابی حنیفۃ انہ قال لایحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا انتہی فاذا کان لایجوز تقلید الامام من غیر دلیل فی الاحکام فکیف یجوز تقلید المقلدین الذین ما وصلوا الی مقام المجتہدین نعم یجوز للعامی ان یقلد العالم ولو مقلدا للضرورۃ امر الدین انتہی کلامہ پس عبارت مین ملا علی قاری کی نظر کرو غور سی کہ قول قنیہ وغیرہ بیچ حق منتقل کے تجویز تعزیر کے کیونکر مقبول ہو بلا دلیل شرعی وبغیر نقل کے مجتہدین سابقین سے اور کلام شیخ ابن الہمام کا اور شارح ابن امیر حاج کا جسمین ہا نعین انتقال پر رد ہے وہ تو عبارت سی شرح ابن امیر حاج کی جو ملا حسن شرنبلالی نے نقل کی ہے معلوم ہوگیا ہے اب سنو کہ کہا **سید بادشاہ** نی شرح تحریر مین فان ارادوا یعنے المشایخ القائلین من الحنفیۃ بان المنتقل من مذہب الی مذہب اخر یستوجب التعزیر ازاد واہذا الالتزام فلا دلیل علی وجوب اتباع المجتہد المعین بالتزامہ نفسہ ذلک قولا اونیۃ شرعا انتہی کما نقلہ الشرنبلالی فی العقد الفرید اور امام نوادی اور رافعی سی بہی یہی منقول ہے کہ انتقال جایز ہے اور کہا نواوی نی روضہ مین کہ جب کہ مذاہب مدون ہوگئی تو اب مقلد کو درست ہے انتقال کرنا ایک مذہب سے طرف دوسرے کے چنانچہ شیخ جلال الدین السیوطی جزیل المواہب مین فرماتی ہین الانتقال من مذہب الی مذہب

[له] ظہیریۃ مین امام ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہو نی کہا کہ کسیکو روا نہین کہ ہمارے قول پر فتوے دیوی جبتک یہ نہ جان لیوی کہ ہمنی کہان سی کہا ہے ہو چکا مقولہ امام کا سو جبکہ امام کے تقلید جایز نہین احکام شرعی مین بے دلیل کے تو اون مقلدون کی تقلید جو مقام اجتہاد تک نہین پہونچے کیونکر جایز ہو سکتی ہے ہان البتہ عامی کو یہہ جایز ہے کہ ضرورت دینی کی لئی کسی عالم کی تقلید کرلی اگرچہ وہ عالم مقلد ہو[له] پہر اگر مشایخ حنفیہ نی منتقل مذہب کی تعزیر کی نسبت کہہ کر التزام ارادہ کیا ہے تو پیروی مجتہد معین کی کوئی دلیل شرع نہین ہے اوسی بات یا جی التزام کرکے ایک مجتہد کی پیروی کری [له] انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف

هو جائز كما جزم به الرافعي وتبعه النووي وقال في الروضة اذا دونت المذاهب فهل يجوز للمقلد ان ينتقل من مذهب الى مذهب ان قلنا يلزمه الاجتهاد في طلب الاعلم وغلب على ظنه ان الثاني اعلم ينبغي ان يجوز بل يجب وان خيرناه فينبغي ان يجوز انتهى
اس کلام مین سیوطی کی غور کرنا چاہیے کہ سیوطی نے جواز انتقال کو کیا محقق کیا ہے پس نقل کرنا سیوطی کا بعضی مالکیون کے قول کو جو متضمن ہو منع انتقال پر جیسا کہ مولف نی نقل کیا ہے اگر تسلیم ہی کیا جاوی تو بطور طعن اور تعریض کے اون مالکی پر ہوگا کما لا یخفی اور کہا **مولانا بحر العلوم لکھنوی** نے شرح سلم مین لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن ويعتقد به ولكن ينبغي ان لا يكون الانتقال للتلهي فان التلهي حرام قطعا في التمذهب كان او غيره انتہے اور قبل اس عبارت کی فرمایا ہے حتى شدد بعض المتأخرين المتكلفين وقالوا الحنفي اذا صار شافعيا يعزر وهذا تشريع من عند انفسهم انتهى
پس ان روایات سی جواب اون روایات کا جنہین منتقل کے حق مین تعزیر کا حکم دیا ہے اور جناب مولف نی وہ روایتین نقل کی ہین ہی ہوگیا اب باعث تخصیص تعزیر کا مشایخ سے معلوم کرنا چاہیے وہ یہہ ہے کہ انتقال منتقل کا واسطے کسی غرض نیک شرعی کے نہو بلکہ واسطی اتباع نفس کے ہو جیسا کہ ایک شخص سے عہد مین ابوبکر جوزجانی کے واقع ہوا تہا چنانچہ محقق شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مین نقل کیا ہے قوله ارتحل الى مذهب الشافعي يعزر اي اذا كان ارتحاله لا لغرض محمود شرعا كما في التتارخانية حكى ان رجلا من اصحاب ابي حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنته في عهد ابي بكر الجوزجاني فابى الا ان يترك مذهبه فيقرء خلف الامام ويرفع يديه عند الانحطاط ونحو ذلك فاجابه فزوجه فقال الشيخ بعد ما سئل عن هذه واطرق راسه النكاح جائز

---

جائز ہے جیسا کہ یقین کیا اوسکا رافعی نی اور پیرو ہوا اوسکا نووی اور روضہ مین کہا ہے جب مدون ہوگئی مذہب تو کہا گیا جائز ہے مقلد کو کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کیطرف انتقال کرے اگر ہم کہین کہ زیادہ علم والیکا تجسس مقلد پر ضروری ہے اور گمان غالب ہے اوسکو کہ دوسرا بڑا عالم ہے تو اوسکو انتقال جائز کیا بلکہ واجب ہوگا اور اگر مقلد کو مخیر کرین تو بہی جائز ہے ہو چکی عبارت جزیل المواہب کی ۵۱ جاؤ لازم نہین ہے اور صحیح ہے انتقال اور یہی وہ حق ہے کہ سزاوار ہے یہہ کہ اوسیکا ایمان اور عتقاد کیا جاوے لیکن لائق یہہ ہے کہ انتقال بطور لہو ولعب کے نہو کیونکہ لہو لعب حرام ہے یقینی مذہب کے باب مین ہو یا اور مین ۵۲ یہانتک کہ سختی کی ہے بعضے متاخرون نی اور کہا ہی کہ حنفی جب شافعی ہوجاوے تو تعزیر دیجاوے اور یہہ شرع ہے اپنے خواہش کی ۵۳ جسوقت کہ منتقل ہوا مذہب شافعی کیطرف تعزیر دیا جاویگا یعنے جسوقت کہ انتقال اچھی غرض سی ہنو شرع کی طور پر جیسا کہ تاتارخانیہ مین ہے حکایت کی گئی کہ ایک شخص حنفی نی ایک شخص اہل حدیث کی ہان پیام نکاح کا اوسکی بیٹی سی بہیجا ابوبکر جوزجانی کی زمانہ مین سو اوسنی یہہ شرط ٹہرائی کہ اپنا مذہب چہوڑ کر امام کے پیچہے الحمد پڑہا کرے اور رفع الیدین کیا کرے اور سوا اسکے اور باتین کیا کرے اوسنی قبول کرلیا سو اوسنی نکاح کردیا شیخ نی جبکہ اونسی یہہ تذکرہ کیا تو

ولکن أخاف علیہ ان یذهب ایمانہ وقت النزع لانہ استخف بمذهبہ الذی هو حق عندہ وترکہ لاجل جیفۃ منتنۃ ولو ان رجلا برء من مذهبہ باجتهاد وضح لہ کان محمود ا ماجورا انتهی اقول خذ ما صفی من هذہ النقل ودع ما کدر واعلم ان معنی الاجتهاد فی کلام الشامی هو الذی قالہ العلامۃ ابن امیر الحاج فی شرح التحریر للشیخ ابن الهمام کما مر فی العقد الفرید اعنی بہ التحری وتحکیم القلب لان العامی این لہ الاجتهاد

اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعض آئمہ نے اس انتقال مذہب مین بعض شروط بہی بیان کیین ہین چنانچہ رویانی نے کہا ہے کہ جواز انتقال مین تین شرطین ہین اول یہہ کہ منتقل تلفیق نکرے اور دوسرے یہہ کہ تتبع رخص نکرے اور تیسرے یہہ کہ جسکی طرف انتقال کرتا ہے اوسکو اہل فضل وعلم سے اعتقاد کرے بہ اوسکی تقلید نکرے جسکو جاہل جانتا ہے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ منتقل تلفیق نکرے اور وہ مسئلہ جسمین مقلد تہا قابل نقض کے ہو حکم سے یعنے جو کہ مخالف اجماع کی اور قواعد کے اور نص کے اور قیاس جلی کے ہو اور شیخ عزالدین بن عبد السلام نے ایک شرط کو اختیار کیا ہے یعنے یہہ کہ وہ مسئلہ کہ جسمین مقلد تہا اوس قبیل سے ہو جو منقوض بحکم ہوسکی اور بعضے نقل کرتے ہین کہ الشارح صدر بہی اونکی شرط ہی اور امام صلاح الدین العلائی نے کہا ہے کہ دو صورتمین انتقال صحیح ہے اول یہہ کہ مقلد پر مذہب ثانی مین اتنے ید سوائے ہو اور دوسرے یہہ کہ مذہب اول کی معارض کوئی حدیث صحیح معلوم ہوئے اور فاضل قندہاری کہتے ہین کہ دوسرے صورت مین مرجح کیا بلکہ واجب ہے تمام یہہ تحقیق کتاب تقریر مین بہی ہے اور شرح ابن امیر حاج مین بہی ہے مگر شرح ابن امیر حاج مین بہت طوالت سی ہی اسلئی عبارت تقریر کے نقل کے جاتی ہے کہا تقریر مین وقال الرویانی یجوز الانتقال بثلثۃ شروط ان لا یجمع بین مذهبین علی صورۃ تخالف الاجماع کمن تزوج بغیر صداق ولا ولی ولا شهود وان یعتقد فیمن قلدہ الفضل بوصول اخبارہ الیہ فلا یقلد امیا فی عمایۃ وان لا یتتبع الرخص وتعقب الثالث فی الاخیر بانہ ان اراد بالرخص ما ینقض فیہ قضاء القاضی فحسن متعین وان ارادما فیہ سهولۃ علی المکلف کیف ما کان یلزم ان یکون من قلد مالکا فی المیاہ والارواث مخالف التقوی اللہ تعالی

لیکن مین ڈرتا ہون اوسپر کہ نزع کیوقت اوسکا ایمان نجاتا رہے کیونکہ اوسنی اپنی اوس مذہب کو ہلکا ٹہرایا اور چہوڑا جسی حق جانتا تہا بسبب ایک سڑی ہوئی چیز کی اور اگر کوئی آدمی بیزار ہوا اپنی مذہب سے بسبب دلکی گواہی کی کہ اوسکو ظاہر ہوئی ہی تو یہ اچہا اور باعث اجر کا ہوگا میں کہتا ہون کہ مقامات اس عبارتمین سی لیلی اور گدلی چہوڑ دی اور جان لے کہ معنی اجتہاد کی شامی کی عبارت مین وہی ہین جو علامہ ابن امیر حاج ابن ہمام تحریر کی شرح مین کہی ہین چنانچہ اوپر گذر چکی یعنی دلکی گواہی ورنہ انجان کی لئی اجتہاد کہان ہے ۔ اور رویانی نے کہا ہے کہ انتقال تین شرطون سے جائز ہے اول یہہ کہ دو مذہبونمین اسطرح جمع نکرے کہ اجماع کی مخالف پڑجائی جیسے ایک شخص نے بغیر مہر کی اور بغیر ولی کی اور بلا گواہ کے نکاح کیا اور جسکی تقلید کرتی ہی اوسکی بزرگی کا اعتقاد رکہی سو امی کی تقلید نکرے اور رخصتونکو نہ ڈہونڈہی اور دوسرے نے اخیر پر اعتراض کیا ہے اسطرح پر کہ اگر رخصتو سے وہ مسئلے مراد لئی ہین جسکی اندر قاضی کا حکم نہ چلی تو ٹہیک بات ہے اور اگر وہ مسئلی مراد لئی ہین جسمین سہولت ہو تو یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جسنی امام مالک کے

ولیس کذلک وتعقب الاول بان الجمع المذکور لیس بضار لان مالکا لم یقل ببطلان النکاح الشافعیة بلا صداق ولا الشافعی ببطلان
النکاح المالکیة بلا شهود لکن فیه نظر ظاهر ووافق ابن دقیق العید الرویانی علی الشرط الاول وابدل الثالث بان لا یکون ما قلد فیه مما ینقض
فیه الحکم لو وقع واقتصر الشیخ عز الدین بن عبد السلام علی اشتراط هذا وذکر الامام العلائی انه یترجح القول بالانتقال فی صورتین
احدهما اذا کان مذهب غیر امامه یقتضی تشدیدا واخذا بالاحتیاط والثانیة اذا رای للخلاف فی مذهب امامه دلیلا من حدیث صحیح ولم یجد فی
مذهب امامه جوابا قویا منه ولا معارضا راجحا علیه اذ لا وجه لهجر الحدیث الصحیح محافظة علی مذهب التزمه قلت وهذا موافق لما نص علیه
احمد والقدوری الحنفی ومشی علیه ابن الصلاح وغیره انتهی ما فی التقریر نقله الفاضل القندهاری ثم قال اقول یجب الفرق بین الصورتین
بان الانتقال فی الاولی احتیاط وفی الثانی واجب کما هو ظاهر کلام العلائی انتهی ما فی المغتنم تو ظاہر ہے کہ شروط سے رویانی کے دو شرطین اول تو بوجہ
اظہر باطل ہین جیسا کہ عبارت سے تقریر کے گذرا اور قبل اسکی مقامات متعددہ مین شرح تحریر وغیرہ کی بہی ذکر ہو لیا اور شرط
ثالث بیشک مسلم الثبوت ہے ظاہر ہے کہ ایسے کے تقلید کیونکر درست ہوا ہی جگہہ سے شرط اول ابن دقیق العید کی بہی باطل
ہوگی اور شرط ثانی اوسکی جسمین شیخ ابن عبد السلام موافق ہین باعتبار مفہوم موافق کے تو صحیح ہے اور مسلم لاکن باعتبار
مفہوم مخالف کی وہ بہہ باطل ہے [illegible] ابن عبد السلام کی جو روایات نمبر ۲ مین گذری ہی بلکہ یہہ شرط باعتبار
مفہوم مخالف کی مخالف ہے اون تینون روایات کے اور ادلہ اربعہ کے اور الشراح صدر جو بعض روایات سی شرط
ابن عبد السلام کے معلوم ہوتے ہے راجع ہے طرف ثالث شرط رویانیکے اور ہمارے سے موافق ہے اب رہین دونون
شرطین امام علائی کے سو وہ شرطین جواز کی نہین بلکہ ترجیح انتقال کی ہین انکا حاصل ان شرطون سی جو کہ حق ہین
یہی انتقال مذہب ممنوع نہین ہوتا اور تقلید مذہب معین واجب نہین ہوتی فافہم **قال** اور کہا ملا علی قاری نی مسیح

---

بابی اور لیہ وغیرہ کی باب مین تقلید کرلی تو اسکی تقوے کی مخالف ہوجاوے ہرگز یون نہین ہے اور پہلی صورت پر یون اعتراض کیا گیا ہے کہ جمع
کرنا اوسکے طور پر مضر نہین ہے کیونکہ امام مالک نے نہین کہا ہے کہ نکاح شافعی مذہب والے لوگون کی بغیر مہر کی باطل ہین اور نہ شافعی نے کہا ہے
کہ مالکیونکی نکاح بی گواہونکی باطل ہین لیکن اسمین ظاہر بحث ہے اور ابن دقیق العید رویانی کی موافق ہوا ہی پہلی شرط مین اور تیسری کو بدل دیا
اسطرح کہ جسمین تقلید کی ہے وہ ایسا مسئلہ نہو کہ قاضی کا حکم اوسمین مرافعہ کی حالت مین ٹوٹے اور شیخ عزالدین ابن عبد السلام نے پہلی شرط پر کفایت
کی ہے اور امام علائی نے ذکر کیا ہے کہ غالب ہوتا ہے قول انتقال مذہب کا دو صورتون مین ایک تو یہہ کہ اوسکی امام کی غیر کا مذہب
احتیاط کو چاہتا ہے دوسرے یہہ کہ غیر کی مذہب کے دلیل حدیث صحیح سے ہو اور اپنے امام کی مذہب مین جواب قوی نپاوے
اور نہ کوئی معارض راجح پاوے کیونکہ التزام مذہب کے لئے حدیث چھوڑنیکی کوئی وجہ نہین مین کہتا ہون کہ یہہ موافق ہے اوس
نقل کے کہ جسپر احمد اور قدوری حنفی اور ابن صلاح وغیرہ ہین ہو چکی وہ عبارت تقریر کی جسمین فاضل قندہاری نے
نقل کیا ہے پہر کہا ہے کہ مین کہتا ہون کہ واجب ہے یہہ بات کہ دونو صورتونمین اسطرح فرق کیا جاوے کہ پہلی صورتونمین انتقال
وجہ احتیاط کے ہے اور دوسری صورت مین واجب ہے چنانچہ یہہ ہے ظاہر کلام علائی کا ہو چکی وہ عبارت مغتنم مین سے

شرح عین العلم کے فلو التزم احد مذهبا کابی حنیفة او الشافعی رحمهما الله فلزم علیه الاستمرار فلا یقلد غیره
فی مسئلة من المسائل انتهی ۱ اقول اسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ ملا علی قاری نی اسی شرح عین العلم مین یہہ بہی کہا ہے
ومن المعلوم ان الله سبحانہ وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او مالکیا الی آخر ما نقلناه سابقا تو دیکہو کہ یہان
تو یہہ اعتراف ہے کہ اللہ نے کسے پر وجوب نہین کی تقلید ابو حنیفہ کی خاص کر اور مولف کی روایت مین اگر تسلیم کی جاوی قول
بالوجوب کے بسبب التزام کرنے کے اور ظاہر ہے کہ التزام حجت شرعی موجب وجوب کے نہین تو دونون کلام اوسکی
متعارض ہوئی واذا تعارضا تساقطا دوسرا یہہ ہے کہ جو لوگ قول مخالف دلیل کی ابو حنیفہ اور شافعی کا نہین مانتی اونکی
آگے قول مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس کی مخالف بیتیس روایات آیہ سلف اور خلف کی ملا علی قاری کا پیش
کرنا سوائے مضحکہ کے کیا تصور کیا جاوے جاے انصاف ہے کہ تمام جہان کی مقابل اکیلا ملا علی قاری کسطرح ہو سکتا ہے مثل
مثل مشہور ہی کہ نقار خانہ مین طوطی کے کون سنتا ہے **قال** اور کہا صاحب **بحر الرائق** نے بیچ رسائل زینیہ کی
فوجب علی مقلد ابی حنیفة ان یعمل به ولا یجوز له العمل بقول غیره انتهی ۱ **اقول** یہہ قول صاحب بحر کا مطلق تقلید
ابو حنیفہ مین نہین ہے بلکہ ایک مسئلہ خاص مین یعنی وقت عصر مین جو اونکی نزدیک اوس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ کا
قوی اور مدلل ہے یہہ قول فرمایا ہے چنانچہ یہہ کلام صاحب بحر کا اوسی رسالہ کی اخیر مین اس امر پر تصریح کر رہا ہے
فرماتی ہین فاذا ظهر لنا مذهب الامام الاعظم ابی حنیفة فی هذین الوقتین وظهر لنا دلیله وقوته وصحته وانه اقوی من
دلیلهما وجب علینا اتباعه والعمل به والافتاء به انتهی کلامہ سو دیکہو جالاکی حضرت مولف کی کہ قول وجوب اتباع کو ایک مسئلہ مین
دلیل ٹہرایا ہے وجوب اتباع کے ہر مسئلہ مین فافہم فان قلت ان تعلیله بعد بقوله لما نقله القاسم فی تصحیحه نص علی کون التزام
التقلید علة لوجوب الاتباع مع قطع النظر عن کون مذهبه قویا وصحیحا قلت قد دریت ان الرجوع
الممتنع انما هو فی عین الحادثة التی قلده فیها فالتعلیل به لا یفید الا وجوب الاتباع فی حادثة خاصة قلده فیها

ف ۱ پہر اگر التزام کرے کوئی کسی مذہب کا مثلا جیسے مذہب ابو حنیفہ اور شافعی رح تو اوسکو چاہیے لازم ہی سو کسی اور کے
تقلید کسی مسئلہ مین نکرے ف ۲ یہہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے کسیکو تکلیف نہین دی کہ حنفی یا مالکی ہو اور پوری
عبارت وہ ہے جو پہلے ہمنے نقل کی ف ۳ سو واجب ہے مقلد ابو حنیفہ پر یہہ کہ عمل کرے اونکی قول پر اور غیر کی قول پر عمل کرنا
اوسکو روا نہین ف ۴ سو جب ظاہر ہوا ہمین مذہب امام اعظم ابو حنیفہ کا ان دونو وقتون مین اور اونکی دلیل اور اوسکی قوت
اور صحت بہی ظاہر ہوئی اور یہہ بات کہ صاحبین کی دلیل سے اونکی دلیل قوی ہے تو ہمین اونہین کی پیروی اور اونکی قول پر عمل
کرنا اور اوسیکو اختیار کرنا واجب ٹہرا ف ۵ پہر اگر یون اعتراض کیا جاوے کہ جس قول کو قاسم نے اپنے تصحیح مین نقل
کیا ہے اوسکو اس اوپر کی قول کی علت ٹہرانا صریح دلالت کرتا ہے کہ التزام سے تقلید واجب ہو جاتی ہی خواہ وہ مذہب
قوی اور صحیح ہو یا نہو تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ یہہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ رجوع وہی منع ہے جو خاص اوس مسئلہ مین ہو

فاذا لم یکن قول فوجب الخ نصا فی وجوب الاتباع فی جمیع الحوادث بل فی حادثۃ جزم فیہ بحقیۃ الامام ابی حنیفۃ وقلدہ فیہا فحصل المطلوب
من انہ لم یحکم بوجوب الاتباع فی کل مسئلۃ بل فی مسئلۃ وقت العصر وہذا مفاد تعلیلنا بتقویۃ الدلیل ولم یحکم ایضا فی کل الحوادث بل فی
حادثۃ خاصۃ قلدہ فیہا وہذا مفاد تعلیلہ بقولہ لما نقل الخ **قال** اور کہا تفسیر احمدی کے مولف نے جو اوستاذ ہین عالمگیر بادشاہ کی بیچ تفسیر احمدی کے
اذا التزم مذہبا یجب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل الی مذہب آخر انتہی **اقول** اسکا جواب بہی وہی ہی جو کہ
ملا علی قاری کی قول کا دوسرا جواب دیا گیا ہے علاوہ یہہ کہ اس شخص کا کلام اس قابل کہاں ہے کہ مقابل مین اقاویل
علما اصول کے بیان کیا جاوے دیہہ تو ایسے حضرت ہین کہ تفسیر احمدی مین صاف فرماتی ہین کہ جو شخص قرآن اور حدیث اور
اجماع پر عمل کریگا تو وہ بہی ابو حنیفہ ہے کا مقلد ہو جائیگا یعنی کہ قرآن و حدیث و اجماع پر عمل کرنا ابو حنیفہ ہی کی بنا ہے
تو گویا سب صحابہ اور تابعین کو ابو حنیفہ کا مقلد بناتی ہین اور ایسا ہی شیخ سدو کی بکری کو حلال طیب فرماتی ہین
اور سوائی اسکی اوبہی تفسیر مین جا بجا ایسی خرافات ارشاد فرماتی ہین کہ دیکہہ کر ہنسی آتی ہی تو ایسی شخص کا کلام بہی دلیل کسطرح
مقابل ادلہ اربعہ و جمہور مسلمین کی ہوسکی گا **قال** اور مولانا عبد العلی شرح تحریر مین لکہتی ہین وکذا للعامی الانتقال
فی الحکم من مذہب الی مذہب فی زماننا لا یجوز لظہور الخیانۃ انتہی **اقول** سابق مین تم خوب دیکہہ چکی ہو کلام مولانا عبد العلی کا
شرح تحریر سے بہی اور شرح مسلم سے بہی کہ کسطرح باعلی ندا منادی ہے کہ مولانا عبد العلی بحر العلوم ایک مذہب کی تخصیص
تو کہان مذاہب اربعہ کی تخصیص کی بہی کچہ حقیقت نہین سمجہتی مگر بعض وقت جو نقل صحیح نہ ملی مذہب غیری اور تتبع رخص اور
رجوع بعد العمل کو دہوم دہام سے جایز کہتے ہین اور مانعین کی حق مین فرماتی ہین کہ منع کرنا دنگا اور تشدید اونکی اپنے
طرف سے شرع ہی غرض کہ ہر امر مین ہمارے موافق اور شاہد ہین اور محمل اس قول کا متلہی کی حق مین ہے جیسے کہ شرح
مسلم مین فرماتی ہین لاکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلہی فان التلہی حرام کذا فی شرح المسلم بلکہ تعلیل ذکی ساتہہ اس
قول کے بظہور الخیانۃ شاہد بین ہے کہ یہہ منع کرنا ونکا اوس شخص کے حق مین ہے جو مظنون خیانۃ اور تلہی کا ہو کما لا یخفی

جسپر عمل کر چکا تو وہ علت ٹہرانا ہے فائدہ فقط دیگا کہ اوس مسئلہ خاص مین جسپر عمل کر چکا تقلید واجب ہے پہر جب اوسکا واجب کہنا
وجوب تقلید جملہ مسائل مین صریح نہوا بلکہ اوسی مسئلہ مین ہوا جسمین امام ابو حنیفہ کا حق ہونا یقین کرکے عمل کر چکا ہے تو یہہ بات
حاصل ہوئی کہ اوسنی ہر مسئلہ مین وجوب تقلید کا حکم نہین کیا بلکہ مسئلہ وقت عصر مین کیا ہے اور یہی فائدہ ہمارے سمجہانے مین ہے
کہ تقویت دلیل کو ہمنے علت ٹہرایا ہے اور اوسنی مسئلہ خاص مین وجوب تقلید کا حکم لگایا ہے تو یہی فائدہ اوسکو قاسم کی نقل سے
ہوا ف۱ جو وقت کہ التزام کیا ایک مذہب کا تو واجب ہے کہ ہمیشہ رہے اوسی پر اور نہ پہرے اوس طرف دوسرے
کے ف۲ اور اسیطرح انیرہ کو انتقال کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف
ہمارے زمانہ مین بسبب ظہور خیانت کے جائز نہین ف۳ لیکن یہہ چاہیے
کہ انتقال لہو کے طور پر نہو کہ لہو حرام ہے یو نہین ہے شرح مسلم مین :

**قال** اور لکھا بیچ فتاوی عالمگیری کے ثم هذا کله فی القاضی المجتهد اما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة مثلا فلا یملك المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذلك الحکم هکذا فی الفتح القدیر انتهی **اقول** معزول ہونا قاضی حنفی مقلد کا اوس حکم مین جو بر خلاف مذہب ابو حنیفہ کی ہو اس جہۃ سی نہین کہ اوسپر تقلید ابو حنیفہ کی واجب تھی تو کہ مفید مدعا مولف کے ہو بلکہ اوس جہۃ سی ہی جو خود کلام ابن الہمام مین موجود ہے یعنے مخالفت ولایۃ خاصۃ کی جہۃ سی اور اوسمین کسی کی تا ویل دخل نہین سلی کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان آورہ خود فرماتی ہین فانما ولاہ لیحکم بمذهب ابی حنیفة اوسی پر تفریع کرتی ہین فیکون معزولا کو اور یہہ بات ایسی ہے کہ اس سی کوئی ادنی طالب علم بہی انکار نکری جیسا کہ کوئی بادشاہ کی طرف قاضی کسی شہر کا مقرر اور متعین ہو پہر وہ قاضی اوس شہر کا دوسرے شہر کے قضایا مین حکم دی تو بہی معزول ہوگا بنسبت اوس حکم کے بمخالفت کی ولایۃ خاصہ سے تو اس سے یہہ تہوڑا ہی لازم آتا ہے کہ اوس شہر کی تخصیص اوسکو شرعا قطع نظر ولایۃ سی واجب ہو جاوے یہہ تو کوئی اہل عقل نہین کہیگا اور لکھا ہے اشباہ و نظائر وغیرہ مین کہ اگر حکم سلطان روم کا اسطرح پر صادر ہوا کہ قضاۃ ممالک محروسہ سلطانیہ کے دعوی کسیکا بعد پندرہ برس کے نہ سنا کرین بلکہ بعد پندرہ برس کے اوسکی دعوی کو باطل سمجہین تو واجب ہے اونپر کہ اوسکی دعوے کو نہ سنین تو دیکہو کہ قضاۃ خلاف حکم سلطانی حکم نہین دیسکتی اس امر خاص مین تو اتنی اگر کوئی یہہ سمجہی کہ یہہ حکم شرع کا ہی کہ قضاۃ اپنے فرمان اور کاغذ مین اس حکم کو نافذ فرماتی ہین محض نادانی ہے اوسکی لو امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمسة عشر سنة لا تسمع ویجب علیه عدم سماعها کذا فی الاشباه پہر جو کوئی اس وجوب کے وجوب شرعی سمجہی اوسکی بیوقوفی ہی ضد اشباہ کا کیا قصور **قال** اور لکھا در المختار مین بیچ کتاب القضا کی وفی الوہبانیة للشرنبلالی یفتی من لیس بمجتهد کالحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا فلا ینفذ اتفاقا انتهی یعنی اور وہبانیہ مین ہے کہ جو شرنبلالی کی تالیف کی ہے فتوے دے وہ شخص کہ نہین مجتہد مانند حنفی زمانہ ہمارے کے بخلاف مذہب اپنے کے قصداً لیکن جاری کیا جاوے حکم اوسکا اتفاقا **اقول** مستعیذا بالله من المحرفین الضالین المضلین الذین یحرفون الکلم عن مواضعه ولا یخافون لیوم الدین شرنبلالی کی کلام مین یفتی کا لفظ نہین ہے جیسا کہ مولف نی نقل کیا ہی یفتی من لیس الخ اور ترجمہ بہی یفتی کا ہے کیا ہے کہ فتوے دے بلکہ اونکی کلام مین لفظ قضا کا واقع ہی چنانچہ درمختار مین موجود ہے وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی قضی من لیس بمجتهد کالحنفیة زماننا بخلاف مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذلك ناسیا عندهما الی اخر ما فی الدر المختار سو جبکہ لفظ قضی کا ہوا تو معنی یہہ ہوئے کہ قضا اپنی مذہب کے خلاف عمداً نافذ نہوگی تو سبب اوسکا وہی ہی جو شیخ ابن الہمام کے

---

۵۱ یہہ سب باتین قاضی مجتہد کی باب مین ہین اور مقلد تو اوسکو ولایت قضا اس شرط پر دی گئی ہی کہ مثلا امام ابو حنیفہ کی مذہب پر حکم کرے تو مخالفت کا اختیار نہین رکہتا ورنہ معزول ہو جاویگا بہ نسبت اوس حکم خلاف شرط کے یونہین ہے فتح القدیر مین ۵۲ اگر بادشاہ حکم کرے کہ دعوے پندرہ برس کے بعد نہ سنا جاوے تو قاضی پر واجب ہے کہ نہ سنے اسیطرح ہی اشباہ مین ۵۳ فتوا دیوی خلاف مذہب کے جا نکرہ شخص جو مجتہد نہین جیسی مثلا ہمارے زمانہ کے حنفی تو

فتوی دینی...

کلام مین گذر چکا یعنی مخالفت دلایة خاصہ کی تو ہمکو یہہ روایت کسیطرح مضر نہوئی لاکن مولف رئیس المحرفین کی چالاکی
کو دیکھو کہ قضی کو یفتی بناکر ترجمہ اوسکا یہہ کر دیا ہے کہ فتوی دے اسیواسطی کہ جو کہ قضا علی خلاف المذہب سے عدم نفاذ
وجوب تقلید مذہب معین کا ثابت کیا تہا اوسکا جواب تو صریح کلام ابن الہمام سے واضح ہی تہا تو سمجہا کہ شاید
کوئی مطلع ہو جائیگا اسواسطی اس عبارت مین قضی کو یفتی بنا دیا تو کہ عدم نفاذ فتوی خلاف مذہب کا بہی ثابت
ہو اور التزام مذہب معین واجب ہو لاکن یہہ نہ سمجہا کہ کوئی در المختار کو دیکہہ سکتا ہے یا نہین مصرع برین عقل و
دانش بباید گریست ؛ تو اگر ناظرین باوجود اطلاع کی اس تحریف صریح پر بہی اوسکی خیانت پر متنبہ ہوں تو خدا حافظ
واضح ہو مسئلہ قضا علی خلاف المذہب ہرچند کہ قابل تحقیق کے تہا لاکن چونکہ اس محل سی کچہہ تعلق نرکہتا تہا
اسلئے اوس سے سکوت واقع ہوا تنبیہ پس اب دلائل واہیہ مولف کی تمام ہوئی اور جیسی کہ رد اوسکی حرفا حرفا ہوگئی ہے
وہ بہی علماء کو معلوم ہوگئی اب آگی اوسکی آخر بات تک جو خرافات کیا ہے تو وہ بہای بعض روایتون سی جواب دیا ہے
پہلی روایت عالمگیریکا جواب دیا ہے دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہو نکا ہم دے چکے بعد نقل کرنے
اوس روایت کی اور پہر تحلیف شہود پر مذہب ابن ابی لیلی سے جواب دیا ہے دو وجہ سی سو وجہ اول کا جواب تو
اوسی مقام مین دی دیا ہے کہ جہان روایت نقل کی تہے اور وجہ ثانی کا جواب اب دیتے ہین **قال** اور وجہ دوسری
یہہ ہے کہ قسم کہلانا گواہون کا ایک قسم ہے تزکیہ کا اور تزکیہ گواہون کا آئمہ اربعہ کا مذہب ہے **اقول** اگر ایسطرح کا
اتحاد اقوال و مذاہب مین معتبر ہو تو کوئی صورت مخالف آئمہ اربعہ کی جہان مین نہین نکلی گی مثلا وہی صورت جو
مولف نی وجہ اول مین طریق اول سی بیان کی تہی اور کہا تہا کہ یہہ نماز چارون کی نزدیک باطل ہے اس دلیل سی باطل
نہوگی کہ یہہ نماز شق آخر ہے مذہب آئمہ اربعہ سی ایسلئی کہ جواب مولف کا اوسمین بہی جاری ہوسکتا ہے اسطرح
کہ یہہ بہی ایک نماز ہے اور نماز کی چارون آئمہ قایل ہین غرض کہ جتنی صورتین اجماع مرکب کے قایل نکالتی ہین جیسا کہ
توضیح مین بیان کی گئی ہین سب باہی ہو جائنگی اسلئے کہ اسطرح کا اتحاد سب صورتون مین پیدا ہوسکتا ہی فقط اور پہر
**قاضی ابی عاصم عامری** کی روایت سی جواب دیا ہی دو وجہ سی سو جواب اون دونون وجہون کا ہم پہلی مقام
مین دی چکی ہین پہر آخیر مین قرافی کی اجماع سی جواب دیتا ہی حیث قال اور بعضی لوگ شبہہ کرتے ہین اس عبارت سے کہ نقل کیا
اوسکو قرافی نی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من شاء من العلماء من غیر نکیر انتہے پس جواب اسکا یہہ ہے
کہ عبارت مقید ہے ساتہہ نو مسلم ہونیکی یعنے جو نیا مسلمان ہو اوسکو اختیار ہے کہ اختیار کری تقلید کسی عالم مجتہد کی آئمہ اربعہ
مین سی سو اسمین کسیکو کلام نہین اور مراد علماء سی آئمہ اربعہ ہین اسواسطی کہ اجماع منعقد ہوا ہے اوپر نکرنے اس عمل کے
کہ مخالف ہو آئمہ اربعہ کے اور کلمہ من کا تبعیضیہ ہے پس معنی اس کی یہہ ہوئی کہ جو شخص نو مسلم ہو پس اوسکو لازم ہے
یہہ کہ تقلید کرے ایک عالم کی آئمہ اربعہ مین سی **اقول** یہہ اخیر تلبیس ہے جناب مولف کی باب ثانی مین عصمنا اللہ منہ

پس پہلی تمام کلام قرافی کا جسکا مولف نے جواب دیا ہے عبارت مسلم اور شرح بحر العلوم سے سننا چاہیے کہ اچھی طرح مولف کی
خیانت ظاہر ہوجاوے گی کہا مسلم میں اور شرح بحر العلوم میں فرع قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید
اعیان الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فان اقوالہم قد تحتاج فی استخراج الحکم منہا الی تنقیۃ کما فی السنۃ ولا یقدر
العوام علیہ بل یجب علیہم اتباع الذین سبروا ای تعمقوا وبوبوا ای وردوا ابوابا لکل مسئلۃ علی حدۃ فہذبوا مسئلۃ
کل باب فنقحوا کل مسئلۃ عن غیرہا وجمعوا بجامع وفرقوا بفارق وعللوا ای اوردوا لکل مسئلۃ مسئلۃ علۃ وفصلوا تفصیلا
یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی لعلم الفقہ لا اعیان الصحابۃ وعلیہ ابتنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ
ہم الامام الہمام امام الائمۃ ابوحنیفۃ الکوفی والامام مالک والشافعی والامام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ وجزاہم عنا
احسن الجزاء لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرہم وفیہ ما فیہ فی الحاشیۃ قال القرافی انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد
من شاء من العلماء من غیر نکیر واجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابا بکر وعمر امیری المؤمنین فلہ ان یستفتی اباہریرۃ و
معاذ بن جبل وغیرہما ویعمل بقولہم بغیر نکیر فمن ادعی برفع ہذین الاجماعین فعلیہ البیان انتہی فقد بطل بہذین الاجماعین
قول الامام وقولہ اجمع المحققون لا یفہم منہ الاجماع الذی ہو حجۃ حتی یقال یلزم تعارض الاجماعین بل الذی یکون مختارا
عند جماعۃ یکون الجماعۃ متفقین علیہ یقال اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامہ خلل آخر وہو ان التبویب لا دخل لہ فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد
فہم مراد الصحابی علی الاستغناء عن مجتہد آخر فافہم وبطل بہذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی کلامہ خلل آخر اذ المجتہدون الآخرون ایضا بلغوا جہدہم مثل الائمۃ الاربعۃ ہذا وانکارہ مکابرۃ

ف امام الحرمین نے کہا ہے کہ محقق اس پر جمع ہوگئے ہیں کہ عام لوگ صحابہ کی پیروی نکریں کیونکہ انکی قولوں میں حدیث کی طرح بدقت حکم
نکلتا ہے اور عام لوگ اتنی قدرت نہیں رکھتے بلکہ حاصل کلام یہہ ہے کہ عوام کو فقہا کی پیروی چاہیے صحابہ رضہ کی نہیں اور ابن صلاح نے اسپر بنا رکہہ
سوائے ائمہ اربعہ کی اوروں کی تقلید سے منع کیا ہے یعنی امام والا ہمت ہمارے امام ابوحنیفہ کوفی اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اللہ تعالیٰ اونپر
رحمت کرے اور انکو جزا دیوے کیونکہ انکی سوا اوروں کی مذہبوں میں انکی مذہبوں کی طرح مسئلہ صاف پائے نہیں جاتے اور اسمیں اعتراض ہے حاشیہ
میں ہے کہ کہا قرافی نے کہ اجماع منعقد ہوچکا ہے کہ جو مسلمان ہے اوسکو روا ہے کہ علما میں جسکی چاہے تقلید کرے اور صحابہ رضہ کا اجماع
ہوچکا ہے کہ جو امیر المؤمنین ابوبکر اور عمر سے فتوا پوچھے تو اوسے روا ہے کہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل وغیرہ سے فتوا پوچھے اور بلا دہڑک انکی
قول پر عمل کرے پس جسکو ان دونو اجماعوں کی اوٹھہ جانیکا دعوی ہے تو اوسکی ذمہ پر دلیل ہے تو ان دونو اجماعوں سے امام الحرمین کا قول باطل ہوگیا
اور امام الحرمین کا یہہ کہنا کہ محقق جمع ہوگئے ہیں اس سے وہ اجماع جو حجت ہے نہیں سمجھا جاتا کہ یہہ کہا جاوے کہ دو اجماعوں میں مخالفت لازم آتی ہے بلکہ
جو امر کسیکا مختار اور پسندیدہ ہوتا ہے اور ایک گروہ خاص اوسپر متفق ہوجاتا ہے تو یوں کہدیتے ہیں کہ اسبات پر محقق جمع ہوگئے ہیں پہر اوسکی کلام میں
اور خرابی ہے کہ باب بنانیکو پیروی میں کیا دخل ہے کیونکہ اگر مقلد نے مراد صحابی کو سمجھہ لیا تو عمل کر لیگا اور نہیں تو اور مجتہد سے پوچھہ لیگا اور اس سے
ابن صلاح کا قول بہی باطل ہوگیا پہر اوسکے کلام میں اور خلل یہہ ہے کہ مثل آئمہ اربعہ کے اور مجتہدوں نے
بہی کوششیں کی ہیں چنانچہ اسکا انکار ہٹ دہرمی اور گستاخی ہے

وسوء ادب فالحق انہ انما منع من منع تقلید غیرھم لانہ لم یبق روایۃ مذھبھم محفوظۃ حتی لو وجدت روایۃ صحیحۃ من
مجتہد اخر یجوز العمل بہا الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود اقامۃ لہ مقام التزکیۃ علی مذہب ابن ابی لیلی انتہی فافہم تو معلوم کرد کہ جناب
تلبیس مآب حضرت مولف نی اس جواب مین دو فریب بازیان کین ہین اول یہہ کہ جس اجماع قرافی کا یہہ مضمون ہی کہ
اجماع مسلمین کا قرون اولی سی لیکر ابتک منعقد ہے کہ نو مسلم کو اختیار ہے کہ جسکے چاہے تقلید کری اسی اجماع سے
اکابر حنفیہ ناقلین اس اجماع کی اونکی کتابون مین تخصیص مذاہب اربعہ کو جو مختار ہی ابن صلاح کا باطل کرتے ہین جیسا کہ
عبارت مسلم اور شرح مسلم سی اور سابق مین عبارت تقریر اور مغتنم الحصول سی معلوم ہوا جناب مولف اوسی
اجماع مبطل ہے تخصیص مذاہب اربعہ مین فرماتی ہین کہ اسمین لفظ علما سی آئمہ اربعہ مراد ہین اور باعث اس تخصیص [illegible]
واہی اجماع مرکب مصنوعی جعلی بیدلیل کو ٹہراتی ہین جسکے قرار واقعی خاک اوڑائی گئی ہے اور اتنا نہین سمجہتے کہ یہہ
اجماع زمانہ صحابہ اور تابعین سی منعقد ہے حالانکہ اوس وقت ائمہ اربعہ کا تولد ہی نہین ہوا تہا پہر قبل تولد کی اونکو واسطے
تقلید کی خاص کرنا معنی لفظ علما سی مراد رکہنا بڑی چالاکی اور جہوٹہہ دلیرانہ ہی ایسی توجیہ اور تاویل اور تلبیس اور تسویل
آجتک سوائی مولف کی کسی سی صادر نہین ہوئی دوسرے فریب بازی یہہ کہ دوسرے اجماع کو جو قرافی نی نقل کیا ہے
جسکا یہہ مضمون ہی کہ جو لوگ تقلید کرتے تہے ابوبکر اور عمر کی تو وہی تقلید کر لیتی تہی ابو ہریرہ اور معاذ کی اور اوسی وجوب تخصیص ایک مذہب کا
باطل ہوتا ہی اوسکو جناب مولف نی اوڑا دیا اور کہا کہ من تبعیضیہ ہے تو معنی یہہ ہوئی کہ کسی ایک کی تقلید کری اور نہ یہہ سمجہا
کہ من کے تبعیضیہ ہونسی تقلید بعض غیر معین کی انکو قسمتین اور ایک مسئلہ مین تو بیشک ثابت ہوتی ہی لاکن یہہ کہان ثابت
ہوتا ہی کہ اوسی بعض معین کی تقلید بالتخصیص ہر مسئلہ اور ہر حادثہ مین واجب کیجاوی کیا تبعیض مستلزم ہی تعیین کو باوجودیکہ خود اجماع صحابہ کا
اس تعیین کو باطل کرتا ہی پس مولف کی تخصیص یہہ کسی عالم کی ائمہ اربعہ مین سی بہی باطل ہوئی اور من تبعیضیہ کہکر پہر اسکو ایک بعضمین
منحصر کہنا بہی غلط ہوا اور معنی اوس اجماع کی جو قرافی سی مولف نی نقل کیا ہے بانضمام اجماع ثانیکی جو ہمنی نقل کیا ہے
یہہ ہوئی کہ جو کوئی نو مسلم ہووی تو اوسکو جایز ہے تقلید کسی عالم غیر معین اہل حق کی خواہ وہ ائمہ اربعہ مین سی ہون خواہ
غیر اونکا اور اوسکو جایز ہے کہ کبہو کسی ایک عالم اہل حق کی تقلید کری اور کبہی دوسری کی اور یہی ہے مقتضائی کتاب اللہ کا اور
حدیث رسول اللہ کا اور قیاس کا اور تصریحات جمہور سلف اور محققین خلف کا جیسا کہ دلایل اور نقول عدم التزام مین پہلی
گذری پہر اب جو مخالف ہو اس سبیل کا اور طاعن ہو اوسپر تو وہ مخالف صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و علما مجتہدین
کا ہوگا اور جب ان لوگونسی مخالف ہوا تو متبع غیر سبیل المومنین کا ہوا اور ایسی مخالفت سی خدا تعالی ساری مسلمانونکو محفوظ رکہے

---

بلکہ حق تو یہہ ہے کہ سوا آئمہ اربعہ کی اورون کی تقلید سی جس کسی نی منع کیا ہے اوسنے یہہ وجہ ٹہرائی ہے کہ اورونکی مذہبون کی روایتین
محفوظ نہین رہی ہین یہانتک کہ اگر کسی اور مجتہد سی روایت صحیح ملجاوے تو اوسپر عمل جائز ہے کیا تو نی دیکہا نہین کہ متاخرین نی قایم مقام
تزکیہ کے ابن ابی لیلی کی مذہب کے موافق گواہون کی قسم لانی پر فتوا دیدیا ہے ذرا سمجہہ سب باتکو ہو چکی عبارت مسلم اور اوسکی شرح کی

واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب **تبصرہ** اصل مطلب صاحب رسالہ تنویر الحق کا دوسرے باب مین یہہ ہے کہ تقلید ایک مجتہد خاص کی واجب ہے اور اسپر اجماع پایا گیا اور مخالف اسکا مردود اور لامذہب اور منکر اجماع کا ہے تو ہم کہتے ہین کہ یہہ دونو دعوے مؤلف رسالہ مذکورہ کا لغو اور پایۂ اعتبار شرعی سے ساقط ہے اسلیئے کہ اسمین نہ کوئی دلیل وجوب شرعی اور نہ دلیل اجماع شرعی کی پائی جاتی ہے کہ دعوے مؤلف کا نزدیک فقہان قواعد شرعیہ کی قابل حجت اور سماعت کی ہو اب حقیقت حال وجوب شرعی اور اجماع شرعی کی کان لگا کر سنو کہ بطلان اسکا ہر ادنی اور اعلی پر واضح ہوگا پس تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وجوب ایک حکم ہے احکام شرعی مین سے اور حکم نزدیک اہل سنت وجماعت کے خطاب الہی ہی کہ متعلق ہوتا ہے ساتہہ فعل مکلف کی از روی وجوب کے یا از روی اباحت کی حق تعالی فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے ان الحکم الا للہ الآیۃ الحکم عندنا خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاءً او تخییرا کذا فی مسلم الثبوت وتحریر ابن الہمام وغیرہما من کتب الاصول اور دلایل قرآن وحدیث کی باعتبار ثبوت احکام شرعیہ کی چار طرح پر ہین دلیل اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کہ احتمال تاویل کا اوسمین نہین ہو سکتا جیسے آیات صریحہ اور احادیث متواترہ صریحہ اور اس دلیل سے فرض قطعی اور حرام ثابت ہوتا ہے اور دلیل دوسرے قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسی کہ آیات واحادیث کہ جنمین تاویل کو دخل ہے اور اس دلیل سے فرض عملی ثابت ہوتا ہی اور تیسرے دلیل ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ چنانچہ اخبار احاد صریحہ کہ مجال تاویل کی اوسمین نہین ہو سکتی اور اس دلیل سے وجوب اصطلاحی اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے چوتہی دلیل ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ جیسے کہ اخبار احاد کہ جنمین احتمال تاویل کا پایا جاتا ہے اور اسی سے سنت اور مستحب ثابت ہوتا ہے اعلم ان الادلۃ اربعۃ انواع الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کالآیات القرآنیۃ والاحادیث المتواترۃ الصریحۃ التی لا تحتمل التاویل من وجہ الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات والاحادیث المؤولۃ الثالث ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کالاخبار الاحاد الصریحۃ الرابع ظنی الثبوت والدلالۃ معا کالاخبار الاحاد المحتملۃ المعانی فالاول یفید القطع والثانی یفید الظنی ای ہو الفرض العملی والثالث یفید الواجب والمکروہ تحریما والرابع یفید السنۃ والاستحباب ہکذا فی الطحطاوی وغیرہ من کتب الاصول والفروع الحنفیۃ اب علماء حقانی بعد وضوح وبیان دلایل اربعہ شرعیہ کی راہ انصاف سے غور فرما کر ارشاد کرین کہ اگر کوئی بہی دلیل ان دلایل اربعہ مذکورہ بالا سے وجوب تقلید ایک مجتہد خاص کی

---

**ف** نہین ہے حکم مگر اللہ کے لئے آخر آیۃ تک حکم ہمارے نزدیک اللہ کا خطاب ہی مکلف کی کام سے تعلق رکہتا ہے واجب یا مستحب کے طور پر یونہین ہے مسلم الثبوت مین اور اور اصول کی کتابون تحریر وغیرہ مین **ف** جان کہ دلالت چار طرح پر ہے پہلے ثبوت اور دلالۃ دونو مین قطعی جیسے آیات قرآنی اور حدیثین متواتر کہ جنمین کسیطرح کی تاویل کو دخل نہین دوسرے وہ کہ ثبوت مین قطعی اور دلالۃ مین ظنی جیسی آیتین اور حدیثین تاویل پذیر تیسرے وہ کہ ثبوت مین ظنی دلالۃ مین قطعی جیسی حدیثین صریح المعنی احاد چوتہی وہ کہ ثبوت اور دلالۃ دونو مین ظنی جیسے اخبار احاد محتمل المعنے سو پہلے قسم یقین قطعی کا فائدہ دیتی ہے اور دوسرے قسم ظن کا یعنے فرض عملی کا اور تیسرے واجب اور مکروہ تحریم کا اور چوتہی سنت اور استحباب کا طحطاوی وغیرہ مین یونہین ہے

پائی جاتی ہو تو صاف بیان کریں کہ حق ظاہر ہو جاوے اور ایسی خدا کتمان حق نکریں ولیکن نہیں لاسکینگی وہ لوگ بعضہم لبعض ظہیر
ہیو اسطی سلف سی خلف تک کسینی کوئی دلیل شرعی اس وجوب تقلید ایک مجتہد خاص پر قایم نہیں کی ہان اگر ہو تو
مولف رسالہ کا بیان کری کہ حق وباطل مین امتیاز ہو جاوے اور بلا دلیل شرعی کی غلو کرنا دین مین سراسر مذموم ہے
جیسا کہ خدا اللہ قرآن مجید مین فرماتا ہے یا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم الآية حکم وجوب شرعی کا تو حال معلوم ہو چکا
اب آگی حکم اجماع شرعی کا حال سنو پس اجماع شرعی کیواسطی دو امر ضرور ہین پہلا امر یہہ کہ اتفاق ساری مجتہدین
ہمعصر کا اس امت سی اوپر امر شرعی کی متحقق ہو اور دوسرا امر یہہ کہ سند اسکی قرآن اور حدیث سی پائی جاوی کیونکہ
نپایا جانا سند کا مستلزم خطا کو ہوگا اور حکم کرنا دین مین بلا دلیل خطا ہے پس اگر یہہ دو امر ثابت نہوں تو اجماع
شرعی متصور نہوگا اگرچہ ہزاروں جمع ہو جاوین کسی کام دین پر مگر اہل اجتہاد سی نہوں اور سند اوسکی کتاب
اور سنت سی نپائی جاتی ہو تو ایسے اجماع کا کچھہ اعتبار نہین شرع مین اسواسطی کہ اجماع شرعی عبارت ہے
قول کل سے اور قول کل کا بلا دلیل شرعی کی باطل ہے تو یہ اجماع بھی باطل ہوگا اور ایسا اجماع بی سند کہ جسمین اتفاق
تمام مجتہدین ہمعصر کا نپایا جاوے اور نہ کوئی سند اسکی کتاب وسنت سی پائی جاوی باوجود اسکی ایسی اجماع کو منجملہ ادلہ شرعیہ
جاننا اور حکم اجماع شرعی مین شمار کرنا سراسر کجفہمی اور نادانی بلکہ ایسا اجماع حکم مین ما وجدنا عليه آباءنا کے شامل ہوگا
کہ جسپر خدا تعالی نے الزام دیا ہے اور غصہ فرمایا توضیح اور تلویح کی عبارت نقل کیجاتی ہے اما الخامس ففي السند
والناقل جمعهما في بحث واحد لانهما سببان فالاول سبب ثبوت الاجماع والثاني سبب ظهوره
والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند من دليل او امارة لان عدم السند يستلزم الخطاء
اذ الحكم في الدين بلا دليل خطاء انتهى ما في التلويح مختصرا الاجماع وهو لغة العزم والاتفاق و
كلاهما من الجمع واصطلاحا اتفاق المجتهدين من هذه الامة في عصر على امر شرعي ولا ينعقد باهل البيت وحدهم
خلافا للشيعة ولا بالشيخين عند الاكثر ولا بالخلفاء الاربعة خلافا لاحمد وعن مالك الانعقاد
بالمدينة فقط لا اجماع الا عن مستند على المختار لنا اولا الفتوى بلا دليل شرعي حرام الى اخر ما في مسلم الثبوت فان حجية الاجماع

---

ف بحث پانچوین سند اور ناقل مین دونو ایک ہے بحث مین ہے اسواسطی کہ دونو سبب ہین سو اول سبب ثبوت اجماع کے اور دوسرا اوسکی
ظہور کا سبب ہے اور جمہور اسپر ہین کہ اجماع جائز نہین بغیر دلیل اور قرینہ کی کیونکہ بغیر سند کی اجماع مین خطا لازم ہی کیونکہ حکم دین مین بغیر دلیل کے
خطا ہے ہو چکی عبارت جو تلویح مین ہے مختصر اجماع لغت کی طور پر قصد اور اتفاق کو کہتی ہین اور دونو جمع سی ماخوذ ہین اور اصطلاح مین اس امت کے
مجتہدونکا متفق ہونا ایک امر شرعی پر ایک زمانہ مین اور فقط اہل بیت سے اجماع منعقد نہین ہوتا جیسی کہ اہل تشیع کہتی ہین اور نہ فقط شیخین سے
نزدیک اکثر لوگونکی اور نہ فقط خلفا اربعہ سی یہہ بہی اکثروں کا مذہب ہے اور نہ فقط خلفا اربعہ سی جیسا کہ امام احمد کہتی اور امام مالک سے روایت ہی کہ اہل مدینہ سے
اجماع ہے مگر مذہب مختار یہہ ہی کہ بغیر سند کی اجماع نہین اور ہمارے دلیل پہلی یہہ ہے کہ فتوا بغیر دلیل کے حرام ہے جیسا کہ پوری عبارت مسلم الثبوت مین ہے کیونکہ حجت ہونا

ليست الا لانه اتفاق المجتهدين من حيث هم مجتهدون واذا كان الفتوى الا عن دليل واجتهاد فليس هو
قول المجتهد من حيث هو مجتهد انتهى ما قال العلامة عبد العلی الکهنوی مختصرا فی شرح مسلم الثبوت قال الشيخ
ابن الهمام فی التحرير الاجماع العزم والاتفاق لغة واصطلاحا اتفاق مجتهدی عصر على امر شرعی ولا
ينعقد باهل البيت وحدهم خلافا للشيعة ولا ينعقد بمجتهدی المدينة الطيبة وحدهم خلافا لمالك ولا
اجماع الا عن سند انتهى كلامه وبالجملة يلزم احد الامرين كون الباطل صوابا او كون الاجماع خطاء لان الاجماع قول كل
وقول كل بلا دليل محرم فقول واحد بلا دليل باطل البتة كذا افاد العلامة عبد العلی الکهنوی فی شرح التحرير للشيخ ابن الهمام
اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتی ہیں کہ اتباع کرنا اجماع بغیر سند شرعی کا منجملہ
تحریفات دین کا ہوتا ہے ومنها اتباع الاجماع وحقيقته ان يتفق قوم من جملة الملة الذين اعتقد العامة فيهم الاصابة
غالبا او دائما على شیٔ فيظن ان ذلك دليل قاطع على ثبوت الحكم وذلك فيما ليس له اصل من الكتاب والسنة وهذا
غير الاجماع الذی اجمعت الامة عليه فانهم اتفقوا على القول بالاجماع الذی مستنده الكتاب او السنة او الاستنباط
من احدهما ولم يجوزوا القول بالاجماع الذی ليس مستندا الى احدهما وهو قوله تعالى واذا قيل لهم امنوا بما انزل الله
قالوا بل نتبع ما الفينا عليه اباءنا الاية انتهى ما فی حجة الله البالغة للشيخ الاجل مولانا ولی الله المحدث الدهلوی ع
اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ بیچ رسالہ اصول فقہ کی کہ جو بنا بر فرمائش جناب مرزا جانجانان پیر مرشد قدس سرہما
اپنے کے دہوم نام کے لکھا ہے آخر رسالہ میں فرماتی ہیں کہ یکی لازم گیرد بر خود مذہبی معین مثل مذہب ابی حنیفہ پس
بعضے گویند کہ جائز نیست آنرا تقلید دیگرے و بعضے گویند کہ در مسائلی کہ موافق مذہب ابی حنیفہ دران عمل کردہ است تقلید

اسو جہ سی ہے کہ وہ اتفاق مجتہدین کا ہے اس حیثیت سی کہ وہ مجتہدین اور جس وقت کہ فتوی بغیر دلیل اور اجتہاد کی ہوا تو وہ مجتہد کا قول بحیثیت اجتہاد
نہ ہوا ہوچکی عبارت جو مولوی عبد العلی لکھنوی نے شرح مسلم میں کہی ہے مختصرا کہا شیخ ابن ہمام نے تحریر میں اجماع لغت کی طور پر عزم اور اتفاق کے
معنی ہیں اور اصطلاح کی طور پر اتفاق کرنا مجتہدین کا ایک زمانی میں ایک امر شرعی پر اور فقط اہل بیت سے اجماع نہیں ہوتا جیسا کہ
رافضی کہتے ہیں اور نہ اکیلی مجتہدین مدینہ سی جیسا کہ امام مالک کہتے ہیں اور نہ اجماع بغیر سند کی نہیں ہوتا ہوچکی عبارت تحریر کی
حاصل کلام یہہ ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات لازم آویگی یا جہوٹ کا سچ ہونا یا اجماع کا خطا پر ہونا کیونکہ اجماع سبکی قول کو کہتی ہیں اور ایک بات کا
سبکو ملکر بغیر دلیل کے کہنا حرام ہے تو ایک بات بہی بی شک حرام ہے یوں ہی کہا ہے علامہ عبد العلی لکھنوی نی شرح تحریر میں ملخصا
اور اونمیں سے ایک اتباع اجماع کا ہے اور حقیقت اوسکی یہہ ہے کہ متفق ہوں ایسی لوگ جنپر ظن غالب صواب کا ہے ایک امر پر اور گمان کیا جاوے کہ یہہ
ضرور ثبوت حکم کے لئے ایک دلیل قاطع ہے اور یہہ اون مسئلوں میں جنمیں آیۃ اور حدیث سی کوئی اصل نہیں ہی اور یہہ وہ نہیں جسپر امت نے
اتفاق کیا ہے کیونکہ اونہوں نے اوس اجماع پر اتفاق کیا ہے جسکی سند قران یا حدیث یا اون دونوں کا مستنبط پر ہوا ور وہ لوگ اوس اجماع کو
جائز نہیں رکہتے جسکی سند بطور مذکور نہو بلکہ وہ اس آیۃ کا مصداق ہے اور جب کہا جاوے اونکو کہ تابعداری کرو اوسکی جو اتارا اللہ نے کہتی ہیں کہ ہم تو اوسکی پیروی

دیگری جایز نیست و درانچہ عمل نکردہ ہست ہر کرا خواہد تقلید نماید وکسیکہ بر خود مذہبی لازم نگرفتہ است بر تمامہ اقوال مذکورہ دیرا
جایز ست کہ تقلید ہر کہ خواہد بکند لیکن بعد ازان کہ در بعضے مسایل تقلید ابحنیفہ رح کرد و در بعضے تقلید شافعی پس جایز نیست
اوراکہ درانچہ تقلید شافعی کردہ تقلید ابحنیفہ رح بکند یا بالعکس و بعضے گویند کہ مذہب لازم گرفتہ باشد یا نہ و عمل نمودہ باشد یا نہ جایز ست
ہر مقلد را تقلید ہر مجتہد و این اقربست بتحقیق چہ حقتعالی درین باب ہیچ لازم نکردہ ہست و بدون التزام ہیچ لازم نشود
قولہ تعالے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون عام ہست مقید ہیچ یکی ازین قیود نیست و در صدر اول عوام از خواص صحابہ رضی اللہ عنہم
استفتا مینمودند و عمل مے کردند و مبالات ازین قیود مروی نیست تمام ہوا کلام قاضی صاحب مغفور و مرحوم کا پس قول مؤلف
تنویر الحق کا کہ آیۃ فاسئلوا اہل الذکر خاص ہے اور تقلید ایک مجتہد کی واجب ہوئی ہے بالاجماع رد ہو گیا ساتھہ قول
قاضی صاحب قدس سرہ کی اور جاء الحق و زہق الباطل واضح ہوا اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا برحمتک اب اگلی تہوری سی
وصیت شیخ اکبر کبریت احمر کہ جنکو مولانا عبد العلی اور مولانا نظام الدین وغیرہ خاتم ولایت احمدیہ کی لکھتی ہین آخر فتوحات
مکیہ سی نقل کی جاتی ہے وصیۃ الذی اوصیک بہ ان کنت عالما فحرام علیک ان تعمل بخلاف ما اعطاک اللہ دلیلک
و یحرم علیک تقلید غیرک مع تمکنک من حصول الدلیل فان لم تکن فی ہذہ الدرجۃ وکنت مقلدا فایاک ان تلتزم مذہبا
بعینہ بل العمل کما امرک اللہ وہو ان تسال اہل الذکر ان کنت لا تعلم واہل الذکر ہم العلماء بالکتاب و السنۃ واطلب رفع الحرج فی نازلتک
ما استطعت واسال عن الرخصۃ فی ذلک حتی تجدہا فان اللہ یقول ما جعل علیکم فی الدین من حرج وان قال لک المفتی ہذا
حکم اللہ او حکم رسولہ فی مسئلتک فخذ بہ وان قال لک ہذا رائی فلا تاخذ بہ وسل غیرہ انتہی ما قال ابن العربی المشہور
بالشیخ الاکبر فی آخر الفتوحات المکیۃ اور ایک رسالہ جز بہر کا قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرہ کا مہر کیا ہوا ونکا ہمارے ہاتھہ لگا جیا نچہ
اس رسالہ سی تہوری سی عبارت اسکی اس مقام مین نقل کی جاتی ہی و اما اذا لم یکن اہلیۃ ففرضہ ما قال اللہ تعالی فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون واذا جاز اعتماد المستفتی علی ما یکتب لہ المفتی من کلامہ او کلام شیخہ وان علا فلا یجوز اعتماد الرجل علی ما کتبہ الثقات من کلام رسول اللہ

---

یعنی جسپر شیخ بڑونکو پایا ہے سلہ وہ وصیت جو مین تجہی کرتا ہون یہہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجہپر حرام ہے کہ تو برخلاف اوس دلیل کے جو تجہی اللہ
نے دی ہی عمل کرے اور حرام ہے تجہپر تقلید غیر کی اس حالت مین کہ تجہے حصول دلیل پر قوت ہے اور اگر یہہ درجہ نہو اور تو مقلد ہو تو اس سے بچیو کہ
تو ایک مذہب خاص کا التزام کرے بلکہ عمل کر جسطرح تجکو اللہ تعالی نے حکم کیا ہے وہ یہہ کہ اگر تو نہین جانتا ہو تو اہل ذکر سی پوچہہ لے اور
اہل ذکر قرآن اور حدیث کی جاننے والے علما ہین سو تو اپنے ضرورت مین رفع حرج کی خواہش کر جبتک قوت ہی اور رخصت کو ڈہونڈہ جہان
تک تو پا دی کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے دین مین تجہپر تنگی نہین کی گئی اور اگر تجہے مفتی کہی کہ یہہ اللہ تعالے یا اوسکی رسول کا حکم ہے تیری فلانہ
مسئلہ مین تو تو اوسپر عمل کر اور اگر کہی کہ یہہ میری رای ہے تو اوس سکوت لی اور دوسرے سے پوچہہ لے ہو چکی وہ عبارت جسی ابن عربی کہ جو شیخ
اکبر کی مشہور ہین آخر فتوحات مکیہ مین کہا ہے سلہ جس کسیکو اہلیت علم کی نہو تو اوسکی ذمہ پر یہہ بات ہی جو اللہ تعالے نے فرمائی ہی کہ اہل ذکر سی پوچہہ لے
اگر نہ جانے اور جسوقت کہ پوچہنے والے کا اعتماد شرعا اوسپر جایز ہے جو مفتی اپنی یا اپنی بڑونکے کلام سے لکہدے تو یہہ بات بدرجہ اولے جایز ہے کہ ثقات دین نے جو آنحضرت صلعم کا کلام

جواب ؎۱ کا یہ ہے کہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا ؎۱ استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلہا ثلثا فانہ لا یدری این باتت یدہ متفق علیہ کہا نووی نی بیچ شرح صحیح مسلم کی نیچے اس حدیث کی ان ؎۲ اھل الحجاز کانوا یستنجون بالاحجار فاذا نام احدھم عرق فلا یامن النائم من ان یطوف یدہ علی ذلک الموضع النجس فاذا وقع یدہ علی ذلک الموضع النجس تنجس یدہ فاذا یغمس یدہ تنجس ماءہ انتھی اور روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا رسول خدا نے لا ؎۳ یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیہ متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا ؎۴ شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات متفق علیہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اذا ولغ ؎۵ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم یغسلہ سبع مرات رواہ مسلم اور روایت ہے عطا سے ان ؎۶ حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فامر ابن الزبیر ان ینزف ماء زمزم قال فجعل الماء لا ینقطع قال فنظر فاذا ھو عین تنبع من قبل الحجر الاسود قال ابن الزبیر حسبکم رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ فی اور روایت ہے ابن عباس سے ان ؎۷ زنجیا وقع فی زمزم فمات قال فانزل الیہ رجل فاخرجہ ثم قال انزحوا ما فیہا من ماء زمزم ثم قال للذی فی البیر ضع دلوک من قبل العین التی تلی البیت والرکن فانہا من عیون الجنۃ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ اور روایت ہے ابن عباس و ابن الزبیر سے امر ؎۸ بنزح ماء زمزم عند وقوع زنجی و موتہ فیہ رواہ الدارقطنی اور روایت ہے کہ ان ؎۹ زنجیا وقع فی بیر زمزم فمات فیہا فامر ابن عباس و ابن الزبیر ان اخرج وامر ان ینزح قال غلبتہم عین جاءت من الرکن فامر بہا فدست بالقباطی والمطارف حتی نزحوھا والصحابۃ متوافرون من غیر نکیر ولم ینکر منہم احد وکان ذلک الافتاء بمحضر الصحابۃ ولم ینکر منہم احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواہ الطحاوی اور روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے خالد بن سلمہ سے ان ؎۱۰ علیا رضی اللہ تعالیٰ سئل عن بال فی البیر قال ینزح

؎۱ جو وقت نم میں کا کوئی جاگ پڑے تو بغیر تین دفعہ دہوئی ہوئی ہات اپنے پانی کی برتن مین نہ ڈالی کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اوسکی ہاتھ رات کو کہان رہی روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ؎۲ عرب کی لوگ ڈہیلون سے استنجا کرتے تھے پہر جب اونمین کی لوگ سوتی تو ضرور موضع نجاست تک ہاتھ پہونچتا تھا پہر وہ ہاتھ پانی مین پڑنے سے پانی ناپاک ہوجاتا تہا ؎۳ ہرگز نہ پیشاب کرے کوئی ٹہری پانی مین اور پہر اوسمین نہاوے متفق علیہ روایت ہے ؎۴ جو وقت کتے برتن مین منہ ڈالدے تو اوسی سات مرتبہ دہو ڈالی متفق علیہ روایت ہے ؎۵ جو وقت کتا برتن میں منہ ڈالدے تو اوسکا پانی پہینک کر سات دفعہ دہو ڈالی مسلم کی روایت ہے ؎۶ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر پڑا اور مرگیا عطا کہتے ہین کہ پہر ابن زبیر نے حکم دیا کہ پانی چاہ زمزم کا نکالا جاوی عطا کہتی ہین کہ پانی ٹوٹ نسکا دیکہا تو تہی حجر اسود کی طرف سے ایک سوت ابل چلی آتی ہے تو ابن زبیر نے لوگوں سے کہا کہ تم میں اسیقدر پانی کا نکل جانا کافی ہی ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کی ہی ؎۷ ایک حبشی زمزم مین گر کر مرگیا ابن عباس رض کہتے ہین کہ پہر ایک آدمی کوئی مین اوتارا گیا کہ اوسنے اوسی نکالا پہر اوسکی سارا پانی نکالنی کو فرمایا پہر جو پہر اوس آدمی سے جو کوئی مین تہا کہا کہ اوس سوت کی طرف جو رکن کی پاس ہے اپنا ڈول رکھ یہہ سوت جنت کی سوتوں سی ہے روایت کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے ؎۸ ابن عباس و ابن زبیر نے زمزم کی پانی نکالنی کا حکم دیا جبکہ حبشی اوسمین گر کر مرگیا روایت کی دارقطنی نے

یعنی تحقیق علی رضی اللہ عنہ پونچہے گئے اوسکی حال سے کہ پیشاب کری کوئی مین فرمایا کہ کہینچا جاوی یعنی سارا پانی اوسکا پس کچہہ
حدیثین صحیح کہ بعض اونکی متفق علیہ ہین اور بعضی غیر متفق علیہ ہین صریح دلالت کرتے ہین اس پر کہ پانی اور باسن پانیکا نجس ہوجاتا ہے
نجاست کی پڑنیسے اور یہہ پانی عام ہے شامل ہے قلیل کو اور کثیر کو برابر ہے کہ کم ہو قلتین سی یا زیادہ یا برابر پس واقع ہوا
تعارض درمیان حدیثون قلتین کی اور درمیان ان حدیثون صحیحون کی پس ضرور ہوا یہہ کہ ترجیح دینوین حدیثون
صحیحہ کو اوپر ضعیفون کی اور عمل کیا جاوے ان حدیثون صحیحہ پر **اقول** بتوفیق اللہ و توفیقہ کہ اول تو یہہ تمام حدیثین
حدیث قلتین کے معارض ہے نہین حدیث اذا استیقظ اور حدیث اذا ولغ اسلئے معارض نہین کہ اونمین تو
فقط حکم باسن کے پانی کا بیان کیا گیا ہے نہ پانی عام کا جیسا کہ موئف کو اشتباہ ہوا ہے پس پانی بقدر قلتین
کے اگر حوضمین ہو تو وہ مورد اون دونون حدیثونکا نہین ہوسکتا ہے کیونکہ حوض کو کسی بولی مین باسن نہین
کہتے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کہا ہے تحت پہلی حدیث کی قولہ[۹] فی
وضوئہ ای اناء الذی اعد للوضوء وفی روایۃ الکشمیھنی فی الاناء وھو روایۃ مسلم من طرق اخری ولابن خزیمۃ
فی انائہ او وضوئہ علی الشک والظاھر اختصاص ذلک باناء الوضوء ویلحق بہ اناء الغسل لانہ وضوء وزیادۃ وکذا
باقی الآنیۃ قیاسا لکن فی الاستحباب من غیر کراھۃ لعدم ورود النھی فیھا عن ذلک واللہ اعلم وخرج بذکر الاناء البرک
والحیاض التی لا تغیر بغمس الید فیھا علی تقدیر نجاستھا فلا یتناولھا النھی انتھی اور اگر وہ پانی بقدر قلتین کے سوائے حوض کے کسی اور بڑے
باسن مین ہو جیسا کہ پیپا وغیرہ تو بہی حکم سے اون دونون حدیثون کے خارج ہے اسلئے کہ اونمین مراد وہ باسن ہین
جو کہ اونکی عادت اور استعمال مین رہتے اور وہ قلتین سے بہت چہوٹے ہوا کرتے تہی جیسا کہ امام نواوی نے
شرح صحیح مسلم مین کہا ہے تحت اوسی حدیث کی وکانت عادتہم[۱۰] استعمال الاوانی الصغیرۃ التی تقصر عن القلتین بل لا تقاربھا انتہی

[۹] تحقیق ایک لڑکا زمزم کے کوئین مین اوتر گیا اور مرگیا اوسمین پس حکم کیا ابن عباس اور ابن زبیر نے یہہ کہ نکالا جاوے زنگی اور حکم کیا اون
دونون نے یہہ کہ کہینچا جاوے پانی اوسکا کہارا وے تنے کہ وہ سوت حجر رکن کی طرف سی آتی ہتی اوسکا پانی نہ ٹوٹا سو اوس سوت مین باریک
کپڑی ٹہونس کر پانی نکالا اور صحابہ جو تہی کسی نی انکار نہین کیا روایت کی طحاوی نے [۱۰] حضرت علی سی کسی نے پوچہا کہ کوئی
کوئی مین پیشاب کرے تو کیا کرے کہا سارے پانی نکالی [۱۱] یعنی وضو کا برتن اور کشمیہنی کی روایت مین برتن ہے
اور مسلم مین بہی اور طریق سے یہی ہے اور ابن خزیمہ کے روایت مین وضوا اور برتن شک کے طور پر آیا ہے اور ظاہر یہہ ہے
کہ یہہ وضو کی برتن کی ساتہہ تخصیص ہے اور غسل کا برتن اسکی ذیل مین آگیا کیونکہ غسل مین وضو مع بڑہوتری کی ہوتا ہے اور قیاساً
اسیطرح اور برتن لیکن بطریق استحباب کے ہے کراہتہ نہین کیسلئے کہ اسباب مین نہی نہین وارد ہوی آگے اللہ جانے
اور برتن کے ذکر کرنے سے وہ حوض وغیرہ جنمین ناپاک ہاتہہ ڈالنے کی نہی نہین فرمائی نکل گئے سو اونکو نہی شامل نہین
ہو چکی عبارت فتح الباری کی [۱۲] اون لوگونکی عادت تہی کہ قدر دو قلون سے چہوٹے برتن برتا کرتے رہتے

فان قلت الاناء عام يشتمل الصغير والكبير وقد تقرر ان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص المورد فما وجه التخصيص
بالصغير قلنا لا نسلم عموم الاناء مع وجود العهد الخارجي وقد قال في مسلم الثبوت واسم الجنس كذلك حيث لا
عهد انتهى فان قلت ما القرينة على العهد الخارجي قلنا ان العهد الخارجي هو الاصل ما لم توجد قرينة على عدمه تقتضي
العموم كذا في التلويح والتوضيح والمحلى شرح الموطأ للمحقق الشيخ سلام الله الحنفي وههنا ليست قرينة على نفي العهد لا
وجود العموم وسيجئ تحقيق هذه المسئلة في الحديث الماء طهور لا ينجسه شئ ان شاء الله تعالى فانتظر على انه
على تقدير عموم الاناء هذا عليكم فان الاناء الذي يكون مملوءا [illegible] عشرا في عشر [illegible]
يكون داخلا في هذا الحكم فما هو جوابكم فهو جوابنا پس ثابت ہوا کہ پانی بقدر قلتین کی خواہ [illegible]
حکم اول دونوں حدیثوں کا نہیں اور وہ حدیثیں معارض حدیث قلتین کے نہیں اور حدیث [illegible] معارض
قلتین کی نہیں کہ وہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہیں بلکہ محمول ہے اس پانی پر جو قلیل ہو [illegible]
حضرت مولف بھی ہو گئے بلکہ کہا ہے [illegible]
پس حدیث لا یبولن الخ نہ باقی رہے [illegible]
خالفصاحب مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ میں تحت حدیث لا یبولن کے [illegible] یہاں پانی [illegible]
اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا [illegible] انتہی کلامہ اور
حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا ہے [illegible] حدیث لا یبولن [illegible] وحمله كلهم على الماء القليل عند اهل العلم
على اختلافهم في حد القليل وقد تقدم من لا يعتبر الا التغير وعدمه وهو قوي لكن الفصل بالقلتين
اقوى لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوي من الحنفية بذلك انتهى اور جب کہ عموم پر نہ ہوئی تو قلتین کے معارض
کیونکر ہوئی اور حدیث نزح زمزم کی دو وجہ سے معارض قلتین کے نہیں ہو سکتی وجہ اول یہہ کہ اس قصہ کی ثبوت ہی نہیں

---

پھر اگر کوئی یوں کہہ بیٹھے کہ برتن کا لفظ عام ہے بڑے چھوٹے برتنوں سب کو شامل ہے اور یہہ بات ٹھہر چکی ہے کہ
خصوصیت محل ورود کے نہیں ہوتے بلکہ لفظوں کی عموم کا اعتبار ہوتا ہے تو ہم جواب دیوینگے کہ یہہ امر مسلم نہیں کہ باوجود
موجود ہونی عہد خارجی کی برتن عام رہے مسلم الثبوت میں کہا ہے اسم جنس عام ہے جہاں عہد نہو پھر اگر کوئی یوں کہے کہ
عہد خارجی پر کیا قرینہ ہے تو ہم کہینگے کہ عہد خارجی اصل ہے جبتک اسکی نہونیکا قرینہ یا تقاضا عموم کی نہووے یونہیں ہے
توضیح تلویح اور محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی میں اور یہاں عہد کے نہونے پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی
حدیث الماء طہور میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگی منتظر رہنا علاوہ یہہ کہ جب برتن عام رہے تو تمہیں مضر ہے کیونکہ وہ برتن
جو وہ دردہ ہو اس حکم میں داخل ہوگا سو جو جواب تمہارا وہی ہمارا ــه اور یہہ سب لکھا گیا ہے تھوڑے پانی کے حکم میں علما کی نزدیک مع
اختلاف حد قلیل کے اور پہلی اس مذہب کا ذکر ہو چکا ہے جسمیں پانی کی تغیر اور عدم تغیر کا اعتبار ہی اور یہہ مذہب قوی ہے لیکن حد قلتین بہت

ابن سیرین اور قتادہ کی ابن عباس سے کہا ہے فانہما لم یلقیا ابن عباس ولم یسمعا منہ پہر کہا ورواہ جابر الجعفی عن ابی الطفیل عن ابن عباس وھو عن ابی طفیل نفسہ ان غلاما وقع فی زمزم فنزحت وجابر الجعفی لا یحتج بہ ورواہ ابن لھیعۃ عن عمرو بن دینار عن ابن عباس وابن لھیعۃ لا یحتج بہ انتہی اور محدث سلام اللہ حنفی نے محلی میں کہا ہے وقد روی ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ عن ابن عباس ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال اخرجوا ما فیہا من ماء وھذا منقطع انتہی اسی انقطاع کی نظر سے مولف نے روایتون کی سرخی سے نام اوس راویکا جو ابن عباس سے روایت کرتا ہے اوڑا دیا ہے پہ یہہ چالاکی کام نہ آئی کہ چوری پکڑی گئی وجہ ثانی نہ معارض ہونیکی حدیث زنجی کی حدیث قلتین کو یہہ ہی کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ روایت بجمیع طرق ثابت ہے لاکن آخر فعل صحابی کا ہے جسکو حدیث موقوف کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ حکم مین مرفوع کی جسکی یہہ پہچان ہی کہ اوسمین اجتہاد کو دخل نہو جیسا کہ خبر دینا امور ماضیہ کا یا آیندہ کا یا خبر دینا کہ فلانی کام کی اتنا ثواب ہوتا ہے یا اسقدر عذاب ہوتا ہے نہین ہی اور حدیث قلتین کی مرفوع ہے یعنے قول پیغمبر کا ہے اور صحیح موصول الاسناد جیسپر کسیطرح کا غبار نہین چنانچہ عنقریب خوب ثابت کرینگے اور یہہ قاعدہ ہی اہل اصول دین کا کہ حدیث موقوف حدیث مرفوع کی ہوتی حجت نہین ہوتی اور اوسکی معارض نہین ہوتی جیسا کہ ابن نجیم حنفی بحر الرائق مین فرماتے ہین وحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہی وھکذا فی کتب الاصول اور حدیث خیر جو علی رضی سے مروی ہے وہ بہی اسی وجہ سے معارض قلتین کی نہین ہوسکتی کہ وہ موقوف ہی اور حدیث قلتین کی مرفوع اور اگر بطور فرض محال کے فرض بہی کیا جاوے کہ یہہ تمام حدیثین حدیث قلتین کی معارض ہین تو بہی تو یہہ نہین لازم آتا کہ حدیث قلتین کی ترک کیجاوے اور ان حدیثون کو ترجیح دیکر اسلیئے کہ حدیث قلتین کی بہی صحیح اور جید ہے چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاویگا اور جمع اور موافقت اوسکی ساتھ ان حدیثون کی ممکن ہے چنانچہ علی التفصیل بیان کیا جاویگا اور یہہ قاعدہ اصول حدیث کا ہے کہ جبتک کہ احادیث صحیحہ متعارضہ مین جمع اور موافقت ہوسکی ترجیح کیطرف رجوع نہین کرتی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے والترجیح لا یصار الیہ مع امکان الجمع انتہی اور نخبۃ الفکر مین کہا ہے وان عورض بمثلہ فلا یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولہما بغیر تعسف او لا فان امکن الجمع فھو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع

مجمع البحار کے لکھا ابو عبید نے کہا ہی یہہ روایت نہین جانے کیونکہ اتارمین آیا ہی کہ وہ کہیچا نجانگا لکھا وہ دونو نہین ملی ابن عباس سے اور نہین سماعت اونکا اون سی تھا اور روایت کی جابر جعفی نی ابی الطفیل سے اور اوسنی ابن عباس سے اور کبہی ابی طفیل سے کہ ایک لڑکا زمزم مین گرا اور پانی کہینچا گیا حالانکہ جابر جعفی وہ ہی جسکے روایت حجت نہین گنی جاتی اور روایت کیا اوسی ابن لہیعہ نے عمرو بن دینار سے اور اوسنی ابن عباس سے اور ابن لہیعہ کے روایت بہی حجت نہین گنی جاتی تھی اور روایہ کی ابن ابی شیبہ نے قتادہ سی اور اوسنی ابن عباس سے کہ ایک حبشی زمزم مین گرکر مرگیا اور ایک آدمی نے اوترکر اوسکو نکالا اور ابن عباس نے کہا کہ اسکا پانی نکالو یہہ روایت منقطع ہے ہوچکی عبارت محلی کی لکھا اور حدیث نبی کے مقدم ہے غیر کے کلام پر اور ایسا ہی کتب اصول مین ہی [illegible] جمع ممکن ہو تو ترجیح ایک حدیث کیطرف رجوع نہین کیا جاتا لکھا اگر معارض ہووے

فلا یخلو اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر فهو الناسخ والاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو اما ان یمکن ترجیح احدهما بوجه من وجوه الترجیح المتعلق بالمتن او بالاسناد اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیه والا فلا انتهی مختصرا اور شیخ محمد اکرم حنفی کتاب امعان النظر فی توضیح نخبة الفکر مین فرماتے ہین قال ملا الهداد فی شرح البزدوی التوفیق مقدم علی الترجیح انتهی اور تفصیل موفقت ہر ایک حدیث کی حدیث قلتین سے یہ ہے کہ حدیث لایبولن کو معہ دونون حدیثون پہلیوان کے بزعم مولف عام کہینگے اور حدیث قلتین کو اونکی حکم سے مخصوص ٹہراوینگی یعنی یون کہینگے کہ قلتین کے ماسوائے ہر پانی پیشاب وغیرہ سے نجس ہو جاتا ہے اور جو بمقدار قلتین کی ہو وہ نجس نہین ہوتا کذا قال الحافظ ابن حجر کما مر فی کلامہ عن فتح الباری اور حدیث زنجی کو یون موافق کرینگی کہ عادت عوام وخواص کیسے ہے کہ جبکہ پینے کے پانی مین کوئی چیز مکروہ طبعی اگرچہ وہ شرعاً پاک ہی ہو جیسے خاک دہول گاد وغیرہ پڑجاتی ہے تو اوس پانیکو بن صاف کئے نہین پیتے ہین واسطے جبکہ بزعم مخالف زنجی کوئی عین گرا اور اوسکا خون اور اوسکی نجاست کوئی عین پانی پر ظاہر ہوئی تو اوسکا از راہ نظافت اور لطافت کی پانی کہنچوایا ایسا ہی امام مجدد حضرت امام شافعی نے اور جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجة اللہ البالغہ مین حدیث زنجی کی سے جواب دیا ہے جیسا کہ سنن کبریٰ مین کہا ہے قال الشافعی لمخالفیہ قد رویتم عن سماك بن حرب عن عکرمة عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الماء لا ینجسه شیئ فتری ان ابن عباس روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبرا و ترکہ ان کانت هذه روایته ویرون عنہ انہ توضا من غدیر یدافع جیفة ویرون عنہ الماء لا ینجس فان کان شئ من هذا صحیحا فهو یدل علی ان لم ینزح زمزم للنجاسة ولکن للتنظیف ان کان فعل وزمزم للشرب وقد کان الدم ظهر علی الماء انتهی اور کہا محلی مین قال الشافعی لایعرف هذا عن ابن عباس ان کان قد فعل فللنجاسة ظهرت علی الماء للتنظیف انتهی

---

گہ یا تو بلا تکلف دونو حدیثون مین جمع ممکن ہوگی یا نہین سو اگر جمع ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث ہے اور اگر جمع ممکن نہو تو اس سے خالی نہین کہ تاریخ معلوم ہوگی یا نہین سو اگر تاریخ جانی جاوے اور پچھلی حدیث ثابت ہووی تو وہی ناسخ ہے اور دوسری منسوخ اور اگر تاریخ نجانی جاوے تو اس سے خالی نہین کہ ایک کی ترجیح قوة سند یا صحت متن حدیث کی سبب سے ممکن ہوگی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہے تو اوسکی طرف رجوع متعین ہوگا اور نہین تو نہین ہوگی عبارت نخبہ کی بطور اختصار کے ف۵۱ کہا ملا الهداد نے شرح بزدوی مین موفقت کرنا دو حدیثون مین مقدم ہے ترجیح پر ف۵۲ یونہین کہا ہے حافظ ابن حجر نے چنانچہ فتح الباری سے اونکا کلام نقل ہو چکا ف۵۳ امام شافعی رحمہ نے اپنے مخالفون سے کہا کہ تمنے سماک اور حرب اور عکرمہ کے واسطہ سے جو ابن عباس رضہ سے یہہ روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی سو تمنے کیا یہہ گمان ہے کہ ابن عباس رضہ آنحضرت سے ایک حدیث روایت کرین اور باوجودیکہ وہ اونکی روایت صحیحہ ہو پہر اوسکو چہوڑ دین اور اونہین سے ایسے حوض کی پانی سے وضو کرنا روایت کرتے ہو جسمین نجاست پڑی ہتی اور اونہین سے یہہ کہ پانی نجس نہین ہوتا پہر اگر انمین سے کوئی روایت صحیح ہے تو وہ دلالت کرتی ہے اسپر کہ زمزم کا پانی بسبب ناپاک ہونیکی نہین کہنچا گیا بلکہ اگر کہینچا گیا ہی ہو تو ظاہر صفائی کے لئے کہنچا گیا ہے کیونکہ وہ پینے کا پانی تہا اور اوس حبشی کا خون اوسپر جو پایا گیا تہا ہو نجاست کی

الدلائل ای جمعا بین هذا الحدیث للزنجی علی تقدیر صحتہا وحدیث القلتین الصحیح الثابت کما ثبت صحتہ عنقریب وبین حدیث بیر بضاعۃ الصحیح کما سیجئ ذکرہ فافہم اور حضرت علی رض کی حدیث سی یون موافق کرینگے کہ حکم دینا حضرت علی کا واسطی اخراج پانی اُس کنوئین کی جسمین کوئی پیشاب کر دے اس نظر سی نہین تہا کہ کنوان پیشاب سی نجس ہو جاتا ہے بلکہ اس نظر سے تہا کہ اگر اُس آدمی کی پیشاب کر دینے سے درگذر کیا جاوے تو آیندہ کو اور کوئی پیشاب کر دیگا یہانتک کہ رفتہ رفتہ پانی کے اوصاف مین تغیر واقع ہو گا اور یہہ طبع کی بہی مخالف ہی ایسا ہی جواب دیا ہے محققین شافعیہ نی علی رض کے قول سے جیسا کہ کہا محلی مین واجاب الشافعیۃ عن حدیث النہی عن البول بانہ انما نہی عنہ لئلا یکون منجرا الی تنجیس الماء وتغیرہ باقتداء الناس بذلک الرجل ولئلا یتنفر عنہ طبعا لاشرعا انتہی اور ایسا ہی کہا ہی حضرت مولف تنویر نے مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین درباب نجس ہونی پانی کثیر کے پیشاب وغیرہ سی چنانچہ بذیل حدیث لایبولن احدکم فی الماء الدائم کے فرماتے ہین **ف** مراد پانی سی یہان پانی قلیل ہے اگر کثیر ہو حکم جاری کا رکہتا ہے اور نجس نہین ہوتا پیشاب وغیرہ سی اور نہانا اوسمین جایز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اگر بہی ہو اگرچہ وہ نجس نہین ہوتا لیکن اُسمین پیشاب کرنا خوب نہین شاید کہ اوسکی دیکہا دیکہی اور بہی پیشاب کرین اور عادت اسکی پکڑین اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جاوے یعنے رنگ اور مزہ اور بو بدل جاوے انتہے پس جبکہ ہماری نزدیک پانی کثیر ٹہرا کنوئین کا تو ہم کو کون مانع ہے اوس تاویل سے بیچ حدیث علی کی جو اختیار کی ہی مترجم صاحب نے حدیث لایبولن مین اور اگر اس حدیث اور حدیث زنجی مین تاویلین نکرین تو سوائی بربادی حدیث صحیح قلتین کے ایک اور ایسی صحیح حدیث جسکے صحت مین کسیکو کلام نہین یہانتک کہ حضرت مولف بہی اوسکی صحت کی مقر ہین یعنے حدیث بیر بضاعہ کے باطل ہو جائیگی بیان اسکا یہہ ہے کہ ایک کنوان جسکو بیر بضاعہ کہتے ہین ایسا تہا کہ اوسمین حیض کی لتی اور کتی مرے ہوئی کا گوشت اور ناپاکیان متعفن پڑجایا کرتی تہین پہر اوسکی پانی کا حال کسی نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تو حضرت نی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتے جیسا کہ روایت کی ہی ترمذی نی ساتہہ ایسی سند کی جسکے سب راوی ثقہ ہین ابو سعید خدری سی قال قیل یا رسول اللہ انتوضأ من بیر بضاعۃ وھی بیر یلقے فیہا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور لا ینجسہ شیٔ اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے

---

قول سی اوپر بیان ہوئی لیکن ہمنے دلیلو نکی موافقت کرنیکے لئے معنے ظاہر سے تاویل کرلی اور وہ دلیلین برتقدیر صحت کے ایک تو حبشی والی حدیث ہے اور دوسرے حدیث قلتین کی جو ثابت اور صحیح ہے چنانچہ اوسکی صحت آگی مذکور ہوگی اور حدیث بیر بضاعہ کی جسکا ذکر آگی آویگا سمجہہ لے تو اس مقام کو ؎ اور جواب دیا ہی شافعیون نے پانی مین پیشاب کرنیکی حدیث سی اسطرح کہ وہ نہی اسلئی ہی کہ رفتہ رفتہ آخر کو پانی متغیر ہو کر نجس ہو جاوے کیونکہ ایک کی دیکہا دیکہی اور لوگ بہی پیشاب کرینگی اور اسطرح کہ اس نہی مین نفرت طبعی ہے شرعی نہین ہے جیسا کہ عبارت محلی کے ؎ نہ پیشاب کرے کوئی کہڑی پانی مین ؎ ابو سعید خدری کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے پوچہا کہ کیا ہم وضو کیا

بہی اور کہا ترمذی نے هذا حدیث حسن وفی الباب عن عائشۃ وابن عباس یعنے یہہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین
عائشہ اور ابن عباس سے بہی روایت ہے اور کہا امام احمد نے اور یحیے بن معین نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ
بحر الرائق مین لکھا ہے قال الامام احمد هو حدیث صحیح انتہی اور محلی مین کہا ہے وصححہ احمد وابن معین انتہی اور جناب
مؤلف کا کلام جسمین اسکی صحت کا اقرار ہے آگے آویگا پہر اگر کہو کہ ابن عباس اور علی نے کنوین کو وقوع نجاست سے
نجس سمجھہ کر تمام پانیکی نکالنی کا حکم دیا تہا تو مقتضائی اس حدیث مرفوع کا بہی باطل ہوتا ہے وہو کما تری اگر کہو کہ
بر بضاعہ اس جہت سے پاک تہا کہ وہ جاری تہا طرف باغون کی پس وہ حکم مین نہر جاری کی ہوا تو حدیث زنجی وغیرہ سے
بظاہر معنی معارض بر بضاعہ کی نہوئی اور حدیث بر بضاعہ کی باعث تاویل کی حدیث زنجی مین نہوئی تو کہا جائیگا کہ
راوی اسکا کہ وہ بیر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا واقدی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین انہ ما قیل انہا کانت طریقا للماء
جاریا الی البساتین علی ما اخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار عن جعفر بن ابی عمران عن محمد بن الشجاع البلخی بسندہ
الی الواقدی انتہی وکذا فی بحر الرائق اور یہہ واقدی متروک الحدیث ہی اور حدیثین وضع کیا کرتا تہا کہا یہہ نسائی
نے جیسا کہ کہا ابن حجر نے تقریب مین محمد بن عمر بن واقد الاسلمی الواقدی المدنی القاضی نزیل بغداد متروک مع سعۃ
علمہ من التاسعۃ اور کہا نور الدین علی بن عراق نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ کی محمد بن عمر واقد
الواقدی قال النسائی یضع الحدیث انتہی اور کہا بیہقی نے کہ واقدی کی حدیث سے حجت نہ پکڑنی چاہیے
خاص کر اس حدیث مین کہ مرسل ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین ولکن قال البیہقی الواقدی لا یحتج بحدیثہ فضلا
عما یرسلہ انتہی ولذا قال فی بحر الرائق وما قال بعد قلنا قد اثنی علیہ الداودی وابو بکر بن العربی وابن الجوزی فجوابہ ما فی المحلی
من انہم لیسوا من ائمۃ الجرح والتعدیل وان سلم فالجرح مقدم علی التعدیل حیث عین الجارح النسائی مثلا سبب الجرح ای وضعہ

---

وضو کرین ہم تو کیونکہ وہ ایسا کنوان ہے جسمین ناپاک کپڑے اور مردار گوشت ڈالی جاتی ہین تو آپنے فرمایا کہ بلاشک پانی پاک ہے اوسکو
کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ۱۲ یہہ حدیث حسن ہے اور اس باب مین حضرت عائشہ اور ابن عباس سے بہی روایت ہے ۱۲ کہا امام احمد نے
یہہ حدیث صحیح ہے ہو جکی عبارت بحر الرائق کی ۱۲ اور صحیح کیا ہی اسکو امام احمد اور ابن معین نے ہو جکی عبارت محلی کی ۱۲ پانی بر بضاعہ کا
باغون کیطرف جاری تہا بنا بر اوس روایت کی جسی طحاوی نے شرح معانی الآثار مین جعفر بن ابی عمران سے اور اوسنی محمد بن شجاع بلخی سی اور اوسنے
اپنے سلسلہ کو واقدی تک پہونچایا ہے ہو جکی عبارت محلی کی اور بحر الرائق مین بہی یوہین ہے ۱۲ محمد بن عمر بن واقد اسلمی
واقدی مدنی قاضی باشندہ بغداد کی روایت باوجود فراخ علم ہونی اوسکی کے ترک کر دی گئی ہے اور وہ نوین طبقہ مین سی ہے ۱۲
محمد بن عمر واقد واقدی نسائی نے کہا کہ حدیث بناتا تہا ہو جکی عبارت مختصر نور الدین کی ۱۲ لیکن بیہقی نی کہا ہی کہ واقدی کی
حدیث سی حجت نہین پکڑنی چاہیے خاص کر وہ حدیث جو مرسل ہو ہو جکی عبارت محلی کے اور یوہین ہے بحر الرائق مین اور وہ جو یہہ
کہا ہے کہ داودی اور ابو بکر بن عربی اور ابن جوزی نی اوسکی تعریف کی ہی تو اسکا جواب وہی ہے جو محلی مین ہے کہ یہہ لوگ جرح اور تعدیل کے

الاحادیث ولم یبین المعدلون ذلك السبب الخاص لا یکفی مجرد الثناء وسیجی عنقریب تحقیق تقدیم الجرح علی التعدیل مع الشاهد الدلیل فافهم وانتظر اور نقل کیا ہی ابن طاہر حنفی نی کہ واقدی بڑا جہوٹا ہے اور اپنے رائی کی خاطر حدیثون کی باطل کرنیمین حیلہ سازیان کیا کرتا تہا جیسا کہ مجمع البحار مین فرماتی ہین قیل کذاب احتال فی بطال الحدیث نصرة للرای فان بید بضاعة مشهورة فی الحجاز بخلاف ما حکی عن الواقدی انتہی پس ثابت ہوا کہ کوئی حدیث متفق علیہ غیر متفق علیہ حدیث قلتین کو ساقط اور متروک العمل نہین کرتی اگر صحت حدیث قلتین کی ثابت ہو جاوے لہذا اب حدیث قلتین کی صحت کیجاتی ہے اور مؤلف کی چارون وجہونکو نقل کرکے اونسی بخوبی جواب دیا جاتا ہی تو سنو **قال** المؤلف پس کہتے ہین ہم کہ حدیث قلتین کے نہین ہے قابل سند کی اور قابل قبول کرنیکے ساتھ چار وجہ سے وجہ اول یہہ ہے کہ تحقیق حدیث قلتین کے ضعیف ہی کہ ضعف بیان کیا اسکا ایک جماعت نی محدثین مین سی جیسا کہ کہا زیلعی نے بیچ شرح کنز الدقایق کے ان حدیث قلتین ضعیف ضعفه جماعة المحدثین حتی قال البیهقی من الشافعیة انه غیر قوی وترکه الغزالی والرویانی مع شدة اتباعهما الشافعی رحمهم الله لضعفه انتهی کلام الزیلعی اور کہا شیخ کمال الدین نے بیچ فتح القدیر کی هذا الحدیث ضعیف ضعفه الحافظ ابن عبد البر والقاضی اسمعیل بن ابی اسحاق وابو بکر بن العربی المالکیون انتهی کلام ابن الهمام اور کہا صاحب قاموس نے کہ وہ شافعی مذہب ہے بیچ سفر سعادت کی کہ حاصل اسکا یہہ ہے ضعفه بعض المحدثین وصححه بعضهم انتهی اور کہا بیچ کتاب تمہید کی ما ذهب الیه الشافعی من حدیث قلتین مذهب ضعیف انتهی اور کہا دبوسی نی اپنے کتاب اسرار مین وهو حدیث ضعیف انتهی اور کہا صاحب حلیہ نی بیچ ہدایہ کی انه ضعیف ضعفه ابو داؤد اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ امام ہے امامون حدیث کی سے اور شیخ ہے بخاری وغیرہ کا انه لم یثبت هذا الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم نقله الشیخ عبد الحق فی شرح المشکوة

امام نہین ہین اور اگر یہہ امر مان ہی لیا جاوے تو جرح تعدیل پر مقدم ہے جہان کہ جرح کرنیوالا سبب جرح کا بیان کر دی مثلا یہان نسائی نے سبب حدیث کا بنانا بتا دیا ہے اور تعدیل کرنیوالون نے اوسکی نفی نہین کی اور فقط یونہین تعریف کرنا کفایت نہین کر سکتا اور عنقریب تحقیق اسکی آویگی کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اسکی دلیل بیان ہوگی اور نظیر پیش کیجاویگی سمجہہ اور منتظر رہ ۱ه کہا گیا ہے کہ بڑا جہوٹا ہے اپنے رائے کے مددگاری کیلئی حدیثون کو جہٹلانیمین حیلہ کیا کرتا تہا کیونکہ بیر بضاعة تو لوگونکا عرب مین دیکہا ہوا ہے اور وہ اوسکی خلاف روایت کرتا ہے ہو چکی عبارت مجمع البحار کے ۲ه حدیث قلتین کے ضعیف ہے ایک جماعت محدثون نی اوسکو ضعیف کہا یہانتک کہ بیہقی نے کہ گروہ شافعیہ مین سی ہی کہا ہے کہ وہ حدیث قوی نہین ہے اور امام غزالی نی اوسکو بسبب ضعف کی چہوڑ دیا ہے اور رویانی نے بہی باوجودیکہ وہ بڑے پیرو شافعی کے ہین ہو چکا کلام زیلعی کا ۳ه یہہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحاق اور ابو بکر بن عربیہ مالکیون نے اسے ضعیف کہا ہے ہو چکا کلام ابن ہمام کا ۴ه ضعیف کیا ہے اوسکو بعضے محدثون نی اور بعضون نے صحیح کیا ہے ہو چکی عبارت سفر سعادت کے ۵ه وہ قلتین کی حدیث جسطرف شافعی گئے ہین مذہب ضعیف ہے ہو چکی عبارت تمہید کے ۶ه وہ حدیث ضعیف ہے ۷ه وہ ضعیف ہے ابو داؤد نے

العربی الفارسی اور حاصل کلام کا یہہ ہے کہ تحقیق حنفیہ اور مالکیہ متفق ہوئی ہین اوپر ضعف اس حدیث قلتین کی اگرچہ مختلف
ہین بیچ بیان کرنے وجہ ضعف کی **اقول** یہہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کہنا اسکو بوجہ معقول اور بی دلیل نامقبول ہے
بیان الا صحت حدیث کی ثابت کیجاتی ہے بعد اسکے مضعفین کے کلام سی جواب دیا جاویگا توسنو کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو
ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہم نے اور سکی اسانید قوی اور جید ہین ترمذی کی یہہ اسناد ہی
حدثنا هناد نا عبدة عن محمد بن اسحاق عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابن عمر قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث اور راوی اسکی سب ثقہ اور صادق ہین اما الاول فهو ثقة واما الثانی فهو ثقة ثبت
والثالث صدوق والرابع ثقة والخامس ثقة والسادس هو ابن عمر وهو احد المكثرين من الصحابة كل ذلك في تقريب التهذيب
اور ابو داود کی ایک اسناد تو یہہ ہے حدثنا ابن العلاء وعثمان بن ابی شيبة والحسن بن علی وغيرهم قالوا حدثنا ابو اسامة
عن الوليد بن كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه الحديث اسکی بھی سب راوی ثقات ہین
اما الاول فهو ثقة حافظ والثانی ای فی الذكر دون المرتبة ثقة حافظ والثالث ثقة حافظ له تصانيف والرابع
اسمه حماد بن اسامة ومشهور بابی اسامة وهو ثقة ثبت والخامس صدوق والباقون مر ذكرهم فی رجال الترمذی
اور دوسری اسناد اسکی یہہ ہے حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا حماد ح حدثنا ابو كامل ثنا يزيد يعني ابن زريع عن محمد بن
اسحاق عن محمد بن جعفر قال ابو كامل بن الزبير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن ابيه نحوه اسکی راوی بھی سب ثقہ ہین اما
الاول فهو ثقة ثبت قال العسقلانی ثم قال ولا التفات الى قول ابن خراش تكلم الناس فيه انتهى والثانی هو ابو اسامة

---

ف روایت کی ہمین ہناد نی کہا روایت کی ہمین عبدہ نی محمد بن اسحق سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر
سے اونہوں نے ابن عمر سی کہا کہ سنا مینے آنحضرت صلعم سے آخر حدیث تک ف پہلا شخص اور چوتھا اور پانچوان ثقہ ہے اور دوسرا ثقہ اور ثبت اور تیسرا
صدوق ہے اور چھٹے ابن عمر اور وہ ایک کثیر ین صحابہ مین سے ہین یہہ سب تقریب التہذیب مین ہے ف روایت کی ہمین ابن علا اور عثمان
بن ابی شیبہ اور حسن بن علی وغیرہ نی اور کہا کہ روایت کی ہمکو ابو اسامہ نے ولید بن کثیر سے اونہوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سی اونہوں نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عمر سے اونہوں نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک ف پہلا شخص ثقہ حافظ ہے اور دوسرا جگہ جو شخص مذکور ہی وہ ثقہ حافظ
ہے اور تیسرا بھی حافظ ثقہ ہے اور سکی تصانیف ہی اور چوتھے کا نام حماد بن اسامہ ہے اور ابی اسامہ کرکی مشہور ہے وہ ثقہ اور ثبت ہے اور پانچوان
صدوق ہے اور باقی ماندون کا ذکر ترمذی کے راویون کے ذیل مین گذرچکا ف روایت کی ہمکو موسے
بن اسمعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمین حماد نے ح اور کہا روایت کی ہمین ابو کامل نے کہا روایت کی ہمکو یزید یعنی
ابن زریع نے محمد بن اسحاق سی اونہوں نے محمد بن جعفر سے کہا ابو کامل نے بن زبیر اور اونہوں نے روایت کی عبید اللہ بن عبد اللہ
بن عمر سے اور اونہوں نے روایت کی اپنے باپ سی مثل گذشتہ کی ف پہلا شخص ثقہ اور ثبت ہی ابن حجر عسقلانی کہا ہے پہر کہا ہے
نہین خیال کرنا چاہیے اوس قول کی طرف جو ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگون نے اس شخص کے باب مین کلام کیا ہے اور دوسرا وہ ابو اسامہ

حماد بن اسامۃ ثقۃ ثبت والثالث وھو فضیل بن حسین ابی کامل ثقۃ حافظ والرابع ثقۃ ثبت و
الباقون مر ذکرھم اور تیسری اسناد یہہ ہے ثنا موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا حماد قال انا عاصم بن المنذر عن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عمر قال حدثنی ابی الحدیث اِسکے راوی بہی وہی ہیں جنکا ذکر گذرا مگر ایک عاصم بن المنذر سو وہ بہی
صدوق ہیں کل ذلک فی التقریب للعسقلانی اور نسائی کی اسناد یہہ ہے اخبرنا ھناد بن السری والحسین بن حریث
عن ابی اسامۃ عن الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ الحدیث اسکی راوی بہی
وہی ہیں مگر ایک حسین بن حریث سو وہ بہی ثقہ ہیں قالہ فی تقریب التہذیب ایضاً ابن خزیمہ اور ابن ماجہ کی اسناد کو
سمجھا چاہیے حاصل یہہ کہ یہہ حدیث جتنی طریقوں سی مروی ہی اسکی راوی ثقات ہیں اور اگر بالفرض کسی ایک راوی میں
کچھ عیب نکالوگی تو اوسکی تقویت دوسرے راوی سی قایم مقام اوسکی ہوجاویگی غرض کہ روات کی جہت سی حدیث قلتین میں
ضعف کا نام نہ لے سکوگی اور حالانکہ مدار صحت اور سقم اور قوت اور ضعف حدیث کی راوی ہوتی ہیں پس اسیقدر تعدیل روات کی
سی صحیح ہونا حدیث قلتین کا ثابت ہوگیا اور با اینہمہ اقوال ائمہ جرح اور تعدیل کے متضمن صحت اس حدیث کی سننی چاہیے تو واضح
ہو کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی کا اور امام احمد بن محمد بن حنبل کا اور امام اسحق کا اور امام ابو عبید کا اور امام ابو ثور کا
اور ایک جماعت کا محدثین میں سے اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوا ے غزالی اور رویانی کے جیسا کہ کہا محلی میں وقال الشافعی
واحمد ما بلغ القلتین فھو کثیر لا ینجس بوقوع النجاسۃ وبہ قال اسحاق وابو عبید ابو ثور وجماعۃ من اھل الحدیث
منھم ابن خزیمۃ اور باقی ائمہ شافعیہ کا سوائی غزالی اور رویانی کے عمل سب پر روشن ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے ان المجتہد
اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ کما فی التحریر وغیرہ انتہی یعنی عمل کسے مجتہد کا اوپر کسی حدیث کی تصحیح ہے اوس
حدیث کی پس امام شافعی اور امام احمد اور اسحق اور ابو ثور اور جماعت دیگر مصحح ہوئی اس حدیث کی اور تصحیح کی ہے اس حدیث کے
ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی نے اور حاکم نے جیسا کہ کہا محلی میں وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والدارقطنی انتہی

---

حماد بن اسامہ ثقہ اور ثبت ہی اور تیسرا وہ فضیل بن حسین ابو کامل ثقہ حافظ ہے اور چوتہا ثقہ ثبت ہی اور باقی کا ذکر گذر چکا ۲ه روایت
ہمکو موسی بن اسماعیل نے اور کہا روایت کی ہمین حماد نے اور کہا روایت کی ہمین عاصم بن منذر نی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور کہا مجہی
میرے باپ نے آخر حدیث تک ۳ه یہہ سب عسقلانی کی تقریب میں ہے ۴ه روایت کی ہمین ہناد بن سری اور حسین بن حریث نی ابی
اسامہ سے اور اونہوں نے ولید بن کثیر سے اونہوں نی محمد بن جعفر سے اونہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سی اونہوں نے اپنے باپ سے آخر حدیث تک
۵ه اور کہا شافعی اور امام احمد نی جو پانی حد قلتین تک پہونچ جاوے تو وہ کثیر ہے نجاست کی گرنی سی ناپاک نہیں ہوتا اور ایسا ہی
کہا ہے اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ایک جماعت اہل حدیث نی اونمیں ہی سی ابن خزیمہ ہیں ۶ه بلاشک جب ثابت دلیل پکڑے کوئی
مجتہد کسی حدیث سی تو وہ اوس حدیث کا باعث صحت ہوجاتا ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے، ہو چکی عبارت ردالمحتار کی ۷ه
اور صحت کی ہے اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دار قطنی نے ہو چکی عبارت محلی کی

اور کہا بلوغ المرام مین وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم انتھی اور کہا حاکم نی یہہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے
اسکو روایت نہین کی کہ اسمین ولید سی اسناد مین کچہ خلاف واقع ہوگیا ہے جیساکہ کہا محلی مین وقال الحاکم
صحیح الاسناد ولم یخرجاہ لخلاف فیہ عن الولید بن کثیر انتھے اقول اس اختلاف کا جواب ہم دینگی عنقریب اور کہا
یحیی بن معین نی کہ یہہ حدیث خوب پختہ ہے اور کہا بیہقی نے یہہ حدیث موصول الاسناد اور صحیح اور کہا منذری
نے اسکی اسناد جید ہے اور اسپر کسیطرح کا غبار نہین جیساکہ کہا محلی مین وقال ابن معین جید قال البیھقی
موصول صحیح وقال المنذری اسنادہ جید لاغبار علیہ انتھی اور کہا ابن ماجہ نی کہ یہہ حدیث صحیح ہے جیساکہ بحر الرائق
مین ضمن مین ایک اعتراض کی کہ جسکا جواب بی دلیل ہے قد صححہ ابن ماجۃ وابن خزیمۃ والحاکم وجماعۃ من اھل
الحدیث انتھی بلکہ حضرت طحاوی حنفی نی جسنے تائید حنفی مذہب کی اپنے نفس پر واجب کرلی ہی اور جہانتک
بن آتی ہے حنفی مذہب کی مددگاری کرتا ہی جسکی حق مین شاہ عبدالعزیز قدس سرہ بستان المحدثین مین فرماتی ہی
بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ
انتھی لاچار ہوکر اقرار کرلیا ہے کہ حدیث قلتین کی صحیح ہے اور ثابت اگرچہ عذر اضطراب معنی قلتین کا پیش
لایا ہے لاکن ہم اس سی بہی جواب دینگی انشاء اللہ تعالی اور یہہ ہی کلام طحاوی کا شرح معانی الآثار مین خلیہ
القلتین صحیح واسنادہ ثابت لاکن انما ترکناہ لانا لانعلم ما القلتان انتھے اور کہا محلی مین و
اعترف الطحاوی بصحتہ انتھی اور کہا فتح الباری مین الفصل بالقلتین اقوی بصحۃ الحدیث فیہ وقد
اعترف الطحاوی من الحنفیۃ بذلک انتھی اقول اعتراف طحاوی حنفی کا سخت حجت ہی حنفیہ پر الحاصل حدیث قلتین کی
صحیح اور ثابت اور اسناد اوسکی جید اور راوی اوسکی ثقات اور اسی وجہ اور اسی نظر سی صحیح کہا ہے اسکو امام شافعی نے
اور امام احمد بن حنبل نے اور امام اسحق نی اور امام ابو عبید نے اور امام ابو ثور نے اور ابن خزیمہ نی اور ابن حبان نے
اور ابن ماجہ نی اور دار قطنی نی اور بیہقی نی اور حاکم نی اور یحیی بن معین نی اور علامہ منذری نی اور طحاوی نے بس

---

اور صحت کی اسکی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور حاکم نی ہو جسکی عبارت بلوغ المرام کی اور حاکم نی کہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد
ہے اور شیخین نی بسبب اوس اختلاف کی جو ولید بن کثیر سے ہے اسکو روایت نہین کیا ہو جسکی عبارت محلی کی اور کہا ابن
معین نے یہہ اسناد جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نی کہا جید ہے اسپر کچہ غبار نہین ہو جسکی عبارت محلی کی
بلاشک صحت کی ہی اوسکی ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور ایک جماعت اہل حدیث نی حدیث قلتین کی صحیح ہی اور
اسناد اوسکی ثابت ہی لیکن ہمنے اسلیے اوسپر عمل نہین کیا کہ ہم قلتین کے معنے نہین جانتے اور اقرار کیا طحاوی نے اوسکی صحت کا ہو جسکی عبارت
محلی کے حد فاصل قلتین کے بہت قوی ہے بسبب صحیح ہوجانے حدیث کے اسباب مین اور حنفیون
مین سے طحاوی بلاشک اوسکی صحت کا مقر ہے ہو جسکی عبارت فتح القدیر کی ؛

اب کلام سی اون لوگون کے جو ان حدیثوں کو ضعیف کہتے ہین جواب دینا چاہیے تو واضح ہو کہ جنکا مولف نی ذکر کیا ہے اون میہون کی کلام سے ضعف حدیث قلتین کا ثابت نہین ہوتا اسلئی کہ بیہقی کی اوس قول کی جو زیلعی نی نقل کیا ہے یہہ معنی ہین کہ یہہ حدیث ایسی قوی نہین کہ علی شرط الشیخین ہے نہ یہہ معنی کہ ضعیف ہی ورنہ وہ کلام بیہقی کا جو محلی مین منقول ہو چکا ہے بی معنی ہو جاویگا اور ضعیف کہنا غزالی کا اور رویانی کا اور دبوسی کا اور صاحب ہدایہ کا اور شیخ ابن الہمام کا اور بعضی مالکیون کا حدیث کو ضعیف نہین کر دیتا کیونکہ یہہ لوگ مقلدین مین سے ہین ایمہ جرح اور تعدیل مین سے نہین ہین ایسے ایسے سیکڑون علما شافعی اسکی تصحیح کر رہے ہین تو جیسا کہ ہمنے ان سب کے تصحیح پر اعتماد نہین کیا ایسا ہی اون علما کی جرح کا جنکا مولف نی شمار کیا ہے یہی خیال بجا ہے اب رہا ضعیف کہنا ابن عبد البر کا اور ابو داؤد کا اور علی بن المدینی کا سو البتہ جرح انکا پایہ اعتبار رکھتی ہے لاکن اگر بیان سبب اور دلیل ہو تو معتبر ہے ورنہ بلے بیان سبب الکا جرح بہی مقبول نہین ہونیکا جیسا کہ وجیہ الدین علوی اپنی ابن عبد اللہ سی حاشیہ شرح نخبہ مین نقل کرتے ہین اور ذہبی نی

وقد عقد ابن عبد البر فی کتاب العلم بابا لکلام المعاصرین بعضهم فی بعض ورای ان اهل العلم لا یقبل جرحهم الا ببیان واضح انتہی

اور سوائی انکی اوروں کا بہی یہی مذہب ہے کہ جرح کیکا بی بیان سبب کے قبول نہین کیا جاتا جیسا کہ کہا ہی شرح نخبہ اور حاشیہ علوی مین والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلك جماعة لکن محله التفصیل وهو انه مقدم ان صدر مبینا سببه من عارف باسبابه لانه ان کان غیر مفسر لم یبین سببه مثل قولهم فلان ضعیف و فلان لیس بشیء او نحو ذلك مقتصرا علی ذلك لم یقدح فیمن ثبت عدالته لان الناس یختلفون فیما یجرح وما لا یجرح فیطلق احدهم الجرح بناء علی امر اعتقده جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببه وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر به ایضا وهو ظاهر انتہی اور شرح نخبہ مین قبل اس کلام کے قال الذهبی وهو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال لم یجتمع اثنان من علماء هذا الشان قط علی توثیق ضعیف ولا علی تضعیف ثقة انتہی ولهذا کان مذهب النسائی ان لا یترك حدیث الرجل حتی یجتمع الجمیع علی ترکه

سـ۵ اور بلاشک ابن عبد البر نے معاصر لوگون کے کلام کرنی مین ایک باب منعقد کری کہا ہے کہ اہل علم مین معاصر کی جرح بغیر بیان کے قبول نہین کرتی عـ۵ اور جرح مقدم تعدیل پر اگرچہ ایکجماعت نے علی الاطلاق ہی کہا لیکن یہہ بات تفصیل طلب ہے وہ یہہ ہے کہ جرح جب مقدم ہے کہ کوئی جرح کی سببونکا جاننی والا مع سبب جرح کرے کیونکہ اگر سبب جرح کا بیان نکیا مثلا کہدیا کہ فلانہ ضعیف ہی یا فلانہ ہیچ پوچ ہے یا اور کوئی ایسا لفظ کہدیا تو کسی شخص ثابت العدالت کو یہہ کہنا مضر نہوگا کیونکہ لوگ اون باتونمین جو جرح کرتی ہین اور نہین کرتین مختلف ہین سو بعضون نے وہ باتین جو اونکی اعتقاد مین جرح ہین بہ جالت جرح کہہ دی ہین حالانکہ حقیقت مین وہ جرح نہین ہے سو اس بنا پر جرح کا بیان ضرور ہے اور اگر انجان سی جرح ہو سکے تو اوسکا اعتبار نہوگا اور یہہ امر ظاہر ہے ہو چکے عبارت شرح نخبہ کی عـ۵ ذہبی نے کہ جو پورا اہل استقرا مین سے ہے نقد الرجال مین کہا ہے کہ اصول حدیث کے علما مین سے دو عالم ہرگز نہ ضعیف کے ثقہ بتانی پر جمع ہوئی ہین نہ ثقہ کے ضعیف بتانے پر ہو چکے عبارت نقد الرجال کی اور اسی سبب سے نسائی کا مذہب یہہ تہا کہ کسی راوی کی حدیث نچھوڑی جاوی جبتک کہ سب اوسکی چھوڑنی پر جمع نہو جاوین ؛

لیحذر المتکلم فی ھذا الفن فانہ ان عدّل بغیر تثبت وتجنب عن التساھل کان کالمثبت حکما لیس بثابت فیخشی علیہ ان یدخل فی
زمرۃ من روی حدیثا وھو یظن انہ کذب وان جرح بغیر تحرز اقدم علی الطعن فی مسلم بری من ذلک ووسمہ بمیسم سوء یبقی علیہ عارہ ابدا
والآفۃ یدخل فی ھذا تارۃ من الھوی والغرض الفاسد وکلام المتقدمین سالم من ھذا الجرح غالبا وتارۃ من المخالفۃ فی العقائد وھو موجود
قدیما وحدیثا انتھی کلام الحافظ فی شرح النخبۃ اور ظاہر ہے کہ کسی جارح مضعّف کا کلام متضمن وجہ ضعف کا اور سبب جرح کا
نہین ہے پس کیونکر مجرد اقوال بے دلیل سے حدیث صحیح ثابت کو جسکو جماعت محدثین کی اور خود وہ امام حدیث کی اماموں میں سے
جنکا ذکر گذرا صحیح کہتے ہین ضعیف مانا جاوے جائی انصاف کی ہے اور مقام داد کا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ضعیف کہنا اونکا
با وجہ ہے اور وجہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہی الفاظ مین اور معنون مین جیساکہ حضرت مولف آگی ذکر کرینگے
اور مضطرب ہی اسناد مین جیساکہ ذکر کیا ہے محلی مین وقولہ وجہ انہ اختلف فی سندہ عن ابی اسامۃ فمرۃ یقول عن
الولید بن کثیر عن محمد بن عباد بن جعفر ومرۃ عن محمد بن جعفر بن الزبیر ومرۃ یروی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ومرۃ عن
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر انتھی وکذا ذکرہ فی البحر الرائق یعنے اسکی اسناد مین اختلاف ہی کیونکہ ولید کی روایت
کبھی تو محمد بن جعفر سے اور کبھی محمد بن عباد بن جعفر سی اور انکی روایت کبھو ہے عبد اللہ بن عبد اللہ سے اور کبھو عبید اللہ
بن عبد اللہ سے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ وجہ بھی کالعدم ہے کیونکہ اس حدیث مین تینوں مین سی کوئی بھی اضطراب نہین سو
ہونا اضطراب لفظی او معنوی کا تو وہین پر بیان کیا جاویگا جہان پر مولف اوسکو ذکر کرینگی دیکھہ کیا ضروری پر اضطراب
اسناد یکو یہان رفع کیا جاتا ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ اضطراب اوس اختلاف کا نام ہی جسمین توفیق یعنی جمع یا ترجیح بعض صورتون
اختلاف کے اوپر بعض کی ممکن نہو اور جہان کہین جمع یا ترجیح ہو سکی تو اوس محل مین اضطراب نہین پایا جاتا جیساکہ کہا وجیہ الدین
علوی نے حاشیہ شرح نخبہ مین قال ابن الصلاح ھو ما اختلف الرواۃ فیہ فیرویہ بعضھم علی وجہ وبعضھم علی وجہ آخر مخالف لہ ولا یترجح احدی الروایتین علی
الاخری ولا یمکن الجمع بینھما فان ترجحت فالحکم للراجح ولا یکون الحدیث حینئذ مضطربا وکذا ان امکن الجمع انتھی مختصرا

---

اور اس فن مین بولنی والیکو ڈرنا چاہیے کیونکہ اگر بغیر دلیل کسیکو ثقہ بتایا تو ایک امر غیر ثابت کا گویا ثبوت کیا تو خوف ہی سا تہا کہ کہین اونکی گروہ مین باوجودیکہ
جہوٹی ہونی کی روایت کی ہیں اوسکو روایت کرتے ہین داخل نہو جاوے اور اگر بیدہڑک کسیکو غیر ثقہ بتا دیا اور وہ اوس سے بری ہی تو اوسکا وبال ہمیشہ اوسپر رہیگا
اور آفت اس فن مین کبھی نفسانیت اور اوکسی بری غرض سے ہوتی ہے اور اگلی لوگون کا کلام اکثر اسطرحکی جرح سی خالی تہا اور کبھی وہ آفت عقیدہ کی
اختلاف سی ہوتی ہے یہہ بات پہلی سی ابتک موجود ہے حافظ کا کلام جسکا شرح نخبہ مین ہے تمام ہوا اور سبب اوسکا یہہ ہے کہ پہلی سند مین اسامہ اختلاف کرتا ہے
سو کبھی تو کہتا ہے روایت کی ولید بن کثیر نے محمد بن عباد بن جعفر سی اور کبھی محمد بن جعفر بن زبیر سی اور کبھی روایت کرتا ہے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے اور کبھی عبید اللہ
بن عمر سی ہو جسکی عبارت محلی کی ہے اور یون ہی بحر الرائق مین ہے تمام ہوا کہا ابن صلاح نے اضطراب وہ ہی کہ مختلف ہو روایت اوسکی بعضی راوی ایکطرح پر روایت
کرین اور بعضی ایسی دوسری طرح پر کہ وہ اوسکی مخالف ہو اور ایک کو اون دونون روایتوں مین سے ترجیح نہو اور اون دونو مین جمع بھی ممکن نہو اور اگر ایک روایت کو ترجیح
ہو جاوے تو وہی حکم اوسی کا ہے اور اوسوقت حدیث مضطرب نکہلاویگی اور اسیطرح جبکہ اون دونو مین جمع ممکن ہو ہو جسکی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر

اور اس اسناد مین ولید کی ترجیح بہی ممکن ہے اور جمع بہی ہو سکتا ہے پہر کہان ہوا اضطراب تو صورت ترجیح کی یہہ ہے کہ جو روایت ولید بن کثیر کی محمد بن جعفر بن زبیر سے اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے ہی وہ مرجح ہے اور شاہد ہے اسپر روایت محمد بن اسحاق کی محمد بن جعفر بن الزبیر سے اور اوسکی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے جیسا کہ اول روایت مین ترمذی کی اور دوسرے روایت مین ابو داؤد کی گذرا اور اختیار کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ ذکر کیا ہے محلی مین واجاب[له] عنه الخطابی بان هذا اختلاف من قبل ابی اسامة حماد بن اسامة القرشی رواه بن محمد بن اسحاق بن بسار عن محمد بن جعفر بن الزبیر فالخطاء فی احدی روایتیه متروک والصواب معمول به ولیس فی ذلك مایوجب توهین الحدیث انتهی اور صورت جمع کی یہہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ولید نے محمد بن جعفر بن الزبیر سے بہی روایت کی ہوا در محمد بن عباد بن جعفر سے بہی کی ہو ایسا ہی عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے بہی روایت ہوا اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے بہی روایت ہوا اور یہہ سب ثقات ہین اما[عه] الاول فهو ثقة من السادسة والثانی ایضا ثقة من الثالثة والثالث ایضا كذلك وهكذا الرابع كذا فی تقریب التهذیب اور اختیار کیا اسکو امام نووی نے جیسا کہ ذکر کیا ہی بحر الرائق مین واجاب[عه] النووی عن هذا بان ندلیس اضطرابا لان الولید رواه عن كل من المحدثین فحدث مرة عن احدهما ومرة عن الاخر ورواه ایضا عبد الله وعبید الله ابنا عبد الله بن عمر عن ابیهما وهما ایضا ثقتان انتهی وكذا فی المحلی علاوہ یہہ کہ ترمذی کی روایت مین اور ابو داؤد کی دوسرے روایت مین نہ ابو اسامہ واسطہ ہی اور نہ ولید بن کثیر ہی اومین اتنا دہو کہا ظاہری ہی نہین ہوتا اور اسمین اضطراب کی بو بہی نہین آتی تو ثابت ہوا کہ اس اسناد مین اضطراب نہین ہے ایسا ہی نہونا اضطراب کا متن مین اور معنون مین بہی ثابت کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی لیس وجہ جرح مضعفین کی ثابت نہوئی اور جرح اونکا بی وجہ باقی رہا تو پہر اسکو کون قبول کرتا ہے تا اینکہ صحت حدیث کی ثابت ہو وبهذا[عه] التحقیق اندفع ما قال بعض قاصری الانظار المعذورین فی بعض الحواشی علی بعض الکتب ولا یخفی ان الجرح مقدم علی التعدیل فلا یدا فعه تصحیح بعض المحدثین لمن ذكره ابن حجر وغیره

---

[له] اور جواب دیا ہے اوس سے خطابی نے اسطرح پر کہ یہہ خلاف جانب ابی اسامہ حماد بن اسامہ قرشی سے ہی چنانچہ روایت کیا ہے اوسکو محمد بن اسحاق بن یسار نے محمد بن جعفر بن زبیر سے تو خطا ایک روایت مین چہوڑ دیگئی اور ٹہیک بات پر عمل کیا گیا اب اسمین یہہ نہین رہا کہ حدیث کو ضعیف کری ہو چکی عبارت محلی کی [عه] پہلا شخص طبقہ چہٹے مین کا ثقہ ہے اور دوسرا بہی طبقہ تیسری مین کا ثقہ ہے اور تیسرا بہی اور اسیطرح چوتہا بہی یونہین ہے تقریب التہذیب مین [سه] اور جواب دیا ہے نووی نے اس سے اسطرح پر کہ یہہ اضطراب نہین کیونکہ ولید نے بسبب اوستادون کی روایت کی ہی سو ایکدفعہ ایک اپنے اوستاد سے روایت کی ہی اور دوسرے دفعہ دوسرے سے اور روایت کی ہی اسیطرح عبید اللہ اور عبد اللہ دونو بیٹون ابن عمر نے اپنے باپ سی اور وہ دونو ثقہ ہین ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہین ہے محلی مین [عه] اور اس تحقیق سے اوٹہہ گیا وہ شبہہ جو بعضے کوتاہ نظر دن معذوروں نے بعضی حاشیون مین بعضے کتابون کی کیا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر تو اب اس جرح کو بعضے محدثون کا صحیح کہنا نہین اوٹہا سکتا کہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کردیا

ووجه الاتد فاع لا يخفى عليك بعد التامل الصادق الا ترى ان تقديم الجرح على التعديل فرع لوجود الجرح وقد نفيناه لعدم وجود وجه وجعلناه هباء منثورا فاين المقدم واين التقديم وان سلمنا ان وجه الاضطراب فى الاسناد والمتن والمعنى فقد نفينا الاضطراب فى الافراد وسننفى الاخيرين وقد قال فى المسلم اذا تعارض الجرح والتعديل فالتقديم للجرح مطلقا وقيل بل للتعديل عند زيادة المعدلين ومحل الخلاف اذا اطلقا وعين الجارح شيئا لم ينفه المعدل او نفاه لا بيقين واما اذا نفاه يقينا فالمصير الى الترجيح اتفاقا انتهى وقال العلوى فى حاشيته على شرح النخبة نعم ان عين سببا نفاه المعدل بطريق معتبر فانهما يتعارضان انتهى فثبت صلوح معارضة الجرح للتعديل ثم الترجيح للتعديل لجودة الاسانيد من حيث ثقاة الرواة ومن الله التائيد فافهم **قال** اب مدار ... رہا کہ اضطراب معنوی اور متن میں جواب دیا جائے مؤلف کی وجہ ثانی کی جواب کی بعد اس سے جواب دیا جاویگا

اور وجہ دوسری یہہ ہے کہ یہہ حدیث قلتین کی مخالف ہے اجماع صحابہ کی جیسا کہ کہا شیخ عبد الحق نی بیچ شرح مشکوۃ وغیرہ کے قال[سله] علی بن مدینی وهو امام ایمة الحدیث وشیخ البخاری انه مخالف لاجماع الصحابة فان الزنجی وقع فی بیر زمزم فامر ابن عباس و ابن الزبیر بنزح الماء کله بحضور الصحابة ولم ینکره منهم احد انتهى اور کہا طحاوی نے وکان[عله] ذلک الافتاء بمحضر الصحابة ولم ینکره منهم احد انتهى اور کہا شیخ نے بیچ لمعات شرح مشکوۃ کی وکان[سه] ذلک الافتاء بمحضر الصحابة ولم یظهر من احدهم الانکار فیکون حدیث قلتین مخالف الاجماع انتهى **اقول** اس مغالطہ کی تین جواب ہیں اول یہہ ہی کہ اس قصے

---

اور وجہ اور شبہہ ... اور حق یہ ہے کہ بعد تامل صادق کی پوشیدہ نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ مقدم ہونا جرح کا تعدیل پر اس بات کی ایک شاخ ہے کہ اصل میں جرح ہو تو یہاں ... نہیں ہے بسبب نہ ہونے وجہ جرح کی اور اسکو بالکل اڑا کر مثل ہبا میں کر دیا تو اب تقدیم و مقدم کہاں رہا اور اگر وجہ اضطراب کو ہم متن حدیث یا معنی حدیث میں مان لیوین تو سند ... کے اضطراب کو توہم اوڑا چکی اور دو اضطراب باقی ماندہ کی عنقریب بحث کرینگی اور مسلم میں کہا ہے کہ جب جرح کو تعدیل ... معارض ہو تو تقدیم جرح کو ہی ہر حال میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ تقدیم تعدیل کو ہی جسوقت کہ تعدیل کرنیوالی زیادہ ہوں اور موقع خلاف کا جب ہے کہ یا تو جرح اور تعدیل دونو بلا سبب ہوں یا جرح کرنیوالی نی جو سبب بتایا ہو اوسکو تعدیل کرنیوالا اوٹہا نسکا ہو یا اوٹہا ہو مگر مضبوط نہو اور جسوقت کہ اچہی طرح اوٹہا دے تو بالاتفاق تعدیل کی طرف رجوع کرنا ہے ہوچکی عبارت مسلم کی اور علوی نے اپنے حاشیہ میں جو شرح نخبہ پر ہے کہا ہے کہ ہاں اگر معین کر دی جرح کرنیوالا سبب اوٹہا دی اوسکو تعدیل کرنیوالا معتبر طور پر تو دونو باہم متعارض ٹہرینگی ہوچکی عبارت حاشیہ کی تو ثابت ہوگیا قابل ہونا جرح کا معارضہ تعدیل کی لئی پہر ترجیح تعدیل کو ہی بسبب عمدگی اسناد کے جہاں کی راوی ثقہ ہوں اور اللہ سی ہی مدد ہی سمجھ لے

سله کہا علی بن مدینی نے اور وہ محدثوں کی اماموں کے امام ہیں اور بخاری کی اوستاد کہ یہہ قلتین کی حدیث اجماع کی مخالف ہے کیونکہ حبشی زمزم میں گرا اور ابن عباس اور ابن زبیر نے حکم دیا تمام صحابہ کی مجمع میں کہ اوسکا سارا پانی نکالا جاوے اور کسینے انکار نکیا ہوچکی عبارت شرح مشکوۃ کی سه اور یہہ فتوا صحابہ کی مجمع میں ... عله اور یہہ فتوا صحابہ کی مجمع میں اور اوسپر کسیکا انکار ظاہر نہیں ہوا تو حدیث قلتین کی اجماع کی مخالف ٹہری ہوچکی عبارت

اور اجماع کی ثبوت ہی مین کلام ہے جیسا کہ سابق ذیل مین حدیث زنجی کی انکار امام شافعی کا اور انکار سفیان بن عیینہ کا اور انکار
ابو عبید کا اس قصہ کی وقوع سی بضمن عبارت سنن کبری اور محلی کی گذرا اور جس روایت سی حنفی اس قصہ کو ثابت کہتی ہین اوس
روایت کا منقطع ہونا عبارت سی سنن کبری اور محلی کے ثابت کیا گیا دوسرا جواب یہہ ہے کہ ہمنے فرض کیا کہ یہہ قصہ ثابت ہے
اور اجماع پایا گیا لیکن پہر بہی اجماع سکوتی ہوا اور اجماع سکوتی امام شافعی بلکہ بعضے حنفی حجۃ شرعی نہین جانتی جیسا کہ کہا
مسلم الثبوت مین بعد بیان مسئلہ اجماع سکوتی کے ومختار[۵۱] الآمدی والکرخی ظنی وعن الشافعی رحمہ اللہ لیس بحجۃ
وعلیہ ابن ابان والباقلانی انتہی قلت وذهب اکثر الشافعیۃ الی ان هذا هو مذهب الشافعی کذا فی منهیۃ المسلم
فلا تغتر بما ذکرہ ابن الحاجب عن الشافعی من روایتہ علی خلافہ ایضا فان صاحب البیت اعرف بما فی البیت من غیرہ
پہر کسطرح یہہ اجماع سکوتی تمہارا شافعی پر حجت ہوگا تیسرا جواب یہہ ہے کہ فرض کیا کہ یہہ اجماع سکوتی بہی حجت ہی لاکن
یہہ اجماع پانی کے نکالنی پر موجب اور مخبر اسبات کا کہان ہوتا ہی کہ پانی کو نجس جانکر وہ پانی نکالا تہا بلکہ بلحاظ حدیث الماء طہور کے
جو بیر بضاعہ کی جواب مین وارد ہے اور خود ابن عباس سے مروی ہے اور صحت اوسکی سابق مین ثابت کی گئی ہی اور بلحاظ ثبوت اس امر کی کہ
ابن عباس نے ایسے حوض مین سی وضو کیا ہے جسمین کچہہ مردار پڑا ہوا تہا جیسا کہ ضمن مین عبارت سنن کبرے کے گذرا اور بلحاظ صحت
حدیث قلتین کے یہی کہینگے کہ نکالنا صحابہ کا پانی کو زمزم کی اس سبب سے تہا کہ گرنے سے زنجی کے پانی پر خوف ظہور نجاست طاہر
ہو گئی تہی اور زمزم پینے کا پانی تہا پس بطور نظافت اور لطافت کے پانی اوسکا نکلوا دیا تہا نہ بطور تطہیر نجاست کی پہر
کہان مخالف ہوئی حدیث قلتین کے اجماع کذا قال الامام[۵۲] الہمام الشافعی کما مر سابقا فی عبارۃ المحلی وسنن کبرے
قال اور تیسری وجہہ یہہ ہے کہ حدیث قلتین کی مضطرب ہے یعنے الفاظ اور معانی اسکے مختلف ہین پس اسمین اسلئی کہ ایک روایت عبد اللہ
بن عمر سے یہہ ہے کہ کہا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع فقال اذا
کان الماء قلتین لم یحمل الخبث رواہ الترمذی والنسائی وابو بکر وابو داود واحمد پس یہہ حدیث کہ روایت کیا ان محدثون نی دلالت کرتی
ہے اسپر کہ جبکہ ہو پانی قدر قلتین کے نہ اوٹہا سکیگا نجاست کو پانی سی یعنی نجس ہو جائیگا جیسا کہ مقتضائی ان حدیثون کا کہ
اوپر مذکور ہوئین اسلئی کہ معنی حمل کے لغت مین اور قران شریف مین اوٹہانیکی ہین کہا بیچ منتخب اللغات وغیرہ کے الحمل بر داشتن انتہی

[۵۱] اور پسندیدہ آمدی اور کرخی کا یہہ ہے کہ اجماع سکوتی ظنی ہے اور امام شافعی سی منقول ہی کہ وہ اجماع حجت نہین ہے اور ابن ابان اور باقلانی
اسیپر ہین یہانتک ہوچکی عبارت مسلم کی مین کہتا ہون کہ اکثر شافعیہ اسطرف گئی ہین کہ مذہب شافعی کا یہی ہے منہیہ مسلم مین یونہین ہے سواب ہوکا نہ کیجیو وہ تقریر
جو ابن حاجب نے اپنے روایت سی امام شافعی کا خلاف اسکی اسمین ذکر کیا ہے کیونکہ گہر والا گہر کی موجودات غیر سی زیادہ جانتا ہے [۵۲] جیسا کہا امام ہمام
شافعی نے جیسا کہ گذر چکا پہلے عبارت محلی اور سنن کبرے مین [۵۳] آنحضرت صلعم سے سوال کیا گیا اوس پانیکے حق مین جو جنگل
مین ہوتا ہے اور اوسمین چوپائے پہرتے ہین تو آپنے فرمایا کہ جب پانی قلتین کے حد کو پہونچ جاوے تو ناپاکی اوسی
منضر نہین روایت کے ترمذی اور نسائی اور ابو بکر اور ابو داود اور احمد نے + + + + + + + + + +

اور فرمایا اللہ تعالی نی وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا اور جابی فرمایا ہے مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا اور دوسری روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم ینجسہ شئ رواہ ابن ماجہ ابوداؤد پس یہہ روایت دلالت کرتی ہی اسپر کہ جبکہ پڑہی پانی قلتین میں کوئی نجس چیز تو ناپاک نہین ہوویگا سو یہہ معنی مخالف ہین پہلی حدیث کی معنی کو باعتبار معنی والفاظ کی اور تیسری روایت عبداللہ بن عمر کی یہہ ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا بلغ الماء قلتین او ثلثا لم ینجسہ شئ رواہ ابن ماجہ پس یہہ روایت مشتمل ہی شک پر کہ دو قلی فرمائی ہین یا تین قلی پس یہہ روایت مخالف ہوئی دونون روایتون پہلی کو اور نہ معلوم ہوا کہ حضرت نی دو قلی فرمائی ہین یا تین اور چوتھی روایت عبداللہ بن عمر سے یہہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا کان الماء اربعین قلۃ لم ینجسہ شئ رواہ محمد بن المنکدر اور کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض الروایات لفظ قلتین وفی بعضہا ثلث قلال وفی بعضہا اربعین قلۃ وفی بعضہا اربعین غربا انتہی اور مانند اسکی کہا ملا علی قاری نی شرح مشکوۃ مین پس ثابت ہوا ان روایتون سی اضطراب اس حدیث کا **اقول** اس قول مین مولف نی بہت ابلہ فریبی کی ہے سلئی اسکی رد کو توجہ تام سی سننا چاہیئے تو پہلے سنو کہ جو خلاف ایسا ہو کہ اوسکی بعض وجوہ بعض پر مرجح ہوں یا سب وجوہ اسمین جمع اور موافقت قبول کرلیں تو ایسی اختلاف سی حدیث مین اضطراب نہین واقع ہوتا چنانچہ ضمن جواب جہ ثانی قول ابن صلاح کا عبارات حاشیہ علوی مین مصدق اسمعنی کا گذرا اب سنو کہ مولف نی دو وجہین اضطراب کی اس حدیث مین بیان کین ہین وجہ اول یہہ کہ بعضے روایتون مین لم یحمل الخبث آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نہ اوٹہا سکیگا نجاست کو یعنی نجس ہو جائیگا اور دوسری روایت مین لم ینجس آیا ہے اور اسکی معنی یہہ ہین کہ نجس نہین کرتے اوسکو کوئی چیز یعنے نجس نہین ہوتا وجہ دوسرے یہہ کہ ایک روایت مین دو قلی آئی ہین اور ایک مین ساتہہ شک کے دو یا تین اور ایک مین چالیس قلہ اور کسی مین چالیس غرب فقط تو جواب وجہ اول کی یہہ ہے کہ اختلاف لم یحمل الخبث و لم ینجس کا حدیث مین اضطراب پیدا نہین کرتا اسلئے کہ معنی لم یحمل الخبث کی وہی ہین جو کہ لم ینجسہ کے ہین یعنی لینے اوپر نجاست نہین ظاہر ہونی دیتا اور نجس نہین ہوتا اور جو معنی مولف نی لکھے ہین ہرگز نہین ساتہہ تین دلیلون کے دلیل اول یہہ کہ معنی لم یحمل الخبث کی لغت مین یہہ ہین کہ نہین اوٹہاتا نجاست کو جیسا کہ خود مولف نی منتخب اللغات سی اور آیات قرآن سی ان معنی کو نقل کیا ہے پھر اس نہ اوٹہانیکی دو معنی ہین ایک یہہ کہ اوٹہا کر

ع۵ اور مدت حمل اور دودہ چہڑانا اوڑہائی برس ہین ع۵ کہا درستا و نکی جو لادی گئی تورات پہر نہ اوٹہایا اوسکو جیسے کہ مثل گدہی کی پیٹہہ پر لیجاتا ہے کتابین ع۵ فرمایا رسول خدا صلعم کہ جسوقت پانی مقدار دو قلون کو پہونچ جاوی تو اوسی کوئی چیز نجس نہین کرتی روایت کی ابن ماجہ اور ابوداؤد نی ع۵ جسوقت پہونچ جاوی پانی بقدر دو قلی یا تین کے تو نہین نجس کرتے اوسکو کوئی چیز ع۵ جسوقت پہونچ جاوی پانی بقدر چالیس قلے کے تو اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرتے روایت کی محمد بن منکدر نے ع۵ بلاشک واقع ہو گیا اضطراب ایک حدیث مین کسلئی کہ بعضے روایتون مین دو قلی کا لفظ ہے اور بعضے مین تین قلی کا اور بعضے مین چالیس کا اور بعضی مین چالیس ڈول کی عبارت

نجاست کی انکار کرتا ہے جیسے کہتی ہین کہ زید صندوق نہین اوٹھاتا یعنی اوٹھانیسی صندوق کی انکار کرتا ہی اور ظاہر ہے کہ ایسا نہ
اوٹھانا حدیث قلتین مین متصور ہی نہین اور ایک یہہ معنی ہین کہ نجاست کو اپنی اوپر آنی اور ظاہر ہونی نہین دیتا جیسے کہتے
ہین کہ زید پیدل چلنی مین تکلیف نہین اوٹھاتا یعنے پیدل چلتی ہوئی اوسپر تکلیف نہین طاری ہوتی اور وہ اسمین تکلیف
نہین پاتا اور یہی معنی متصور او محقق اور متعین ہین حدیث قلتین مین اور خود مولانا قطب الدین خانصاحب مظاہر حق ترجمہ
مشکوۃ مین لکہتے ہین کہ جسوقت کہ ہووی پانی دو قلہ نہین اوٹھاتا ناپاکی کو یعنی پلید نہین ہوتا پلیدی پڑنیسے انتہی کلامہ
اور نزدیک امام ابو یوسف رح کی بہی یہی معنی متعین اور محقق ہے قال[۵۱] فی البزازیة انہ روی عن ابی یوسف رحمہ اللہ صلی
الجمعة مغتسلا من الحمام ثم اخبر بفارة میتة فی بیر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدینة اذا بلغ
الماء قلتین لم یحمل خبثا انتهی ما فی رد المحتار هکذا فی الطحطاوی وغیرهما اور جو معنی مؤلف نے بیان کیے ہین یعنے نہین اوٹھا سکیگا
وہ معنی لم یحمل کے نہین ہوسکتی بلکہ وہ معنی لم یحتمل کے ہین جو تحمل سے مشتق ہی اور اس حدیث مین اسکا ذکر نہین ہی اسیواسطی جنابنے لغات
ترجمہ حملہ کا حاشیہ مین یہہ کیا ہے یعنی اوٹھانا اوسکا انتہی اور یہہ ترجمہ نکیا کہ اوٹھا سکتا اور ترجمہ حملو کا یہہ کیا ہے اوٹھائی گئی
انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا کہ اوٹھا سکی گئی اور ترجمہ ثم لم یحملوها کا یہہ کیا پہر نہ اوٹھایا اوسکو انتہی اور یہہ نہین ترجمہ کیا
کہ نہ اوٹھا سکی غرض کہ حمل کے معنے اوٹھانا ہی اوٹھا سکنا نہین اور اوٹھا سکنا تحمل کے معنی ہین جسکا اس حدیث مین ذکر نہین
اور ان دونو معنون مین ہزار دل کوسکا فرق ہی کیونکہ بنا بر معنی اوٹھانیکی معنی لم یحمل کے ہماری موافق ہوتی ہین جیسا کہ
بیان کیا گیا اور بنا بر معنی اوٹھا سکنی کی معنی لم یحمل کے موافق مؤلف کی یعنی نہین اوٹھا سکیگا نجاست کو بلکہ نجس ہوجائیگا ہوتے
ہین اور جبکہ معنی لم یحمل کے نہین اوٹھانا مولف کی تراجم اور زبان سی ثابت ہوئی تو نہ اوٹھا سکی یعنی نجس ہوجانیکی معنے
خود مؤلف کی تحریر اور اقرار سی باطل ہوئی اور ثابت ہوا کہ معنی حدیث لم یحمل کے یہی وہی ہین جو معنی حدیث لم ینجسہ کے ہی
یعنی کہ نہین آنے اور طاری ہونی دیتا نجاست کو اپنے اوپر اور نہین نجس ہوتا دوسری دلیل یہہ کہ جب کہ حدیث صحیح ابوداؤد مین ذکر
جو مؤلف کے کلام مین گذری ہی اور ابن ماجہ کے لفظ لم ینجسہ سے ثابت ہوگیا تو واجب ہوا کہ معنی لم یحمل الخبث کی بہی یہی
کیے جاوین جو لم ینجسہ کے ہین اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ ایک حدیث سی دوسری اوس مضمون کی حدیث تفسیر کرنی
چاہیے جیسا کہ کہا نووی نی شرح مہذب مین چنانچہ عنقریب آویگا اسیواسطی شیخ عبد الحق محدث حنفی نے شرح عربی مشکوۃ مین اقرار
کیا ہے کہ معنی لم یحمل الخبث یہی ہین کہ اپنے اوپر نجاست نہین آنی دیتا اوسکو دفع کردیتا ہے اور جو کہ بعضی حنفیون نے یہہ معنی لم
لم یحمل الخبث کی کیئی ہین کہ نجاست اوٹھا نہین سکتا بلکہ ضعیف ہوجاتا ہے صحیح نہین چنانچہ فرماتی ہین قولہ[۵۲] لم یحمل الخبث

[۵۱] بزازیہ مین کہا ہے کہ ابو یوسف سی مروی ہے کہ اونہونے ایک حمام پانی سی نہاکر جمعہ کی نماز پڑہی پہر لوگونے خبر دی کہ اوس
حمام مین مرا ہوا چوہا نکلا تو ابو یوسف نی کہا کہ ہم اپنے بہائی اہل مدینہ کی قول پر عمل کرلیتی ہین کہ جسوقت پانی بقدر دو قلونکی پہونچ جاوے
تو نجس نہین ہوتا ہوچکی وہ عبارت جو رد المحتار مین ہی اور طحطاوی وغیرہ مین بہی یونہین ہے [۵۲] نجاست نہین اوٹہاتا

ای لم یقبلہ بل یدفعہ وجاء روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس وھذہ الروایۃ ان صحت دلت علی ان تاویل لم یحمل خبثا بانہ لا
یحملہ ولا یطیق حملہ لضعفہ بل ینجس کما قال بعض اصحابنا الحنفیۃ غیر صحیح انتہی کلام الشیخ اقول وصحۃ روایۃ ابی داؤد کالشمس فی
نصف النہار کما حققناہ فافہم اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ مین وادّعا صاحب الھدایۃ انہ لضعفہ لا یطیق
حمل النجاسۃ یردہ ما وقع فی روایۃ لابی داؤد فانہ لا ینجس انتہی مختصرا ایسے دلیل یہہ کہ اگر یہی معنی ہون کہ جبکہ پانی قدر
قلتین کو پہونچتا ہے تو نجس ہو جاتا ہے تو پہر یہہ کیون حد مقرر کر دی کہ جبکہ بقدر قلتین کے ہو تب نجس ہو جاتا ہی کیا جبکہ بقدر
قلتین ہو تو نجس نہین ہوتا یہہ تو کوئی عاقل نہین کہتا جیسا کہ ابن نجیم حنفی نے بحر الرائق مین کہا ہی ۵۴ ذکر شمس
الائمۃ السرخسی وتبعہ فی الھدایۃ ان معنے قولہ لم یحمل خبثا انہ یضعف ویتنجس وھذا مردود من وجہین ذکرھما
النواوی فی شرح المہذب الاول انہ ثبت فی روایۃ صحیحۃ لابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس
فتحمل الروایۃ الاخری علیہا فمعنے لم یحمل خبثا لم ینجس وقد قال العلماء احسن تفسیر غریب الحدیث ان یفسر بما
جاء فی روایۃ اخری کذلک الحدیث الثانی انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل القلتین حدا فلو کان کما زعم ھذا القائل لکان
التقیید بذلک باطلا فان مادون القلتین یساوی القلتین فی ھذا انتہی مختصرا اور کہا عینی مین ۵۵ ثم ان ماذکرہ شمس الائمۃ
السرخسی وتبعہ صاحب الھدایۃ ان معناہ انہ یضعف عن النجاسۃ یردہ روایۃ ابی داؤد اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس انتہی
جواب حدیث ثانی کا یہہ ہی کہ حدیث دو قلون کی مروی ہے ساتھہ سند صحیح اور قوی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سوا اسکے اور
مقابل مین اسکے سب روایتین یعنی تین قلون کی ہی اور چالیس قلون کی ہی اور چالیس غرب کی ہی سب نامقبول ہین

---

یعنی نجاست کو قبول نہین کرتا بلکہ دفع کرتا ہے اور ایک روایت ابوداؤد مین آیا ہی کہ نجس نہین ہوتا یہہ روایت اگر صحیح ہو جاوے تو دلالت کرتی
ہے اوپر کہ یہہ تاویل کہ پانی نجاست کو نہین اوٹہاتا یعنے نجس ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض ہماری ساتہی حنفیون نے کی ہی صحیح نہ ٹہریگی ہو چکی عبارت شیخ کی
مین کہتا ہون کہ صحت روایت ابی داؤد دوپہر کی سورج کی طرح چمکتی ہے چنانچہ ہم اسکی تحقیق کر چکی سمجہہ لے ۵۱ اور دلیل صاحب ہدایہ کو کہ
بسبب ضعف کے نجاست کو نہین اوٹہاتا رد کرتا ہے وہ جو ابوداؤد کی روایت مین آیا کہ نجس نہین ہوتا ۵۲ شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا
اور صاحب ہدایہ تابع ہوا کہ معنے اسکی کہ پانی نجاست نہین اوٹہاتا یہہ ہین کہ نجاست سے دب کر ناپاک ہو جاتا اور یہہ بات سرخسی کے
قول کی مردود ہے دو وجہون سے جو نووی نے شرح مہذب مین ذکر کی ہین اول تو یہہ کہ روایت صحیح مین ابی داؤد کی ثابت ہو چکا کہ جو وقت
پانی بقدر دو قلی کی پہونچ جاوے تو ناپاک نہین ہوتا سو اس روایت پر دوسری روایت بہی لگالیجاویگی تو اب اسکی معنی کہ پانی نجاست کو نہین اوٹہاتا
یہی ہونگی کہ نجس نہین ہوتا اور بلاشک علما نے کہا ہی کہ اچہی تفسیر حدیث کی نادر لفظونکی یہی ہی کہ دوسری روایت سے کیجاوے دوسری یہہ کہ آنحضرت صلعم نے دو قلونکو
حد ٹہرایا ہی اس صورت مین اگر سرخسی کا کہنا ٹہیک ہو تو دو قلونکی حد لگانا رائگان ہے کیونکہ اب وہ پانی جو دو قلون کی حد کو پہونچ گیا ہی اور وہ پانی
جو اس حد سے کم ہے ناپاک ہونے مین برابر ہین ہو چکی عبارت بحر الرائق کی بطور اختصار کے ۵۳ پہر وہ جو ذکر کیا سرخسی نے اور صاحب ہدایہ اسکا تابع ہوا کہ معنی اسکی کہ پانی
نجاست کو نہین اوٹہاتا یہہ ہین کہ نجاست سے دب جاتا ہے رد کرتی ہی اسکو ابوداؤد کی وہ روایت کہ جب پانی بقدر دو قلونکی ہو تو ناپاک نہین ہوتا ہو چکی عبارت عینی کے

تو حدیث قلتین مین اضطراب ہوا اضطراب جب ہوتا ہے کہ سب روایتین برابر کی قوۃ کی ہین مختلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتین جیسا کہ معنی مین اضطراب کے گذرا اب ایک ایک کو تفصیل وار سنئے حبا و حدیث اول یعنی جسمین یون آیا کہ دو قلی یا تین تو شاذ ہے جیسا کہ کہا بحر الرائق مین واجاب[٥١] النووی عن ہذا الاضطراب اما عن الشک فی قولہ قلتین او ثلثا فہو روایۃ شاذۃ وھی متروکۃ فوجودھا کعدمہا انتہے وھکذا فی المحلے اقول شاذ کیا بلکہ منکر کیونکہ تمام روایتون صحیحہ مین یعنی ترمذی اور ابو داؤد کی تین اور نسائی اور ابن خزیمہ کی بلکہ خود ابن ماجہ کی دو روایتون مین یہی آیا ہی کہ اذا بلغ الماء قلتین یعنے دو قلی اور سب ائمہ تعدیل نے اسکو صحیح کیا ہے اور روایت شک والی کو اصحاب ستہ مین سے محض ابن ماجہ ہی نے تخریج کیا ہی اور اسکی بعضے راویون مین کلام ہے ازانجملہ حماد بن سلمہ کہ انکی حافظہ مین آخر عمر مین فتور ہو گیا ہے جیسا کہ تقریب عسقلانی مین کہا ہے حماد[٥٢] بن سلمۃ بن دینار ثقۃ عابد وتغیر حفظہ باخرہ انتہی مختصرا اور ازانجملہ وکیع بن محرز کہ اوسکو اوہام بہت ہوتے تھے جیسا کہ کہا تقریب مین وکیع[٥٣] بن محرز بن وکیع البصری صدوق لہ اوہام انتہی ملخصا اور ازانجملہ علی بن محمد کہ یہہ بھی بہولکر اوسنے جیسا کہ کہا تقریب مین علی[٥٤] بن محمد بن ابی الخصیب صدوق ربما اخطأ انتہے مختصرا بس بظن غالب یہہ شک انہین تینون مین سے کسی سے صادر ہوا ہے تو یہہ حدیث ضعیف مقابلہ مین احادیث صحیحہ کی حدیث منکر ہوئی جیسا کہ کہا نخبۃ الفکر مین فان[٥٥] خولف بارجح منہ فالراجح المحفوظ ومقابلہ الشاذ وان مع الضعیف فالراجح المعروف ومقابلہ المنکر انتہی اور حدیث منکر کیونکر مقابل ہو کر حدیث صحیح کے موجب اضطراب کی ہو گی حدیث دوسری جیسا کہ مولف نے چوتھی مرتبہ لاکر کہا ہے روا محمد بن المنکدر یہہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور نسبت کرنا مولف کا اس روایت کو طرف محمد بن المنکدر کی کذب اور بہتان قبیح ہے اگر کوئی پوچھے کہ محمد بن المنکدر نے کونسی کتاب مین اس روایت کو رسول اللہ سے روایت کیا ہے تو جناب مولف قیامت تک ثبوت نہ پہونچا سکین گی نعوذ باللہ من ہذا الخیانۃ اصل حال یہہ ہے کہ حدیث اربعین قلہ کی روایت کی دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے ساتھہ اسناد قاسم بن عبد اللہ عمری کے بواسطہ جابر کے رسول اللہ سے مرفوعا اور یہہ صحیح نہین کہا یہہ خود اون محدثون نے جنہون نے اوسکو روایت کیا ہے اسلئے کہ راوی اسکا قاسم جھوٹا ہے اور جھوٹھین حدیثین موضوع کیا کرتا تھا اور متروک الحدیث ہی امام احمد بن حنبل نے اوسکو جھوٹھا قرار دیا ہی جیسا کہ کہا نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ مین

---

[٥١] اور جواب دیا نووی نے اس اضطراب سے کہ جو آیا ہے شک سے کہ بعضے روایتون مین دو قلی آئے ہین اور بعضے مین تین سو طرح جبر کہ وہ روایت شاذ متروک ہے اوسکا ہونا نہونا برابر ہے ہو چکی عبارت بحر الرائق کی اور یونہین ہے محلے مین [٥٢] حماد بن سلمۃ بن دینار ثقہ اور عابد ہی اور آخر عمر مین اوسکا حافظہ متغیر ہو گیا تہا ہو چکی عبارت تقریب کی بطور مختصر کے [٥٣] وکیع بن محرز بن وکیع بصری صدوق ہے کچھہ اوسی وہم رہتے ہتی ہو چکی عبارت تقریب کی [٥٤] علی بن محمد بن ابی خصیب صدوق ہے کبھی چوک جاتا تہا ہو چکی عبارت تقریب کی [٥٥] اگر مخالف پڑے بہت راجح حدیث ایک حدیث کی تو راجح کا نام محفوظ اور مقابل اوسکی شاذ اور اگر اسطرح کی مقابلہ مین حدیث ضعیف ہو تو راجح کا نام معروف اور مقابل کا نام منکر ہے ہو چکی عبارت نخبہ کی ؛

اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل خبثا مد من حديث جابر ولا يصح خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری اور دوسری جگہ اسی کتاب مین کہا ہے قاسم بن عبد الله العمری يكذب ويضع اور کہا تقریب التہذیب مین القاسم بن عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی متروك رماه احمد بالكذب انتہی اور کہا ابن طاہر حنفی نی اپنے تذکرہ موضوعات مین فی الوجیز عن جابر اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل الخبث خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری انتہی اور کہا قاضی شوکانی نی فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین حدیث اذا بلغ الماء اربعين قلة لم يحمل الخبث رواه ابن عدی عن جابر مرفوعا وقال لا يصح خلط فيه القاسم بن عبد الله العمری انتہی اور کہا بحر الرائق مین وروی الدار قطنی وابن عدی والعقیلی فی کتابہ عن القاسم باسناده الی النبی صلی الله عليه وسلم اذا بلغ الماء قلتين فانه لا يحمل الخبث وضعفه الدار قطنی بالقاسم انتہی البتہ حدیث چالیس قلون کی روایت کی ہے دار قطنی نے اسناد صحیح سے بوسیلہ روح بن قاسم کے محمد بن المنکدر سے لاکن نہ رسول الله سے مرفوعا جیسا کہ مؤلف نے افترا کیا ہے نعوذ بالله منہ بلکہ ابن عمر سے موقوفا یعنے ابن عمر کا قول نقل کیا ہے رسول الله کا قول نہین نقل کیا جیسا کہ کہا بحر الرائق مین وروی الدار قطنی باسناد صحیح من جہة روح بن القاسم عن ابن المنکدر عن ابن عمر رض قال اذا بلغ الماء اربعين قلة لم ينجس انتہی اور کہا نور الدین علی نے مختصر مین ثم قال ای الدار قطنی كذا رواه القاسم عن ابن المنکدر عن جابر ووهم فی اسناده وكان ضعيفا كثير الخطاء وخالفه روح والثوری ومعمر فرووه عن محمد بن المنکدر عن ابن عمر موقوفا اخرجه الدار قطنی انتہی

---

۵۱ جسوقت پہونچ جاوی پانی چالیس قلونکو تو نجاست کو نہین اوٹہاتا یہہ حدیث جابر کی معروف ہے اور درجہ صحت کو نہین پہونچی اوسمین کچھ قاسم بن عبد الله عمر سے نے خلط ملط کر دیا ہے ۵۲ قاسم بن عبد الله عمری جہوٹہا ہے اور حدیث کا بنانی والا ۵۳ قاسم بن عبد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب عمری مدنی متروک ہے امام احمد نی کہا ہے کہ یہہ جہوٹہا تہا ہوچکی عبارت تقریب کی ۵۴ وجیز مین جابر سی روایت ہی جسوقت پہونچ جاوی پانی چالیس قلونکو تو نجاست نہین اوٹہاتا اسمین قاسم بن عبد الله عمر سے نے خلط کر دیا ہے ہوچکی عبارت تذکرہ کی ۵۵ جسوقت پہونچ جاوے پانی چالیس قلونکو تو نجاست نہین اوٹہاتا روایت کی ابن عدی نے جابر سے مرفوعا اور کہا کہ درجہ صحت کو نہین پہونچ سکتی کچھ ملا دیا ہی اسمین قاسم بن عبد الله عمر سے نے ہوچکے عبارت فوائد المجموعہ کی ۵۶ اور روایت کی دار قطنی اور ابن عدی اور عقیلی نے اپنے کتاب مین قاسم کی اسناد سی حضرت تک کہ جسوقت پہونچ جاوی پانی دو قلونکو تو وہ نجاست نہین اوٹہاتا اور دار قطنی نے اوسکو بسبب قاسم کے ضعیف کہا ہے ہوچکی عبارت بحر الرائق کی ۵۷ اور روایت کی دار قطنی نے سند صحیح سے کہ روایت کی روح بن قاسم نے ابن منکدر سی اور انہون نے ابن عمر سے کہ جسوقت پانی بقدر چالیس کی پہونچ جاوے تو ناپاک نہین ہوتا ہوچکے عبارت بحر الرائق کی ۵۸ پہر کہا یعنے دار قطنی نے اسیطرح روایت کی قاسم نے ابن منکدر سے اور انہون نے جابر سے اور اوسکی سند مین قاسم کو وہم پڑ گیا ہے اور اہل حدیث کی نزدیک وہ ضعیف تہا بہت بہولتا تہا اور روح اور ثوری اور معمر نے اوسکی برخلاف روایت کیا ہے کیونکہ انہون نے روایت کی ہی محمد بن منکدر سے اور انہون نے ابن عمر سی موقوف روایت کی

اور ایسا ہی روایت چالیس غرب کی جسکو شیخ ابن الہمام حنفی اور ملا علی قاری سی مؤلف نی نقل کیا ہی وہ بہی رسول اللہ کا قول نہین
بلکہ ابو ہریرہ کا قول ہی جیسا کہ کہا بحر الرائق مین فی اربعین غربا ای دلوا عن ابی هریرة انتهی وکذا فی المحلی الحاصل رسول اللہ سی ایت
اربعین یعنی چالیس قلہ کی جابر کے واسطی سی یا ابن عمر کے واسطی سی ثابت نہین اور محمد بن المنکدر نی یہہ نہین کہا جیسا کہ مؤلف
نی جہوٹہہ کہدیا ہے اور ایسا ہی چالیس غرب کی روایت بہی رسول اللہ سی ثابت نہین بلکہ چالیس قلے عبد اللہ بن عمر سے مروی
ہین اور چالیس غرب ابو ہریرہ سی اور ظاہر ہے کہ قول رسول اللہ کا مرفوع مقدم ہے قول صحابی پر جو موقوف ہی جیسا کہ کہا
بحر الرائق مین و حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ قال النووی وهذا ما نعتمد فی الجواب انتهی ما فی البحر وهكذا فی كتب الاصول
پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا اضطراب نہین نہ تو اسناد مین اور نہ لفظون مین اور نہ معنون مین اب چوتہی وجہ کا
مؤلف کی جواب پایا جاتا ہے **قال** اور چوتہی وجہ یہہ ہی کہ لفظ قلہ کا مشترک ہی درمیان معانی کثیرہ کی اسواسطی کہ کہا جاتا ہے
قلہ واسطی اوس چہوٹے سے لکڑی کی کہ کہیلتے ہین ساتہہ اوسکی لڑکے ساتہہ مارنی ایک لکڑی لمبی کے اوپر کہ اوسکو گلی
کہتی ہین اور کہا جاتا ہے قلہ واسطی اوس چیز کے کہ پانی پیتے ہین ساتہہ اوسکی اور کہا جاتا ہے قلہ اوس چیز کو کہ ہلکا جاتا ہے
اوسکو اونٹ اور کہا جاتا ہے قلہ حُب کو یعنے بڑے مٹکے کو اور کہا جاتا ہے قلہ جرہ کو یعنے تہلیا کو اور کہا جاتا ہی قلہ قربہ
یعنی مشک کو پس یہہ معانی مختلف ہین اسمین پس ہوئی یہہ حدیث مشترک درمیان معانی متغائرہ کی **اقول** لفظ قلہ کا
بلحاظ اصل وضع کی بیشک مشترک ہی معنی ذکر کیئے ہوئی مؤلف کی ہمین سوائی معنی گلی کے اسلیئی کہ گلی کہیلنی کی معنی قلہ مخفف
کی ہین نہ مشددہ کی کذا فی الرشیدی وغیرہ لاکن اس حدیث مین بقرینہ پانی کی سوائی متعلقات اور ظروف پانی کی
کچہہ مراد نہین ہوسکتا جیسا کہ لفظ عین کا بیچ قول اللہ تعالی فیها عین جاریة کے فی نفسہ تو مشترک تہا بولا جاتا تہا آنکہہ کو
بہی اور چشمہ پانی کو بہی لاکن اس ایت مین بقرینہ لفظ جاریہ کی سوائی چشمہ کی کچہہ مراد نہین کہتے پس لغو ہوگیا نقل کرنا مؤلف
کا قلہ کے ان معنی کو کہ اونٹہہ کی ہلکی جانی گئی چیز کو بولتی ہین اسلئی کہ اس چیز کو پانی کی تقدیر سی کیا علاقہ اب رہا اشتراک
پانی پینے کی چیز اور چہوٹی تہلیا مین اور بڑی مٹکی مین اور مشک مین آیا انمین سی کیا مراد ہے تو ہم کہتے ہین کہ ان سب معنو مین
بڑا مٹکا موضع ہجر کا جو بقدر تخمیناً اڑہائی مشک حجازی کی ہوتا مراد اور متعین ہے اور اشتراک مدفوع ہے تین وجہ سی اول یہہ کہ
حدیث نقل کی ہی امام شافعی نی اپنے مسند مین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلون کی ساتہہ قلون
موضع ہجر کی تو وہ نجس نہین ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کی کہتے ہین کہ مین نی دیکہا قلہ ہجر کو تو اوسمین دو مشکین اور کچہہ
زیادہ پانی آتا تہا اور کہا امام شافعی نے کہ پس احتیاطاً اسمین ہی کہ اڑہائی مشکین ایک قلہ ہجر کے مین مقرر کیجاوین چنانچہ کہا بحر الرائق مین ہے
فانہ ای الشافعی قال فی مسندہ اخبرنی مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج باسناد لا یحضرنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ اور چالیس دول ابی ہریرہ روایت ہی ہوچکی عبارت بحر کی اسیطرح ہے محلی مین ۵۲ اور حدیث آنحضرت صلعم مقدم ہے غیر پر نووی نے کہا یہہ وہ تقریر ہے کہ جسپر جواب میں اعتماد کرتی ہین ہوچکی وہ عبارت جو بحر الرائق مین ہے اور کتب اصول مین بہی یونہین ہے ۵۳ بلا شک شافعی نے اپنے مسند مین کہا کہ خبر دی مجہی مسلم ابن خالد زنجی نی ابن جریج سے اسناد سے

قال اذا كان الماء قلتين لم يحمل خبثا و قال فى الحديث بقلال هجر قال ابن جريج رايت قلال هجر
فالقلة تسع فيه قربتين او قربتين و شيئا و قال الشافعى فالاحتياط ان تجعل قربتين و نصفا
فاذا كان خمس قرب كبار كقرب الحجاز لم ينجس انتهى و هكذا فى المحلى و قال ابن طاهر الحنفى
فى مجمع البحار فى تفسير القلة الجب العظيم و جمعه القلال و فى تفسير قلال هجر فهى قرية
بها القلال انتهى و قال الشيخ جلال الدين السيوطى فى الدر الثمين و القلة الجب العظيم لانها تقل اى
ترفع و تحمل انتهى اور كہا شيخ عبد الحق حنفى نے شرح مشكوة ميں القلة بضم القاف و تشديد اللام بمعنى
الجرة العظيمة اى الكوز الكبير الذى يجعل فيها الماء و تسميتها بالقلة اما من جهة علوها و ارتفاعها
او لان الرجل العظيم يرفعها و القلة اسم لكل مرتفع منه قلة الجبل و جمع القلة قلال بكسر القاف
و المراد ههنا قلال هجر بفتحتين كما جاء صريحا فى بعض روايات هذا الحديث و ايضا كان
المعروف فى ذلك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به و الهجر اسم قرية ينسب اليه القلال
و قال ابن جريج رايت قلال هجر كان كل قلة منها قربتين اى قربتين و شيئا و قال الشافعى
كان ذلك الشيء مبهما فاخذنا نصفا احتياطا و كان القلتان خمس قرب انتهى مختصرا اقول
و ما قيل رواية الشافعى منقطع للجهالة و وجهه ما قال الشافعى باسناد لا يحضرنى

---

فرمایا کہ جسوقت پہونچ جاوے پانی بقدر دو قلونکی تو نجاست نہیں اوٹھاتا اور حدیث میں یہہ ہی مذکور ہے کہ قلے ہجر کی کہا ابن جریج نے ہجر کی قلے دیکھی ایسی ہوتی تہیں
کہ ایک میں دو مشکیزے سماتے ہیں یا کچھہ اوپر دو اور امام شافعی نے کہا کہ احتیاط یہہ ہے کہ ڈہائی مشکیزے لئے جاویں تو جسوقت پانچ مشکیزے بڑے عرب جیسے ہوں تو پانی
ناپاک نہوگا ہو چکی عبارت بحر کی اور اسیطرح محلی میں ہے اور ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار میں کہا ہے کہ بڑا مٹکا قلہ کی تفسیر ہے اور قلال جمع ہے اور ہجر ایک
گانو کا نام تہا یا ہے جسمیں وہ بڑے مٹکے عرب کے بنتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے در ثمین میں کہا کہ قلہ بڑی مٹکی کو کہتے ہیں اسواسطے کہ اقلال کی معنی
اوٹہانیکی ہیں اور مٹکا بہی اوٹہایا جاتا ہے ف قلہ قاف کی پیش اور لام کی تشدید سے بڑی ٹہلیا پانیکی ہے اور قلہ یا تو بلندی کے اوس ٹہلیا کی سبب
اوسکا نام رکہا گیا ہے یا یہہ کہ بلند قد آدمی اوسکو اوٹہا سکتا ہے اور قلہ ہر بلند چیز کو کہتے ہیں جیسے کہ قلہ پہاڑ کا اور قلہ کی جمع قلال قاف کی زیر سے
ہے اور یہاں مراد ہجر گانو کی مٹکی ہیں چنانچہ بعضے روایتوں میں اس حدیث کی کہلا کہلا آیا ہے اور اوس زمانہ میں مشہور بہی وہیں کا مٹکا تہا سو ظاہر یہہ ہے
کہ یہہ مقدار پانی کثیر کے حد ہوگئی اور ہجر وہ گانو ہے جسکے طرف مٹکے عرب میں نسبت کئے جاتے ہیں اور ابن جریج نے کہا ہے
کہ مینے وہ مٹکے دیکھے ہیں ہر ایک میں دو مشکیزے یا کچھہ اوپر دو سماتے ہیں اور امام شافعی نے کہا کچھہ اوپر دو کہنا ایک
مبہم تہا اسلئے بنظر احتیاط ہمنے آدہا لیکر ڈہائی کر لئے تو دو قلے پانچ مشکیزونکی ہوگئے میں کہتا ہوں وہ جو کہا
گیا ہے کہ روایت شافعی کی منقطع ہے کیونکہ اوسکی راویونکا حال معلوم نہیں امام شافعی نے خود کہدیا ہے کہ یہہ سند
مجہی یاد نہیں سو معلوم نہوا کہ اوس سند کی لوگ ثقہ ہیں یا نہیں سو یہہ کہنا ٹہیک نہیں اسطرح کہ اگرچہ امام شافعی نے اوس سند کی لوگونکا نام نہیں لیا

بلا تسمية الرواة فلم يعلم ان رواته عدول اولا فهو مدفوع بان الشافعی وان ترک تسمية الرواة
لكنهم عدول عنده والشافعی معدل لهم بدليل العمل على روايتهم وقد صرح فی رد المحتار نقلا عن
التحرير وغيره ان عمل المجتهد على رواية تصحيح لها والحال ان الشافعی من ائمة التعديل والجرح فكيف اجترء على
زعم جهالة رواة روايته فان قلتم ان تعديل الشافعی غير مسلم ورواته مجروحون فهذا يحتاج الى بيان واثبات
جرح رواتها والا فناهيك تعديل معدل وای معدل لہ وجہ دوسرے کہ دفع ہے وجود اشتراک کہ اس
حدیث مین درمیان چھوٹی ٹھلیا اور بڑی شکل کے یہہ ہی کہ اگر بڑا مشکا مراد نہین تہا تو حاجت اختیار کرنے اور بولنی دو قلون کے
کیا تہی ایک قلہ کبیر کہہ دیتی مین دو صغیر سکتے تہے جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین لہ الفصل بالقلتين اقوی
لصحة الحديث فيه وقد اعترف الطحاوی من الحنفية بذلک لكنه اعتذر عن القول به بان القلة فی العرف تطلق
على الكبيرة والصغيرة كالجرة ولم يثبت من الحديث تقديرها فيكون مجملا فلا يعمل به وقواه ابن دقيق العيد
لكن استدل لغيرهما فقال ابو عبيد القاسم بن سلام المراد القلة الكبيرة اذ لو اراد الصغيرة لم يحتج
لذكر العدد فان الصغيرتين قدر واحدة كبيرة ويرجع فی الكبيرة الى العرف عند اهل الحجاز والظاهر ان الشارع ترک تحديدهما على سبيل
التوسعة والعلم محيط بانه ما خاطب الصحابة الا بما يفهمون فانتفى الاجمال انتهى وجہ تیسری یہہ کہ جبکہ اس حدیث
قلہ کی چار معنون کا احتمال ہوا یانی پینے کی چیز اور ٹھلیا صغیرہ اور مشک اور بڑا مشکا تو اگر ہم اعتبار کرین یانی پینی کی چیز کو
یعنے پیالہ وغیرہ کو یا ٹھلیا کو یا مشک تو اسمین شک تہا ہے کہ شاید مشکا مراد ہوا اور اگر مشکا بڑا بہری مقدار اڑہائی مشک کہانی کی
کی معین کرین تو اسمین پانی پینے کی چیز کا مقدار بہی آجاتا ہی اور ٹھلیا کا مقدار بہی موجود ہی اور مشک بہی آگئی غرضکہ مشکا بڑا
لیکن معلوم اونکی نزدیک ثقہ ہین اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ امام شافعی نے اونکی روایت پر عمل کیا ہے اور رد المحتار مین تحریر وغیرہ سے نقل کرکی تقریر کی ہے
کہ مجتہد کا کسی روایت پر عمل کرنا اوس روایت کو صحیح کر دیتا ہے اور اسمین بڑے طول کلامی کی ہے کہ امام شافعی اماموں جرح اور تعدیل مین سی تہی پہر
راویون اونہون نے روایت لی ہی وہ مستور الحال نہین ہو سکتی پہر اگر تم کہو کہ تعدیل امام شافعی کی مسلم نہین اور راوی اوسکی اچہی نہ تہی سو یہہ بات قابل
بیان اور لایق اثبات ہی ورنہ اتنے بڑے معدل کی تعدیل کفایت کرتی ہے لہ حد فاصل دو قلونکی ساتہہ بہت قوی ہی کیونکہ اوس پر
حدیث صحیح ہو چکے اور بلا شک طحاوی نے حنفیون مین سے اسکا اقرار کیا ہی لیکن اوسکی قایل ہونے سے یہہ عذر پیش کیا ہے کہ قلہ عرف عرب مین چھوٹی بڑے
مٹکے دونو کو کہتے ہین مثل ٹھلیا بڑی چہوٹی کے اور حدیث مین اونکا اندازہ ثابت نہین ہوا تیہہ اندازہ مجمل رہا سو اوسپر عمل کیونکر ہو سکتا
اور اس تقریر کو ابن دقیق العید نے تقویت دی ہی لیکن اور لوگون نے اوس حدیث سی استدلال کیا ہے سو کہا ابو عبد القاسم بن سلام نے کہ مراد
قلہ سے بڑا مشکا ہے اس سبب سے کہ اگر چہوٹا مراد ہوتا تو عدد کے ذکر کی حاجت نہ تہی کیونکہ دو چہوٹے ایک بڑے کی برابر ہو کر ایک
بڑا ہو جاتا عرف اہل عرب مین اور ظاہر یہہ ہے کہ شارع نے اون سے ایک حد بیان کے ہے فراخی کی طور پر
اور یہہ بات معلوم ہے کہ آپ صحابہ کرام سے ایسے باتین فرماتی تہے جو سمجھہ مین آوین تو اجمال اوٹھ گیا

مراد رکہنا بالیقین اختلاف سی نکالنا ہے اور سب معانی لفظ مشترک کی کو محیط اور متضمن ہے اسلئی یہی متعین ہوا دقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک اگر کہو کہ قلہ چوٹی پہاڑ کو بہی کہتی ہین پس معنی محیط اور متضمن سب معانی کو وہ ہے اور یہ اوسکا متضمن اوسکا نہین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اگرچہ قلہ پہاڑ کی چوٹی کو کہتی ہین لکن اس حدیث مین دربارہ بید بضاعہ پانی کی یہہ معنے نہین ہوسکتی واسطی ثبوت حدیث بیر بضاعہ کی حالانکہ اسمین پانی بقدر چوٹی پہاڑ کی نہتا اور باوجود اسکی آنحضرت نی اوسکو نجاست پڑنی سی بہی نجس نہین قرار دیا اور فرمایا کہ یہہ پاک ہی جیسا کہ سابق مین گذرا اور سوال بہی قلات اور صحرا کی پانی سی تہا نہ چوٹی پہاڑ سے ۵ برین عقل و دانش ببایدگریست پس ثابت ہوا کہ حدیث قلتین کی صحیح اور ثابت ہی از راہ اسناد کی بہی اور تصریحات آئمہ جرح اور تعدیل سی بہی اور یہی قابل ہے عمل کے اوسکی طرح کا اسمین جرح اور خدشہ نہین ہی نہ مخالف اجماع کے اور نہ مضطرب الاسناد والالفاظ والمعنی اور نہ مشترک درمیان معنی کثیرہ کی فالحمد للہ علی توفیقہ والہام الحق بتحقیقہ اب مولف کی ایک اور وجہ کا جواب دیا جاتا ہی بعد اسکے عشر فی عشر کی خدمت گذاری سی شرف حاصل کیا جاویگا **قال** اور ایک وجہ اوپر قلتین کی حدیث پر عمل نکرنی کے یہہ ہے کہ تحقیق یہہ حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الماء طہور لا ینجسہ شئ صحیح تر ہی حدیث قلتین کی سی یہانتک کہ منعقد کیا ہے بخاری نی صحیح بخاری مین باب خلاف حدیث قلتین کی اور موافق حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ کے کہ عبارت اوسکی یہہ ہی باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء وقال الزہری لا باس بالماء ما لم یتغیرہ طعم اوریح اولون انتہی اور یہی مذہب ہی امام مالک اور اتباع اونکی کا پس جمع کی حدیث قلتین کی معارض حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ کی اور نہین ہی ممکن حمل کرنا حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ کا اوپر حدیث قلتین کی یعنی یون کہا جاوی کہ مراد حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ سی قدر قلتین کی ہی سو یہہ نہین ممکن اسلئی کہ حدیث قلتین کی ضعیف ہی اور حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ کی صحیح ہے اوس سی پس اگر مراد لیجاوی حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ سی قدر قلتین کی تو لازم آویگا باطل کردینا عموم حدیث قوی کا ساتہہ حدیث ضعیف کی اور یہہ باطل ہی بالاتفاق پس ہوگئی حدیث قلتین کی متروک العمل ساتہہ حدیث الماء طہور لا ینجسہ شئ کی **اقول** اولًا تو حدیث الماء طہور مین لفظ ماء کا عام ہی نہین بلکہ معہود بعہد خارجی ہے اسلئے کہ یہہ ہے اسم جنس معرف باللام اور اسم معرف باللام عام اوسوقت ہوتا ہی جبکہ عہد نہو جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین ومنہا الموصولات والجمع المحلی والمضاف واسم الجنس کذلک حیث لا عہد انتہی اور کہا توضیح مین ومنہا ای الفاظ العام المفرد المحلی باللام اذا لم یکن للعہد انتہی اور ایسا ہی سب کتابو مین اصول کی لکہا ہی اور ظاہر ہے کہ اسم معرف باللام مین اصل عہد خارجی ہی تو جبتک کوئی

۵۱ فرمایا رسول خدا صلعم نی چہوڑدی وہ چیز جو تجہی شک مین ڈالی اور کر جو غیر مشکوک ہو ۵۲ آنحضرت صلعم نی فرمایا پانی پاک ہے اوسی کوئی چیز ناپاک نہین کرتی ۵۳ یہہ باب ہی اوس بیان مین کہ نجاست گہی اور پانی مین پڑی اور کہا زہری نی اوسکا کچہ خوف نہین جبتک کہ اوسکا مزا اور بو اور رنگ بدلی ہو چکی عبارت بخاری کی ۵۴ اور اوسمین ہے موصولات والف لام والی جمع اور مضاف اور اسم جنس بہی اسیطرح جہان عہد نہو چکی عبارت مسلم کی ۵۵ لفظ عام سی ہی مفرد الف لام والا جبکہ الف لام

وجہ مقتضی عموم کا متحقق نہو گا ہرگز اوس اسم کو عام نہین کہین گی جیسا کہ کہا توضیح مین اعلم ان لام التعریف اما للعہد
الخارجی والذہنی واما للجنسیۃ ای الجنس واما لتعریف الطبیعۃ لکن العہد ہو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعۃ
لان اللفظ الذی یدخل علیہ اللام دال علی الماہیۃ بدون اللام فحمل اللام علی الفائدۃ الجدیدۃ اولی من حملہ علی تعریف الطبیعۃ
والفائدۃ الجدیدۃ اما تعریف العہد او استغراق الجنس وتعریف العہد اولی من الاستغراق لانہ اذا ذکر بعض
افراد الجنس خارجا او ذہنا فحمل اللام علی ذلک البعض اولی من حملہ علی جمیع الافراد لان البعض متیقن والکل
محتمل انتہی اور کہا تلویح مین اذا تمہد ہذا فنقول الاصل ای الراجح ہو العہد الخارجی لانہ حقیقۃ التعیین
وکمال التمییز ثم الاستغراق الی اخر ما قال من تحقیق وتدقیق مع الجرح علی بعض کلام
صدر الشریعۃ غرض کہ عہد خارجی بالاتفاق اصل ہوتا ہی اسم معرف باللام مین جبتک کوئی قرینہ عموم کا نہو
پس ہم کہتے ہین ساتھہ توفیق اللہ کی کہ الماء طہور اس حدیث مین یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ پانی جس سے تم سوال کرتی ہو یعنی
پانی بیر بضاعہ کا وہ پاک ہے اور ظاہر ہی کہ پانی بیر بضاعہ کا قدر قلتین سی کم نہین تہا پس اس الماء طہور سے پاکی اوس
پانی کی جو قلتین سی کم ہو ثابت نہوئی اور الماء طہور کا حدیث قلتین سی تعارض نہوا اور واضح ہو کہ بعضی حنفیون کو بہی اس پر
اقرار ہے کہ الماء طہور مین عموم نہین بلکہ مراد اس سی پانی بیر بضاعہ کا ہے ازانجملہ حضرت مولف مظاہری حضرت قطب الدین
خان صاحب دام اقبالہ کہ مقلد محمد شاہ کی ہین اپنی ترجمہ مشکوۃ مسمی بمظاہر حق مین فرماتی ہین تحت حدیث الماء طہور کے
بعد بیان معنی بیر بضاعہ کی پس پانی اوسکا بہت تہا اور چشمہ دار تہا بلکہ لکہا ہی علمائی کہ وہ جاری تہا اوسوقت مین کہ راہ
رکہتا تہا طرف باغ کی مثل نہر جاری کی اوسکا حکم حضرت سی پوچہا جواب مین اوسکی پانی کا حکم بیان فرمایا جو کہ مذکور ہوا حاصل
یہہ کہ اسکی ظاہر عبارت سی کوئی یہہ نہ سمجہی کہ کوئی کا پانی پلید نہین ہوتا تہوڑا ہو یا بہت بلکہ یہہ جانی کہ یہہ حکم پانی مذکور کا تہا
اور بعضی روایت مین ہماری علما سی منقول ہے کہ کنوان چشمہ دار حکم پانی جاری کا رکہتا ہے الخ انتہی کلامہ بعینہا [illegible]
مظاہر حق مین تحت حدیث قلتین کی فرماتی ہین اور یہہ جو حدیث بیر بضاعہ کی مین آیا ہی کہ الماء طہور لا ینجسہ شئ یعنی پانی پاک ہے
نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز اور اوسکو دلیل اپنے ٹہرایا ہے اصحاب ظواہر نی مراد اس سے یہہ تہا اوسکی پانی کثیر ہی انتہی کلامہ [illegible]

---

سلہ جان کہ لام تعریف کا یا تو عہد خارجی کی لئی ہے یا ذہنی کی لئے یا جنس کے لئے یا تعریف کی لئی لیکن عہد اصل ہے پہر استغراق ہے
پہر تعریف کیونکہ وہ لفظ جسپر لام داخل ہے بغیر لام کی بہی ماہیت پر دلالت کرتا ہی پہر حمل کرنا لام کا نئی فائدہ پر اچہا ہی تعریف پر
حمل کرتی سے اور نیا فائدہ یا تعریف عہدی ہی یا استغراق جنس کا اور تعریف عہدی استغراق سی اولی ہے اس سبب کہ جس وقت
بعضے فرد جنس کے خارج یا ذہن کے طور پر ذکر کئی گئی تو حمل کرنا لام کا اون بعضو پر ساری افراد کی حمل کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعضے
یقینی ہین اور سب احتمالی سلہ جو وقت یہہ تمہید ہو چکے تو کہتے ہین ہم راجح عہد خارجی ہے کیونکہ اوسمین یقین اور تمیز
پوری ہے پہر استغراق ہے آخر اوس عبارت تک جو تحقیق اور دقیقہ سنجی سی کہا ہی اور بعضی باتون صدر الشریعۃ پر اعتراض [illegible]

حلبی حنفی ہین کہ شرح منیہ مین فرماتی ہین فعلم ان المراد بہ مورد النص وھو بیر بضاعۃ خاصۃ انتھی کلامہ مختصراً
بس افسوس کا مقام ہی کہ تنویر الحق کی ترجمہ مین اپنے پہلی تحریر کو خواب خرگوش کر دیا کیونکہ وہان تو اس حدیث مین
عموم کو باطل کرتے ہین اور تنویر الحق مین تقلید محمد شاہ کی ثابت کرتی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون وازانجملہ مولوی
احمد علی سہارنپوری ہین کہ بعض حواشی ترمذی مین فرماتی ہین قولہ[۵۱] فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
الالف واللام للعھد الخارجی فتاویلہ ان الماء الذی تسألون عنہ فالجواب مطابق لا عموم کلی
کما قال مالک انتھی وازانجملہ طحاوی ہین کہ شرح معانی الآثار مین ایسا ہی کہتی ہین اور بہت علماء
حنفیہ نے یہہ اقرار کیا ہی کہ یہہ حدیث عموم پر نہین اگرچہ انہون نے وجہ بالتخصیص پاک ہونی بیر بضاعہ کی حدیث قلتین سے
وہ نہین بیان کی جو ہمنی بیان کی ہی بلکہ کہا ہے کہ وہ بیر بضاعہ باغون کیطرف جاری تہا تو حکم مین نہر جاری کی ہوا
لاکن ہمنی سابق مین بضمن تاویل حدیث زنجی کی ثابت کر دیا ہے کہ یہہ بات یعنی جاری ہونا اوسکا طرف باغون کی
غلط ہی اور راوی اسکا واقدی ہی کذاب اور متروک اور واضع حدیثون کا اور مبطل حدیثون کا نزدیک ائمہ حدیث کے
کما مر[۵۳] عن التقریب للعسقلانی والمختصر لنور الدین علی ومجمع البحار لابن طاھر الحنفی وبھذا التحقیق اندفع ما
ورد علی من قال بان المراد من الماء فی حدیث الماء طھور لا ینجسہ شئ الماء الذی ورد عنہ السوال وھو ماء بیر
بضاعۃ من انہ مخالف لقولھم العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص المحل ووجہ الاندفاع غیر خفی علی من یعلم الفاظ
العام لانہ اذا علم الفاظ العام تیقن ان الماء فی ھذا الحدیث لیس من الفاظ العام فان کونہ عاما موقوف علی عدم
کونہ للعھد الخارجی الذی ھو الاصل وعدم کونہ للعھد بلا قرینۃ العموم انتفاء الاصل وھو کما تری فاذا تیقن ان الماء
لیس من الفاظ العموم فی ھذا الحدیث جزم باندفاع الایراد لانہ بعد ثبوت عموم لفظ الماء فافھم ولا تغتر من تمثیل

---

[۵۱] سو جانا گیا کہ مراد پانی سی موقع سوال ہے اور وہ خاص بیر بضاعہ ہی ہو چکا کلام حلبی کا بطور مختصر [۵۲] فرمایا رسول صلعم نے کہ پانی
پاک ہے یہان لفظ الماء پر جو الف لام ہے وہ عہد خارجی کی لئی ہی تو تاویل حدیث یہہ ہوئی کہ اے لوگو جس قدر پانی سے
تم پوچہتے ہو وہ پاک ہے تو اب جواب سوال کی مطابق ہے عام نہین جسطرح مالک کہتی ہین ہو چکا کلام مولوی احمد علی کا [۵۳]
جیسا کہ گذر چکا عسقلانی کے تقریب اور مختصر نور الدین علی اور مجمع البحار ابن طاہر حنفی سی اور اس تحقیق سی اوٹہہ گیا وہ اعتراض
جو اون لوگو پر کیا گیا تہا کہ جو حدیث الماء طہور مین کہتے ہین کہ مراد پانی سے یہان بیر بضاعہ ہے اور وہ اعتراض یہہ تہا
کہ یہہ تمہارا مقولہ اس مشہور مسئلہ کی مخالف ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے موقع کی خصوص کا نہین اور اوس شبہہ کے
اوٹہہ جانیکی وجہ مخفی نہین اوسپر جو الفاظ عام کو جانتی ہین کیونکہ الفاظ عام کی تفصیل جاننے کے بعد یہان تو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث مین
لفظ عام نہین کیونکہ لفظ عام ہونا موقوف تہا اسپر کہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی جو اصل ہے نہو اور اوسکا بغیر قرینہ عموم کی یہہ ایک چیز کی
اصل کو نفی کرنا ہے اور یہہ ٹہیک نہین سو جسوقت یقین ہو گیا کہ حدیث مین لفظ الماء الفاظ عام مین سے نہین تو اوس اعتراض کی اوٹہنی کا ہی یقین ہو گیا

بعض الاعلام بقاعدة العبرة لعموم الالفاظ بحديث الماء طهور وبعد تحرير هذا التقريب رايت ما في غنية المستملي
شرح منية المصلي لابراهيم الحلبي الحنفي في هذا التصوير فوجدته موافقا لي في التقرير وهذا نصه
ولا يقال العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب لانا نقول لا نسلم عموم اللفظ وانما يكون لو كانت اللام للجنس
او للاستغراق وهو ممنوع ولا دليل عليه بل هي للعهد فان الاصل انه اذا امكن جعل اللام للعهد
لا تجعل لغيره وقد امكن ههنا لذكره في السوال فان قول السائل انتوضأ من بير بضاعة المراد به من
مائها قطعا ودعوى كونه صلى الله عليه وسلم استانف جوابا عاما يشتمل المسؤل عنه وغيره لابد لها من دليل انتهى كلام الحلبي
اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ اس حدیث الماء طهور سے ہر پانی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہی تو کہا جاویگا کہ اس حدیث کی بابت عام ہی
نزد پانی جو کہ قلتین سی کم ہو مخصوص ہے جیسا کہ نقل کیا ہے شیخ سلام اللہ حنفی نی بعض شافعیہ سی چنانچہ کہا ہی محلی مین
ثم عموم حديث الماء طهور لا ينجسه شئ مخصوص بمفهوم حديث القلتين عند الشافعية انتهى تو حدیث الماء طهور کی یہہ معنے
ہوئی کہ ہر پانی جو کہ قلتین سی کم نہو پاک ہی اور یہین بطلان عموم اقوی کا ساتھہ حدیث ضعیف کی لازم نہین آتا جیسا کہ
مولف نی کہا ہے اسلئے کہ حدیث قلتین مین کسیطرح کا ضعف نہین اور یہہ حدیث بھی صحیح اور قوی اور جیسی ہی قابل عمل کے
سنئیے جبکہ ثابت ہو گیا کہ حدیث الماء طهور کی اور حدیث قلتین کی معارض نہین اور دونو کا محل ایک ہی ہے تو وہ حدیثین
جو مولف نی اپنے سند مین پیش کی ہین یعنی حدیث ولوغ کلب اور حدیث اذا استیقظ اور حدیث نهی عن البول
في الماء الدائم اور سوا اسکی اور بھی بہت سی روئتین جو دلالت کرتی ہین پانی کی نجس ہونی پر اون حدیثون مین اور
حدیث الماء طهور مین اوسیطرح موافقت اور جمع کیجاویگی جیسی کہ حدیث قلتین کو اس حدیث سی موافق اور جمع کیا تہا پر
باطل اور لغو ہو گیا مولف کا بیان کرنا دو وجہ کو واسطے اسقاط حدیث الماء طهور کی نقل کرنا اون دو وجہونکا اور رد کرنا اونکا
موجب حرج اوقات ہی ہماری غرض بوجہ کامل حاصل ہو گئی یعنی ثابت ہوا کہ حدیث قلتین ہی کی سزاوار ہی عمل کے
اور یہین کسیطرح کا نقصان نہین اور مولف نی جو پانچ وجہ سی اسکا متروک ہونا بیان کیا تہا وہ سب باطل ہو گیا جاء
الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا اب حضرت مولف کی عشر فی عشر کی خدمت گذاری کیجاتی ہی قال جبکہ ہوئے

---

کیونکہ وہ اعتراض جب تہا کہ پہلی عموم یہان ثابت ہو جاوی سمجھے تو اور نہ وہ کا کہا بعضی لوگونکے اس شائع نہی سی کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے
اور بعد لکھنی اس تقریر کے دیکھی مینی وہ عبارت جو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ابراہیم حلبی حنفی مین ہے تو اس مسئلہ مین مینی اونکی تقریر اپنے
موافق پائی اور وہ عبارت اونکی یہہ ہے کہ اعتراض نکیجیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین کیونکہ ہم جواب دینگی کہ ہم عموم لفظ کا
یہان نہین مانتی یہہ تو جب ہوتا کہ الف لام جنسی یا استغراقی ہوتا اور وہ ممنوع بلا دلیل ہے بلکہ یہان الف لام عہد خارجی کی لئی ہے کیونکہ اصل یہی ہے
کہ جبتک الف لام کو عہد خارجی کی لئی لینا ممکن ہو تو اور غیر کی واسطی نہین کیا جاتا اور یہان بسبب سوال کی وہ ممکن ہے کیونکہ سوال سائل کا یہہ
ہی کہ بیر بضاعہ کی پانیکا حکم فرمائی اور یہہ دعوی کرنا کہ آپ نی عام جواب دیا کہ بیر بضاعہ اور سب مقدار کے پانیونکو شامل ہے اسکے لئی کوئی دلیل چاہئے ہو چکا کلام حلبی کا ١٥

کوئی تقدیر کسی امام کی بیچ باب پانی کی فرق مقتضای ان احادیث کی سوائی تقدیر ابحنیفہ اور اتباع اونکی کی اور تہا اجماع
منعقد اوپر باطل ہونی اوس عمل کی کہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کی تو ہوئی تقدیر ابحنیفہ اور اتباع اونکی کی صحیح اور مطابق ساتہہ ان
حدیثون صحیحہ کی اور اجماع مذکور کے اور تقدیر فوقانی یہہ ہی کہ کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے بیچ کتاب اپنی کی کہ نام اوسکا مصنف ہے
حدثنا ابو معاویۃ عن عاصم عن عکرمۃ انہ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر فقالوا یا رسول اللہ ان الکلاب تلغ
فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للسبع ما اخذ فی بطنہ وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا وتوضئوا
قال ابو حنیفۃ لا باس بہ اذا کان عشرا فی عشر ما لم یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضئوا بہ انتہی کلام ابی بکر
اور یہی ہی مذہب امام ابحنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا اور کہا یہہ ہدایہ مین اسپر فتوی ہے اور موافق مذہب امام اعظم کی مذہب ہے
امام احمد بن حنبل کا بیچ نجاست رقیقہ کی جیسا کہ ہے بیچ ترجمہ مشکوۃ کی کہ شیخ کا ہے اور ارکان اربعہ مین کہ مولنا عبد العلی کی ہے
**اقول** اصل شبہہ ہمارا حنفیون پر یہہ تہا کہ متی جو حد پانی کثیر کی دہ در دہ اور مثل اسکی ٹہرائی ہی اسکی کیا اصل ہے اور یہہ
اعتراض نہ تہا کہ قلتین کو نجس کیون کہتے ہو جسکے جواب مین مؤلف نی بزعم خود یہہ زور شور دغوغائی عام کا سا کیا
سو ظاہر ہے کہ مولف نی جواب اصل اعتراض ہمارا کیا نہ یا یعنی دہ در دہ کو دلیل شرعی سی ثابت نکیا یعنی اوسکی بنا ہے
اصل دہ در دہ کی ثابت ہونی اصلی کیا اولا تو امام ابو حنیفہ کا اور امام ابو یوسف کا مذہب یہہ ہرگز نہین کہ جو پانی بقدر عشر
فی عشر ہو وہ کثیر ہی اور کسی حنفی نے علما معتبرین سی یہہ نہین کہا کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف دہ در دہ کی قایل ہیہ
بلکہ مذہب اونکا رائی مبتلی بہ کے ہے اور معنی اسکی یہہ ہین کہ اگر پانی استعمال کرنے والی کو اسبات کا یقین ہو کہ پلیدی
اوس تمام پانی مین جسمین وضو کرتا ہے ملی ہوئی ہے تو وضو وغیرہ نکرے اور اگر ایسا ہو کہ ناپاکی ایک جانب مین پانی کے
پڑے ہے اور وہ ناپاکی دوسرے جانب مین نہین پہونچی تو اوس دوسری جانب مین وضو کرنا یا غسل کرنا اوسکو درست
ہے اور وہ جانب پانی کی پاک ہی اور عشر فی عشر کی بنا اسپر ہے کہ امام محمد بن الحسن سی کسی نی سوال کیا تہا کہ پانی کی حوض
کبیر کے کیا حد ہے اونہون نے کہا میری مسجد کی مقدار پس اونہون نی مسجد کو ناپا تو اندر کی زمین اوسکی ہشت در ہشت
نکلی اور بیرونی زمین اوسکی دہ در دہ معلوم ہوئی پس بعض نے دہ در دہ کو کالوحی من السماء سمجھہ لیا اور بعض نے ہشت در ہشت
اور متاخرین نی اسی پر جمود کر لیا ہے حالانکہ امام محمد نے آخر کو اوس اپنی قول سی رجوع کر لیا ہی اور قائل ہوگئی ہین ساتہہ قول
ابحنیفہ اور ابی یوسف کی یعنی اعتبار کیا ہے رائی مبتلا بہ کو غرضکہ یہہ تقدیر دہ در دہ کی کسی امام کی نزدیک ائمہ اربعہ کی ابو یوسف

یعلم حدیث کا کہ پانی پاک ہے نہین نجس کرتا اوسکو کوئی شے خاص ہے مضمون حدیث قلتین کے نزدیک شافعیہ کے **سلہ**
روایت کی ہمین ابو معاویۃ نے عاصم سے اونہون نے عکرمہ سی یہہ کہ گذر ہوا رسول صلعم کا ایک جہیل پر سو لوگون نے
آپسے پوچہا کہ کتے اور اور درندی اسمین موہنہ ڈالتی ہین آپنے فرمایا کہ درندی کتون اور درندون کے جو پیٹ مین آگیا تم پیئو
پانی پیو اور وضو کرو امام ابو حنیفہ نی کہا کچہہ ڈر نہین جبکہ وہ دہ در دہ ہوا اور اوسکا مزہ اور بو اور رنگ بدلی تو وضو کر و ہو چکا کلام ابی بکر کا

یا امام محمد کے حق و ثابت نہین اور کوئی امام اسکا قایل نہین اور کچھ اسپر دلیل نہین ما انزل اللہ بہا من سلطان اسیواسطے
اکابر حنفیہ سے یہی مروی ہی کہ امام ابو حنیفہ کا اور ابو یوسف کا مذہب اعتبار رای مبتلی بہ ہی نہ دہ در دہ اور اسیکی طرف
رجوع کیا ہی امام محمد نی جیسا کہ کہا شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط مین کہ یہی ظاہر المذہب اور یہی صحیح ہی چنانچہ بحر الرایق مین
ذکر کیا ہے قال ابو حنیفۃ فی ظاہر الروایۃ عنہ یعتبر فیہ اکبر رای المبتلی ان غلب علی ظنہ انہ بحیث تصل
النجاسۃ الی الجانب الاخر لایجوز الوضوء والا جاز ومن نص علی انہ ظاہر المذہب شمس الائمۃ السرخسی
فی المبسوط وقال انہ الاصح انتہی اور کہا امام ابو بکر رازی نے احکام القرآن فی سورۃ الفرقان مین ان مذہب اصحابنا ان کل
ما تیقنا فیہ جزء من النجاسۃ او غلب فی الظن ذلک لایجوز الوضوء بہ سواء کان جاریا او لا انتہی
اور کہا امام ابو الحسن کرخی نے اپنی مختصر مین وما کان من المیاہ فی الغدران او فی مستنقع من الارض وقعت
فیہ النجاسۃ نظر المستعمل فی ذلک فان کان فی غالب رایہ ان النجاسۃ لم تختلط بجمیعہ لکثرتہ توضأ من الجانب الذی
ہو طاہر عندہ فی غالب رایہ فی اصابۃ الطاہر منہ وما کان قلیلا یحیط العلم ان النجاسۃ قد وصلت الی
جمیعہ او کان ذلک فی غالب رایہ لم یتوضأ انتہی اور کہا رکن الاسلام ابو الفضل عبد الرحمن کرمانی نے شرح ایضاح مین واختلف
الروایات فی تحدید الکثیر والظاہر عن محمد انہ عشر فی عشر والصحیح عن ابی حنیفۃ انہ لم یوقت
فی ذلک بشیء فانما ہو موکول الی غلبۃ الظن فی خلوص النجاسۃ انتہی اور کہا حاکم شہید نے اپنی کافی مین
الذی ہو جمع کلام محمد قال ابو عصمۃ کان محمد بن الحسن یوقت عشرۃ فی عشرۃ ثم رجع الی قول ابی حنیفۃ
وقال لا اوقت فیہ شیئا انتہی اور کہا امام اسبیجابی نے شرح مختصر طحاوی مین ثم الحد الفاصل بین القلیل والکثیر عند اصحابنا

ف۱ کہا ابو حنیفہ نے ظاہر روایت مین کہ اس باب مین برتنے والے کی ظن غالب کا اعتبار ہے اگر اسکا گمان غالب ہو جاوے
کہ ایک کنارہ کی پلیدی دوسرے جانب تک پہونچ جاتی ہے تو وضو جایز نہین اور نہین تو جایز ہے اور جس شخص نے کہا کہ یہی ظاہر
مذہب ہے وہ شمس الائمہ سرخسی ہین کہ اونہون نے مبسوط مین بیان کر کے یہہ کہا کہ یہے بہت صحیح ہے ف۲ مذہب ہمارے صاحبون کا
یہہ ہے کہ جس پانی مین نجاست کے مخلوط ہونیکا ہمین یقین ہو یا گمان غالب ہو تو وضو اوس سے جایز نہین برابر ہے کہ وہ پانی جاری
ہو یا نہو ف۳ اور جو پانی حوض یا گڑھے ہوں مین ہو اور کہین نجاست پڑ جاوے برتنے والا غور کرے اگر اوسکی گمان غالب مین
آدمی کہ نجاست بسبب کثرت پانی کی ساری پانی مین نہین ملتی جو کونہ اوسکی عندیہ مین نجاست سے بچا ہوا ہے اوس سے وضو کرے اور اگر پانی تہوڑا ہو ا تنا کہ
معلوم ہو جاوے یقینا کہ سارا پانی نجاست لگ گئی یا ظن غالب ہو تو اوس سے وضو نکرے ہو چکی عبارت مختصر کرخی کی ف۴ مختلف ہوئین روایتین کثیر پانی کی
مقدار کی بیان مین اور ظاہر امام محمد سے یہہ ہے کہ دہ در دہ ہی اور صحیح امام ابی حنیفہ سے یہہ ہے کہ اونہون نے کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ اونہون نے مبتلی والیکی گمان
پہ نجاست کے پہیلاو پر موقوف رکہا ہی ہو چکی عبارت شرح ایضاح کی ف۵ وہ تقریر جو جمع ہی کلام امام محمد کی یہہ ہے کہ ابو عصمہ نے کہا کہ محمد بن حسن دہ در دہ انکی
حد بتاتی تہی پہر امام ابی حنیفہ کی قول کیطرف رجوع کیا اور کہا کہ مین کچھہ حد نہین لگاتا ہو چکی عبارت کافی کی ف۶ پہر وہ حد جو کثیر اور قلیل

هو الخلوص وهو ان يخلص بعضه من جانب الى جانب ولم يفسر الخلوص فى رواية الاصول وسئل محمد عن حد الحوض فقال مقدار مسجدى فذرعوه فوجدوه ثمانية فى ثمانية وبه اخذ محمد بن سلمة وقال بعضهم مسح محمد مسجده وكان داخله ثمان فى ثمان وخارجه عشرا فى عشر ثم رجع محمد الى قول ابى حنيفة وقال لا اوقت فيه شيئا انتهى

اور معراج الدرایہ میں لکہا ہے الصحیح عن ابی حنیفة انه لم یقدر فی ذلک شیئا وانما قال هو موکول الی غلبة الظن فی خلوص النجاسة من طرف الی طرف وهذا اقرب الی التحقیق لان المعتبر عدم وصول النجاسة وغلبة الظن فی ذلک یجری مجری الیقین فی وجوب العمل کما اذا اخبره واحد بنجاسة الماء وجب العمل بقوله وذلک یختلف بحسب اجتهاد الرای وظنهم انتہی

اور ایسا ہی لکہا ہی شرح جمع الجوامع اور مجتبی میں اور لکہا غایة البیان میں ظاهر الروایة عن ابی حنیفة اعتبار غلبة الظن وهو الاصح انتہی اور ینابیع میں لکہا ہے قال ابو حنیفة الغدیر العظیم هو الذی لا یخلص بعضه الی بعض ولم یفسره فی ظاهر الروایة وفوضه الی رای المبتلی به وهو الصحیح وبه اخذ الکرخی انتہی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی بعد نقل کرنے روایات مذکورہ کی بحر الرائق میں فرماتے ہیں وهکذا فی اکثر کتب ائمتنا فثبت بهذه النقول المعتبرة من مشائخنا المتقدمین مذهب امامنا الاعظم ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمهم الله فتعین المصیر الیه واما ما اختاره کثیر من مشائخنا المتاخرین بل عامتهم کما نقله فی معراج الدرایة من اعتبار العشر فی العشر فقد علمت انه لیس مذهب اصحابنا فان قلت ان فی الهدایة وکثیر من الکتب ان

---

کردی ہمارے سب ہیتوں کے نزدیک نجاست کا پہیلاو ہے اور وہ یہہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہونچ جاوی اور ظاہر روایت میں پہیلاو کی تفسیر نہیں ہی اور کسینے پوچہا امام محمد سے حوض کی مقدار تو کہا کہ جتنی مقدار میری مسجد پہر لوگوں نے جو ناپا تو طول وعرض آٹہہ گز پایا سو محمد بن سلمہ کا یہہ مذہب ٹہر گیا اور بعضوں نے کہا کہ مسجد جو ناپی تو اندر طول وعرض آٹہہ گز تہا اور باہر دہ در دہ پہر رجوع کیا امام محمد نے ابی حنیفہ کے قول کیطرف اور کہا کہ میں کوئی حد مقرر نہیں کرتا ہونگی عبارت شرح مختصر طحاوی کی ٥١ روایت صحیح امام ابی حنیفہ سی یہہ ہے کہ انہوں نے کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ گمان غالب پہیلاو نجاست پر سونپا ہے اور یہہ امر تحقیق کے قریب ہے کیونکہ اعتبار نجاست کے نہ پہونچنی کا ہے اور گمان غالب ایسا ہیں قائم مقام یقین کے ہی وجوب عمل میں جیسا کہ ایک آدمی خبر دیوی پانیکی ناپاک ہونیکی تو اسکی قول پر عمل واجب ہو جاتا ہے اور یہہ گمان بمقتضا لوگوں کے عقلوں کے مختلف ہے ٥٢ ظاہر روایت امام ابی حنیفہ سی یہہ گمان غالب کا اعتبار ہے اور یہی بہت صحیح ہے ہو چکی عبارت غایة البیان کی ٥٣ امام ابی حنیفہ نی کہا کہ بڑا تالاب وہی کہ ایک طرف کی نجاست دوسری طرف نہ پہونچی اور ظاہر روایت میں اسکی تفسیر نہیں کی بلکہ برتنی والیکی رای پر کہا ہے اور یہی صحیح ہے اور کرخی کا معمول بہ ہے ہو چکی عبارت ینابیع کی ٥٤ اور اسیطرح ہے ہمارے اماموں کی اکثر کتابوں میں پس معتبر نقلوں سے پہلے مشائخوں کی مذہب ہماری امام ابی حنیفہ اور ابی یوسف اور محمد کا ثابت ہوا پس تو اسیطرف رجوع کرنا ٹہر گیا ہے اور وہ جو بہت سی مشائخ متاخرین نی اختیار کیا ہے بلکہ عام متاخرین نی جیسی کہ معراج الدرایہ میں نقل کیا کہ اعتبار دہ در دہ کا تو یہہ تو جان چکا کہ مذہب ہمارے اصحاب کا نہیں پہر اگر تو کہوی کہ ہدایہ اور اور بہت کتابوں میں یہہ ہے

الفتوی علی اعتبار العشر فی العشر و اختاره اصحاب المتون فكيف ساغ لهم ترجيح غير المذهب قلنا لما كان مذهب
ابی حنيفة التفويض الی رای المبتلی به وكان الرای يختلف بل من الناس من لا رای له اعتبر المشائخ العشر فی
العشر توسعة وتيسيرا علی الناس فان قلت هل يعمل بما صح من المذهب و بفتوی المشائخ قلت يعمل بما صح
من المذهب فقد قال الامام ابو الليث فی النوازل سئل ابو نصر فی مسئلة وردت عليه ما تقول رحمك الله
وقعت عندك كتب اربعة كتاب ابراهيم بن رستم و اداب القاضی عن الخصاف وكتاب المجرد وكتاب
النوادر من جهة هشام هل يجوز لنا ان نفتی منها اولا وهذه الكتب محمودة عندك فقال ما صح
عن اصحابنا فذلك علم محبوب مرغوب فيه مرضی به واما الفتيا فانی لا اری لاحد ان يفتی بشیٔ
لا يفهمه ولا يحتمل اثقال الناس فان كانت مسائل قد اشتهرت وظهرت وانجلت عن اصحابنا
رجوت ان يسع الاعتماد عليها فی النوازل انتهی وعلی تقدير عدم رجوع محمد رح عن هذا التقدير
فما قدر به لا يستلزم به تقديره به الا فی نظره وهو لا يلزم غيره بل يختلف باختلاف ما يقع
فی قلب كل مبتلی فليس هذا من قبيل الامور التی يجب فيها علی العامی تقليد المجتهد اليه اشار فی فتح القدير ويؤيده ما فی شرح الزاهدی
عن الحسن والاصح عنده ما لا يخلص بعض الماء الی بعض بظن المبتلی به واجتهاده ولا يناظر المجتهد فيه انتهی فعلم من هذا
ان التقدير بعشر لا يرجع الی اصل شرعی يعتمد عليه كما قال محی السنة فان قلت قال فی شرح الوقاية انما قدر بما ذكر علی قوله

ر فتوا دہ در دہ پر ہے اور فقہ کے متنوں میں اوسی کو پسند کیا ہے تو انہوں نے غیر مذہب کو ترجیح کیونکر دی پہلا تو جواب یہہ ہے کہ جب امام ابی حنیفہ کا مذہب مبتلی کی را
سونپنا ٹھہرا اور رائے مختلف ہوتی ہی بلکہ بعضے آدمیونکو رائے ہی نہیں ہی تو مشائخ نے دہ دردہ کو لوگوں کی آسانی کیلئے معتبر کر لیا ہے پہر اگر تو کہے
کہ کیا عمل کیا جاوے اوسپر جو مذہب کی رو سے صحیح ہوا ہے یا مشائخ کی فتوی پر تو جواب یہہ ہے کہ عمل کیا جاوے اوسپر جو مذہب کی رو سے صحیح ہوا ہے کیونکہ کہا ہے
امام ابو لیث نے نوازل میں کہ کسی نے پوچھا ابو نصر سے کہ کیا کہتے ہو تم ان چار کتابوں کی نسبت ایک کتاب ابراہیم بن رستم دوسری ادب القاضی
خصاف کی تیسری کتاب المجرد چوتھی کتاب النوادر ہشام کی کیا ہمیں جائز ہے کہ ہم فتوا دیویں ان میں سے یا نہیں اور یہہ کتابیں تمہارے نزدیک
اچھی ہیں انہوں نے جواب دیا کہ جو ہمارے اصحاب سے صحیح ہو گیا تو وہ مسئلہ نہایت پسندیدہ ہے رہا فتوا دینا سو میں کسی کے واسطے اعتقاد نہیں کرتا
کہ بغیر سمجھے فتوا دیوے اور لوگوں کا بوجھ اپنے ذمہ لیوے ہاں اگر مسائل شہرت پکڑ جاویں اور ہمارے اصحاب سے ظاہر ہو جاویں تو مجھے امید ہے
کہ نوازل میں بہروسا اونپر جایز ہو سکتا ہے اور بر تقدیر نہ رجوع کرنے امام محمد کی اس اندازہ سے خواہ مخواہ انہوں نے اپنے رای سے یہہ اندازہ کیا ہوگا سو
غیر کو کچھ ضرور ہے نہیں بلکہ مبتلی کے اپنے جی میں پڑنے سے مختلف ہے اور یہہ کچھ امور ان میں سے نہیں کہ انمیں عامی پر مجتہد کی تقلید ضروری ہو چنانچہ
اسطرف فتح القدیر میں اشارہ کیا ہے اور اسکی تائید کرتے ہیں وہ تقریر جو شرح زاہدی میں ہے حسن سے اور بہت صحیح حسن کے نزدیک گذر جانیکا اندازہ ہی کہ
والیکی ظن غالب میں ایک طرف کی نجاست دوسری طرف پہونچی ہو اور ظن مجتہد فیہ مسئلہ میں کچھ تکرار نہیں ہو سکتی سو اب اس سے معلوم ہو گیا کہ اندازہ
دہ دردہ کا کسی ایسی اصل شرعی کیطرف نہیں جو کرتا جسپر اعتماد کیا جاوے چنانچہ محی السنۃ نے کہا ہے پہر اگر تو کہے کہ شرح وقایہ میں کہا ہے کہ یہ اندازہ حضرت معلم اس قول کے

صلی اللہ علیہ وسلم من حفر بیرا فله حولها اربعون ذراعا فیکون لہ حریمہا من کل جانب عشرۃ ففهم من هذا انه
اذا اراد اخر ان یحفر فی حریمها بیرا یمنع لانه ینجذب الماء الیها وینفض الماء الیها وینقص الماء فی البیر
الاولی وان اراد ان یحفر بیر بالوعة یمنع ایضا لسرایة النجاسة الی البیر الاولی وتنجس ماءها ولا یمنع فیما وراء الحریم
وهو عشر فی عشر فعلم ان الشرع اعتبر العشر فی العشر فی عدم سرایة النجاسة حتی لو کانت النجاسة تسری یحکم بالمنع
قلت هو مردود من ثلثة اوجه الاول ان یکون حریم البیر عشرۃ اذرع من کل جانب قول البعض والصحیح انه اربعون
من کل جانب کما سیاتی ان شاء اللہ تعالی الثانی ان قوام الارض اضعاف قوام الماء فقیاسه علیها فی مقدار عدم السرایة
غیر مستقیم الثالث ان المختار المعتمد فی البعد بین البالوعة والبیر نفوذ الرائحة فان تغیر لونه او
ریحه او طعمه ینجس والا فلا کذا فی الخلاصة وفتاوی قاضی خان وغیرهما وصرح فی التاتارخانیة ان
اعتبار العشر فی العشر علی اعتبار حال اراضیهم والجواب یختلف باختلاف صلابة الارض ورخاوتها انتهی
اور کہا اشباہ والنظائر میں ومنها حد الماء الکثیر الملحق بالجاری الاصح تفویضه الی رای المبتلی بہ لا التقدیر بشیء من
العشر فی العشر ونحوه انتهی اور صاحب تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے کہ تقدیر عشر فی عشر کی محض لا اصل ہے اسکی دلیل شرع سے ثابت نہیں ہوتی
اور کہا مولٰنا بحر العلوم عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ میں ثم اختلفت الروایات فی تحدید الغدیر العظیم ففی ظاہر الروایة عن الامام

---

یہ جو کوئی کنواں کھودے تو اسکی گرد کی چالیس گز زمین اسی کی ہے تو چاروں دیواری اسکی ہر جانب سے دس گز ہوگی تو اس سے سمجھا گیا کہ جس وقت اور دوسرا شخص
کھودنا چاہے اسی کنوئیں کے حد کے اندر تو منع کیا جاویگا کیونکہ پانی دوسرے کنوئیں کی طرف آ کے پہلے کنوئیں کا پانی گھٹ جاویگا اور اگر دوسرا شخص گندی نالی کا
بچہ کھودنا چاہے تو بھی منع کیا جاویگا کہ نجاست کنوئیں میں سرایت کریگی اور پانی ناپاک ہو جاویگا اور باہر چار دیواری کی ممانعت نہیں اور یہ
اندر کی مقدار دہ در دہ ہوئی سو معلوم ہو گیا کہ شرع نے دہ در دہ کا اعتبار کیا نجاست کی سرایت نہ کرنے میں کیونکہ اگر اس سے زیادہ مقدار میں بھی نجاست
سرایت کرتی تو ممانعت مذکورہ بالا ہوتی تو جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض تین طرح سے ساقط ہے اول یہ کہ ہر طرف سے چار دیواری کا دس گز
ہونا بعضوں کا قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر طرف سے چالیس گز ہو چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آتا ہے دوسرے یہ کہ زمین پانی کی درجہ موٹی چیز ہے پانی کا
قیاس زمین پر کرنا ٹھیک نہیں ہے تیسرے یہ کہ پسندیدہ اور معتمد علیہ کنوئیں اور نجاست کی بچہ میں اتنی دوری ہے
جسمیں بدبو پہونچے سو اگر پانی کا رنگ اور بو مزہ بدل جاویگا تو ناپاک ہو جاویگا اور نہیں تو نہیں
یوں ہی ہے خلاصہ میں اور فتاوی قاضی خان میں اور اور کتابوں میں اور تاتارخانیہ میں تصریح
کی ہے کہ اعتبار دہ در دہ کا زمین کے حال پر ہے تو جواب یہ ہے کہ کہیں زمین سخت ہے اور
کہیں نرم ہو چکی عبارت بحر الرائق کی سنہ اور حد پانی کثیر کی کہ جو حکم میں جاری پانی کے ہے
صحیح اسمیں برتنے والے کی رائے پر سونپتا ہے اندازہ دہ در دہ کا نہیں ہی ہو چکی
عبارت اشباہ کی سنہ پھر مختلف ہوئیں روایتیں بڑی تالاب کی حد میں سو ظاہر روایت میں امام

ابی حنیفة عدم التقدیر وحمل التفویض الی رای المبتلی به کما هو دابه الشریف فی امثال هذا فان غلب
علی الظن انه لا یصل النجاسة توضأ والا لا وفی الروایات الاخر یعتبر التحریك وقدره المتاخرون
المساحة انتهی مختصراً اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوة مین وظاهر الروایة عن ابی حنیفة غلبة الظن ان
غلب الظن وصول النجاسة الطرف الآخر لم یتوضأ والا توضأ واعتبر ابو سلیمان الجوزجانی الکثیر بالمساحة
واختاره المتاخرون فقوم اعتبروا ثمانیة فی ثمانیة وقوم بخمسة عشر فی خمسة عشر والاکثرون
بعشر فی عشر انتهی مختصراً اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ فارسی مشکوة مین بھی دہ دردہ کو مذہب متاخرین ہی کا
قرار دیا ہے اگرچہ امام کا مذہب تحریک کو ٹھہرایا ہے لاکن ہمکو اسکی تحقیق منظور نہین کہ مذہب امام کا اعتبار تحریک ہے یا بطرف
رای مبتلی بہ ہمارا مقصود تو اثبات اس امر کا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب تحدید دہ دردہ کی نہین سو وہ اوس کلام شیخ سے کی جو ترجمہ
مشکوة مین ہے بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہین ونزد امام ابو حنیفہ واصحاب او اگر آب آنقدر بود کہ بجنبانیدن اجزاء او
از ہم جدا نگردد کثیر است والا قلیل ونزد متاخرین مشائخ بمساحت قرار یافتہ وبعض غلبہ ظن معتبر دارند اگر ظن غالب وصول نجاست
بجانب دیگر است وضو نکند والا بکند انتہی مختصراً اور ایسا ہی برہان الدین صاحب ہدایہ نے کہا ہے یعنے دہ دردہ کو قول بعض مشائخ کا
قرار دیا نہ ابو حنیفہ کا اگرچہ فتوی دینا اسپر کہا ہے لاکن صاحب بحر نے اسکو بھی رد کر دیا ہے یعنے ثابت کیا ہے کہ ہمکو عمل کرنا اور
فتوا دینا اسپر نچاہیے جیسا کہ عنقریب عبارت بحر الرائق مین گذرا علاوہ یہہ کہ ہمکو اس سے بحث نہین کہ فتوی حنفیون کا کس پر ہے
غرض یہی ہے کہ دہ دردہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین سو وہ ہدایہ سے نصاً معلوم ہوتا ہے جیسا کہ کہا ہدایہ مین والغدیر العظیم
الذی لا یتحرك احد طرفیه بتحریك الطرف الآخر اذا وقعت نجاسة فی احد جانبیه جاز الوضوء من الجانب
الآخر لان الظاهر ان النجاسة لا تصل الیه اذ اثر التحریك فی السرایة فوق اثر النجاسة ثم عن ابی حنیفة
رح انه یعتبر التحریك بالاغتسال وهو قول ابی یوسف رحمه الله وعنه بالتحریك بالید وعن
محمد رحمه الله بالتوضی ووجه الاول ان الحاجة الیه فی الحیاض اشد منها الی التوضی
وبعضهم قدروا بالمساحة عشرا فی عشر بذراع الکرباس توسعة للامر علی الناس وعلیه الفتوی انتہی
اور سب سے سخت حجت اور دلیل اوپر نہونے دہ دردہ کی مذہب ابو حنیفہ کا اقرار جناب مترجم تنویر مولف ظاہری کا یعنی نواب محمد قطب الدین خان صاحب

---

ابی حنیفہ سے یہی روایت ہے کہ اسکی حد معین نہین بلکہ وہ موقوف ہے اوس اپنے عادت کی موافق جو ایسے مسئلون مین اونکی ہے برتنی والیکی رای پر سو اگر
گمان غالب ہو جاوے کہ یہہ پانی نجاست نہین قبول کرتا تو وضو کر لیوے اور نہین تو نہین اور اور روایتون مین پانی کی ہلانیکو لیا اور متاخرون نے
پانیکی ناپ کو لیا ہے ہو چکی عبارت ارکان اربعہ کی بطور خلاصہ کی ١٥ اور ظاہر روایت ابو حنیفہ سے گمان غالب کا ہے سو اگر گمان غالب ہے
نجاست کا پہونچنا دوسرے طرف معلوم ہو تو وضو نکرے اور اگر معلوم نہو تو وضو کر لیوے اور ابو سلیمان جوزجانی کثیر پانی کو ناپنے کی اعتبار کرنے سے
اور اسکو متاخرین نے اختیار کر لیا ہے سو ایک قوم نے ہشت در ہشت اور ایک قوم نے پانزدہ در پانزدہ اعتبار کیا ہے اور اکثر لوگون نے دہ دردہ کو اختیار کیا ہے ہو چکی عبارت مشکوة

کا ہی اور یہی کافی ہے دہلی الزام کی تو سنو کہ آپ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین صاف اقرار کیا ہی کہ مذہب امام اعظم کا تحدید پانی کی غیر
تحریک ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق کی ترجمہ مین اور ہدایہ مین گذرا اور دہ در دہ کی تقدیر بعضی متاخرین کی نزدیک ہے چنانچہ تحت حدیث
قلتین کے فرماتی ہین پس لگی خلاف کیا ہی ائمہ اربعہ نی بیچ مقدار قلیل و کثیر کی امام مالک تو کہتی ہین کہ جس پانی کا رنگ مزہ بو
متغیر نہو نجاست کی پڑنے سی وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جاوی وہ قلیل ہی اور امام شافعی اور احمد رح کہتی ہین کہ جو مقدار
قلتین کی ہو کثیر ہے اور اگر کم ہو قلیل ہے اور امام اعظم رح اور اونکی مذہب والی کہتی ہین کہ اگر پانی بمقدار ہو کہ ایک طرف کی ہلانی سی
دوسری طرف نہلی وہ کثیر ہے والا قلیل اور بعضی متاخرین نی دہ در دہ کو کثیر کہا ہے انتہی کلام النواب مولانا قطب الدین نقلا عن مظاہر حق
اب اسمین غور کرو کہ مولوی قطب الدین صاحب نے کیا صریح کہدیا کہ دہ در دہ مذہب ابو حنیفہ کا نہین بلکہ بعضی متاخرین کا ہے
اور پھر تنویر الحق مین بتقلید محمد شاہ کی کہدیا کہ دہ در دہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ رح اور اونکی اتباع کا واللہ اعلم اس اختلاف اور تعارض
کا سبب معلوم نہین ہوتا آیا پہلی تحریر مظاہر حق سی اونکو سہو واقع ہوئی یا جان بوجھہ کر ایسے تعصب مین گرفتار ہوئی
یا مظاہر حق مین تقلید شیخ عبد الحق رح کی ہی اور تنویر الحق مین محمد شاہ کی تقلید اختیار کی ہے پس جب کہ اتنی ائمہ حنفیہ کی
تصریحات سی بلکہ خود مؤلف ظاہری یعنی مولوی قطب الدین خانصاحب کی مظاہر حق کی عبارت سی ثابت ہوا کہ دہ در دہ
کسی کے نزدیک متقدمین سی معتبر نہین اور ظاہر ہی کہ جو لوگ متاخرین اسکی قایل ہین اونکی پاس بہی کوئی دلیل شرعی سے نہین ہے
اور یہ دہ در دہ کسی اصل شرعی کیطرف رجوع نہین کرتا جیسا کہ کلام سی خاتم المتاخرین ابن نجیم حنفی کی جو بحر الرایق سی منقول ہوا
گذر چکا ہے تو قول مولانا شہید فی سبیل اللہ و مہاجر الی اللہ عالم ربانی حافظ قرآنی محی سنت عالم نبیل مولانا و مقتدانا مولوی
اسمعیل رضی اللہ عنہ کا کہ یہ تحدید عشر فی عشر یعنی دہ در دہ کی بدعت حقیقیہ ہے ثابت اور مصدق ہوگیا اور وہ قول مولوی اسمعیل
صاحب کا یہ ہے جو ایضاح الحق مین فرماتی ہین مسئلہ خامسہ استحسانات اکثر متاخرین از فقہا و صوفیہ کہ محض بنا بر حصول بعضی منافع دینیہ
و مصالح شرعیہ بدون تمسک بدلیلی از دلائل شرعیہ عبادات یا معاملات اختراع نمایند یا تحدید بعضی از اصول دینیہ بحدی
خاصہ احداث میکنند مثل تحدید کلمہ تہلیل باوضاع مخصوصہ از اعداد و ضربات و جلسات و تحدید ما الکثیر بعشر فی عشر ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ
است انتہی مختصرا لغایۃ الاختصار و مر تمامہ فی جواب الباب الثانی فی جملۃ الروایات الدالۃ علی عدم الالتزام بمذہب معین
اور جو کہ مؤلف نی مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے نقل کیا ہے کہ امام اعظم دہ در دہ کی قائل تہی اس سے خود مؤلف کا ادعا ثابت

---

ف۵ بڑا تالاب وہ ہی کہ ایک کنارہ کا پانی دوسرے کنارہ کی پانی کو ہلانی سی نہلی تو جو وقت ایک کنارہ پر نجاست پڑ جاوے
دوسرے کنارہ سی وضو جایز ہے کیونکہ ظاہر یہی ہی وہانتک نجاست نہین پہونچی اسواسطی کہ حرکت پانی کی نجاست سے زیادہ دوڑتی ہی پہر
امام ابی حنیفہ سی روایت یہہ ہے کہ وہ پانی کی حرکت جو نہانی سی ہوتی ہی اوسکو اعتبار کرتے تہی اور یہی امام ابی یوسف کا قول ہے اور انسے
ایک روایت ہاتہہ کی حرکت کی ہی اور امام محمد نے وضو کی حرکت کو لیا اور پہلی صورت کی وجہ یہہ ہے کہ حوضون مین وضو کی نسبت
نہانیکی زیادہ ضرورت پڑتی ہی بعضو نی دہ در دہ کا اندازہ کرا ہے کیونکہ سہل ہے اور اسپر فتوا ہے ف۵ اور جو عبارات جو اس باب ثانی بلکہ روایات عدم التزام

ہوتا ہی کہ کسی عالم حنفی المذہب نے اپنے کتاب مین یہہ مذہب امام اعظم کا نقل نہین کیا اصلی کر اگر کسی کتاب حنفی مین یہہ مذہب امام کا
منقول ہوتا تو جناب مؤلف اپنی کتابون معتبرہ کو جیسے منیہ قنیہ شرح وقایہ ہدایہ کنز درمختار بحر الرائق وفتاوی قاضیخان
فتاوی عالمگیری جسکو کالوحی من السماء جانتے ہین چہوڑکر اپنی مذہب کے ابی بکر کی کتاب سی جو حنفی مذہب سی بالتفصیل واقف
نہین بلکہ وہ ایک محدث ہی نہ شافعی نہ حنفی کیون نقل کرتے اسبات مین غور کرنا چاہیی اور اسی سے سمجہہ لینا چاہیی کہ امام
اعظم دہ دردہ کی قائل نہین اور منشاء لکہنی ابو بکر بن ابی شیبہ کا یہہ ہی کہ اوسکو التزام ہے رد اور طعن کرنیکا ابو حنیفہ پر
اسی لئی اونکی بعض اتباع کو عشر فی عشر کے قایل دیکہہ کر یہہ سمجہا کہ ابو حنیفہ بہی اسکی قایل ہونگی سپر پہلی حدیث عکرمہ کے
متضمن پاک ہونی مطلق جو ضو کے جنہین کہتی اور دریدی پانی پی جاوین مخالف حنفی مذہب کے نقل کی بعد اسکی بطور طعن کے
حنفیون کے مشہور مذہب کو امام اعظم کا مذہب سمجہہ کر نقل کر دیا اور در اصل یہہ طعن ابو بکر کا ابو حنیفہ رحہ پر درست نہین
کیونکہ وہی عشر فی عشر کے قائل نہین جیسا کہ سب اکابر حنفیہ نقل کرتے چلے آتے ہین چنانچہ سابق مین عبارتین
سبکی گذرین اور جو کہ مؤلف نی اخیر مین کہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا اور امام محمد کا اور کہا یہہ
ہدایہ مین اسپر فتوی ہے اسنے اسمین بڑی فریب بازی کی ہے اور دروغگوئی اختیار کی اسلئے کہ ہدایہ مین تو اتنا ہے
کہ اسپر فتوے ہے اور اوسمین یہہ نہین کہا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام محمد کا ہے بلکہ اس عشر فی
عشر کو بعض مشایخ کا مذہب ٹہرایا ہے جیسا کہ عنقریب عبارت ہدایہ کی نقل کی گئی ہے تو مولف محمد شاہ کی دروغگوئی
اور چالاکی کو دیکہو کہ دونون امر یعنی عشر فی عشر مذہب ہونا امام اعظم اور صاحبین کا اور فتوی ہونا اوسپر ہدایہ کی طرف نسبت
کرتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الخیانۃ اور جو کہ مؤلف نی بعد اسکی کہا ہے کہ موافق مذہب امام اعظم کی مذہب ہے امام احمد بن حنبل کا بیچ
نجاست رقیقہ کے اور اسکو نسبت کیا ہے طرف ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق کی اور ارکان اربعہ مولوی عبد العلی کی تو ظاہر ہے
کہ غرض مولف کی یہی ہوگی کہ امام احمد بن حنبل بہی قائل ہین دہ دردہ کی بیچ نجاست رقیقہ کی اور یہہ محض غلط اور کذب
صریح اور بہتان ہی مولانا عبد العلی پر اور شیخ عبد الحق پر کیونکہ مولوی عبد العلی نی اور شیخ نی ہرگز نہین کہا کہ امام اعظم اور احمد
بن حنبل نجاست رقیقہ مین دہ دردہ کا مذہب رکہتی ہین بلکہ مولوی عبد العلی کی کلام سی جو ارکان اربعہ سی نقل کیا گیا ہے
اور شیخ کی کلام سی جو ترجمہ مشکوۃ سی اور شرح اوسکی سی نقل کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دہ دردہ مذہب امام
اعظم کا نہین چہ جائیکہ امام احمد بہی اونکی اس مذہب مین موافق ہوون تو دیکہو کہ جناب مولف نی کسقدر جہوٹ لکہنا
اختیار کیا ہے اور حوالی جہوٹے دیئے ہین اسمقام مین مولف کی دیانت سی مطلع ہونا چاہیے پس ثابت ہوا کہ یہہ دہ دردہ
کی حد چارون اماموں کی خلاف ہی تو بزعم مولف جو قائل ہین اسبات کے کہ جو کچہہ مخالف ہے ائمہ اربعہ کی وہ باطل ہے
بالاجماع یہہ تحدید عشر فی عشر کی باطل ہوئی اور قول مولوی اسمعیل شہید کا کہ تحدید دہ دردہ کی بدعت حقیقی ہے
خوب ثابت ہوا اور اگر بطور محال فرض بہی کیا جاوے کہ امام ابو حنیفہ اور باقی صاحبین قایل ہین عشر فی عشر کی تو اونکا

قائل ہونا مقابل خصم کی کیا حجت ہے جس حالت مین کہ شافعی کی حدیث مرفوع پر مولف نی اتنی لی دی کی اور اوسکی مذہب کو بزعم خود ضعیف کر دیا کیا امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول اگرچہ بی دلیل ہو مثل قران کی ہی اور وہ کیا نبی ہین کہ جناب مولف نے قول اونکا بی دلیل نقل کر دیا قول صاحب ہدایہ کا کہ اسپر فتوی ہے مثل حدیث اور قران کی نقل کرکی خوش ہوگئی مردانگی تو یہہ تھی کہ جسطرح حدیث کو رسول اللہ کی جسپر شافعی کا عمل ہے رد کر دیا تھا اسیطرح وہ وردہ کو کسی حدیث سی یا قران سی یا اجماع شرعی سی یا قیاس سی ثابت کرتے مجرد مذہب کا معرض استدلال اور محل ترجیح بالدلایل مین پیش کرنا شان اور شعار اہل علموں کی نہین کچھ تو شرم اور لحاظ چاہیے خیر جب التماس لا بد آینده بہ جناب مولف کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ وردہ کو کسی دلیل شرعی سی دو برس مین یا چار برس مین یا دس برس مین ثابت کرکے ہم مشتاقون کو مسرور و ممتاز فرما دین الحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً علی ما اراناالحق فی تحقیق حدیث الفلتین الصحیح الثابت المروی عن رسول اللہ سید الثقلین صلی اللہ علیہ واٰلہ وصحبہ الطالبین للمسنبین **تنبیہ** جواب دینا آینده کلام مولف کا حرفاً حرفاً نقل کرکے موجب تضییع اوقات ہے اور راقم کو اشتغال علمی سی کہان فرصت ہی کہ سب انکی توجیہات رکیکہ ضعیفہ اور دلایل نامرضیہ کو نقل کرے اسلیے ماحصل کلام کو اوسکی معہ تمام متمسکات اوسکے کے اپنے عبارت وجیزہ مختصرہ مین بیان کرکی ہر ایک بات انکا بخوبی جواب دیوین گی

**قال** مسئلہ دوسرا بیچ بیان وقت مستحب فجر کے **اقول** ہمارے نزدیک رسول اللہ صلعم سی یون ثابت ہے کہ آنحضرت اکثر نماز فجر کی غلس مین پڑہا کرتے اور یہہ تغلیس وہی ہے جسکو بہت صحابہ جو عدول ہین روایت کرتے ہین اونمین سی ہین ابن عمر اور انس بن مالک اور جابر اور ابو برزہ اور سہل بن سعد اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ کما قال فی المحلی الجامع للترمذی اور بہت طرق اور اسانیدوں سی یہہ تغلیس ثابت ہے اور بہت حدیثین اس مضمون کی وارد ہین از انجملہ یہہ کہ روایت ہی عائشہ سے کن نساء المؤمنات یشہدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات بمروطہن ثم ینقلبن الی بیوتہن حین یقضین الصلوٰۃ لا یعرفہن احد من الغلس روایت کی یہہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ساتھ اسانید صحیحہ کے باتفاق معنے کے گرچہ لفظون مین بعضی روایتین مختلف ہین مثلاً بعضی روایتون مین ینقلبن ہے اور بعض مین یرجعن اور بعض مین ینصرف النساء وعلی ہذا القیاس غرضکہ اس حدیث مین کسیطرح کا ضعف نہین اور حاصل معنی اس حدیث کی یہہ ہین کہ آنحضرت کی ساتھ جو عورتین اپنے چادرونمین لپٹی ہوئین فجر کی نماز مین حاضر ہوتین تو وہ ایسی غلس مین نماز پڑہ پڑہا کر اپنے گہرون کو چلیتین کہ اوسوقت اتنے تمیز کسیکو نہوتی کہ یہہ عورتین ہین یا مرد اور یہی معنی حق ہین عدم امتیاز مین جیسا کہا عینی حنفی نے شرح بخاری مین وقیل معنی لا یعرفہن احد ای لا یعرف اعیانہن وہذا بعید والاوجہ ان یقال

---

**سلہ** تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن اوسپر کہ اوسنی ہمکو جو حدیث قلتین صحیح ثابت آنحضرت سردار دو جہان صلعم سے تحقیق کی اوسمین راہ حق کی دکھائی **سلہ** مومنون کی عورتین فجر کی نماز مین آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے کپڑے اوڑہی ہوئی آتی تہین اور پہر نماز پڑہ کر اپنے گہر چلی جاتی تہین اندھیری کے سبب اونکو پہچان کسیکو نہین ہوتی تہی **سلہ** اور بعضون نے کہا ہے کہ معنی اسکی کہ اونکو پہچان نہین سکتا تھا یہہ ہین کہ اونکی صورتین کوئی نہین پہچانتا تھا اور یہہ بات

ما یعرفہن احد ای النساء ہن ام رجال انتہی اور کہا امام نووی نی شرح مسلم مین معنا ما یعرفن النساء ہن ام رجال وقیل ما یعرف اعیانہن
وھذا ضعیف انتہی وھکذا فی المحلی وفتح الباری مع ما للدو ما علیہ اور سیاق حدیث سی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہی کہ
حضور عورتون کا نماز فجر مین اور فارغ ہونا اونکا نماز سی اور پہرنا اونکا حالت غلس مین مرامی تہا اور رسول اللہ
علیہ السلام ہمیشہ نماز فجر کی غلس ہی مین پڑہتی کا یدل علیہ قولہا کن یشہدن ثم ینقلبن او یرجعن لا سیما اسمیۃ
الجملۃ المصلاۃ بان المخففۃ من المثقلۃ التی وردت فی روایۃ من حلا الشیخین اعنے مالکا والترمذی و
ابا داؤد والنسائی وابن ماجۃ باسمہ ایک روایت صحیحہ مین صاف آگیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی تمام عمر مین
ایک ہی مرتبہ فجر کی نماز اسفار کر کی ادا کی ہے اور باقی تمام عمر غلس مین پڑہتی رہی جیسا کہ روایت کیا ابو داؤد نی اپنے
سنن مین ابو مسعود سے انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی
مات لم یعد الی ان یسفر یس اسی واسطی کہ سیاق سے حدیث عایشہ کی بہی مواظبت معلوم ہوتی ہی اور حدیث ابو مسعود کی بہی ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت نی تمام عمر سوا ایک مرتبہ کی غلس ہی مین پڑہی ہی کہا فتح الباری مین وحدیث عایشۃ تقدم فی ابواب ستر العورۃ
ولفظہ صریح فی مرادہ فی ھذا الباب من جہۃ التغلیس بالصبح ان سیاقہ یقتضی المواظبۃ علی ذلک واصرح ما اخرجہ ابو داؤد من حدیث ابی
مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفر بالصبح مرۃ ثم کانت صلوتہ بعد بالغلس حتی مات لم یعد الی ان یسفر انتہی اگر اعتراض کرے کہ یہہ حدیث
ضعیف ہے اسلیے کہ ایک راوی اسکا یعنی اسامہ بن زید ضعیف ہے کہا نسائی اور دار قطنی نے کہ قوی نہین اور کہا احمد نی کہ کچہہ چیز نہین
اور کہا ابو حاتم نے کہ اس سے احتجاج نہین چاہیے تو جواب اسکی دو ہین اول یہہ ہی کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہی ابن خزیمہ نی اور
سکوت کیا ہے اسپر جرح کرنیسی ابو داؤد نی جبکہ نقل کیا اوسنی اس حدیث کو اپنے سنن مین اور کہا بیہقی نی کہ اس حدیث کی
سب راوی ثقات ہین اور کہا خطابی نے کہ یہہ حدیث صحیح ہے اسنادا اور راوی اسکا اسامہ بن زید لیسی ثقاہت سی متصف ہے
کہ بخاری کے راویون مین سے ہے اور تحقیق کہا ائمہ محدثین نے کہ جس راوی سے بخاری
اور مسلم روایت کرین یا بخاری اکیلا ہی روایت کرے تو ہر اوسکی حق مین کسی طعن اور جرح کرنیوالی کا قول مقبول نہین

---

کہ اونکی یہہ شناخت نہوتی تہی کہ وہ مرد ہین یا عورت ہو جیکی عبارت عینی کی ۱۲ معنی اوسکی یہہ ہین کہ اونکی شناخت نہوتی تہی کہ وہ
مرد ہین یا عورت اور بعضون نی کہا ہے کہ اونکی صورت نہین پہچانی جاتی تہی اور یہہ قول ضعیف ہے ہو جیکی عبارت نووی کی اور یونہین ہے
محلی اور فتح الباری مین مع عبارت درجہ بسکے ۱۲ جیسا کہ دلالت کرتا ہی اوسپر یہہ قول حضرت عائشہ کا کہ عورتین آنکر پہچانی جاتی نہین خصوصا جملہ اسمیہ کا
ہونا لفظ ان خفیفہ کے ساتہہ جو سوا امام بخاری اور مسلم کی مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہی ۱۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ایک دفعہ اندہیرے مین پڑہی تہی پہر دوسری دفعہ سویرے پڑہی پہر اندہیرے مین پڑہتے رہے یہانتک کہ انتقال فرمایا ۱۲ اور حدیث مذکور
کو باب مین حدیث عایشہ کی گذر چکی اور اوسکی لفظ صاف اپنے مراد پر خوب کہلی ہوئی ہین اس مراد مین کہ صبح کی نماز اندہیرے مین تہی اور اوسکا طرز کلام سے اوسکی
ہمیشگی کو چاہتا ہے اور وہ حدیث بہت واضح ہی جو ابو داؤد نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ سویرے نماز پڑہی تہی پہر اندہیرے مین پڑہتے رہے

اگرچہ وہ طاعنین کتنے ہی ہوں جیسا کہ کہا محلی حنفی میں وقد اخرج ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ بن
زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروۃ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم
صلی مرۃ اخری فاسفر بہا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد سبق تخریجہ فان
قیل فیہ اسامۃ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال
ابو حاتم لا یحتج بہ قلنا الحدیث ما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ ابوداؤد وما سکت ہو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیہقی
رواتہ کلہم ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ ومتنہ وقال الخطابی ہو حدیث صحیح اسنادا واسامۃ من رجال البخاری وقد قالوا من
روی عنہ الشیخان او احدہما عند لا ینظر للطاعنین فیہ وان کثروا انتہی پس جبکہ امام بخاری رئیس الناقدین نے اسامہ بن زید سے روایت کی
تو پہر جرح کسیکا کیا ضرر کرتا ہے دوسرا یہہ کہ فرض کیا کہ بخاری کی رواۃ پر جرح مقبول ہے لاکن پہر بہی وہ جرح مقبول ہوتا ہی جو کہ بابیان
سبب ہو جیسا کہ شرح نخبہ اور حاشیہ علوی میں کہا ہے لانہ ان کان غیر مفسر ای لم یبین سببہ مثل قولہم فلان ضعیف
وفلان لیس بشیء او نحو ذلک مقتصرا علی ذلک لم یقدح فیمن ثبت عدالتہ لان الناس یختلفون فیما یجرح
وما لا یجرح فیطلق احدہم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر فلا بد من بیان سببہ انتہی اور کہا
مسلم الثبوت میں اکثر الفقہاء والمحدثین لا یقبل الجرح الا مبینا ولو حکما کما عن علماء ہذا الشان بخلاف التعدیل انتہی
اور کہا نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لا یقال الجرح مقدم علی التعدیل لان ذلک فیما اذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب
والا لا یقبل الجرح انتہی اور ظاہر ہے کہ جارحین اسامہ کے نے بیان سبب کا نہیں کیا ہی کہا لیس بالقوی ولیس بشیء ولا
یحتج انتہی اور یہہ معتبر نہیں کما قالہ پس ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت کا فعل یہی تہا کہ ہمیشہ غلس میں نماز پڑہتے

یہاں تک کہ انتقال فرمایا ہو چکی عبارت فتح الباری کی سلہ اور بلا شک ابوداؤد نے روایت کی اور ابن خزیمہ نے اوسکو صحیح بتایا اسامہ بن زید لیثی کی سلسلہ سے
کہ اونکو ابن شہاب نے روایت کی اور اونکو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے اور اونکو اونکے باپ نے یہہ کہ آنحضرت صلعم نے ایکدفعہ نماز اندہیری میں پڑہی پہر دوسری دفعہ
سویری پہر اندہیرے میں پڑہتے رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور یہہ روایت آگے گذر چکی پہر اگر کہا جاوے کہ اسمیں اسامہ بن زید لیثی ہے اور اوسکی بابت
نسائی اور دار قطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں ہے اور احمد نے کہا ہے کہ ناچیز ہے ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسکی روایت حجت نہیں ہم کہینگے کہ یہہ حدیث
وہ ہی جسکی صحت ابن خزیمہ نے کی اور ابوداؤد نے اوسپر سکوت کیا اور جسپر ابوداؤد سکوت کرے وہ درجہ حسن سے کم نہیں بیہقی نے کہا کہ راوی اوسکی
سب ثقہ ہیں اور روایت پر اونکی حدیث کی سند میں اختلاف ہے اور خود متن حدیث میں بہی اور خطابی نے کہا کہ وہ حدیث اسناد کی طور پر صحیح ہے
اور اسامہ بخاری کی راویوں میں سے ہے اور اہل حدیث کا مقولہ ہے کہ جس شخص سے دونوں شیخ یا ایک روایت کریں تو اوسمیں گنجائش طعن کی نہیں رہتی اگرچہ
طعن کرنیوالے کتنے ہی ہوں ہو چکی عبارت محلی کی سلہ اس سبب سے کہ اگر جرح بلا تفسیر ہو مثلا یوں کہدینا کہ فلان شخص ضعیف ہی یا ناچیز ہی یا اور لفظ
مثل اسکے کہکر تفسیر نکرے تو یہہ جرح نہوگی اوس شخص کے حق میں جسکی عدالت ثابت ہو چکی کیونکہ لوگ جرح اور غیر جرح میں مختلف ہیں سو بعضی اپنے
عندیہ کی موافق کسی پر جرح کر دیتی ہیں اور حقیقت میں وہ جرح نہیں ہوتی سو ضرور پڑا سبب کا بیان کرنا ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی سلہ اکثر فقہا

اسفار مین فقط ایک ہی دفعہ پڑہی ہی کہ بعد اسکی تمام عمر کبھی اسفار مین نہین پڑہی اور یہی یہی مذہب بہت سی صحابہ کا
اور تابعین کا جنمین سی ہین ابو بکر اور عمر اور ابن الزبیر و ابو موسی اشعری اور عمر بن عبد العزیز اور یہی مذہب ہے امام مالک کا
اور امام شافعی کا اور امام احمد کا اور اسحق اور جمہور آئمہ کا جیساکہ کہا ترمذی نی حدیث عائشة حدیث حسن صحیح و هو الذی
اختاره غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه و سلم منهم ابوبکر و عمر و من بعدهم من التابعین و به یقول
الشافعی و احمد و اسحاق یستحبون التغلیس بصلوة الفجر انتهی اور کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین و هو مذهب
مالك و الشافعی و الجمهور انتهی اور کہا محلی مین و عن ابی موسی و ابن الزبیر و عمر بن عبد العزیز انهم کانوا یغلسون انتهی اور جناب مولف کا یہہ
دعوے ہے کہ حدیث غلس مین نماز پڑہنے کی منسوخ ہی اس حدیث ابن مسعود کی سی کہ ما رایت رسول الله صلی الله
علیه و سلم صلی صلوة الا لمیقاتها الا صلوتین صلوة المغرب و العشاء بجمع و صلی الفجر یومئذ قبل میقاتها مع اون روایات ابن مسعود کی جو
عبد الرحمن بن یزید سی بمضمون کئین مولف نی نقل کئین ہین اور حدیث اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر سی و اُسی معناہ
اور روایت ابراہیم نخعی سے کہ کہا ما اجتمع اصحاب محمد صلی الله علیه و سلم علی شئ ما اجتمعوا علی التنویر بالفجر پس جواب یہہ ہی کہ دعوی
نسخ کا صریح البطلان ہی اسلئی کہ ناسخ کا متاخر ہونا یقیناً ضرور چاہیے جیساکہ کہا مسلم الثبوت و نخبة الفکر وغیرہما مین
حالانکہ یہان معاملہ برعکس ہے یعنے جسکو منسوخ کہتے ہو یعنے غلس اُسکا موخر ہونا اور اس پر مداومت رسول الله کی سند صحیح سے
ثابت ہی جیساکہ ابہی سنن ابی داود سی منقول ہو چکا اور جن حدیثون کو مولف نی سند پکڑا ہے اُنسی ہرگز نسخ ثابت نہین
ہوتا حدیث ابن مسعود سی اس لئی ثابت نہین ہوتا کہ جبکہ ثابت ہوئی مواظبت رسول الله صلعم کی تغلیس پر جیساکہ ثابت
کیا گیا تو واجب ہوا حمل کرنا حدیث ابن مسعود کا جمعاً بین الدلیلین اسپر کہ اوسدن نماز مین داخل ہوئی ہونگی بعد طلوع
فجر کے باوجودیکہ غلس دور نہین ہوئی ہو اسلئی کہ غلس کے معنی تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی روشنی صبح سی ہین جیساکہ کہا محلی مین
فالغلس بقایا ظلمة اللیل یخالطها بیاض الفجر نقل عیاض عن الازهری و الخطابی انتهی و هکذا فی عمدة القاری شرح صحیح البخاری للعینی الحنفی

اور محدث نہین قبول کرتے جرح کو مگر وہ جرح کہ مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو اور نہین تو جرح مقبول نہوگی بخلاف تعدیل کی ہوچکی عبارت مسلم کی عه کوئی نہین
کہہ سکتا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر کیونکہ جرح مع بیان اور تفسیر سبب کے ہو تو مقبول ہی اگر نہین نا مقبول ہی ہوچکی عبارت مقدمہ شرح مسلم کی عه قوی نہین
اور نا چیز ہی اور اوسکی روایت حجت کی لایق نہین عه حدیث عائشہ رض کی حدیث حسن صحیح ہے اور یہہ وہ مسئلہ ہی کہ اختیار کیا اسکو بہت ساری
علما ی صحابہ نے کہ اونمین سی ابوبکر اور عمر اور اونکی بعد کی لوگ تابعین ہین اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا مستحب جانتی ہین اندہیرے مین صبح کی نماز پڑہنے کو
ہوچکی عبارت ترمذی کی عه اور یہہ مذہب مالک اور شافعی اور جمہور کا ہے ہوچکی عبارت شرح صحیح مسلم کی عه اور ابو موسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے
روایت ہی کہ غلس مین نماز پڑہتی تہی ہوچکی عبارت محلی کی عه نہین دیکھا مینی آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتی ہوئی مگر نماز کی وقت پر مگر دو نمازین
ایک مغرب اور دوسری عشا مزدلفہ مین غیر وقت پڑہین اور صبح کی نماز اسی روز وقت مقرری سی پہلی پڑہی عه او جالا کرو صبح کی نماز مین کیونکہ اسمین ثواب بڑا ہے
عه نہین جمع ہوئی اصحاب رسول الله صلعم کسی چیز پر جیسیکہ جمع ہوئی اوجالے مین صبح کی نماز پڑہنی پر عه غلس کے معنی پچھلی رات کی اندہیری ہین جسمین صبح کی سفیدی ملی ہوئی ہو

اور ظاہر ہے کہ وہ کچھہ آنے اور قلیل ہی نہین ملکتی تا تنویر کامل وہ تاریکی باقی رہتی ہے اور اوسکی بدیت بہی ہی اور یہا یہ بہی ہے
اور یہین تقدیم فعل بہی ممکن ہے تاخیر بہی ممکن ہی اسیوا سطی کہا فتح الباری مین وامّا حدیث ابن مسعود الذی اخرجہ المصنف
وغیرہ انہ قال مارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ فی غیر وقتہا غیر ذلک الیوم یعنی الفجر یوم المزدلفۃ فمحمول علی انہ دخل
فیہا مع طلوع الفجر من غیر تاخیرہ وان فی حدیث زید بن ثابت وسہل بن سعد ما یشعر بتاخیر یسیر لا انہ صلاہا قبل ان
یطلع الفجر انتہی اور کہا محلی حنفی نے واجاب عنہ الحافظ وغیرہ بانہ محمول علی انہ دخل فیہا مع اول طلوع الفجر وکان
المعتاد التاخیر منہ بحیث لا یفوت التغلیس واللہ اعلم انتہی اور موید ہی اس تاویل کو حدیث صحیح
بخاری کی عبد الرحمن بن یزید سے قال خرجت مع عبد اللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعاً فصلی" ۔ وتین کل صلوۃ وحدہا باذان واقامۃ والعشاء
بینہما ثم صلی الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر الحدیث یہ حاصل وہ غلس جسمین ابن مسعود نے مقام مزدلفہ مین
ایکدفعہ نماز پڑہی تہی اور کہا تہا کہ ایسا ہی ایکدفعہ سمقام مین رسول اللہ نے پڑہی ہی اور سوا اسکی کبہو نہین وقت معتاد سے
پہلے پڑہی نہین کی وہ غلس نہایت ہی اور جسپر رسول اللہ کو مواظبت تہی وہ غلس مع غلس ابتدا ہی تہی پس کہان رہا
تعارض قول ابن مسعود مین اور احادیث غلس مین اور کیونکر ہی دلیل ناسخ ہوگا قول ابن مسعود کا حدیث تغلیس کو ایسا ہی حدیث
اسفروا بالفجر وما فی معناہ سی بہی نسخ حدیث تغلیس ثابت نہین ہوتا اسلئی کہ جبکہ ثابت ہوئی حدیث غلس کی روایت شیخین وغیرہما
سے اور معارض ہوئی اوسکی حدیث اسفار کی جو شیخین نے نقل نہین کی اور قاعدہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کے
نزدیک اہل حدیث کی یہہ ہے کہ اولا تو انکو آپسمین جمع اور موافق کرین اور اگر موافق نہو سکین تو دیکھین کہ دونون مین سی کون
ازروی تاریخ موخر ہے پس موخر کو ناسخ سمجھ کر اختیار کرین اور اگر تاریخ بہی معلوم نہو تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیوین اگر ترجیح بہی
ممکن نہو تو دونون عمل سے متوقف رہین اور رجوع کرین طرف اور ادون کی جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین وان عورض بمثلہ فلا یخلوا اما ان یمکن
الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فہو النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلوا اما ان
یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر بہ او باصرح منہ فہو الناسخ والاخر المنسوخ وان لم یعرف التاریخ فلا یخلو

لہ اور تہذیب ابن مسعود کی جس بخاری وغیرہ نے روایت کی ہی کہ مینی سوای اس دن کے اور نماز غیر وقت مین آنحضرت کو پڑہتے نہین دیکہا یعنی فجر کی نماز مزدلفہ کے
روز محمول ہی اسپر کہ بغیر تاخیر آپنے طلوع فجر ہوتی ہی نماز شروع کر دی چنانچہ حدیث زید بن ثابت اور سہل بن سعد سے سمجھہ مین آتا ہے کہ آپنے طلوع فجر کے بعد
کچھہ تہوڑے سے تاخیر کی اور اوسکی یہہ معنی نہین کہ فجر سی پہلی پڑہ لی ہو چکی عبارت فتح الباری کی ۱۲ سلہ اور جواب دیا اسکا حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسطرح پر کہ وہ حدیث
محمول ہی اسپر کہ اول طلوع فجر مین آپنے نماز شروع کی اور روزمرہ اسکی بہ نسبت دیر کر کے پڑہنے کی عادت ہے اسطرح کہ پہلی رات کی اندہیری فوت نہوگی انتہی ہو چکی عبارت
محلی کی ۱۲ سہ کہا عبد الرحمن بن یزید نے گیا مین عبد اللہ کے ساتھہ مکہ کو اور ہم دونو مزدلفہ کو پہنچے سو دو نماز ینا دہنون نے پڑہین ہر ایک جدا مع اذان اور
تکبیر کے اور کہانا عشا کا درمیان اون دو نماز کی یہہ جب طلوع ہوئی فجر نماز صبح ایسی وقت پڑہی کہ بعضے کہتی تہے صبح ہو گئی اور بعضی کہتی تہی کہ نہین ۱۲ سمہ اور اگر
دو حدیثون مین معارضہ پڑے تو اسکا خالی نہین کہ یا تو دونون مین جمع کرنا ممکن ہوگا بلا تکلف یا نہوگا اگر ممکن ہو تو اس قسم کا نام مختلف الحدیث

اما ان یمکن ترجیح احدھما بوجہ من وجوہ الترجیح اولا فان امکن الترجیح تعین المصیر الیہ والا فلا فصار ما ظاہرہ التعارض واقعا علی ھذا الترتیب الجمع ان امکن فاعتبار الناسخ والمنسوخ فالترجیح ان تعین ثم التوقف عن العمل باحد الحدیثین انتہی پس بنا بر اس قاعدہ کی اگر دونون حدیثون مین موافقت اور جمع کرو تو ممکن ہی کئی وجہ سی وجہ اول یہہ کہ مراد اسفار سی ظہور صبح کا ہے اس انداز پر کہ کسیکو شک نرہے باوجودیکہ تاریکی بہی باقی رہے جیساکہ کہا فتح الباری مین و اما ما رواہ اصحاب السنن وصححہ غیر واحد من حدیث رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر فقد حملہ الشافعی وغیرہ علی ان المراد بذلک تیقن طلوع الفجر انتہی اور کہا ترمذی نی اپنی جامع مین بطور حکایت کی شافعی و احمد و اسحاق سی ان کہ معنی الاسفار ان یضح الفجر فلا یشک فیہ ولم یروا ان معنی الاسفار تاخیر الصلوۃ انتہی پہر اس تاویل پر عینی اور شیخ ابن الہمام حنفیون نی اعتراض کیا ہے کہ رفع شک اور تیقن صبح کا تو مدار ہی صحت نماز کا پہر کیا معنی ایسی اسفار کی اعظم للاجر ہونیکی لاکن بعض منصف حنفیون ہی نی جواب بہی دیا ہے کہ مدار صحت کا تو مطلق تیقن ہے خواہ چند آدمیونکو ہوا اور مدار بڑائی اجر کا اس حدیث مین نزدیک آئمہ کی یہہ ہے کہ ایسا ظہور صبح کا ہو کہ ایک شخص بے غور و تامل کے پہچان لی چنانچہ ابوداؤد کی انتقاد باب سی صاف واضح ہوا باب فی وقت الصبح حدثنا اسحق بن اسمعیل نا سفین عن ابن عجلان عن عاصم بن عمر بن قتادۃ بن النعمان عن محمود بن لبید عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلعم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم او اعظم للاجر انتہی ما رواہ ابوداؤد قولہ اصبحوا بالصبح قال فی النہایۃ ای صلوھا عند طلوع الصبح یقال اصبح الرجل اذا دخل فی الصبح قلت بھذا یعرف ان روایۃ من روا ھذا الحدیث بلفظ اسفروا بالفجر مرویۃ بالمعنی وانہ دلیل افضلیۃ التغلیس بہا علی التاخیر الی الاسفار کما فی المرقات

---

اور پہلی تاریخ کی حدیث تاریخ ثابت ہو یا تاریخ نسخ صریح ہو تو آخر ہے اور دوسرے منسوخ اور اگر تاریخ معلوم نہوئی تو اس سی خالی نہین کہ یا تو وجہ ترجیح ممکن ہوگی یا نہین سو اگر ترجیح ممکن ہو تو اوسیطرف رجوع ٹہر جاویگا نہین تو نہین اور ظاہر مین جو دو حدیثون مین معارضہ ہوا کرتا ہے تو اوسکا فرق اس ترتیب پر ہے کہ اول جمع کرنا ہے جو ممکن ہو پہر اعتبار ناسخ اور منسوخ کا پہر ترجیح اگر ہو سکی پہر توقف کرنا عمل سی ایک حدیث پر ان دونو مین سے ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی

ف اور وہ جو اہل سنن نی رافع بن خدیج سی روایت کی ہے اور بہت لوگون نے اوسکو صحیح بتایا ہے کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا ہے فجر روشنی مین پڑہا کرو بڑا اجر ہے تو اوسکو امام شافعی وغیرہ نے اسپر حمل کیا ہے کہ فجر کا طلوع ہونا یقینی ہو جاوے مراد ہے ہو چکی عبارت فتح الباری کی ف معنی اسفار کی یہہ ہین کہ صبح مین شک نرہے نہ یہہ کہ نماز مین تاخیر کرے ہو چکی عبارت ترمذی کی ف یہہ باب ہے بیان وقت صبح مین روایت کی ہمین اسحاق بن اسمٰعیل نے اور کہا کہ روایت کی ہمکو سفیان نے ابن عجلان سے اور اونہون نے عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان سی اونہون نی محمود بن لبید سے اونہون نے رافع بن خدیج سی کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے روشنی مین صبح کی نماز پڑہو اجر پاؤگی یا یہہ فرمایا کہ بڑا اجر ملیگا ہو چکی روایت ابی داود کی نہایہ مین کہا ہے معنی اسکے یہہ ہین کہ صبح کی نماز طلوع صبح کی وقت پڑہو جب کہ صبح کو کہلنے دے آدمی اہل عرب اصبح الرجل بولتی ہین میں کہتا ہون کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ روایت کہ بلفظ اسفروا بالفجر کے ہے تو آئی ہے وہ روایت بالمعنی ہے بلاشک وہ دلیل ہے اندہیرے میں پڑہنیکی فضل ہونیکی بنسبت دیر میں پڑہنیکی جیسا

پس بنا بریں روایت کی اجر عظیم تغلیس میں بہی ثابت ہوا اور نماز غلس ہی میں پڑہنی مرجح ہوئی اور کہا بیہقی نی کہ حمل اسفار کا اس حدیث میں یعنی جو کہ مدار بڑائی اجر کا ہے یہی ہے کہ یقیناً معلوم ہو جاوے ورنہ نفس صحت تو قبل تبین یقینی کے واسطی اُس شخص کے جو اپنے جانچ اور مہارت سی وقت پہچان لی بہی ہو سکتی ہی جیسا کہ کہا محلی میں واجاب الاولون عن حدیث الاسفار باجوبۃ احدها ماحکاه الترمذی عن الشافعی واحمد واسحاق ان معنی الاسفار ان یضیء الفجر فلا یشك فیہ ولم یروا ان معناه تاخیر الصلوة ورد بانہ یاباه تعلیلہ باعظمیۃ الاجر فان الصلوة قبل تیقن الوقت فاسدۃ لا اجر لها اصلا قلت لعل مراد الائمۃ به والصبح وتیقنہ لکل واحد من غیر تعمق النظر فی الافق لا التیقن مطلقا فان الصلوة عند الشك فی الوقت اجماعا قال عیاض فی تفسیر الحدیث ای صلوها بعد تبین وقتها وسطوع ضوء الفجر ولا تبادروا اول مبادئ الفجر قبل تبینہ وقال البیهقی والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبین الفجر وان کان یجوز الدخول فیها من القیم بالاجتهاد قبل التبین انتهی اور حدیث طبرانی وغیرہ نور یا بلال بالفجر قدر ما یبصر القوم مواقع نبلهم جو عینی نی شرح بخاری میں اور مولف نی بواسطہ محلی کے تنویر الحق میں نقل کی ہے یہہ حدیث بدون تصحیح کسی امام کے آیہ حدیث میں ہے حجت نہیں ہو سکتی کہ نفس محلی میں جس سے مولف نی نقل کی ہی کہا ہی کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اسناد احدیث الطبرانی بسند ضعیف انتهی ما فی المحلی پس کسطرح بی تصحیح کسی محدث کی اوسکو قبول کیا جاوے تو یہہ حدیث مانع اور مبطل نہوگی اوس محمل کے جو بیان ہوا وجہ اولمین وجہ ثانی یہ کہ حدیث اسفار مین یہہ مراد نہیں کہ جبکہ روشنی ہوا وسوقت نماز شروع کرے بلکہ مراد اُس سی یہہ ہی کہ شروع نماز غلس ہی میں کری لاکن اتنی طول قراءت پڑہے کہ پڑہتی پڑہتی حالت اسفار میں اختتام اسکا ہووے جیسا کہ کہا فتح الباری میں وحملہ الطحاوی علی ان المراد الامر بتطویل القراءۃ فیها حتی یخرج من الصلوة مسفرا وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوة فی الغلس انتهی اور کہا ہی طحاوی حنفی نی حدیث غلس میں والذی ینبغی ان یبدأ بالغلس ویختم بالاسفار و هو قول ابی حنیفۃ ومحمد وابی یوسف نقل کیا اسکو محلی میں اور پہر کہا

---

۵۱ اور حدیث دیر میں پڑہنیکی جو ہے اوس سے سویرے پڑہنے والوں نی کئی طرح جواب دیا ہے ایک وہ جو ترمذی نے امام شافعی سی حکایت کی ہی اور احمد اور اسحاق سی کہ معنی اسفار میں پڑہنیکی یہہ ہیں کہ فجر کی نماز پڑہے اسطرح کہ اوسمین صبح کی ہونیکا شک باقی نرہے اور یہہ ارادہ نہیں کہ نماز میں دیر کی جاوی اور یہہ جواب اسطرح بگاڑا گیا ہی کہ اسفار کو فضل اجر کی وعدہ دینا اس جواب کو بگاڑتا ہے کیونکہ نماز یقینی وقت سی پہلی فاسد ہی اوسمی اجر ہرگز نہیں میں کہتا ہوں کہ شاید مراد اکابر کی یہہ ہے کہ صبح شروع ہو جاوے اور بغیر غور کرنیکی ہر ایک یقین کر لیوی نہ کہ مطلق یقین کیونکہ بالاتفاق شک کی وقت نماز نہیں ہوتی تفسیر حدیث میں عیاض نے کہا ہے کہ وقت کی کہلجانیکی بعد نماز پڑہو یعنے ایسے وقت کہ صبح ظاہر ہو جاوے اور صبح کی ظہور سے پہلے نماز میں جلدی مت کرو اور بیہقی نی کہا ہے اور صحیح طریقہ یہہ ہے کہ حدیث اسفار صبح کی ظہور پر حمل کیجاوے اگرچہ صبح کی حال جاننی والیکا اجتہاد کی طور پر یقین سی پہلی بہی نماز کا شروع کر لینا جایز ہے یہہ ہو چکی عبارت محلی کی ۵۲ روشن کر صبح کو ای بلال ایسا کہ لوگ اپنی تیر دالنیکے گرنیکی جگہ دیکہہ لیوین ۵۳ حدیث طبرانی کی سند ضعیف ہے ہو چکی وہ عبارت جو محلی میں ہے ۵۴ اور حمل کیا ہے طحاوی نی اوسکو اسپر کہ مراد یہہ ہے کہ اتنے لمبی قراءت پڑہے کہ روشنی میں فارغ ہوا اور وہ شخص بہت بعید ہے جسنے یہہ گمان کیا

وھو احسن وجوہ الجمع وبہ یجمع الاحادیث والمذاھب ویؤیدہ ما للنسائی عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الصبح الی ان ینفسح البصر وجہ تیسری یہہ کہ امر بالاسفار محمول ہو چاندنی راتوں پر کیونکہ ان راتوں مین بسبب اشتباہ روشنی صبح کا ساتھہ روشنی چاندکی بہت ہوتا ہے نقل کیا اسکو خطابی نے جیسا کہ کہا محلی مین الثانی ان الامر بالاسفار خاص فی اللیالی المقمرۃ احتیاطا لعدم تبین الصبح حکاھا الخطابی انتھی اقول وما قیل من انہ تخصیص بلا مخصص فمردود بانہ ای مخصص قوی من احادیث الغلس المرویۃ بروایۃ اصحاب الستۃ وغیرھم المتعارضۃ للاسفار فلابد من الحمل علی ما یصلح لہ ومنہ اللیالی المقمرۃ وما قیل من انہ مخالف لما عن ابراھیم النخعی من روایۃ اجماع الصحابۃ علی التنویر فسیجیئ وجوابہ باثبات ان قول النخعی غیر مستقیم علی الظاھر ولا یفید تعامل جمیع الصحابۃ او اکثرھم علی الاسفار الحاصل ان وجوہ سی تعارض حدیث غلس کا اور اسفار کا مرتفع ہوسکتا ہے یعنی دونوں قسم کی حدیثوں مین ان وجوہ سی جمع اور موفقت ہوسکتی ہے اور حدیث غلس کے معمول رہتے ہے اور اگر توفیق اور جمع بین الاحادیث نکرو اور بے دلیل اور خلاف قواعد اہل حدیث کی رجوع کرو طرف نسخ کی تو بھی غلس باقی رہتی ہی ساتھ عمل کے کیونکہ موخر وہی ہے نہ اسفار جیسا کہ روایت مین ابوداؤد کی گذرا تو حدیث غلس جو موخر ہے ناسخ ہوگی اور حدیث اسفار منسوخ ہوگی اور اگر اسی سے بھی انحراف کرو تو تیسری وجہ کو اختیار کرو یعنی حدیث اسفار کی متروک العمل ہوا اور حدیث غلس کے معمول رہی اسلئے کہ حدیث اسفار کو شیخین نی روایت نہین کیا اور غلس کو شیخین نی اور امام مالک اور باقی اصحاب سنن نی روایت کیا ہے اور یہہ قاعدہ ہے کہ وقت ترجیح کے ایسی روایات مین سے روایت شیخین کی مقدم ہوتی ہے انکی غیر کی روایت پر جیسا کہ کہا شرح نخبہ مین ومن ثم ای من ھذہ الجھۃ وھی ارجحیۃ شرط البخاری علی غیرہ قدم صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفۃ ثم صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ثم یقدم فی الارجحیۃ من حیث الاصحیۃ ما وافقہ شرطھما انتھی وھکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ کما سیجیئ اقول الا ما روی الزھری عن سالم بن عبد اللہ

کہ یہہ اسفار کی حدیث اندھیرے مین پڑہنیکی حدیث کی ناسخ ہے ہو جسکی عبارت فتح الباری کی ۵۰ اور لایق یہہ ہے کہ شروع کیجاے نماز اندھیری مین اور ختم کیجاے واسطے تطویل قرأت کے یا اجابہ کے اور یہہ قول امام ابی حنیفہ اور محمد ابی یوسف کا ہے ۵۱ اور یہہ خوب وجہ ہی موفقت کی اسی سی جمع ہوجاتے ہین حدیثین اور مذاہب اور تائید کرتی ہی اسکی وہ روایت جو نسائی نے انس رضی سے کہ آنحضرت صلعم صبح کی نماز پڑہتے تھے روشنی تک ۵۲ دوسرے یہہ کہ حکم اوجالیکا خاص ہے چاندنی راتوں مین بنظر احتیاط کے بسبب عدم ظہور صبح کی حکایت کی یہہ توجیہ خطابی نے ہو جسکی عبارت محلی کی مین کہتا ہون کہ وہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہہ توجیہ تخصیص بلا وجہ ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ حدیثوں اندھیرے کی حکم کی کہ جنہین اصحاب ستہ وغیرہ نی روایت کیا ہے اور بڑہ کر کونسی وجہ آویگی سو ضرور ہے محمول کرنا حدیث اسفار کا مناسب معنے پر اور وہ چاندنی راتین بھی ہوسکتی ہین اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ یہہ توجیہ مخالف ہے اسکی جو ابراہیم نخعی سی روایت ہے کہ اجماع صحابہ کا روشنی پر ہی تو وہ آتا ہے اور جواب اسکا یہہ ثابت کر دینا ہے کہ وہ قول ٹہیک نہین ہے اور سارے صحابہ یا اکثر کی تعامل کو مفید نہین ۵۳ اور اسی جگہہ سی یعنی اسی جہت سے (یعنی راجح ہونی شرط بخاری سے غیر پر) مقدم رکھی گئی بخاری اور کتابون پر پہر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اوسکی کہاتے بات مین کہ بخاری کی طرح لوگونے اوسکو بہی مقبول

ابن عمر عن ابیہ او محمد بن سیرین عن عبیدة بن عمرو عن علی او ابراہیم النخعی عن علقمة عن ابن مسعود او غیرہم
المتساوون لہم فی الرتبة ولا یخفی ان روایة الاسفار لیست بهذہ المثابة فیقدم علیها ما رواہ الشیخان الحصول نسخ غلس کا حدیث
اسفر واسی عاقل نہین کہہ سکتا ہے باوجودیکہ جمع مین الاحادیث بہی ممکن ہے اور متوخر ہونا حدیث غلس کا ازراہ تاریخ کی بہی
ثابت ہے اور ترجیح حدیث غلس کے حدیث اسفار پر بہی متحقق ہے ایسا ہے قول ابراہیم نخعی کے سے کہ ما اجتمع اصحاب محمد علی شیٔ
ما اجتمعوا علی التنویر بہی نسخ تغلیس کا ثابت نہین ہوتا اسلئے کہ اگر کہو کہ مراد اصحاب مجتمعین علی التنویر سی ہیچ کلام نخعی کے
کل صحابہ یا جمہور صحابہ ہین تو قول اسکا منقطع ہوگا اسلئی کہ اُنکو سب صحابہ سی یا جمہور سی ملاقات نہین بلکہ فقط ایک دو صحابی
ملاقات ہی جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین ابراہیم بن یزید بن قیس بن الاسود النخعی ابو عمران
الکوفی الفقیہ ثقة الا انہ یرسل من الخامسة انتہی تو دیکہو حافظ ابن حجر نی نخعی کو پانچوین طبقہ مین شمار کیا ہی اور پانچوین
طبقہ والی وہ لوگ ہین جنکو ایک یا دو صحابیون سے ملاقات ہوئی ہی اور بعضو نکو انمین سی سماع کسی صحابی سی ثابت نہین
جیسا کہ خود ابن حجر مقدمہ تقریب مین فرماتی ہین الخامسة الطبقة الصغری منهم الذین راوا الواحد والاثنین
ولم یثبت لبعضهم السماع من الصحابة کالاعمش اور شیخ الاسلام امام النقاد جنکو ابن حجر شرح نخبہ مین اور فاضل بہاری سلم الثبوت مین یون
فرماتی ہین کہ ہو من اهل الاستقراء التام فی نقد الرجال یعنی محمد بن احمد ذہبی ابراہیم نخعی کو انمین سی گنتی ہین جنکو کسی صحابی سے
سماع حدیث ثابت نہین اور کہتے ہین کہ اگر نخعی ابن مسعود وغیرہ سے بلا واسطہ کچھہ نقل کرے تو نقل اوسکی حجت نہین میزان الاعتدال
مین فرماتی ہین ابراہیم النخعی احد الاعلام یرسل عن جماعة لم یصح له سماع عن صحابی وکان لا یحکم العربیة ربما لحن
ولکن الامر علی انه حجة وانه اذا ارسل عن ابن مسعود وغیرہ فلیس ذلک بحجة انتہی علی ما نقله العلامة المحقق احمد بن
یحیی سعد الدین التفتازانی فی المجموعة له المشہورة بالعقود العشرة یعنی بدہ عقد دردہ علم پس ثابت ہوا کہ
نخعی کو ایک دو صحابہ سی ملاقات بدون سماع ہی پس جماعتون سی خبر دینا اوسکا کہ تمام اصحاب یا اکثر اسفار کیا کرتی تہی اپنے
دیکہنے سے اونکی تو دشوار ہی ہی خواہ نخواہ کسی اور سی سنا ہوگا حالانکہ اوس شخص کا ذکر نکیا تو قول اوسکا منقطع ہوا اور یہہ قول

رکہا ہے یہہ مقدم رکہی جاویگی وہ روایت جو اونکی شرط کی موافق ہو ہوچکی عبارت شرح نخبہ کی اور یونہین ہی حجة اللہ مین چنانچہ اگلی دیگا مین کہتا ہون
ان وہ جو روایت کی ہو تم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے انہون نے اپنے باپ سے یا محمد بن سیرین نے عبیدہ بن عمرو سے اونہون نے علی سی یا ابراہیم نخعی نے علقمہ سی انہون نے
ابن مسعود سی یا اسیطرح اور مساوی درجہ کے لوگ اور یہہ امر پوشیدہ نہین کہ روایت اسفار کی ایسی نہین تو اوسپر بخاری اور مسلم کی روایت مقدم ہوگی
سلہ نہین ہیں ہم ہوتی ہماہ آنحضرت محمد صلعم کے کسی شی پر جیسا کہ جمع ہوئی اوجالی مین نماز کی پڑہنی پر سلہ ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی ابو عمران
کوفی فقیہ ثقہ ہے مگر مرسل روایت کرتا ہے پانچوین طبقہ مین سے ہے ہوچکی عبارت تقریب کی سلہ پانچوان طبقہ چہوٹا اونکا کہ اونہون نے ایک یا دو صحابی کو
دیکہا بلکہ بعضو نکو صحابہ سے سماع بہی ثابت نہین جیسا کہ اعمش سلہ کہ وہ لوگونکی پرکہنی مین بڑی تلاش کا آدمی ہی سلہ ابراہیم نخعی جوالمومنین سے
ہین ایک جماعت سے مرسل روایت کرتی ہین اور اونکو کسی صحابی سے سماع نہین اور عربی مین محکم نہ تہی بار ہا غلطی کرتی تہی پر بات یہہ ہے کہ اونکی

منقطع حجت نہیں کما نص علیہ فی میزان الاعتدال وھکذا فی کتب اصول الحدیث اور اگر کہو کہ مراد نخعی کی ان صحابہ سے جو اسفار کرتے تھے ایک دو
صحابہ نہیں تو مسلم لاکن ایک دو صحابہ کے فعل سے وہ تغلیس جو رسول اللہ صلعم کی عمل میں تھی اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رض جیسے صحابی جلیل الشان
کا عمر بھر اسپر عمل رہا کیونکر منسوخ ہو جاوے یہہ تو کسی ذی ہوش سے آج تک مروی نہیں ہاں البتہ اگر سب صحابہ خلفا راشدین اربعہ وغیرہم بلا خلاف
ایک کی اسفار پر اتفاق کرتے تو کہا جاتا کہ بیشک اتفاق انکا دلالت کرتا ہی منسوخ ہونی پر غلس کے اور جبکہ یہہ اتفاق کسی نے ثابت کیا اور نہ انشاء
اللہ ثابت ہوگا پھر کسطرح بعض صحابہ کی فعل سے فعل دامی رسول اللہ صلعم کا اور معتاد شیخین ابو بکر صدیق اور عمر وغیرہما رضی اللہ عنہم کا منسوخ
ہو سکتا ہے ولا یقول بامکانہ الا من اشرب فی قلبہ التعصب والجھل من قواعد الاصول ومن شروط النسخ وغیرہ سیوطی بعض حنفیہ نے
دعوے نسخ غلس کا قول نخعی سے رد کر دیا جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ محدث دہلوی حنفی نے محلی میں والثانی بادعاء النسخ واستدل علی
النسخ بما اخرج الطحاوی عن ابراھیم ما اجتمع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی التنویر وھذا اسناد صحیح قالوا ولا یجوز
اجتماعھم علی خلاف ما فارقھم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لعلمھم بنسخ التغلیس المروی عن عایشۃ قلت کیف یدعی نسخ التغلیس وقد
اخرج ابو داود وصحح ابن خزیمۃ من طریق اسامۃ بن زید اللیثی عن ابن شہاب عن عروۃ عن بشیر بن ابی مسعود عن ابیہ انہ صلی
اللہ علیہ وسلم صلی الصبح مرۃ بغلس ثم صلی مرۃ اخری فاسفر بھا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر وقد
سبق تخریجہ فان قیل فیہ اسامۃ بن زید اللیثی وقد قال فیہ النسائی والدارقطنی لیس بالقوی وقال احمد لیس بشیء وقال ابو حاتم
لا یحتج بہ قلنا الحدیث مما صححہ ابن خزیمۃ وسکت علیہ ابو داود وما سکت ھو علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن قال البیھقی رواتہ
کلھم ثقات وخبر الاسفار مختلف فی اسنادہ ومتنہ وقال الخطابی ھو حدیث صحیح الاسناد واسامۃ من رجال البخاری وقالوا من روی عنہ الشیخان واحتجا بہ لا یلتفت الی طعن الطاعنین

---

حجت ہے اور جب ابن مسعود وغیرہ سے مرسل روایت کریں تو حجت نہیں ہو سکتی جو نقل کی علامہ احمد بن یحیی سعد الدین تفتازانی کی مجموعہ میں جو عقود عشرہ کر مشہور ہے ۵۱ چنانچہ
گذر چکا میزان الاعتدال سے اور یونہی ہے درکتب اصول حدیث میں ۵۲ اور اسکی امکان کا وہی اقرار کریگا جو متعصب ہے یا قواعد اصول سے بے خبر اور شرائط نسخ وغیرہ سے غافل
۵۳ اور دوسرے دعوی نسخ کا اور دلیل پکڑی ہی نسخ پر اوس روایت سے جسی روایت کی طحاوی نے ابراہیم سے کہ نہیں جمع ہوئے اصحاب آنحضرت صلعم جیسے کہ جمع ہوئے تنویر
نماز کی پڑہنی پر اور یہہ سند صحیح ہے مشایخ نے کہا ہے کہ اونکا اجتماع اوسکی خلاف جسپر حضرت اونکو چہوڑ گئے نہیں ہو سکتا مگر اونکو اندہیرے میں پڑہنی کی روایت حضرت عائشہ سے ہے
اوسکی منسوخ ہونیکا علم ہو میں کہتا ہوں کیونکر نسخ کا دعوے کیا جا سکتا ہے حالانکہ روایت کے ابو داود نے اور تصحیح کی اوسکی ابن خزیمہ نے سلسلہ اسامہ بن زید لیثی سے
اور اونہوں نے ابن شہاب سے اونہوں نے عروہ سے اونہوں نے بشیر بن ابی مسعود سے اونہوں نے اپنے باپ سے یہہ کہ صبح کی نماز آنحضرت صلعم نے اندہیرے میں ایکدفعہ پڑہی پہر دوسرے دفعہ روشنی میں
پڑہی پہر تا بوفات اندہیرے میں پڑہتے رہے البتہ اور اوسکی روایت آگے گذر چکی اگر کہا جاوے کہ اس سند میں اسامہ بن زید لیثی ہے اور نسائی نے اور
دارقطنی نے کہا ہے کہ وہ قوی نہیں اور احمد نے کہا کہ ناچیز ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسکی روایت حجت نہیں ہے ہم کہینگے کہ یہہ حدیث
وہ ہے جسکی صحت ابن خزیمہ نے بیان کی اور ابو داود نے اوسپر سکوت کیا ہے اور جسپر ابو داود سکوت کرے وہ درجہ حسن سے گھٹتی نہیں ہے بیہقی نے کہا ہے
کہ راوی اوسکی سب ثقہ ہیں اور اسفار کے حدیث میں اختلاف ہے سند اور متن میں اور خطابی نے کہا ہے کہ وہ حدیث صحیح ہے سند کی طور پر اور اسامہ بخاری کی راویوں میں
سے ہے اور اہل اصول حدیث نے کہا ہے کہ جس سے دونوں شیخ روایت کریں یا ایک تو پہر اوسکے طعن کرنیوالوں پر نظر نہ ہوگی

فیہ وان کثر وا وما یقع بعدم النسخ کتابۃ عمر الی عمالہ وابی موسی الاشعری ان صلوا الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ کما سیجیئ فی الکتاب فلو کان التغلیس منسوخا لما خفی علی مثل عمر وابی موسی ولانکر علیہ الصحابۃ ذلک وایضا سیجیئ فی الکتاب ان ابا بکر الصدیق کان یقرء بالبقرۃ فی صلوۃ الصبح وھی تقتضی تغلیسا بصلوۃ الصبح وکذلک یحیی عن ابن عامر عن عمر انہ قرء فیہا بسورۃ یوسف والحج قرءۃ بطیئۃ قال فقلت واللہ اذا لقد کان یقوم حین یطلع الفجر قال نعم واخرج ابن ماجۃ عن مغیث بن سمی قال صلیت مع عبد اللہ بن الزبیر الصبح بغلس فلما سلمت اقبلت علی ابن عمر قلت ما ھذہ الصلوۃ قال کانت ھذہ صلوتنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما طعن عمر اسفر بہا عثمان انتھی وروی ابن ابی شیبۃ کان الناس یغلسون الفجر فی زمن عثمان ما یعرف بعضہم بعضا وعن ابی موسی وابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز انہم کانوا یغلسون فاذا ثبت التغلیس من ھؤلاء الصحابۃ الکبار فما روی النخعی ما اجتمع اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعوا علی التنویر لو صح محمول علی اجتماع من ادرکہ النخعی من الصحابۃ من اھل العراق لا علی جمیعہم انتھی اور کہا فتح الباری میں وابعد من زعم انہ ناسخ للصلوۃ فی التغلیس انتھی پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل بھی نسخ تغلیس کا ثابت نہیں ہوا یعنی نہ حدیث ابن مسعود سے اور نہ اسفروا بالفجر سے اور نہ قول نخعی سے اور جو کچھ مولف نے حدیث غلس سے اخیر میں مسلک جواب دیا ہے کہ حدیث غلس حدیث عائشہ والی محمول ہے اوپر اندھیری مسجد کی ہوا اوپر نہ اندھیری میدان کی تھی اس کا نام ہی تحریف جسکو مولوی اسمعیل نے تحفظ الفرقۃ الناجیۃ میں بیان کیا ہے اب ثانی کے جواب کی حقیقت کو دیکھو کہ حدیث عائشہ میں غلس حالت انقلاب میں مسجد سے گھروں کی طرف بیان کی ہے نہ حالت اقامت مسجد کی جیسا کہ فرمایا ہے ثم ینقلبن الی بیوتہن حین یقضین الصلوۃ ما یعرفن من احد من الغلس پس دیکھو اس قول سے تاریکی نماز مسجد میں کہاں سمجھی جاتی ہے

اگرچہ کتنی ہی ہوں اور دوسرا جو نہ منسوخ ہونا اس حدیث کا ثابت کرتا ہے حضرت عمر کا خط لکھنا اپنے عاملوں کو اور ابو موسی کو کہ صبح کی نماز پڑھو جس وقت کہ تارے کہلے ہوں جیسا کہ آگے موطا میں آتا ہے سو اندھیری میں پڑھنا اگر منسوخ ہوتا تو حضرت عمر اور ابی موسی پر مخفی نہ رہتا اور صحابہ انکار کرتے اور بھی موطا میں آوےگا کہ حضرت ابوبکر صدیق سورہ بقر صبح میں پڑھتے تھے سو یہ اندھیرے میں پڑھا جاتا تھا اور اسیطرح یحیی ابن عامر سے اور وہ عمر سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ یوسف اور سورہ حج ترتیل سے پڑھتے تھے صبح میں ابن عامر کہتا ہے میں لوگوں سے پوچھا قسم دیکر کہ کیا صبح ہوتی تھی کہ جب ہو تی تھی کہا کہ ہاں اور روایت کی ابن ماجہ نے مغیث بن سمی سے کہا انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ نماز پڑھی صبح کی تو اندھیرا تھا جب میں نے سلام پھیرا تو میں ابن عمر کے پاس گیا اور پوچھا کہا یہ کیسی نماز ہے انہوں نے کہا کہ یہ ہماری نماز ہے آنحضرت صلعم کے ساتھ کی ہے اور حضرت ابوبکر اور عمر کے ساتھ کی جب حضرت عمر کا انتقال ہوگیا تو حضرت عثمان نے سویرے پڑھنی شروع کردی ہو چکی عبارت ابن ماجہ کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ لوگ حضرت عثمان کے زمانہ میں اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کوئی ایک کو ایک نہیں پہچانتا تھا اور ابی موسی اور ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ وہ بھی اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے جس وقت ان بڑے صحابیوں سے اندھیری میں نماز پڑھنا ثابت ہوگیا تو پھر وہ جو نخعی نے روایت کیا کہ جس طرح صحابہ اجالے میں نماز پڑھنے پر جمع ہوئے ہیں اس طرح کسی بات پر جمع نہیں ہوئے اگر درجہ صحت کو پہونچ جاوے تو

علاوہ یہہ کہ سوائی عایشہ رضی اللہ عنہا اوروں کی روایت مین اتنی تحریف کی گنجایش نہین سیوطی شیخ سلام اللہ حنفی نی اس قول کو رد کر دیا ہے جیسا کہ کہا ہے محلی مین واجاب ابن الہمام عن حدیث عایشۃ بحملہ علی غلس داخل المسجد لان حجرتہا کانت فیہ وکان سقفہ مقاربا انتہی وفیہ مع کونہ بعیدا انہ لا یختص روایۃ التغلیس بعایشۃ بل رواہا جماعۃ من الصحابۃ کما سبق انتہی کلام المحدث پس رد ہوا کلام مولف کا بجمیع اجزاء اور باقی رہا معمول بہ ہونا حدیث غلس کا جیسا کہ ہمنی ثابت کیا ہے وللہ الحمد اولا واخرا وظاہرا وباطنا علیہا وفقنا لاثبات الغلس المروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعتاد لہ مدۃ عمرہ علیہ الصلوۃ والسلام **قال** مسئلہ تیسرا بیچ وقت مستحب ظہر کی **اقول** کئی حدیثوں سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت شدت گرمیون مین بہی اول ہی وقت ظہر پڑہا کرتی اور اسکی رغبت دلاتی روایت کی بخاری اور مسلم نی ابو ہریرہ سی **قال** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستہموا علیہ لاستہموا علیہ ولو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ الحدیث اور روایت کی امام احمد اور ابو داؤد نی زید بن ثابت سی **قال** کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ ولم یکن صلوۃ اشد علی اصحاب رسول اللہ منہا الخ ہکذا فی المشکوۃ اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نی محمد بن عمرو بن الحسن رضی اللہ عنہم سی **قال** سالنا جابر بن عبد اللہ عن صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصلی الظہر بالہاجرۃ والعصر والشمس حیۃ الحدیث اور روایت کی بخاری مسلم نی سیار بن سلامہ سی **قال** دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الہجیرۃ التی تدعونہا الاولی حین تدحض الشمس الحدیث اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرۃ سی **قال** کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر اذا دحضت الشمس اور خباب سی **قال** شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ

---

اور اسکی یہہ معنی ہونگی کہ جن صحابہ کو نقل نے پایا اونکا یہہ دستور ہو گا سارے صحابہ کا ہو چکی عبارت محلی کی **۱۲** اور بہت دنوں جسنے یہہ کہا کہ اوجالے مین نماز پڑہنی کی حدیث اندہیرے مین پڑہنے کی حکم کی ناسخ ہے **۱۲** پہر نماز پڑہکر اپنے گہر کو جاتی تہین اور اندہیرے کے سبب شناخت نہوتی تہی **۱۲** اور جواب دیا ہی ابن ہمام نے حضرت عائشہ کی حدیث سی یون کہ اندہیرا مسجد کے اندر کا حال تہا اسوجہ سے کہ حضرت عائشہ کا حجرہ اندہی تہا اور اسکی چہت نیچی تہی ہو چکا کلام ابن ہمام کا اور اس مین سوا اسکی کہ یہہ کلام بعید ہے یہہ بہی ہے کہ یہہ روایت کچہہ حضرت عائشہ سے پر مخصوص نہین بلکہ ایک جماعت صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے چنانچہ پہلی گذر چکا ہو چکی عبارت محلی کی **۱۲** اور اللہ کا شکر ہے اول اور آخر اور ظاہر اور باطن کہ اوسنی ہمکو اوس اندہیرے مین نماز پڑہنے کی روایت کی ثابت کرنیکی توفیق دی ہی جو حضرت سے ثابت اور ہمیشہ کا برتاؤ تہا **۱۲** کہا آنحضرت صلعم نے اگر لوگ اذان اور صف اول کا ثواب جانتے اور قرعہ ڈالکر اوسکو پاتی تو اوسپر قرعہ ڈالتی اور اگر ظہر کے اول وقت کی ثواب کو جانتی تو اوسکی طرف دوڑتے آخر حدیث تک **۱۲** آنحضرت ظہر کی نماز اول وقت پڑہا کرتے تہی اور کوئی نماز صحابہ پر اس نماز سے زیادہ سخت نہ تہی یونہین ہی مشکوۃ مین **۱۲** کہا محمد بن عمرو بن حسن نے کہ ہمنے جابر بن عبد اللہ سی آنحضرت صلعم کی نماز کا حال پوچہا تو اونہونے کہا کہ آپ ظہر اول وقت اور عصر آفتاب کی تیزیکی وقت پڑہتے تہے **۱۲** کہا سیار بن سلامہ نے کہ مین اور میرے باپ ابی برزہ اسلمی کے پاس گئے سو اوس سے میرے باپ نے آنحضرت کی فرض نماز کا حال پوچہا تو اونہونے کہا کہ سورج کی ڈہلتی ہی جسی لوگ اول ظہر

فی الرمضاء فلم یشکنا یہہ کہا قال زہیر قلت لابی اسحق فی الظہر قال نعم قلت افی تعجیلہا قال نعم اور انس سی قال کنا نصلی مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض بسط ثوبہ فسجد علیہ اور روایت کی ترمذی نے عائشہ رض سی قالت ما رایت اشد تعجیلا للظہر من رسول الله صلی الله علیہ وسلم ولا من ابی بکر ولا من عمر یہہ کہا وفی الباب عن جابر بن عبد الله وخباب وابی برزۃ وابن مسعود وزید بن ثابت وانس وجابر بن سمرۃ قال ابو عیسی حدیث عایشۃ حدیث حسن وھو الذی اختارہ اھل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیہ وسلم ومن بعدھم قال علی قال یحیی بن سعید وقد تکلم شعبۃ فی حکیم بن جبیر من اجل الحدیث الذی روی عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیہ وسلم من سال الناس ولہ ما یغنیہ قال یحیی وروی لہ سفیان وزائدۃ ولم یر یحیی بن معین بحدیثہ باسا قال محمد وقد روی عن حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن عایشۃ عن النبی صلی الله علیہ وسلم فی تعجیل الظہر انتہی اور روایت کی ہی نسائی نی خباب سی مثل روایت مسلم کے خباب سے جو گذری اور روایت کی ابن ماجہ نی عبد الله بن مسعود سی قال شکونا الی رسول الله صلی الله علیہ وسلم حر الرمضاء فلم یشکنا اور خباب سی مثل اسکی اور ابو برزہ سی قال کان النبی صلی الله علیہ وسلم یصلی صلوۃ الہجیرۃ التی تدعونہا الظہر اذا دحضت الشمس اور روایت کی ابو داؤد نی جابر بن عبد الله سی کنت اصلی الظہر مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم فاخذ قبضۃ من الحصا لتبرد فی کفی اضعہا لجبہتی اسجد علیہا لشدۃ الحر اور زید بن ثابت سی قال

---

کہتے ہین پڑہتے ہتی آخر حدیث تک ٥ جابر بن سمرۃ نی کہا کہ آنحضرت صلعم ظہر پڑہا کرتے تہے جب سورج ڈہلتی ہے ٥ کہا خباب نے کہ شکایت کی ہمنے آنحضرت صلعم سے نماز کی جلتی زمین مین تو آپنے وہ شکایت نہین سنی ٥ زہیر نے کہا کہ مینے ابی اسحاق سی پوچہا کہ یہہ بات کیا ظہر کی نماز کے حق مین ہتی کہا ہان پہر پوچہا کہ کیا ظہر کے جلدی کی باب مین ہتی کہا ہان ٥ انس نے کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ نماز پڑہتے گرمی مین پڑہا کرتی ہتی پہر جب ہم مین پر پیشانی نہین ٹک سکتی ہتی تو بعضے لوگ کپڑا بچہا لیا کرتے ہتی اور اوسپر سجدہ کیا کرتی ہتی ٥ حضرت عایشہ نے کہا کہ مینی آنحضرت اور ابوبکر اور عمر سی زیادہ جلدی کرنیوالا ظہر مین نہین دیکہا ٥ اور اس باب مین جابر بن عبد الله اور خباب اور ابی برزہ اور ابن مسعود اور زید بن ثابت اور انس اور جابر بن سمرہ سی روایت ہی کہا ابو عیسی نے کہ حدیث عائشہ کی حدیث حسن ہے اور یہہ مسئلہ ہے جسکو اہل علم نے پسند کیا صحابہ آنحضرت صلعم مین سے اور اون کی بعد والون نے کہا علی نے کہ یحیی بن سعید نے کہا کہ شعبہ نے حکیم بن جبیر مین اوس حدیث کی سبب کلام کیا ہے جسے اوسنی ابن مسعود کے واسطہ سی آنحضرت سی روایت کیا ہے کہ جو شخص لوگون سے مانگی اور اوسکی پاس اتنا مال ہو جو اوسکی حاجت رفع کرسکی کہا یحیی نے کہا سفیان اور زاید نے اوس حدیث روایت کی ہی اور ابن معین نے حکیم بن جبیر کی حدیث مین کچہہ ہرج نہین بتایا اور محمد نی کہا کہ بلا شک روایت کی حکیم ابن جبیر نے اونہون نے سعید بن جبیر سی اونہون نے حضرت عائشہ سی اونہون نے آنحضرت صلعم سے تعجیل ظہر کی باب مین ہو چکی عبارت ترمذی کی ٥ کہا ابن مسعود نے کہ شکایت کی ہمنی آنحضرت صلعم سی جلتی زمین کی گرمی کی سو آپنے شکایت نہ سنی ٥ کہا ابو برزہ نی آنحضرت صلعم ظہر سورج کے ڈہلتی ہی پڑہا کرتے ہتی ٥ جابر بن عبد الله نی کہا کہ مین ظہر آنحضرت صلعم کے ساتہہ پڑہتا تہا یعنی ایک مٹہی کنکر اپنے ہاتہہ مین گرمی کی سبب لیتا تہا

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر بالہاجرۃ الحدیث پس یہہ روایتین صریح دلالت کرتی ہین اسپر کہ عمل مینا
آنحضرت کی یہی تہا کہ بعد زوال کی نماز پڑہا کرتے اور بعضی روایتون مین جنسی مؤلف کو تمسک ہے خلاف انکا ثابت ہے
جیساکہ روایت کی ہی بخاری مسلم وغیرہما نی ابوہریرہ وغیرہ سی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا اشتد الحر
فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اور روایت کی طحاوی نی ابی خلدہ سی کہ کہا کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا کان الشتاء بکر بصلوٰۃ الظہر واذا کان الصیف ابردہا اور اسی مضمون کی ابی مسعود سے اور روایت کی طحاوی نے
مغیرہ بن شعبہ سی کہ کہا کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الظہر بالتہجیر ثم قال ابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم
اور ایسے ہے روایت ہی ابن ماجہ کی لیکن اوسمین لفظ ثم کی جگہہ پر لفظ فقط کا ہی پس ابراد والی کہتی ہین کہ حدیثین تہجیر
کی منسوخ ہین ساتہہ حدیث مغیرہ کی اور تہجیر والی جواب دیتی ہین کہ جہانتک تاویل ہو سکی نسخ کی قایل نہونا چاہیے جیسا
کہ کہا شرح نخبہ وغیرہ مین وان عورض بمثلہ فلا یخلو اما ان یمکن الجمع بین مدلولیہما بغیر تعسف اولا فان امکن الجمع فہو
النوع المسمی بمختلف الحدیث وان لم یمکن الجمع فلا یخلو اما ان یعرف التاریخ اولا فان عرف وثبت المتاخر بہ او باصرح منہ
فہو الناسخ والاٰخر المنسوخ انتہی مختصرا تو دیکہو کہ جمع کو نسخ پر مقدم رکہا اور کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین ان النسخ لا یصار
الیہ الا اذا عجزنا عن التاویل اور ان احادیث مین جمع اور تاویل ہوسکتی ہے وہ یہہ کہ تہجیر جو عادت رسول اللہ صلعم کی
ہتی اور شیخین کے یہہ افضل ہے اور امر ابراد کا حدیث ابوہریرۃ اور انس اور مغیرہ مین ازراہ رخصت کی شفقۃ ہی کیونکہ وجوب باتفاق
جمہور کے نہین جیساکہ کہا عینی حنفی نے شرح صحیح بخاری مین فان قلت ظاہر الامر للوجوب قلت الاجماع علی عدمہ
وقال بعضہم وغفل الکرمانی فنقل الاجماع علی عدم الوجوب قلت لا یقال انہ غفل بل الذین نقل عنہم الاجماع
کانہم لم یعتبروا کلام من ادعی الوجوب فصار کالعدم پہر کہا عینی نی کانت العلۃ فیہ دفع المشقۃ عن المصلی
لشدۃ الحر وکان ذلک للشفقۃ علیہ انتہی ایسا ہی نماز پڑہنا آنحضرت کا ابراد سی جیساکہ روایت ابی خلدہ اور ابو مسعود مین آیا
یہہ سب محمول ہے کہ کاہی ابراد کیا واسطی اظہار جواز اور رخصت کی پس کیا حاجت ہے نسخ کی بلکہ کیونکر جایز ہو قول بالنسخ خلاف
قاعدہ اہل حدیث کی جو جمع کو نسخ پر ایک درجہ مقدم رکہتے ہین کہا نووی نی شرح صحیح مسلم مین اختلف العلماء فی الجمع بین ہذین

---

۵۱ زید بن ثابت نی کہا کہ آنحضرت صلعم اول وقت ظہر پڑہا کرتے تہے ۵۲ جو وقت گرمی کی شدت ہو وی تو ظہر کو ٹہنڈا کرکی پڑہو کیونکہ شدت گرمی کی
دوزخ کا سانس ہے ۵۳ آنحضرت صلعم جاڑے مین تو ظہر سویرے پڑہا کرتی تہی اور جب گرمی ہوتی تہی تو ٹہنڈا کرکی پڑہا کرتی تہی ۵۴ مغیرہ بن شعبہ نے
کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ ظہر سویری پڑہا کرتے تہی پہر آپنے فرمایا کہ ٹہنڈا کرکی پڑہا کرو کیونکہ شدت گرمی کی دوزخ کا سانس ہے ۵۵ اور اگر حدیثون مین
معارضہ پڑے تو اس سے خالی نہین کہ یا تو ان دونو کی مطلب مین موافقت کرنا ممکن ہوگا بغیر تکلف کی یا نہوگا اگر ہوویگی تو اسکا نام مختلف الحدیث ہی اگر
ناممکن ہو تو اس سی خالی نہین کہ یا تو تاریخ معلوم ہو یا نہوگی اگر تاریخ معلوم ہو اور پچہلی حدیث کا پیچہی ہونا تاریخ سے ثابت ہو یا کسی اور طرح کی تو وہ ناسخ ہوگا
اور دوسرا منسوخ ہو چکی عبارت شرح نخبہ کی مختصر طور پر ۵۶ نسخ کیطرف رجوع نہین کیا جاتا تا وقتیکہ ہم عاجز ہون تاویل کرنی سی ۵۷ پہر اگر

الحدیثین فقال بعضهم الابراد رخصة والتقدیم افضل واعتمد واحدیث خباب وحملوا حدیث الابراد علی الترخیص والتخفیف فی التاخیر وبهذا قال بعض اصحابنا وغیرهم وقال جماعة حدیث خباب منسوخ باحادیث الابراد اور کہا فتح الباری مین وجمع بعضهم بین الحدیثین بان الابراد رخصة والتعجیل افضل انتہی پس ظاہر ہی کہ ازراہ دلیل کے اور موافق قواعد اہل حدیث کی ترجیح یہی ہے کہ گرمیون مین بہی ظہر آفتاب ڈہلتی کی ساتہہ ہی پڑہین لیکن اگر مشقت گرمی کی برداشت نکرسکی اور تہجیر پکرنہ باندہی اور ابراد اختیار کرے تو اسکو لازم ہے کہ ایسا ابراد نکرے کہ وقت ظہر کا جو ایک مثل ہے نزدیک تمام جہان کی ائمہ کی سوائی ابوحنیفہ کی خارج ہوجاوے یا قریب جاوی اور حد مین اس ابراد کی علماء قائلین بالابراد مین آپس مین اختلاف ہی بعضی کہتے ہین کہ جب قریب ایک ہاتہہ کی سایہ دیوار ونکا ہوجاوے واسوقت ٹہنڈک ہوتی ہی اور بعض کے نزدیک بعد ربع قامت سایہ کی ٹہنڈک ہوتی ہے اور بعض کے نزدیک بعد ثلث قامت اور بعض کی نزدیک بعد نصف کے اور سوائی اور قول بہی ہین الا کن یہہ سب کے نزدیک شرط ہی کہ ابراد اس مرتبہ کا نکری کہ ظہر کی آخر وقت کو پہونچ جاوی کہا فتح الباری مین فقد اختلف العلماء فی غایة الابراد فقیل حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال وقیل ربع قامة وقیل ثلثها وقیل نصفها وقیل غیر ذلك ونزلها المازری علی اختلاف الاوقات والجاری علی القواعد انه یختلف باختلاف الاحوال لکن یشترط ان لا یمتد الی اخر الوقت انتہی اور کہا سبل مین واختلف فی حد الابراد فقال النووی الابراد ان یؤخر بحیث یحصل للحیطان فی یمشون فیها وهو المختار عند الحنفیة فی حده کما فی الدر المختار وعند مالك الی ان یزید ظل کل شئ ربعه وقالت الحنابلة الی ان ینکسر الحر وعن ابن عمر ان ذاك ان الفئ ذراعا ونصفا الی ذراعین وکان الجدران فی ذلك الزمان سبعة اذرع

کوئی کہی کہ ظاہر امر کا وجوب کی لئی ہی تو جواب یہہ ہے کہ اجماع اسکی خلاف پر واقع ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ کرانی سی غفلت ہوگئی کہ اونہی اجماع نقل کیا ہے امر سکے وجوب کے لئی ہونی پر بیت کہولنگا کہ یہہ نکہا جاوے کہ کرانی سی غفلت ہوگئی بلکہ جن لوگونے یہہ دعوے منقول ہے اونکا کلام معتبر نہ ٹہرا تو بمنزلہ نہونی کی ہوگیا ۵۸ اور یہین سبب نزول کے تکلیف کا دفع کرنا تہا اور خیال شفقت کی یہہ ہوا ۵۹ ان دونو حدیثون کی موافقت کرنے مین لوگ مختلف ہوئے ہین سو بعضون نے کہا ہے کہ ٹہنڈا کرکی پڑہنا رخصت ہے اور سویری پڑہنا افضل ہے اور اعتماد کیا ہے حدیث خباب پر اور محمول کیا ہی ٹہنڈک کی حدیثون کو رخصت پر اور اسکی قائل ہوئی ہین ہمارے بعضے صحابی اور لوگ اور ایک جماعت نے کہا کہ حدیث خباب کے ٹہنڈک کی حدیثون سی منسوخ ہے ۶۰ اور موافقت کی ہے بعضون نے دونو حدیثون مین اسطرح پر کہ ٹہنڈک کا حکم رخصت ہی اور جلدی پڑہنا افضل ہے ہوچکی عبارت فتح الباری کی ۶۱ سو بلاشک مختلف ہوئی ہین علما ٹہنڈک کی حد مین سو بعضون نے کہا ہے کہ سایہ زوال کی بعد جب ہہر سایہ ہوجاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ جب آدمی کی قد کی چوتہائی ہوجاوے اور بعضون نے کہا ہی تہائی قد اور بعضون نے کہا ہے کہ آدہا قد اور بعضون نے سوا اسکی اور باتین کہین ہین اور مازری نی وقتونکی اختلاف

وقیل حتی یکون الظل ذراعا بعد فیٔ الزوال وقیل ربع القامة وقیل الثلث وقیل النصف وقیل یختلف باختلاف الازمنة انتہی **اقول** وما فی الہدایة من ان اشتداد الحر فی تلک البلاد یکون حین بلوغ ظل کل شیٔ مثلہ فتحقق الابراد فی التاخیر عنہ فہو باطل لا اصل لہ لانہ لا یبقی حینئذ وقت الظہر کما سنحقق عنقریب انشاء اللہ تعالی **قال** مسئلہ چوتہا بیان آخر وقت ظہر کا **اقول** بتائید اللہ وتوفیقہ اولا معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ مسئلہ جو تہا در اصل دو مسئلے ہین ایک مسئلہ آخر وقت ظہر کا اور ایک مسئلہ اول وقت عصر کا تو دلایل اور نقول مذہب دونون قسمون کین لائی جاوین گین اور جس دلیل سے آخر ظہر کا ثابت ہوگا اوسیسے بعینہ اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اور جس دلیل سے اول وقت عصر کا ثابت ہوگا اوس سے یہہ بہی معلوم ہو جاویگا کہ آخر وقت ظہر کا قبل اسکے ہے ایسا ہی حال ہے نقول کا اب سنو کہ اس مسئلہ مین تمام امام مجتہد ایک طرف ہین اور اکیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنا بر مذہب مشہور کے ایکطرف یہان تک کہ امام محمد اور ابو یوسف رح شاگرد اونکے بہی اس مسئلہ مین اون سے الگ ہین اور موافق جمہور علماء کے یعنی جمہور علماء قایل ہین اس بات کے کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی نہین رہتا بلکہ وقت عصر کا داخل ہو جاتا ہے اور کہیلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہہ مشہور ہے کہ دو مثل تک وقت ظہر کا رہتا ہے اور عصر داخل نہین ہوتی مگر بعد دو مثل کے کہا **قاضی ثناء اللہ** پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری مین واما آخر وقت الظہر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ یبقی بعد مصیر ظل کل شیٔ مثلہ ولذا خالف اباحنیفة فی ہذہ المسئلة صاحباہ ووافقا الجمہور انتہی وسیجیٔ الباقی اور کہا فتح الباری مین ولم ینقل عن احد من اہل العلم مخالفة فی ذلک الا عن ابی حنیفة فی المشہور عنہ قال اول وقت العصر مصیر ظل کل شیٔ مثلیہ قال القرطبی خالفہ الناس کلہم فی ذلک حتی یعنی الآخذین عنہ انتہی اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین تحت اما

---

اور قاعدہ پر جمہور کے پہنچا لیکن اتنی شرط ہے کہ آخر وقت تک ٹہنڈک کا انتظار نہ پہونچ جاوے ١٢ منہ اختلاف کیا ہے ٹہنڈک کی حد مین سو نووی نے کہا کہ ٹہنڈک یہہ ہے کہ دیوار ونکا اتنا سایہ ہو جاوے کہ اوسمین نمازی چلین اور حنفیونکی نزدیک یہی بات پسندیدہ ہے چنانچہ درمختار مین ہے اور امام مالک کے نزدیک یہانتک ہے کہ ہر چیز کا سایہ اوسکی چوتہائی بر ہو جاوے اور حنبلیون نے کہا ہے کہ گرمی کی شدت ٹوٹ جاوے اور ابن عمر سے یہہ روایت ہے کہ جن روز دنمین ڈیڑہ گز سایہ اصلی ہووے تو دو گز تک ٹہنڈک کی حد ہے اور اوس زمانہ مین دیوارین سات گز کی ہوتے تہین اور بعضون نے کہا ہے کہ سایہ اصلی کی سوا گز بہر سایہ ہو جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ چوتہائی قد آدم اور بعضون نے کہا ہے تہائی اور بعضون نے آدہا اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ہر زمانہ مین مختلف ہے ١٢ منہ مین کہتا ہون کہ وہ جو ہدایہ مین ہے کہ اون شہرون مین گرمی کی شدت ایک مثل تک رہتی ہے اور ٹہنڈک اوس کے بعد ہے سو یہہ بے اصل بات ہے اسوقت تو ظہر کا وقت ہی نہین رہتا چنانچہ عنقریب اسکی تحقیق ہم کرینگے ١٢ منہ اور آخر وقت ظہر سو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا کہ بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے اسی واسطے صاحبین نے اس مسئلہ مین امام ابی حنیفہ کی مخالفت کیے جمہور کے موافقت کی ہے ہو چکی عبارت تفسیر مظہری کی اور عنقریب پوری عبارت ہوگی ١٢ منہ اور کسی اہل علم سے منقول نہین کہ انہون نے

اول وقت عصر کی ؀ وفی هذہ الاحادیث وما بعدها دلیل لمذهب مالک والشافعی واحمد وجمهور العلماء
ان وقت العصر یدخل اذا صار ظل کل شیٔ مثله وقال ابوحنیفة لایدخل حتی یصیر ظل الشیٔ مثلیه وهذه
الاحادیث حجة للجماعة علیه مع حدیث ابن عباس رضی الله عنه فی بیان المواقیت وحدیث جابر وغیر ذلک انتهی
اور کہا محلے مین شیخ سلام اللہ حنفی نے علّٰه اعلم انه قال الجمهور اذا صار ظل شیٔ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر و
دخل وقت العصر وقال ابوحنیفة فی المشهور عنه انه لایخرج الظهر بمصیر الظل المثل ولایدخل العصر بل یکون اول
وقت العصر بمصیر ظل کل شیٔ مثلیه قال القرطبی خالف الناس کلهم حتی اصحابه انتهی مختصرا وسیجیٔ تمامه اور کہا ملا عابد سندھی حنفی صاحب
لطیفہ شرح مسند ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مین ذیل مین اس حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلّه ابوحنیفة عن شیبان عن یحیی عن بریدة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بکروا بصلوٰة العصر قد اختلف العلماء فی دخول وقت العصر فالجمهور علی ان وقت العصر
یدخل بصیرورة ظل کل شیٔ مثله بالافراد بدلیل ما اخرجه البخاری الی اخر ما سیجیٔ فی الادلة
دلائل جمہور کے یہہ ہین کہ روایت کی ہی نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبرنا عبیدالله بن سعید نا عبدالله بن الحارث قال ثنا ثنی سلیمان بن موسی
عن عطاء بن ابی رباح عن جابر قال سأل رجل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن مواقیت الصلوٰة فقال صل معی فصلی الظهر
حین زاغت الشمس والعصر حین کان فیٔ کل شیٔ مثله والمغرب حین غابت الشمس والعشاء حین غاب
الشفق قال ثم صلی الظهر حین کان فیٔ الانسان مثله والعصر حین کان فیٔ الانسان مثلیه والمغرب حین

اسمین مخالفت کی ہی سوا امام ابی حنیفہ کے قول مشہور مین اونہون نے کہا ہی کہ اول وقت عصر کا دو مثل پر ہی قرطبی نی کہا ہے سب لوگ سبین اونکی
مخالف ہین یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی سلّه اور ان حدیثون مین اور انکی مابعد کی حدیثون مین امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کے
مذہب کے دلیل ہے کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نی کہا ہے کہ دو مثل پر داخل ہوتا ہی اور یہہ حدیثین اونپر
حجت ہوسکتی ہین مع اوس حدیث ابن عباس کے جو وقتونکی بیانمین ہی اور حدیث جابر کے اور اور حدیثین ہوچکی عبارت شرح مسلم کی سلّه
جان کہ جمہور نے کہا ہے کہ سایہ اصلی سے بعد جب ایک مثل سایہ ہو تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور امام ابی حنیفہ نے
قول مشہور مین کہا ہے کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت نہین جاتا اور عصر کا وقت داخل نہین ہوتا بلکہ عصر کا اول وقت دو مثل پر ہوتا ہی اور
قرطبی نے کہا ہے کہ اسمین سب اونکی مخالف ہین یہانتک کہ اونکی شاگرد بھی ہوچکی عبارت محلی کی بطور مختصر اور اگلی آویگی سلّه روایت کی
ابو حنیفہ نے شیبان سے اونہون نی یحیی سی اونہون نے بریدہ رضی سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ عصر کی نماز اول وقت پڑہو اور دخول وقت
عصر مین علما نے خلاف کیا ہے تو جمہور تو اسپر ہین کہ ایک مثل پر عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے بدلیل اوس حدیث بخاری کی آخر تک تمام اوسکی جو بدلیل بیان
دلیلونکی آویگی سلّه روایت کی ہمکو عبید اللہ بن سعید نے اور کہا کہ روایت کی ہمین عبد اللہ بن حارث نے اور کہا کہ کہا ثور نے روایت کی مجھی سلیمان
ابن موسی نے عطا ابن ابی رباح سی اور اونہون نی جابر سی کہ کہا جابر نے کہ پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے نمازونکی وقت کو آپنی فرمایا کہ تو میری ساتھ
نماز پڑہ تو ظہر اپنے سورج ڈھلتی ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور مغرب غروب کی بعد اور عشا شفق چھپی پہر دوبارا ظہر ایک مثل پر اور عصر دو مثل پر

كان قبل غيبوبة الشفق قال عبدالله بن الحارث ثم قال في العشاء أرى الى ثلث الليل راوی سکی سب
معتمد اور قابل سند کی ہین اما الاول فهو ابو قلابة السرخسي والثاني ابو محمد ثقة الثالث ايضا ثقة الرابع صدوق فقيه الخامس
فقيه فاضل والسادس صحابي جليل الشان قاله في تقريب التهذيب اور معنی مختصر اسکی یہہ ہین کہ ایک شخص سائل مواقیت کے لئے
آنحضرت نے پہلے دن ظہر تو بمجرد زوال آفتاب کے پڑہی اور عصر جب پڑہی جبکہ ایک مثل سایہ آگیا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر
فارغ ہوئے اور عصر کو دو مثل پر جا پڑہا ایسا ہی کہا ہے معنی مین اس حدیث کی شیخ سلام اللہ محدث حنفی نے اور امام
نووی شافعی نے جیسا کہ کلام اونکا عنقریب آویگا اور یہہ معنی نہین ہین کہ ظہر پڑہی شروع کی دوسرے دن اسی وقت مین
جسمین پہلے دن عصر پڑہی تہی اور کچہہ وقت بقدر چار رکعت کی دونون نمازونمین مشترک ہی جیسا کہ مذہب ہے
بعض کا اور جیسا کہ جناب مولف نے پانچوین طریق مین کہا ہی دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہہ ہے
کہ روایت کی ہی مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا صليتم الظهر فانه وقت
الى ان يحضر العصر اور ایک روایت مین مسلم کی یون آیا ہی وقت الظهر مالم يحضر العصر اور ایک مین یون آیا ہے
وقت صلوة الظهر اذا زالت الشمس عن بطن السماء مالم يحضر العصر اور کہا اللہ تعالی نے ان الصلوة كانت على
المؤمنين كتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علحدہ علحدہ ہے اسیواسطے فرمایا آنحضرت نے انما التفريط على من لم
يصل حتى يجيئ وقت الصلوة الاخرى رواه مسلم وغیرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے تفسیر مظہری مین کہا ہی قوله تعالى ان
الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا يقتضي الكون لكل صلوة وقتا علحدة ولذا قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انما التفريط ان يؤخر الصلوة حتى يجيئ وقت الاخرى انتهى بعضه وسيجئ تمامه تو مقتضا ان
احادیث اور اس آیة کا یہی ہی کہ ایک نماز کے وقت مین دوسرے نماز ادا نہین ہوسکتی پہر اگر حدیث جابر مین جو گذری معنے
ثم صلى الظهر حين كان فيء الانسان مثله کے وہ لکہین جو ہمنے کئے ہین یعنی یہ کہ پڑہ چکے ایک مثل مین بلکہ یہ کرین کہ پڑہنی شروع
جبکہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان اون احادیث کی جنسے امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہی اور اس حدیث
جابر مین جس سے اشتراک نکالتے ہین اور عنقریب شرح نخبہ سے منقول ہوچکا کہ وقت تعارض کی درمیان دو حدیثون کی موافقت
اور جمع کرنے چاہیے اور صورت موافقت کی یہہ ہے جو ہمنے بیان کی ہی یعنے پہلے دن عصر شروع کی جبکہ ایک مثل سایہ آگیا اور

---

شفق چہپنے سے پہلے کہا عبداللہ بن حارث نے کہ شاید ثوری نے عشا کو تہائی رات تک کہا ہے سلہ پہلا ابو قلابہ سرخسی ہی اور دوسرا ابو محمد ثقہ
اور تیسرا بہی ثقہ ہے اور چوتہا صدوق فقیہ ہے اور پانچوان فقیہ فاضل ہے اور چہٹا صحابی عالیقدر ہے یہہ سب تقریب التہذیب مین کہا ہے
سلہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب ظہر کی نماز پڑہ چکو تو اوسکا وقت ہی جب تک عصر کا وقت نہین آیا سلہ وقت ظہر کا جبتک ہے کہ عصر کا
وقت نہین آیا سلہ نماز ظہر کا وقت سورج کی ڈہلنی سی عصر کی آنی تک ہی سلہ سمجہتے اوسکی ہے کہ اوسنی ایک نماز نہین پڑہی اور دوسرے
نماز کا وقت آگیا سلہ ایتان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا چاہتی ہے کہ ہر نماز کا وقت علحدہ ہے اوراسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا استنشق

دوسرے دن ظہر سے فارغ ہوئے ایک مثل پر کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر کے تو اصلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر معناہ وقت لاداء الظہر وفیہ دلیل للشافعی وللاکثرین انہ لا اشتراک بین وقت الظہر ووقت العصر بل متی خرج وقت الظہر بمصیر ظل الشئ مثلہ غیر الظل الذی یکون عند الزوال دخل وقت العصر واذا دخل وقت العصر لم یبق شئ من وقت الظہر وقال مالک رح وطائفۃ من العلماء اذا صار ظل کل شئ مثلہ دخل وقت العصر ولم یخرج وقت الظہر بل یبقی بعد ذلک قدر اربع رکعات صالح للظہر والعصر اداء واحتجوا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبریل صلی بی الظہر فی یوم الثانی حین صار ظل کل شئ مثلہ وصلی بی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شئ مثلہ فظاہرہ اشتراکہما فی قدر اربع رکعات واحتج الشافعی والاکثرون بظاہر الحدیث الذی نحن فیہ واجابوا عن حدیث جبریل بان معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شئ مثلہ وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شئ مثلہ فلا اشتراک بینہما فہذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث وانہ اذا حمل علی الاشتراک یکون اخر وقت الظہر مجہولا لانہ اذا ابتداء بہا حین صار ظل کل شئ مثلہ لم یعلم متی فرغ منہا وح یکون اخر وقت الظہر مجہولا ولا یحصل بیان حدود الاوقات واذا حمل علی ما تاولناہ حصل معرفۃ اخر الوقت وانتظمت الاحادیث علی اتفاق وباللہ التوفیق انتہی اقول وحینئذ ما قال من انہ لم یعلم متی فرغ منہا وح یکون اخر وقت الظہر مجہولا الخ انہ لیس وراء المثل حدا معینا من الشارع وتحدید المثلین لا اصل لہ وانما ہو تشریع من عند الرای ما انزل اللہ بہا من سلطان ولذا قال القاضی الپانی پتی فی التفسیر المظہری واما اخر وقت الظہر فلم یوجد

اور ایک نماز میں یہانتک تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے ہوچکی عبارت تفسیر مظہری کی اور پوری آگی آویگی ۵ یعنی ظہر کی نماز ایک مثل پر

لہ یہہ فرمانا آنحضرت کا کہ جب پڑہی ظہر پڑہی تو اوسکا وقت ہی یہانتک کہ عصر کا وقت آوے معنی اوسکی یہہ ہین کہ وہ وقت ظہر کی ادا کرنیکا ہے اور سمین امام شافعی رح اور اکثر کے لئے دلیل ہے اسباتکی کہ ظہر اور عصر کے نماز مین شرکت وقت کی نہین بلکہ سوا سایہ اصلی کی ایک مثل سایہ ہوکر جبان ظہر کا وقت گیا عصر کا وقت آیا اور جب عصر کا وقت آیا ظہر کا وقت تو پہر باقی نہین رہتا اور امام مالک رح اور ایک گروہ نے علما کہا کہ جہان ایک مثل سایہ ہوا تو عصر کا وقت آجاتا ہے اور ظہر کا وقت بہی باقی رہتا ہے بقدر چار رکعت کی اور دلیل لائی ہین یہہ لوگ جبریل والی حدیث مین آنحضرت صلعم سے اس فرمانیکی کہ دوسرے دن جبریل نے نماز پڑہائی ظہر کی اوسوقت کہ سایہ ہر چیز کا ایک مثل تہا اور پہلی عصر اوسوقت پڑہائی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل تہا تو اس سے بظاہر یہہ معلوم ہوا کہ بقدر چار رکعت کی یہہ وقت مشترک ہی اور امام شافعی رح اور اور علمائی اوس پر والی ظاہر حدیث سے حجت پکڑی ہی اور حدیث جبریل سے یون جواب دیا کہ معنے اوسکی یہہ ہین کہ ظہر کی نماز سے ایکمثل پر فارغ ہوئے اور پہلی دن عصر ایک مثل پر شروع کی تو اب شرکت وقت کی نرہی تو یہہ تاویل بسبب موافقت پیدا کردینی دونو حدیثوں کی ٹہہر چکی ہے کیونکہ جب شرکت وقت کی ہوگی تو ظہر کا آخر وقت مجہول رہیگا کیونکہ جب اوسی ایکمثل پر شروع کیا تو یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوس سے فارغ کب ہوئے تو اب ظہر کا وقت مجہول رہا اور وقتونکی حد نہ حاصل ہوگی اور جب ہمارے تاویل لیجاوے تو آخر وقت کی پہچان بہی معلوم ہوگئی اور حدیثین متفق ہوگئین اور اللہ ہی سے توفیق ہے

فی حدیث صحیح ولاضعیف انه یبقے بعد مصیر ظل کل شیٔ مثله ولذا خالفوا ابا حنیفة فی هذه المسئلة صاحباه
ووافقا الجمهور انتهے وکذا قال غیره احد من العلماء فافهم ولا تغتر اور کہا محلی حنفی نے اعلم انه قال الجمهور اذا صار
ظل کل شیٔ مثله بعد ظل نصف النهار خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وقال طائفة لا یخرج وقت الظهر بل یبقے
قدر اربع رکعات صالح للظهر والعصر وتنسب ذلک الی مالک واحتجوا بان جبریل صلی الظهر فی الیوم الثانی حین
ما صلی العصر فی الیوم الاول وهو حین ما صار ظل کل شیٔ مثله فظاهره یدل علی اشتراکهما فی قدر اربع رکعات واجابوا
عنه بان معناه فرغ من الظهر حین صار ظل کل شیٔ مثله فلا اشتراک وهذا التاویل متعین للجمع بین الاحادیث
انتهی جو جناب مولف نے دعوی نسخ سے دفع تعارض کیا ہے سو اول تو یہہ خلاف قاعدہ اہل اصول حدیث کی ہے کہ وہ جمع کو
نسخ پر مقدم کہتے ہیں اور دوسرے یہہ کہ حدیث نسائی کی جو تمہنی دلیل ٹھہرائی ہے یہہ حدیث جبریل کی نہیں کہ مقدم ہو سب احادیث
میقات پر بلکہ یہہ حدیث سایل کی اور اوسکی تقدیم اور تاخیر حدیث اذا صلیتم الظهر فانه وقت الی ان یحضر العصر سے معلوم نہین
حالانکہ ناسخ کا موخر ہونا از راہ تاریخ کی یقیناً معلوم ہونا چاہیے پس دعوی مولف کا باطل ہوا اور باطل ہوا جو کچھہ مولف نے
پانچوین طریق مین بزعم خود زور وشور سے حدیث جبرئیل کو مبطل تحدید ایک مثل کے اور مثبت مثلین کے قرار دیا ہی تو بجگہہ
اوسکا جواب دیا گیا دوبارہ یہی کہا جائیگا اور شاہد مقوی اس حدیث کی وہ حدیث جبریل کی ہی جو روایت کی ہی ترمذی اور ابو داؤد
اور ابن حبان اور حاکم نے اور تحسین کی ہی اوسکی ترمذی نے اور تصحیح کی ہی حاکم نے یعنی حدیث ابن عباس کے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الاولی منهما حین کان الفیٔ مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیٔ مثل
ظله وصلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیٔ مثله لوقت العصر بالامس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیٔ مثلیه
انتهی مختصرا اور معنی اسکی بہی وہی ہین جو حدیث نسائی کی بیان کی گئی یعنے پہلی دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے دن

---

توفیق ہے ہو چکی عبارت تو دیکہی مین کہتا ہون کہ وجہ اس قول کی کہ یہہ نہ معلوم ہوا کہ اوس سے فارغ کب ہوئی اور ظہر کا وقت مجہول رہیگا یہہ ہی کہ سواے ایک
مثل کے اور کوئی حد معین نہین شارع کیطرف سے اور دو مثل کے کوئی اصل نہین بلکہ وہ ایک عقلی شرع ہے کوئی دلیل اوسکی نہین نازل ہوئی ہے جو ملا علی قاری نے
پانی پتی نے تفسیر مظہری مین کہا ہے کہ آخر ظہر کا وقت ایک مثل کی بعد باقی رہنا کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پایا جاتا اسلئے صاحبین نے اس مسئلہ مین
امام ابی حنیفہ سے مخالف ہوکر جمہور کی موافقت کی ہی ہو چکی عبارت مظہری اور اسیطرح اور علما نے کہا ہے سو سمجہہ اور دہوکا نکہا **ط** جان اے جمہور نے یہہ کہا ہے
کہ سایہ اصلی کے سوا جب ایک مثل سایہ ہوا تو ظہر کا وقت جاتا رہتا ہے اور عصر کا وقت آتا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہی کہ ظہر کا وقت نہین جاتا
بلکہ بقدر چار رکعت کی وقت مشترک باقی رہتا ہے اور یہہ مقولہ امام مالک رح کیطرف منسوب ہی اور دلیل ان لوگونکی یہہ ہے کہ جبریل نے دوسرے دن اوسی وقت
ظہر پڑہی ہے کہ پہلی دن عصر پڑہی تہی یعنے ایک مثل پر تو ظاہر یہہ بات معلوم ہوئی کہ بقدر چار رکعت کی وقت مشترک ہی اور اس مقولہ کا جواب یون دیا
گیا ہے کہ معنے اوسکی یہہ ہین کہ ایک مثل پر ظہر سے فارغ ہوئی تو اب اشتراک نرہا اور یہہ تاویل موافقت احادیث کی لئے ٹہر گئی ہی **ط** اخضر نے
فرمایا امامت کی جبرئیل نے میرے دو دفعہ پہلی دن ظہر دوپہر ڈہلتے ہی پڑہی اور عصر ایک مثل پر اور دوسرے دن ظہر ایک مثل پر پڑہی پہلی دن کے عصر کے وقت اور

فارغ ہوئی ظہر سی ایک مثل تک بعینہ وہی دلیل ہی جو گذری حدیث نسائی مین اور روایت کی ہی بخاری نی عائشہ رض سی قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا ١ اور ایک روایت مین بخاری کی یون ہی ان رسول اللہ صلعم صلی العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفئ من حجرتہا ٢ اور ایک روایت مین یون ہی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یظہر الفئ بعد ٣ پہر کہا بخاری نی قال ابو عبد اللہ وقال مالک ویحیی بن سعید وشعیب وابن ابی حفصۃ والشمس قبل ان تظہر ٤ اور روایت کی ہی مسلم نی عائشہ سی کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس طالعۃ فی حجرتی لم یفئ الفئ بعد ٥ پہر کہا مسلم نی وقال ابوبکر لم یظہر الفئ بعد ٦ اور مسلم کی ایک روایت مین اسطرح ہے یصلی العصر والشمس واقعۃ فی حجرتی ٧ اور روایت کی ہی ترمذی نی صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتہا ٨ پہر کہا وفی الباب عن انس وابی اروی وجابر ورافع بن خدیج ٩ اور روایت کی ہی ابن ماجہ نی عائشہ سی اسطرح کہ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتی لم یظہر الفئ بعد ١٠ اور نسائی نی اسطرح کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ العصر والشمس فی حجرتہا لم یظہر الفئ من حجرتہا ١١ اور ابوداؤد نی اسطرح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر ١٢ اور ایسی ہی روایت کی ہی امام مالک نی عائشہ سی اور روایت کی ہی مالک نی نافع مولی ابن عمر سی ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع ثم کتب ان صلوا الظہر حین کان الفئ ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ الحدیث ١٣ قال ابن عبد البر تحت حدیث ابی ہریرۃ الذی یجئ فی متمسک المؤلف انہ موقوف فی الموطاء الا انہ فی حکم المرفوع فان المواقیت لا توخذ بالرای کذا فی المحلی فکان ہذا الحدیث لعمر ایضا فی حکم المرفوع کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نی فتح الباری مین

١ کہا حضرت عائشہ نی کہ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور سورج میرے حجرہ مین ہوا کرتا تہا ٢ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور سورج میرے حجرہ سے پہلے نکلتا تہا اور نہ حجرہ کی دیوار ونپہ سایہ ظاہر ہوتا تہا ٣ آنحضرت عصر کی نماز پڑہا کرتی تہی اور سورج میرے حجرہ مین چمکتا رہتا تہا اور دیوار پہ سایہ ظاہر نہوتا تہا ٤ کہا ابو عبد اللہ نی کہ کہا مالک اور یحیی بن سعید اور شعیب اور ابن ابی حفصہ نے کہ قبل نکلنی آفتاب کے حجرہ سے ٥ آنحضرت صلعم عصر کی نماز ایسی وقت پڑہتے تہی کہ سورج میرے حجرہ مین رہتا تہا اور دیوار ونپر سایہ نچڑہتا تہا ٦ اور اسیطرح ابوبکر نی کہا ہی ٧ نماز عصر پڑہتے اور سورج حجرہ مین ہوتا تہا ٨ نماز عصر پڑہی اور آفتاب حجرہ مین تہا ٩ اور اس باب مین انس اور ابی اروی اور جابر اور رافع بن خدیج سی روایت ہی ١٠ نماز پڑہی نبی صلعم نے عصر کی ایسی وقت کہ سورج میرے حجرہ مین ہوتا تہا اور دیوار ونپر سایہ نچڑہتا تہا ١١ آنحضرت نی عصر کی نماز پڑہی کہ سورج میرے حجرہ مین تہا اور دیوار پر سایہ آیا تہا ١٢ آنحضرت صلعم عصر کی نماز پڑہتی تہی کہ سورج میرے حجرہ مین آتا تہا اور ہنوز حجرہ سی باہر نہوا تہا ١٣ عمر بن خطاب نی اپنے عاملونکو خط لکہا کہ ضروری امر میرے نزدیک نماز ہے جسنے اوسکی حفاظت کی تو تمام دین کی اوسنی حفاظت کی اور جسنی اوسکو کہویا تو وہ کہتا بدین ہوا پہر لکہا ظہر اوسوقت پڑہو کہ سایہ گز بہر ہوتا ایک مثل آخر حدیث تک کہا ابن عبد البر نے بذیل اوس حدیث ابی ہریرہ کے کہ جو مولف کی دلیلون مین آئیگی کہ یہہ موقوف ہے

قوله باب وقت العصر وقال ابو اسامة عن هشام في قعر حجرتها كذا وقع هذا التعليق في رواية ابي ذر والاصيلي
وكريمة والصواب تاخيره عن الاسناد الموصول كما جرت به عادة المصنف والحاصل ان انس بن عياض وهو ابو ضمرة
الليثي وابا اسامة رويا الحديث عن هشام وهو ابن عروة بن الزبير عن ابيه عن عائشة وزاد ابو اسامة التقييد بقعر الحجرة
وهو اوضح في تعجيل العصر من الرواية المطلقة وقد وصل الاسماعيلي طريق ابي اسامة في مستخرجه لكن
لفظه والشمس واقعة في قعر حجرتي وعرف بذلك ان الضمير في قوله في حجرتها لعائشة وفيه نوع التفات واسناد ابي
ضمرة كلهم مدنيون والمراد بالحجرة وهي بضم المهملة وسكون الجيم البيت والمراد بالشمس ضوءها **قوله** في رواية الزهري والشمس
في حجرتها اي باقية وقوله لم يظهر الفيء اي في الموضع الذي كانت الشمس فيه وقد تقدم في اول المواقيت من طريق مالك عن
الزهري بلفظ والشمس في حجرتها قبل ان تظهر اي ترتفع فهذا الظهور غير ذلك الظهور ومحصله ان المراد بظهور الشمس خروجها من الحجرة و
بظهور الفيء انبساطه في الحجرة وليس بين الروايتين اختلاف لان انبساط الفيء لا يكون الا بعد خروج الشمس قوله ابن عيينة في
رواية الحميدي في مسنده عن ابن عيينة ثنا الزهري وفي رواية محمد بن منصور عند الاسماعيلي عن سفيان سمعته اذناي ووعاه قلبي من الزهري قوله
والشمس طالعة اي ظاهرة قوله بعد بالضم بلا تنوين قوله وقال مالك الى اخره يعني ان الاربعة المذكورين رووه عن الزهري بهذا الاسناد

---

موطا میں کہ حکم میں مرفوع کی ہی سو ایسی کہ نماز کا وقت بغیر آنحضرت کے سنے کوئی اپنے عقل سے نہیں کہہ سکتا یونہیں ہی محلی میں تو یہہ بیشک
یہی حضرت عمر والے حکم میں مرفوع کی ہوئی ہی **ف** یہہ باب وقت عصر کی بیان میں ہی روایت کی ابو اسامہ نے ہشام سے کہ دہوپ بیچ حجرہ میں پڑی ہوتی تہی
یہہ نسخہ اسطرح ہے روایت ابی ذر اور اصیلی اور کریمہ میں اور ٹہیک بات یہہ ہی کہ اصل روایت سے اسکو پیچہے روایت کرنا جیسا ہی جیسی کہ مصنف
کی عادت ہی اور حاصل یہہ ہے کہ انس بن عیاض یعنی ابو ضمرہ لیثی اور ابو اسامہ دونو حدیث کو ہشام بن عروۃ بن زبیر [illegible]
اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے اور ابو اسامہ نے بیچ حجرہ کی قید لگا دی ہی اور یہہ قید تعجیل عصر میں بہت کہلی ہوئی ہی روایت ابی اسامہ
اور اسماعیلی نے اپنے مرویات میں ابو اسامہ کی روایت کو موصول کر دیا ہی لیکن لفظ اوسکی یہہ ہیں کہ سورج بیچوں بیچ حجرہ میں ہوتا تہا
اور اس سے جانا گیا کہ حجرتہا میں ضمیر جو ہے وہ حضرت عائشہ کی طرف پہرتی ہے اور اسمیں ایکطرح کا التفات ہی اور ابو ضمرہ کی سند میں سب راوی
مدنی ہیں اور حجرہ سے مراد گہر ہے اور سورج سے مراد دہوپ ہے اور یہہ قول روایت زہری میں کہ سورج میرے حجرہ میں ہوتا تہا مراد اس سے یہہ کہ سورج
باقی رہتا تہا اور یہہ قول کہ سایہ نہیں چڑہتا تہا یعنی جہاں آفتاب ہوتا تہا اور پہلی بحث وقتوں کی بحث میں مالک کی روایت زہری سے جو ہی وہ ہمیں
ہو چکی ہے جسکے لفظ یہہ ہیں کہ سورج حجرہ میں ہوتا تہا پہلے اس سے کہ چڑہے یعنی بلند ہو سو یہاں ظہور کے معنے ظہور کے نہیں اور محصل یہ کہ مراد سورج
ظہور سے اوسکا حجرہ سے نکلنا ہے اور مراد سایہ کے ظہور سے اوسکا حجرہ میں پہیل جانا ہے اور دونو روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ سایہ کا پہیلنا سورج کی نکلنے کے بعد ہوتا
اور قول کہ ابن عیینہ سو حمیدی کی روایت میں اوسکی مسند میں ہی کہ روایت کی ابن عیینہ نے اور کہا کہ روایت کی ہمیں زہری نے اور روایت
محمد بن منصور میں نسخہ اسماعیلی میں روایت کی سفیان نے میرے کانوں نے اوس سے سنا اور دل نے یاد رکہا زہری سے
اور یہہ قول کہ سورج چمکتا تہا یعنی خوب ظاہر تہا اور یہہ قول کہ مالک نے آخر تک یعنی چاروں شخصوں مذکورین نے زہری سے اسی سند کیساتہہ روایت

فجعلوا الظهور للشمس وابن عيينة جعله للفيء وقد منا توجيه ذلك وطريق الجمع بينهما وان طريق مالك وصلها المؤلف
في اول المواقيت واما طريق يحيى بن سعيد وهو الانصاري وصلها الذهلي في الزهريات واما طريق شعيب وهو ابن ابي
حمزة فوصلها الطبراني في مسند الشاميين واما طريق ابن ابي حفصة وهو محمد بن ميسرة فرويناه من طريق ابن عدي
في نسخة ابراهيم بن طهمان عن ابن ابي حفصة والمستفاد من هذا الحديث تعجيل صلوة العصر في اول وقتها وهذا
هو الذي فهمته عائشة وكذا الراوي عنها عروة واحتج به على عمر بن عبد العزيز في تاخيره صلوة العصر كما تقدم وشذ
الطحاوي فقال لا دلالة فيه على التعجيل لاحتمال ان الحجرة كانت قصيرة الجدار فلم تكن الشمس تحتجب عنها الا بقرب
غروبها فيدل على التاخير لا على التعجيل وتعقب بان الذي ذكره من الاحتمال انما يتصور مع اتساع الحجرة
وقد عرف بالاستفاضة والمشاهدة ان حجر ازواج النبي صلى الله عليه وسلم لم تكن متسعة ولا يكون ضوء
الشمس باقيا في قعر الحجرة الصغيرة الا والشمس قائمة مرتفعة والا متى مالت جدا ارتفع ضوؤها عن قعر الحجرة
ولو كانت الجدر قصيرة قال النووي كانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة الجدر بحيث كان طول جدارها اقل من مسافة العرصة بشيء يسير
فاذا صار ظل الجدار مثله كانت الشمس بعد في اواخر العرصة انتهى والى هنا انتهى كلام الحافظ **اقول** قوله تعقب الخ
لا ريب فيه اصلا لمن له قريحة سليمة عن التعصب والجواب عنه بان لا وجه للتعقيب فيه لان الشمس لا تحتجب عن الحجرة القصيرة الجدار الا
بقرب غروبها ولا دخل ههنا لاتساع الحجرة ولا لضيقها وانما الكلام في قصر جدارها جهل بحت وتعصب محض

---

ظہور سورج کی لیے کیا ہے اور ابن عیینہ نے سایہ کی لیے کیا ہے اور اسکی وجہ اور موافقت کا طریقہ دونوں کا ہمین آگے گذر چکا اور مالک والی سند کو
مولف نے اول وقتون کی بحث مین موصول کیا ہے اور یحیی بن سعید کی سند زہری کی مرویات مین ذہلی نے اسکو موصول کر دیا اور شعیب کے سند کو
طبرانی نے اپنے شامیونکی مسند مین اوسی موصول کر دیا ہی اور سند ابن ابی حفصہ کی کہ وہ محمد بن میسرہ ہی سو روایت کی اوسی ہمنی طریق ابن
عدی سے نسخہ ابراہیم بن طہمان مین کہ جسکے روایت ہے ابن ابی حفصہ سی اور فائدہ اس حدیث سی عصر کا جلدی پڑہنا اول وقت پر ہے
اور یہی حضرت عائشہ نی اس سے سمجھا ہے اور اسیطرح اسکی راوی عروہ نے چنانچہ عمر بن عبد العزیز پر عصر کی نماز دیر کرکے پڑہتے دیکھکر عروہ نے اسی
حدیث سی حجت پکڑی ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور طحاوی نی سب سے کنارہ ہوکر یہہ کہدیا کہ اس حدیث مین تعجیل عصر کی دلالت نہین بسبب محتمل ہونے
اسبات کی کہ حجرہ کی دیوارین چہوٹی ہون تو اون سی سورج رک نہین سکتا تہا سوا غروب کے وقت کے تو دلالت اس حدیث کی عصر کی دیر پر ہوئی نہ
جلدی پر اور یہہ قول طحاوی کا یون رد کیا گیا ہے کہ یہہ احتمال جب چلتا کہ حجرہ چوڑا ہوتا اور یہہ بات بطور نقل اور مشاہدہ کی معلوم ہے کہ ازواج
مطہرات کی حجرے چوڑے نہ تہی اور چہوٹی حجرے کی وسط مین دہوپ اسکے باقی نہین رہ سکتی کہ سورج بلند ہو کیونکہ سورج کی نیچی ہوتی ہی وسط سے
دہوپ حجرہ جاویگی اگرچہ دیوارین چہوٹی ہون کہا نووی نے کہ حجرہ کا تنگ تہا صحن اور چہوٹی تہین دیوارین اوسکی اسقدر کہ صحن سے
بہی کچہہ چہوٹی تہین تو جب دیوار کا سایہ ایک مثل ہوتا تہا تو سورج صحن کے کنارہ پر ہوتا تہا ہو چکی عبارت نووی کی اور یہان تک تہا کلام حافظ
ابن حجر کا مین کہتا ہون کہ یہہ قول طحاوی کا جو شخص عقلمند ہے اور کچہہ اوسی تعصب نہین اوسکی نزدیک بلا شک ہے اور یون جواب دینا کہ اس کو

لان مجرد قصر الجدار لا يصلح سببا للتاخير الاحتياج الى قرب الغروب حتى ينضم معه اتساع العرصة فانا اذا فرضنا جدارا
ارتفاعه ذراعان وفرضنا ساحة قدامه ذراعا فلا يمكن ان يصير ظل الجدار مثله او مثليه ما دامت الشمس لم تصل ضوءها في
الساحة بل غاية ما يوجد الظل مقدار نصف الجدار واذا فرضنا ساحة قدام ذلك الجدار قدر ربعه او ازيد شيئا فاذا يحصل
الظل للجدار مثليه ومع ذلك لا تخرج الشمس عن الساحة وهذا لا يخفى على من له عقل ساذج من التعصب والحمية فعلم من
هذا التمثيل للبيب انه لا بد من انضمام اتساع العرصة مع قصر الجدار والحال انه كان عرصة حجرة عائشة مساويا للجدار
المغربي سوى شيء يسير كما قال النووي فثبت شرذمة الطحاوي وسقط جواب المجيب عن التعقيب فافهم اور کہا نووی نے
بیچ شرح صحیح مسلم کے تحت حدیث عائشہ کی قوله كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل ان تظهر وفي رواية يصلي العصر والشمس طالعة
في حجرتي لم يظهر الفيء بعد وفي رواية والشمس واقعة في حجرتي معناه كان التبكير بالعصر في اول وقتها وهو حين
يصير ظل كل شيء مثله وكانت الحجرة ضيقة العرصة قصيرة الجدار بحيث يكون طول جدارها اقل من
مساحة العرصة بشيء يسير فاذا صار ظل الجدار مثله دخل وقت العصر وتكون الشمس بعد في اواخر
العرصة لم يقع الفيء في الجدار الشرقي انتهى **اقول** وما اورد عليه بانه يمكن ان يكون طوله
اقل من نصف مساحة العرصة فيكون الصلوة عند المثلين والشمس في حجرتها فهو جهل بحت لانه اختراع الامكان
على خلاف الواقعيات المرئيات المشاهدات كمن قال في حق زيد موجود انه يمكن ان يكون ميتا وهو كما ترى

---

یہہ حاجت نہیں کہ سمجھی کہ صرف چھوٹی دیوارونکی بھر سے سوا وقت غروب کے نہیں رک سکتا جوڑائی اور تنگی کو اسمین کچھ دخل نہیں الحاصل دیوارونکی چھوٹی بین
گفتگو ہے تو یہہ جواب محض نادانی اور تعصب ہے کیونکہ فقط دیوار ونکا چھوٹا ہونا بغیر چوڑائی کی ملامی سورج کی روکاوٹ کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ
مثلا ہم جب دو گز کی اونچی دیوار فرض کریں اور صحن گز بہر کا تو جب تک دہوپ انگنائی مین ہی دیوار کی ایک مثل یا دو مثل سایہ نہیں ہو سکتا بلکہ بہت ہوگا تو
دیوار سی آدہا ہوگا اور جب صحن کچھ اوپر چار گز لیا تو اب ہی دہوپ انگنائی مین ہوگی کہ دیوار کا سایہ دو مثل ہو جاویگا اور یہہ ہر شخص پر ظاہر ہے جسکی عقل
بلا امیزش ہے اور اسکو کچھ تعصب نہیں ہی تو اب اس کہلی ہوئی مثال سے معلوم ہو گیا کہ دیوارونکی چھوٹی ہونیکی حالت مین صحن کے چوڑائی کا ملانا بہی
ضروری ہے اور حال یہہ ہے کہ چوڑائی حضرت عائشہ کے حجرہ کی دیوار کی لنبائی سی کچھ ہی بڑی تھی جیسا کہ نووی نی کہا تو اب طحاوی کا کہنا جا رہا اور
جواب مجیب کا ڈہہ گیا سمجھ لے **ف** یہہ قول کہ عصر کی نماز پڑہتے تہی اور سورج حجرہ میں رہتا اور دہوپ دیوار پر نہیں چڑہتی تہی مطلب ان سب روایتوں کا
عصر کے نماز جلدی پڑہنی کا ہے اور وہ ایک مثل ہی اور حجرہ تنگ تہا اور دیوار اسکی چہوٹی تہی اسطرح کہ لنبائی دیوار کی انگنائی سی کچھ چھوٹی تہی کہ جب
ایک مثل دیوار کا سایہ ہوتا تہا تو عصر کا وقت ہو جاتا تہا اور دہوپ کنارہ مین صحن کی پڑتی تہا اور سامنی کی دیوار پر سایہ نہیں پڑتا تہا ہو چکی عبارت نووی کی
مین کہتا ہوں اور یہہ جو اعتراض کیا گیا ہے کہ یہہ ممکن ہی کہ دیوار کے لنبائی انگنائی کی ادہی سی بہی کم ہو تو دو مثل پر نماز ہو جب بہی سورج حجرہ میں
رہے تو یہہ نادانی ہے کیونکہ خلاف ایک امر واقعی دیکھے ہوئے کے ہے یہہ تو ایسا ہے کہ کوئی زید موجود کو یوں
کہدے کہ ممکن ہی کہ مردہ ہو اور یہہ جیسی بات ہی سب جانتی ہیں

اور کہا محلی حنفی مین تحت قول عائشہ کی کان یصلی العصر والشمس فی حجرتہا قبل ان تظہر ای تعلو وتصعد من قاعۃ الدار الی الجدار الشرقی قال الخطابی معنی الظہور ھھنا الصعود ومنہ قولہ تعالی ومعارج علیہا یظہرون قال عیاض قیل المراد تظہر علی الجدار وقیل ترتفع کلہا عن الحجرۃ وعلی ھذا فتظہر بمعنی تزول عنہا کما قال ؎ وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا انتھی پس خلاصہ مطلب حدیث عائشہ کا یہہ ہوا کہ عائشہ کی حجرہ تنگ صحن والی مین جسکی دیوار قدری چہوٹی تہی صحن سے ابہی تک آفتاب کی دہوپ باقی رہتی تہی اور سایہ دیوار مغربی کا صحن مین سی دیوار مشرقی پر نہین چڑہتا تہا یعنی سایہ ایک مثل ہوتا تہا کہ آنحضرت علیہ السلام عصر کی نماز پڑہتے تہے اور روایت کی بخاری نی سیار بن سلامہ سی قال دخلت انا وابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال لہ ابی کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المکتوبۃ فقال کان یصلی الہجیر التی تدعونہا الاولی حین تدحض الشمس ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ والشمس حیۃ کہا ابو داود نی حدثنا یوسف بن موسی نا جریر عن منصور عن خیثمۃ قال حیاتہا ان تجد حرھا اور کہا حافظ ابن حجر نی فتح الباری مین قولہ الی رحلہ بفتح الراء وسکون المہملۃ ای مسکنہ قولہ فی اقصی المدینۃ صفۃ للرحل قولہ والشمس حیۃ ای بیضاء نقیۃ قال الزین بن المنیر المراد بحیاتہا قوۃ اثرھا حرارۃ ولونا وشعاعا وانارۃ وذلک لا یکون بعد مصیر الظل مثلی الشیء انتہی وفی ابی داود باسناد صحیح عن خیثمۃ احد التابعین قال حیاتہا ان تجد حرھا انتہی اور روایت کی ہی بخاری نے انس بن مالک سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی العصر والشمس مرتفعۃ حیۃ فیذھب الذاھب الی العوالی فیاتیہم والشمس مرتفعۃ وبعض العوالی من المدینۃ علی اربعۃ امیال او نحوہ انتہی اور مسلم نی انس سے

له آنحضرت عصر کی نماز پڑہتے تہے اور سورج حجرہ مین ہوتا تہا اور دہوپ صحن کی دیوار شرقی پر نہین چڑہتے تہی خطابی کہا ہے کہ معنی ظہور یہان چڑہنے کے ہین اور اسی قسم سی یہہ اللہ تعالے کا قول ہے کہ سیڑہیان ہین کہ اوسپر وہ چڑہتے ہین عیاض نے کہا بعضون نے کہا ہے کہ مراد یہہ ہے کہ دہوپ دیوار شرقی پر نہین چڑہتی تہی اور بعضون نے کہا ہے کہ سب ہوئے حجرہ سی باہر ہونا مراد ہے تو اب ظہور کے معنے زائل ہونیکی ہونگی جیسے اس مصرعہ عربی مین ہی ہوچکی عبارت محلی کی

سه کہا سیار بن سلامہ نے کہ مین اور میرے باپ ابی برزہ کی پاس گئے تو میری باپ نے اون سی پوچہا کہ آنحضرت صلعم فرض نماز کسوقت پڑہا کرتے تہی کہا کہ ظہر تو سورج ڈہلتے ہی پڑہا کرتی تہی اور عصر پڑہکر بعضے لوگ کنارہ مدینہ کی رہنی والی اپنے گہر پہونچ جاتی تہے اور آفتاب تیز رہتا تہا عه روایت کی ہمین یوسف بن موسی نی کہا کہ روایت کی ہمین جریر نی اور کہا کہ یہہ روایت منصور کی وسطہ سی خیثمہ سی ہی کہ حیات سورج کی یہہ کہ اوسکی تیزی موجود رہے له رحل کے معنے گہر کی ہین اور کنارہ مدینہ گہر کی صفت ہی اور سورج جیتا ہے یعنی سفید ہے کہا زین بن المنیر نے کہ مراد اوسکی حیات سی سب لوازم آفتاب کے قایم رہنا ہی اور یہہ دو مثل کے بعد نہین رہتی ہوچکی عبارت فتح الباری کی شه اور ابو داود مین صحیح اسناد سی خیثمہ کی روایت ہی کہ وہ منجملہ تابعین مین کہا حیات سورج کی یہہ ہے کہ حرارت موجود ہو عه آنحضرت عصر کی نماز پڑہتی تہی اور آفتاب بلند اور تیز ہوتا تہا سو بعضی جانیوالے چار میل کے بیچ چار میل جاتی تہی اور سورج بلند رہتا تہا

صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثلکم ومثل اهل الکتاب کرجل استاجر اجراء فقال من یعمل لی من غدوة الی
نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود ثم قال من یعمل لی من نصف النهار الی صلوة العصر علی قیراط قیراط فعملت
النصاری ثم قال من یعمل لی من العصر الی ان تغیب الشمس علی قیراطین فانتم هم فغضب الیهود والنصاری فقالوا ما لنا
کنا اکثر عملا واقل عطاء رواه الشیخان والترمذی وجہ استدلال مؤلف کی یہہ ہی کہ یہود نے اپنے عمل کو جو فجر سے ظہر تک تہا اور
نصاری نے اپنے عمل کو جو ظہر سے عصر تک تہا عمل سے مسلمین کے بہت بڑا ساتہہ صیغہ افعل التفضیل کے کہا تو معلوم ہوا کہ
وقت عصر کے سے وقت ظہر کا بہت ہی بڑا ہے تو چاہیے کہ دو ثلث وقت ظہر کا ہو اور ایک ثلث وقت عصر کا
جیسا کہ دو قیراط ہیں بہ نسبت ایک قیراط کی پس ہو جائیگا وقت ظہر کا سوا سایہ اصلی کی دو مثل تقریبا پس **جواب**
اسکی چار ہیں جو کلام سے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی جو رد میں قاضی ابوزید دبوسی حنفی کی صادر ہو چکا ہے مستفاد
ہوتی ہیں چنانچہ **فتح الباری** میں فرماتے ہیں قوله فی حدیث ابن عمر ونحن کنا اکثر عملا تمسك به بعض الحنفية
کابی زید فی کتاب الاسرار الی ان وقت العصر من مصیر ظل کل شیء مثلیه لانه لو کان من مصیر ظل کل شیء مثله لکان مساویا لوقت الظهر وقد قالوا
کنا اکثر عملا فدل علی انه دون وقت الظهر واجیب بمنع المساواة وذلك معروف عند اهل العلم بهذا الفن وهو
ان المدة التی بین الظهر والعصر اطول من المدة التی بین العصر والمغرب واما ما نقله الحنابلة من الاجماع
علی ان وقت العصر ربع النهار فمحمول علی التقریب اذا فرعنا علی ان اول وقت العصر مصیر الظل مثله کما
قال الجمهور واما علی قول الحنفية فالذی من الظهر الی العصر اطول قطعا علی التنزل لا یلزم من التمثیل والتشبیه التسوية
من کل جهة وبان الخبر اذا ورد فی معنی مقصود لا تؤخذ منه المعارضة لما ورد فی ذلك المعنی بعینه مقصودا فی امر آخر وبانه

---

۵ آنحضرت نے فرمایا کہ تمہاری کہاوت اور اہل کتاب کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے کئی مزدور لگائے اور کہا جو میرا
کام فجر سے دوپہر تک کرے تو اوسے ایک قیراط سو یہہ تو یہود نے کیا پہر کہا کہ جو کام عصر تک دوپہر سے کرے تو اوسے بہی ایک قیراط سو یہہ نصاریٰ نے کیا پہر کہا
کہ نماز عصر سے شام تک جو کرے تو اوسے دو قیراط سو وہ تم ہو اور یہود اور نصاریٰ جل گئے کہ ہمنے کام تو بہت لیا اور اجرت تہوڑی سی روایت کی
یہہ حدیث شیخین اور ترمذی نے ۵ حدیث ابن عمر میں جو قول ہے کہ ہمنے کام بہت لیا بعضے حنفیوں نے جیسے ابی زید نے کتاب الاسرار میں
یہہ تمسک کیا ہے کہ وقت عصر کا اگر ایک مثل پر ہو تو ظہر کے وقت کی برابر ہو جاویگا حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمنے کام بہت لیا تو دلالت کی
اس بات پر کہ عصر کا وقت ظہر کی وقت سے کم ہے اور جواب دیا گیا ہے مساوات کی منع سے اور یہہ بات اہل علم اس فن کی نزدیک مشہور ہے
کیونکہ وہ مدت جو ظہر اور عصر کی مابین ہے لمبی ہے اوس مدت سے جو عصر اور مغرب کی مابین ہے اور وہ جو حنبلیوں نے نقل کیا ہے اجماع اسپر کہ
وقت عصر چوتہائی دن ہے تو وہ تقریب پر حمل کیا گیا ہے جس وقت کہ یہہ تفریع کی ہمنے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر ہوتا ہے جیسا کہ جمہور نے
کہا ہے اور بہرکیف حنفیوں کی قول پر تو وہ مدت جو عصر اور ظہر کی مابین ہے لمبی ہے یقینی اور اگر یہہ کا خلاف مانا بہی جاوے تو تمثیل میں ہر طرح کی مساوات
لازم نہیں ہے اور ایک جواب یہہ ہے کہ ایک ایسے معنی میں جو اصل مراد ہے جب حدیث وارد ہو تو ایسے معنی سے جو امر دیگر میں ضمنی مراد ہے معارضہ نہیں کیا جاتا

لیس فی الخبر نص علی ان کلا من الطائفتین اکثر عملا لصدق ان کلہم مجتمعین اکثر عملا من المسلمین وباحتمال ان یکون اطلق ذلک
تغلیبا وباحتمال ان یکون ذکر قول الیہود خاصۃ فیندفع الاعتراض من اصلہ کما جزم بعضہم یکون نسبۃ ذلک للجمیع فی الظاہر غیر
مرادۃ بل ہو عموم ارید بالخصوص وبانہ لا یلزم من کونہم اکثر عملا ان یکونوا اکثر زمانا لاحتمال کون العمل فی زمنہم کان اشق
ویؤیدہ قولہ تعالی ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ومما یؤید کون المراد کثرۃ العمل وقلتہ لا بالنسبۃ الی
طول الزمان وقصرہ کون اہل الاخبار متفقین علی ان المدۃ التی بین عیسی ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم دون المدۃ التی بین نبینا وقیام
الساعۃ لان جمہور اہل المعرفۃ بالاخبار قالوا ان مدۃ الفترۃ بین عیسی ونبینا علیہما السلام ستمائۃ سنۃ وثبت ذلک فی صحیح البخاری
عن سلمان وقیل انہا دون ذلک حتی جاء عن بعضہم انہا مائۃ وخمس عشرون سنۃ وہذہ مدۃ المسلمین بالمشاہدۃ اکثر من ذلک فلو تمسکنا
بان المراد التمسک بطول الزمانین وقصرہما للزم ان یکون وقت العصر اطول من وقت الظہر ولا قائل بہ فدل علی ان المراد کثرۃ العمل وقلتہ واللہ سبحانہ

تفصیل جوابات مع شرح یہہ ہے کہ سدر کلام شیخ الاسلام کا رد ہے ابو زید دبوسی حنفی پر اور قول اونکا دبان التحیر اذا ورد الخ جوابات ہیں
استدلال مؤلف کے سو دہ چار ہیں **اول جواب** یہہ کہ جو حدیث ایک معنے پر دلالت کرے اور اوسی معنی کی قصد سے وہ ہوا ہو تو اوسکی معارض
ہنوگی وہ حدیث جسمین وہ معنی پائی جاتے ہیں لاکن وہ حدیث بقصد اوس معنی کی وارد نہین ہوئی بلکہ ارشاد سی اوسکی غرض کچھ اور ہے
**اقول** تشریح اسکی یہہ ہے کہ احادیث تحدید جو سابق مین نقل ہوئین مقصود اونسی تحدید ہی آخر وقت ظہر کے اور اول
وقت عصر کے تو دلالت اون حدیثون کی وقت ظہر اور عصر پر بطور عبارت النص کے ہوئی اور حدیث اجارہ کی جس سی مؤلف کو
استدلال ہے غرض اور قصد اوسکی سوق سے اخبار ہے اس بات سی کہ یہود اور نصاری دونو فریق باوجود کثرت عمل کی کمتر ہین
امت محمدیہ سی بیچ جزای عمل کے اور بقا اس امت کا قلیل ہے بہ نسبت اون دونون کے ملک پس دلالت اس حدیث کی
اوپر کمی بیشی وقت عصر اور ظہر کے اگر تسلیم بہی کیجاوی تو بطور اشارۃ النص کے ہوگی اور یہہ قاعدہ ہی کہ اشارۃ النص معارض

اور ایک جواب یون ہی کہ حدیث مین کہلا یہہ نہین ہی کہ یہود اور نصارا ہر ایک کی کام بہت ہین بسبب اسکے کہ یہہ بات بہی صادق
آسکتی ہے کہ دونو ملکر مسلمانون سی بہت کام کئی اور ایک احتمال یہہ ہی ہے کہ تغلیب کے طور پر یون فرمایا ہو اور ایک احتمال یہہ ہے
کہ خاص قول یہود کا ذکر کر دیا ہے تو اصل مین اعتراض ہی نہین جیسا کہ بعضون نے یہی توجیہ بالیقین کی ہی تو اب ظاہر مین دونو
فرقون کے طرف نسبت مراد نہوگی بلکہ عام بولکر خاص مراد لیا گیا ہے اور ایک جواب یہہ بہی ہی کہ عمل مین بہت ہونی سی
زمانیکی زیادتی لازم نہین کیونکہ یہہ احتمال ہی کہ اونپر عمل سخت سخت ہتی اور اسکی تائید کرتی ہی یہہ آیۃ اور سبکی تائید پر کہ کثرت عمل
بخیال کثرت زمانیکی یہان مراد نہین یہہ امر ہے کہ اہل تاریخ اسپر متفق ہین کہ حضرت عیسی اور آنحضرت صلعم کے مابین جو مدت ہی وہ اوس مدت سی
کم ہے جو آنحضرت اور قیامت کے مابین ہی کیونکہ جمہور تاریخ دانون نے کہا ہے کہ زمانہ فترہ چہہ سو برس ہین اور یہہ صحیح بخاری مین سلمان
فارسیکی روایت سی ثابت ہے اور بعضون نے اس سے بہی کم کہا ہے یہانتک کہ بعضون سے سوا سو برس کی روایت آئی ہی اور مدت مسلمانوں کی جو آجتک
ہے دیکہی بہالی بات ہے کہ اوس سے زیادہ ہے سو اگر دلیل ٹہراوین ہم اسپر کہ بڑائی اور چہوٹائی دونو زمانونکی مراد ہی تو لازم آویگا کہ عصر کا وقت ظہر کیوقت سی لنبا ہوجاوے

عبارۃ النص کے نہیں ہوا کرتی بلکہ عبارۃ النص مقدم اور اصول ہوتی ہے اور اشارۃ النص موخر اور متروک ہوتی ہے جیسا کہ کہا صدر الشریعۃ حنفی نے توضیح میں اما

المتن فکذا رجح النص علی الظاهر والمفسر علی النص والمحکم علی المفسر والحقیقۃ علی المجاز والصریح علی الکنایۃ والعبارۃ علی الاشارۃ والاشارۃ علی الدلالۃ

اور کہا علامہ تفتازانی نے تلویح میں اعلم ان الثابت بالاشارۃ والعبارۃ سواء فی الثبوت بالنظم وفی القطعیۃ

ایضا عند الاکثر الا انہ عند التعارض یقدم العبارۃ علی الاشارۃ لمکان القصد بالسوق کقولہ علیہ السلام فی النساء

انهن ناقصات عقل ودین الحدیث سیق لبیان نقصان دینهن وفیہ اشارۃ الی ان اکثر الحیض خمسۃ

عشر یوما وهو معارض بما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقل الحیض ثلثۃ ایام واکثرہ عشرۃ ایام وهی

عبارۃ فرجح انتهی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث اجارہ یہود ونصاری سے تاخیر نماز عصر کی افضل واولی ہونا

از روی دلالت نص کے اپنے موطا میں اور اس حدیث سے یہ استدلال نکیا کہ وقت عصر کا بعد مثلین کے ہوتا ہے اب معلوم ہوگیا

دلالۃ النص کمتر ہوتی ہے اشارۃ النص سے عند التعارض ان الدلالۃ ایضا کالاشارۃ لکن الاشارۃ اولی عند التعارض کذا فی

نور الانوار والتوضیح وغیرهما من کتب الفقہ اور حال اشارۃ النص کا سابق معلوم ہوچکا کہ بمقابلہ عبارت النص کے مرجوح اور غیر معمول

ہوتا ہے اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے حدیث موطا کی بستان المحدثین میں نقل کر کے توجیہ وتشریح اس حدیث کی

خوب کی ہے چنانچہ فرماتی ہیں نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام محمد بن الحسن الشیبانی است وامام مذکور بجہت شہرت

وکثرت احوال نویسان محتاج تعریف وتوصیف نیست موطا خود را بر ہمین حدیث ختم نمودہ اخبرنا مالک عن عبد اللہ ابن عمر

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اجلکم فیما خلا من الامم کما بین صلوۃ العصر الی مغرب الشمس وانما مثلکم ومثل

الیهود والنصاری کرجل استعمل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النهار علی قیراط قیراط فعملت الیهود

---

حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں تو معلوم ہوگیا کہ صرف کمی بیشی عمل کی مراد ہے آگی اللہ پاک جانے ہو چکی عبارت فتح الباری کی ۵ لیکن

متن سو جیسا کہ غالب ہوتا نص کا ظاہر پر اور مفسر کا نص پر اور محکم کا مفسر پر اور حقیقت کا مجاز پر اور صریح کا کنایہ پر اور عبارت کا

اشارہ پر اور اشارہ کا دلالت پر ہو چکی عبارت توضیح کے ۵ جان کہ جو ثابت ہوا اشارۃ اور عبارت سے نظم قران سے ثابت ہونے

میں دونو برابر ہیں اور قطعی ہونے میں بھی اکثر اہل اصول کی نزدیک لیکن جب دونوں میں معارضہ پڑے تو عبارت اشارۃ پر مقدم ہے

کیونکہ وہ سیاق کلام کا سبب ہے جیسے کہ عورتوں کی باب میں آنحضرت کا یہہ قول کہ وہ عقل اور دین میں ناقص ہیں آخر حدیث تک

سیاق تو اسکا انکی دین اور عقل کے نقصان کی باب میں ہی اور اوسمین اشارۃ یہہ بھی ہی کہ اکثر مدت حیض کی پندرہ ۱۵ دن ہے اور یہہ اشارۃ

معارض ہے اوسکی جو آپ نی فرمایا کہ اقل مدت حیض تین دن اور اکثر مدت حیض کے دس دن ہیں اور یہہ عبارۃ النص ہے تو یہہ مقدم ہے ہو چکی عبارت تلویح کی

۵ دلالت بھی اشارہ کی طرح ہے لیکن اشارۃ اولی ہے معارضہ کے وقت اسیطرح ہے نور الانوار اور توضیح اور اور اصول کی کتابوں میں

۵ روایت کی مالک نے عبد اللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدت تمہارے بہ نسبت زمانہ امتوں سابق کے ایسی ہی جیسی نماز عصر سے مغرب تک

اور کہاوت تمہاری اور یہود ونصارا کی مانند اوس شخص کے ہے کہ اوس نے کئی مزدور ٹھہرا کر کہا کہ کون میرا کام کرے دوپہر تک ایک قیراط کی اجرت پر تو یہود

ثم قال من يعمل لی من نصف النهار الی العصر علی قیراط قیراط فعملت النصاریٰ علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین تعملون من صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین قال فغضب الیہود والنصاریٰ وقالوا نحن اکثر عملا واقل عطاء قال هل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا فانہ فضلی اوتیہ من اشاء ثم قال محمد هذا الحدیث یدل علی ان تاخیر العصر افضل من تعجیلها الا تری انہ جعل ما بین الظهر الی العصر اکثر مما بین العصر الی المغرب فی هذا الحدیث ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب فهذا یدل علی تاخیر العصر وتاخیر العصر افضل من تعجیلها ما دامت الشمس بیضاء نقیة لم یخالطها صفرة وهو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقهائنا رحمہم اللہ تعالیٰ

انتهی راقم الحروف گوید اینچہ امام محمد ازین حدیث استنباط کردہ اند صحیح است ومدلول حدیث ہمین قدر است کہ ما بین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس کمتر از ما بین نصف النهار الی صلوٰۃ العصر میباید قلت عمل وکثرت عطا کہ مقصود از تشبیہ است درست گردد ومعنی بدون تاخیر عصر از اول وقت آن متحقق نمیشود اما اینچہ از بعضے فقہاء منقول است کہ باین حدیث تمسک کردہ اند در آنکہ وقت عصر از ما بعد مثلین شروع میشود و قبل از ان وقت ظہر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است آری اگر لفظ ما بین وقت العصر الی المغرب مے بود گنجایش این استدلال می شد لفظ حدیث ما بین صلوٰۃ العصر الی مغرب الشمس است و ظاہر است کہ صلوٰۃ العصر در اول وقت متحقق نمیشود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیہ بر مقدار ما بین نماز عصر بر وفق اینچہ معمول آن جناب بود تا وقت غروب و آن کمتر از ما بین ظہر و عصر شد گو از ابتدای وقت عصر تا غروب مساوی آن باشد و اگر کسی را بخاطر رسد کہ تشبیہ برای تفہیم است و در صورت تخیل لازم آید زیرا کہ صلوٰۃ عصر را تعیینی نیست ہر کسی در وقتی از اوقات متسعہ میخوانند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین است گوئیم تشبیہ برای تفہیم مخاطبین است ومخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را میدانستند پس نسبت بایشان بوجہ حسن تفہیم متحقق شد و دیگر از السماع الاذان ہمین معنی واضح شد و تفہیم متحقق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ در وقت معمول نماز عصر آنجناب فرمودہ است کان یصلی العصر والشمس فی حجرتها لم یظهر الفیٔ بعد ومعلوم است کہ این بیان و تفسیر غیر از کسانی را کہ آن حجرۂ مبارکہ را دیدہ باشند و بودن آفتاب را در ان حجرہ و ظہور سایہ را در ان مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمیکند کذا ہذا و نیز باید دانست اینچہ در کلام امام واقع شدہ کہ ومن عجل العصر کان ما بین الظهر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاہر مخدوش است زیرا کہ بر وفق

پہر کہا کہ کون ہے جو مجہہ ظہر سے عصر تک کرے ایک قیراط پر سو وہ نصاریٰ ہوئی پہر کہا کہ عصر سے شام تک دو قیراط پر کون کرے سو وہ تم ہوئے کہ عصر سے شام تک دو قیراط پر کرتے ہو پہر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ اجل گئے کہ ہم نے کام تو بہت کیا اور مزدوری کم خدا نے فرمایا کہ کیا تمہاری حق تلفی ہوئی کہا کہ نہین فرمایا کہ یہہ میرا انعام ہے جسکو چاہوں دوں کہا امام محمد نے یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ تاخیر عصر کی اوسکی جلدی سے افضل ہے کیا تجہی سوجہتا نہین کہ ظہر کی اور عصر کے ما بین جو ہے اوسی زیادہ ٹہرایا ہے بہ نسبت اوسکے جو عصر سے غروب تک ہے اور جو عصر جلدی پڑہیگا تو ظہر سے عصر تک کا وقت کم ہو جاویگا اور عصر سے غروب تک کا بڑہ جاویگا تو یہہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ تاخیر عصر کی افضل ہے تعجیل سے اور تاخیر جب تک ہے کہ سورج صاف رہے زردی آمیز نہو جاوے اور یہی قول ابی حنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا ہے

قاعدہ ظلال انتصاف شمل وقتی میشود کہ ربع النہار باقی میماند در اکثر بلدان پس وقتین مساوی باشند نہ زیادہ وکم ومیتوان توجیہ کرد کہ مراد امام از ما بین الظہر ما بین المتعارف وقت للصلوۃ ہست یعنی از ابتدای وقت متاخر خصوصًا در ایام صیف کہ ابراد آن مستحب ست واللہ اعلم **جواب دوسرا** یہہ کہ اس حدیث اجارہ مین یہہ نہین کہا کہ ہر ایک فرقہ نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی عمل کو زیادہ کہا ہے بلکہ بظاہر الفاظ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونو فریق نے ملکر کہا ہو کہ ہمنے زیادہ عمل کیا ہے پس زیادتی عمل فقط نصاری کی عمل مسلمین سی ثابت نہوئی تو کہ وقت اونکی عمل کا وقت عمل مسلمین سی زائد کہو **جواب تیسرا** یہہ کہ باعث کثرت عمل یہود کی بہ نسبت نصاری کی احتمال ہی کہ دراصل زیادہ رکہنی والی اپنی عمل کو یہودی ہون اور نسبت انکی ظاہری طرف دونوکی مجازًا ہو از راہ تغلیب کے اور بطور اطلاق عام اور ارادہ خاص کے **جواب چوتہا** یہہ کہ اون لوگون نے اپنے عمل کو زیادہ کہا ہے عمل سے مسلمانون کی اور عمل کے زیادہ ہونیسی زمانہ عمل کا زیادہ ہونا ضرور نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تہوڑسے زمانہ مین مثلا ایکدن مین کوئی اسقدر کام کرے کہ وہ کام اوسیقدر دوسرے آدمی سی دو دن مین ہوا اور یہہ بات بہت موٹی ہی اور قابل وہم لڑکون تک کی بہی نہین اور یہی مراد ہے اس حدیث مین حق عمل نصاری کے یعنے اگر نصاری کو بہی زیادہ کہنی والے اپنے عمل کو ٹہیراوین تو معنی اوسکی یہی ہین کہ فقط عمل اونکا زیادہ ہی عمل سی مسلمین کے نہ یہہ کہ زمانہ اونکی عمل کا زیادہ ہی زمانہ عمل مسلمانون کی سی بیشک دو وجہ کی وجہ اول یہہ کہ ارشاد کیا ہے اللہ تعالی نے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا پس اس سی معلوم ہوتا ہے کہ اعمال پہلی امتوں کی کثیر تہی اور شاق تو اس سبب سے عمل اونکا کثیر ہوا امت محمدیہ سی نہ بسبب طول زمانہ کی وجہ ثانی یہہ کہ مدت عمل نصاری کی نصف ہی مدت عمل کی مومنین کی بحساب ان دنون کی سلسلے کہ مدت عمل کو مومنین کی آجتک بارہ سی برس ہوگئے اور مدت عمل نصاری کی جو میعاد اونکی عیسی علیہ السلام سی لیکر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی قریب چھہ سو برس کی ہے جیسا کہ روایت کی ہی بخاری نی سلمان سی کہ زمانہ فترت کا عیسی علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلعم تک چھہ سو برس ہین اور خدا جانی کہ آیندہ اس امت کو کب تک بقا رہے اور مدت نصاری کی بہ نسبت مومنین کی کسقدر کم ہوجاوے گی پس کسطرح کہوگی کہ زمانہ عمل نصاری کا زیادہ ہے عمل مومنین کی سی تو کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سی بڑا ہو جاوے پس معلوم ہوا کہ نصاری نی اگر اپنی عمل کو زیادہ کہا تو باعتبار شاق ہونی عمل کے جیسا کہ شاہد ہی اسپر قول اللہ تعالی کا ربنا ولا تحمل علینا الی آیتہ نہ باعتبار طول مدت عمل کی تو نہ ثابت ہوا اس قول سی نصاری کے زیادہ ہونا وقت ظہر کا وقت عصر سی فللہ الحمد دلیل ثالث مؤلف کی یہہ ہی کہ روایت ہی ابوذر سے کہا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظہر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان شدۃ الحر من فیح جہنم رواہ الشیخان

سلہ ای پروردگار نہ بوجہہ رکہہ ہمپر جیسے کہ تونی ہمسی پہلی لوگونپر رکہا تہا سلہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ سفر مین تہی سو موذن نے ظہر کے اذان کا ارادہ کیا سو آپنے فرمایا کہ ٹہنڈک ہونی دی پہر ارادہ کیا تو آپنے یہی فرمایا پہر ارادہ کیا تو فرمایا کہ اتنے ٹہنڈک یہانتک کہ ٹیلو نکا سایہ برابر ہوجاوے اور فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بہپارہ ہے روایت کی یہہ حدیث شیخین نے!

وجہ استدلال مولف نے دو بیان کئی ہین ایک یہہ کہ سایہ ٹیلون کا بعد ڈہل جانے بہت آفتاب کی ہوتا ہے پس اول یہہ کہ ڈہلی بقدر چوتہائی حصہ آدہی دن کی پس ہوگا اوسوقت سایہ آدمی کا نصف قد اور جب ... ہوکر ... سایہ ٹیلونکی برابر ہوگا تو ہوگا سایہ آدمی کا ڈیڑہ قد پس جب ایسی وقت اذان ہوئی تو پہر نماز بوجہ مسنون سی او نماز مسبوق سی دو مثل تک پہلی آخر ہونی وقت کی فرغت ہوگی دوسری یہہ کہ تجربہ کیا گیا یعنے گولہ بنا کر مثل ٹیلی کی زمین پر رکہا گیا تو جب سایہ کو ایک مثل دیکہکر نماز پڑہی تو قریب دو مثل کے پہلی آخر وقت کی فرغت پائی پس جواب اسکی استدلال واہی سے تو کیا دیوین کیونکہ وہ مجرد ایک ابلہ فریبی ہی اور دعوی بے دلیل ہے کہ اولا دعوی یہہ کیا کہ اول یہہ کہ ڈہلی دن بقدر چوتہا آدہی دن کے اور اسپر کوئی دلیل نہین پہر کہا کہ وقت ظہور سایہ ٹیلون کی آدہے ڈیڑہ قد سایہ آدمی کا ہوتا ہی اور یہہ محض غلط بلکہ ظہور سایہ ٹیلون کا آدہے قد سایہ اسکے ہی پہلی ہوجاتا اور مساوی ٹیلون کی بہی اوسیوقت ہوجاتا ہی جبکہ سایہ ہرشی کا برابر ہوتا ہے جب وارتفاع ٹیلی کی زمین سی جہان ہو وہ جاتا ہے پہر دعوی کیا کہ نماز مسبوق کی اور امام کے پہلی آخر وقت آنے کے دو مثل کے قریب ہوتی ہے یہہ بہی غلط ہے اور دہوکہا وہان مسبوق کون تہا جسکو شامل کیا ہی ایک حکایت معینہ منقضیہ مین مسبوق کا کیا ذکر کیا یہہ تحدید آیندہ نمازون کی تہی کہ مسبوق کا وقت پیدا کیا حکایت ماضی مین اوس چیز کا جو ثابت ہو ضم کرنا بڑی حماقت ہی اور پہر دعوی دس رکعت ظہر کی فرغت ہونیکا قریب دو مثل کے بہی غلط کیونکہ اگر بالفرض بعد ایک مثل کے نماز شروع ہو تو بہی سوا مثل کے اندر اندر دس رکعت نماز فرغت ہوتی ہے ایسا ہی دعوی اوسکا اپنے تجربہ مین کہ جبکہ بعد ایک مثل ٹیلی کی نمازین شروع ہوئین تو قریب دو مثل کے فرغت پائی بہی غلط ہے اور فرغت دس رکعت ظہر کی بوجہ مسنون سوا مثل کی اندر حاصل ہوسکتی ہے جناب مولف کو تعجب ہے کہ امام صاحب کے مدح مین کہتے ہی کہ وے ہر شب مین ہزار رکعت پڑہتے تہے جسکے حساب گنہٹون کی بعد وضع کرنے چار گہنٹہ کی فی گہنٹہ ایک سو چہیس رکعت ہوتی ہین جیسا کہ باب اول کی رد مین گذرا اور اپنی دس رکعت ظہر اتنی وقت مین فرغت ہونی بیان کرتے ہین کہ ایک مثل ٹیلون کی سی قریب دو مثل کی سایہ گذر گیا تہا سو جینکا مقام ہے تو اسکی استدلال تو بالکل واہی ہوئی اور اس حدیث کی ہرگز دو مثل پر دلالت نہین ہان البتہ ظاہر حدیث سی دہوکا اون مین بقدر سمجہا جاتا ہے کہ پڑہنا ظہر کا بعد ایک مثل کی اوس حادثہ سفر مین آنحضرت صلعم سی صادر ہوا ہی اور اس سے یہہ شبہہ گذرتا ہے کہ وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہی پس جواب اس سی تین ہین اول یہہ کہ مساوی کہنا راوی کا سایہ ٹیلون کو ظاہر ہے کہ تخمینا اور تقریبا ہے نہ باین طور کہ گز رکہکر ناپ لیا تہا سیوا اسکی صحیح مسلم اور ابوداؤد کی روایت مین مساوات کا ذکر نہین ہے بلکہ اتنا ہی ہے کہ حتی رأینا فی التلول اور صحیح بخاری مین تین مقام مین بلا ذکر مساوات ہے دو جگہہ کتاب المواقیت مین ہے حتی رأینا فی التلول اور ایک جگہہ بدء الخلق مین ہے

ف یہانتک کہ دیکہا ہمنے سایہ ٹیلو نکا

حتی فاء الفئ اور راوی نے اسکی تفسیر کی یعنی التلول یعنی وقع الظل تحت التلول لکن ذکر فی الکرمانی ترجمہ خلاصہ ان
عبارتونکا یہہ ہے یعنی ظاہر ہوا سایہ نیچے ٹیلے کے اور دیکہا ہمنے سایہ ٹیلو نکا اور وہ تخمیناً برابر ہونا پہر بہی معہ سایہ اصلی کی ہے
نہ بطرح سی کہ سایہ اصلی الگ کرکی مساوی کہا ہی وہذا الایخفی علی من لہ ادنی عقل تو دراصل اوسوقت سایہ ٹیلون کا بعد نکالنے
سایہ اصلی کے تخمیناً آدہی مثل ہوگا یا کچہہ زیادہ اور مثل کی ختم ہونی مین اتنی دیر ہوگی کہ بخوبی نماز سی فارغ ہوئی ہونگی
دوسرا جواب یہہ کہ مساوات سایہ کی ٹیلون سی مقدار مین مراد نہو بلکہ ظہور مین یعنی پہلی سایہ جانب شرقی معدوم تہا
اور مساوات نہتی ٹیلون سی کیونکہ وہ موجود نہین اور وقت اذان کی سایہ جانب شرقی بہی ظاہر ہوگیا پس برابر ہوگیا
ٹیلون کے ظاہر ہونی مین اور موجود ہونی مین نہ مقدار مین جیسا کہ کہا فتح الباری مین ویحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ
ظہور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاہرا فساواہ فی الظہور لا فی المقدار انتہی وھکذا فی المحلی تیسرا جواب یہہ
یہہ تاخیر آنحضرتؐ سی سفر مین واقع ہوئی ہے پس شاید کہ آنحضرتؐ نے اس ارادہ سی تاخیر کی ہو کہ ظہر کو عصر سی جمع کرکی پڑہیںگے
جیسا کہ اور سفرون مین جمع کرنا دو نماز دن کا آنحضرتؐ سی ثابت ہی چنانچہ عنقریب ثابت کیا جاویگا پس سفر کی وقت پر
حضر کے وقت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہہ جواب بہی حافظ ابن حجر نے دیا ہے جیسا کہ کہا فتح الباری مین
ویقال کان ذلک فی السفر فلعلہ اخر الظہر حتی یجمعہا مع العصر انتہی وھکذا نقلہ فی المحلی الحنفی علی وجہ القبول والتسلیم
قلت منشاء تاویلات کا یہی ہی کہ احادیث صحیحہ جنسے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ایک مثل کی وقت ظہر کا نہین رہتا ثابت
ہین پس جمعاً بین الادلۃ یہہ تاویلین حقہ کی گئین دلیل رابع مولف کی یہہ کہ حدیث مین بریدہ کی واقع ہی فلما ان کان الیوم
الثانی امرہ فابرد بالظہر فابرد بہا فانعم ان یبرد بہا رواہ مسلم فی تمام الحدیث اور روایت مین ابو موسی کی یون وارد ہے
ثم اخر الظہر حتی کان قریباً من وقت العصر بالامس رواہ مسلم وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ نماز دوسری دن بہت
ٹہنڈی کرکے پڑہے باین طور کہ قریب تہا آخر اوسکا ابتداء وقت پہلی دن کی عصر کے اور پہلی دن عصر اوسوقت پڑہی تہے
کہ آفتاب اونچا اور سفید تہا اور اسوقت پانچ گہڑی دن تہا اور دوسرا یہہ کہ لفظ فانعم ان یبرد کا اول خود دلالت کرتا ہی دو مثل پر
اور اگر مجمل کہو تو بیان کر دیا ہے اوسکو حدیث ابی سعید کی نے جو اوپر گذری **اقول** وہ حدیث یہہ ہی کہ کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے
اذن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للظہر فقال ابرد ابرد او قال انتظر انتظر فان شدۃ الحر من فیح جہنم فاذا اشتد
الحر فابردوا عن الصلوۃ رواہ الطحاوی وغیرہ پس ہرچند کہ جواب اسکا یہی تہا کہ کچھہ نہ بولتے [ف] انت جو اسکی کہ جو کہ ... تسلیم

---

[ف۱] اگرچہ سایہ نیچے ٹیلونکی ایسا ہی ذکر کیا کرمانی نے [ف۲] اور احتمال ہی کہ ارادہ کہا جاوے اس برابری ٹیلی کی نیچے سایہ کا ظاہر ہو جانا کہ پہلی بالکل نہ تہا تو برابری
ظہور مین ہوئی مقدار مین نہوئی ہوچکی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح ہے محلی مین [ف۳] اور کہا جاتا ہی کہ سفر مین تہی شاید کہ تاخیر ظہر کی اسلئے کی ہو
کہ عصر ساتہہ ملا وین ہوچکی عبارت فتح الباری کی اور اسیطرح محلی مین ان کر اور تسلیم کرکی نقل کیا ہی [ف۴] اور جب دوسرا دن ہوا آنحضرت نے حکم کیا اوکو تو ظہر ٹہنڈک مین
پڑہی اور خوب ٹہنڈا کیا روایت کی اسکو مسلم نے پوری حدیث مین [ف۵] پہر تاخیر ظہر کی یہانتک کہ دوسری دن کی عصر سی قریب ہوگئی [ف۶] آنحضرت کی موذن نے اذان دی

لائق نا ہم وسطی وقع اشتباہ یعنی اوقفون کی کہا جاتا ہی کہ اس حدیث سی دو مثل تو کیا ایک مثل سی تجاوز کی بوبہی نہین
آتی ہی اور آجتک کسی حنفی نی بہی نہین کہا کہ فالنعمان بیرد بہا جسکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا اوس ظہر کو دو مثل تک
ٹہنڈا کرنا مراد ہے اور یہہ استنباط اس مؤلف ہی نی اختراع کیا ہے ؎ برین عقل و دانش بباید گریست ۞ غور کرو
کہ خوب ٹہنڈا کرنے سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ ایک مثل سی باہر نکلجاوی اور جو دو وجہ استدلال کے مؤلف نی
بیان کین ہین وہ بالکل واہی اور پوچ ہین وجہ اول اسلئی کہ عصر پہلی دن کی آنحضرت نی ایک مثل پر پڑہے ہتی جسکو مولف کہتا ہی
کہ پانچ گہڑی دن ہی پڑہی ہتی اور پہر ظہر دوسرے دن کی پس پانچ گہڑی دن رہی کی قریب کہتا ہے اور دلیل اسکی
پانچ گہڑی کے مقدار پر اسکو ٹہراتا ہے کہ آفتاب اوسوقت بلند اور سفید خالص تہا اور اتنا نہین جانتا کہ پہر ڈیڑہ پہر دن
رہے بہی آفتاب بلند اور سفید ہوتا ہے شاید اوسکی نزدیک پہر ڈیڑہ پہر دن رہے آفتاب نیچا اور زرد ہوتا ہوگا اور پانچ
گہڑی دن رہے بلند اور سفید ہوجاتا ہوگا یہہ باتین سوای پاگلون کی کسی سی صادر نہین ہوتین اور وجہ ثانی اسلئی لغو ہے
کہ لفظ النعمان بیرد بہا کا جسکی یہہ معنی ہین کہ خوب ٹہنڈا کیا کسی عاقل کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہی ہو دو مثل پر دلالت نہین کرتا
اور نہ اسکی اجمال کو حدیث ابوسعید کی اوٹہاتی ہی کیونکہ اوسمین بہی ایسا کوئی لفظ نہین جس سی ایک مثل سے تجاوز کرنا معلوم
ہو چنانچہ حدیث بالا اسکی منقول ہے پہر معلوم نہین کہ مؤلف مجنون کس خبط سی النعمان یبرد بہا سی دو مثل نکالتا ہی قال الله
انتہٰی پس ان چارون دلیلون مولف کی سی بوجہ معقول جوابات ہولئی اور ثابت ہوگیا کہ اوسکی ایک دلیل سی بہی ثابت نہین ہوتا کہ
وقت ظہر کا بعد ایک مثل کے باقی رہتا ہے چہ جائے دو مثل تک ثابت ہو کہ مولف نی حدیث جبرائیل سی بہی جو متمسک جمہور کی درباب ایک
مثل کے ہے استدلال کیا ہے اسپر کہ وقت ظہر کا دو مثل تک رہتا ہے اور وجہ استدلال یہہ بیان کی ہی کہ جبرائیل نی دوسری دن
ظہر اوسوقت پڑہی ہتی جسوقت پہلی دن عصر پڑہی ہتی یعنی ایک مثل پر پس اس سی اشتراک دونون نمازون کا ایک وقت
مین بقدر چار رکعت کی پیدا ہوا اور پہر وہ اشتراک منسوخ ہے حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر سی تو آخر وقت ظہر کا ایک
مثل منسوخ ہوا بدلالت حدیث ابو ہریرہ وغیرہ کی اور متعین ہوا دو مثل آخر وقت ظہر کا تو جواب اوسکا تحت اول حدیث کی حاشیہ
ایک مثلی مین سی کلام شیخ سلام اللہ حنفی اور امام نووی کی گذرا اور حاصل اوسکا یہہ ہی کہ جبرائیل نی دوسرے دن ظہر سے
ایک مثل پر فراغت پائی ہتی نہ یہہ کہ شروع کی ہتی اور پہلی دن عصر اوسوقت مین یعنی بعد ایک مثل کے شروع کی ہتی پس اشتراک نہ ہا
تو کہ اوسکی نسخ سی آخر وقت ظہر کا دو مثل ہو جاوے اور ان معنی کو امام نووی نی خوب مدلل بیان کیا ہی پس طرف پہلی
حدیث ایک مثلی کی رجوع کرنا چاہیے اور ایک دلیل عقلی مؤلف نی بیان کی ہی وہ یہہ کہ بعد دو مثل کی نماز پڑہنی سے
بالیقین نماز اپنے وقت مین ادا ہوتی ہے اور اگر ایک مثل کے بعد پڑہین تو شاید ہے کہ اللہ کی نزدیک وقت نہوا ہو

---

تو اپنے فرمایا کہ ٹہنڈک کر یا فرمایا ٹہرجا کسلئے کہ گرمی کی شدت دوزخ کا بہپارہ ہے جب گرمی کی شدت
ہوا کری تو نماز ٹہنڈک مین پڑہا کرو ؎ جو تم ظہر پڑہو تو اوسکا وقت ہے عصر کے وقت ہو نے تک ۱۲

پس ہوگی نماز قبل وقت کی اور یہہ درست نہین بالاجماع پس اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر باوجود قیام دلایل قطعیہ کے اور اتفاق
تمام جہان کی اوپر ایک مثل کیہ خلاف امام ابوحنیفہ کا بی دلیل ہو جب اس بات کا ہو سکتا ہے کہ بعد ایک مثل کے
قبل دو مثل کے نماز عصر کے پڑہنی قبل وقت سی ہوگی اس احتمال سی کہ شاید عند اللہ وقت ہوا ہو تو چاہیی اگر
کوئی مدعی بلا دلیل دعوی کرے کہ وقت نماز عصر کا بعد تین مثل کی داخل ہوتا ہی اور اسپر کچھہ دلیل نہ کہتا ہو جیسا
کہ امام ابوحنیفہ دو مثل پر کوئی دلیل نہین رکہتی تو اوسکی دعوی بلا دلیل سی نماز عصر کو تین مثل کی دری جایز نہ رکہین
اس احتمال سی کہ شاید اللہ کی نزدیک تین ہی مثل کی بعد وقت ہوتا ہو اور یہہ کوئی نہین کہیگا حتی المولف المنفی حالانکہ
یہہ قول تین مثل کا اور حنفیون کا دو مثل کا دونو برابر ہین بی دلیل ہونی مین پس معلوم ہوا کہ مجرد خلاف بی دلیل عمل سے
اوپر امر باد لیل اور متفق علیہ جمہور کے مانع نہین ہوتا اور باعث عدم احتیاطی کا نہین ہوتا اور ایک دلیل دو مثل پر حنفی
ہدایہ نی بیان کی ہی وہ یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی ٹہنڈا کرو
ظہر کو شدت گرمیون مین اور شدت گرمی کی دیار عرب مین عین مثل پر ہوتی ہی پس ٹہنڈک دوسی وقت پر ہوگی جبکہ
ایک مثل سے سایہ متجاوز ہوگا جیسا کہ ہدایہ مین فرماتی ہین ولہ قولہ علیہ السلام ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم و
اشد الحر فی دیارہم فی ہذا الوقت پس جواب بنا اس تقریر کا ہمکو ضرور نہین کیونکہ خدا کی فضل و کرم سی حنفیون ہی نے اسکو رد
کر دیا ہے کہا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نی تفسیر مظہری مین وہذا الاستدلال ضعیف جدا ودلالۃ حدیث الابراد علی
بقاء وقت الظہر بعد المثل ممنوع بل الابراد امر اضافی و شدۃ الحر انما یکون عند الزوال وبعض الابراد یحصل قبل بلوغ الظل
مثل الشئ ولو کان الحر فی دیارہم حین بلوغ ظل الشئ مثلہ اشد مما قبلہ لکان مقتضی الامر بالابراد تعجیل الصلوۃ فی اول الوقت واللہ اعلم انتہی
اور کہا مولانا عبد العلی حنفی نے ارکان اربعہ مین و بحث اندروی النسائی وابوداؤد عن ابن مسعود قال کان قدر صلوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام وخمسۃ الاقدام تکون اقل من
المثل فقد علم ان الابراد یحصل اذا کان ظل القامۃ خمس اقدامہا فلا یعارض حدیث الابراد حدیث جبرئیل انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے جو حنفیون کی
سردار ہین فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین ان غایۃ ما لزم من استدلال الہدایۃ ان وقت الظہر یبقی بعد بلوغ الظل مثلہ ولا یلزم
منہ الانتہاء الی بلوغ الظل مثلین فالدلیل قاصر عن المدعی انتہی وما قال ابن الہمام فی الجواب الا ان یقال انہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

لہ اور یہہ دلیل پکڑنا نہایت ضعیف ہے اور دلالت کرنا حدیث ابراد ظہر کا اسپر کہ ظہر کا وقت بعد ایک مثل کے رہتا ہی مسلم نہین ہی
بلکہ ابراد ایک امر اضافی ہے اور شدت گرمیکی عین دوپہر مین ہوتی ہی اور ایک مثل سی پہلی کچھہ شدت گہٹ جاتی ہی اور اگر انکی ملک مین ایک
مثل پر شدت گرمیکی ایک مثل کے پہلی سے زیادہ ہوتی تو یہہ چاہئی تہا کہ جلدی کرکی اول وقت پر نماز ہوا کی اللہ جانی عہ اور اسمین نکتہ ہے
کیونکہ نسائی اور ابوداؤد نی عبد اللہ بن مسعود سی روایت کی ہی کہ آنحضرت کی مقدار نماز ظہر گرمی مین تین قدم سی پانچ تک تہے اور جاڑے مین پانچ سی سات تک
اور پانچ قدم ایک مثل سی کم ہوتی ہین سو جانا گیا کہ پانچ قدم سایہ قدآدم پر ٹہنڈک حاصل ہو جاتی ہتی تو حدیث ابراد اور حدیث جبرئیل مین

صلے فی الیوم الثانی عند بلوغ الظل مثلین فهو المتعین للعصر من دون معارض فیہما قبیلہ وقت الظہر انتہی فجوابہ ما قال الشیخ سلام اللہ

الحنفی فی جواب من استدل بما روی عنہ علیہ السلام انہ صلی العصر حین صار ظل کل شیٔ مثلیہ علی کون اول وقت العصر مصیر الظل مثلیہ

وہو ما فی المحلی وہو کما تری حکایۃ حال لا دلیل علی کون اول وقتہ ذلک انتہی والاعتذار عن ایراد ابن الہمام علی استدلال صاحب الہدایۃ بانہ

لا قائل بکون ما بعد بلوغ الظل المثل وقبل بلوغہ مثلین خطأ عظیم لانہ خلاف ما ہم علیہ من ان وقت العصر من بعد بلوغ الظل المثل الی

مثلین قبلہما وبعدہما الی الغروب وعلی التنزل لا یفحم المانع فانہ یطلب الدلیل علی القول او عدم ذلک القول فکیف یجدید عدم

قولہم بلا دلیل الطمینا نا فافہم فیبقی ایراد ابن الہمام کما کان پس ان عبارتوں حنفیہ کی سے چار جواب دلیل صاحب ہدایہ کی معلوم ہوتی ہین

اول یہہ کہ دعوی حاصل ہونی ٹھنڈک کا دیار عرب مین ایک مثل پر ضروری اسکی مخدوش ہے کیونکہ ابن مسعود کی روایت مین

آیا ہے کہ آنحضرت گرمیون مین پانچ قدم سایہ ڈہلنی تک نماز ظہر کی پڑہا کرتی اور جاڑے مین سات قدم تک جو ایک مثل ہوتا ہی فارغ

ہو چکیتی اور ظاہر ہی کہ وہ پانچ قدم ایک مثل سی کم ہے الخ پس معلوم ہوا کہ اوس دیار مین پانچ قدم پر دو قدم پہلی

ایک مثل سی ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور یہی قدر مراد حدیث ابرد وا مین جو مجمل ہی پس حدیث ابراد معارض حدیث

جبرئیل کی جسمین ایک مثل وقت ظہر کا پایا جاتا ہی نہین ہی ہذا حاصل جواب مولانا عبد العلی دوسرا جواب یہہ کہ

شدت گرمی کی تو وقت زوال ہی کی ہوتی ہی اور بعد زوال کی ایک مثل کی دیری کچہ تو ٹھنڈک ہو جاتی ہی پس کافی

ہے مقتضے امر کو اوسی قدر اور اگر بقول صاحب ہدایہ کی ملک عرب مین ایک مثل پر زیادہ شدت گرمی کی ہوتی ہی بہ نسبت

نصف النہار کی یا دو مثل کے یا آدہی مثل کے تو مقتضی امر کا یہہ ہوا کہ قبل ایک مثل کی ٹھنڈک مین نماز پڑہنا **اقول** یہی

مجمل ہے قول اوس شخص کے کا جو ابردوا بالظہر کے یہہ معنی کرتا ہے کہ ظہر اول وقت مین پڑہ لیجئے اگر ہم کہو کہ شدت گرمی کے

عین مثل پر ہوتی ہی بہ نسبت اول وقت کی تو اول وقت پڑہو تو کہ ابراد حاصل ہو پس وقت ظہر کی کہ ایک مثل ہی پر

دفع ہو گیا یہان سی اعتراض مولف کا جو سئلہ تیسرا مین بیّن معنی پر کیا تہا اور اس معنی کو وہ ہی کہکر داہی بنا گیا تھا

یہ نہ سمجہا تہا کہ یہہ معنی مطلقاً نہین بلکہ اوس تقدیر پر ہی جو ہمنی اور ہمارے پیشواؤن کی صنفیون نی اختراع کی ہی کہ دیار عرب

گرمی وقت ایک مثل کے بہ نسبت اول وقت کی زیادہ ہوتی ہے فتدبر تیسرا جواب یہہ کہ فرض کیا کہ ملک عرب مین ایک مثل کے بعد

معارضہ بیان ہا عہ انتہا دلیل ہدایہ کی یہہ ہے کہ ایک مثل کی بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہی تو اوس سی یہہ کیونکر لازم آیا کہ دو مثل تک وقت کی انتہا ہی تو

دلیل مین اثبات مدعا سی نقصان رہا جیسکی عبارت فتح القدیر کی اوپر ہو جواب مین ابن الہمام نی کہا کہ اگر یہہ کہا جاوے کہ آنحضرت نی دوسرے دن دو مثل پر عصر کی

تو وہ وقت عصر کا معین ہو گیا اور اوس سے پہلے ظہر کا وقت رہگیا تو جواب وسکا وہ ہی جو سلام اللہ حنفی نی محلی مین اوسکی جواب مین کہا ہے جسنی آنحضرت کی دو مثل کے

نماز عصر پڑہنی سی عصر کا اول وقت دو مثل پر ثابت کیا ہی کہا کہ یہہ ایک حکایت حال ہے یہہ دلالت نہین کہ وہ اول وقت ہی ہے جسکی عبارت محلی کی

اور ابن ہمام نے ہدایہ کی دلیل پر اعتراض جو کیا ہے اوسکی یون عذر کرنا کہ سکا تو کوئی قائل ہی نہ تہا بڑی خطا ہے ہو اپنی مشایخ کی مسلک کا انکار کرنا ہی وہ تو

اسپر ہین کہ وقت عصر کا شروع دو مثلین سی غروب تک ہے اگر وہ عذر مانا ہی جاوے تو معترض کب چپکا رہ سکتا ہی وہ تو دلیل طلب کریگا پس دلیل صرف

ہی ٹھنڈک ہوتی ہی لاکن متنی تو ہر ملک مین یہی حکم دی رکہا ہے بس ایک ملک کی گرمی پر ہر ملک کو کس دلیل سی قیاس کیا ہے
ہذا الجواب ان ما قالہ القاضی ثناء اللہ قدس سرہ چوتہا جواب یہہ کہ بطور فرض محال کی فرض کیا کہ ہر ملک مین عرب ہو خواہ ہند
خواہ روم خواہ شام گرمی وقت ایک مثل تک زیادہ رہتی ہے اور بعد ایک مثل کے ٹھنڈک ہوتی ہے لاکن ایک مثل کے بعد سے
دو مثل تک وقت رہنا ظہر کا کہان سے ثابت ہوتا ہے تو دلیل ناقص رہی ہذا مفاد کلام ابن الہمام **اقول** اگر ایک مثل سی نماز شروع
ہوں اور لمبی قرارت اور طویل رکوع اور سجود سی ہیں رکعتین پڑہین تو ڈیڑہ مثل تک بخوبی فرغت حاصل ہوتی ہی پہر کیا دلیل
ہی باقی رہنی پر وقت ظہر کے دو مثل تک پس ثابت ہوا کہ کوئی دلیل قوی یا ضعیف نہین جس سے وقت ظہر کا دو مثل تک
ثابت ہو اسیواسطی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی جنکو شاہ عبد العزیز بیہقی وقت کہا کرتے باوجودیکہ بڑی حنفی اور
فقیہ ہتی صاف کہدیا ہے کہ یہہ وقت دو مثل تک کسی حدیث صحیح یا ضعیف سی ثابت نہین ہوتا اور اسیواسطی صاحبین امام سے
مخالف ہو کر موافق جمہور کے ہوگئی جیسا کہ ابتدا مسئلہ مین کلام اونکا تفسیر مظہری سی نقل کیا گیا بس اسیواسطی امام
قمقام عالیمقام الفقہا بین عدل امین الامنا و مولنا ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ شا بیب العفو و الغفران
اپنے مذہب کو اخیر مین چہوڑ کر قایل ہوئی ہین کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک ہے اور حنفی لوگ اونکی متبع پہر بہی
مانند کچہری عدالت کی وکیلون کی اونکی طرفسی وکیل ہو کر جہگڑا اور مجادلہ نہین چہوڑتے بڑا العجب ہے کہ مدعی
اور مدعی علیہ تو آپسمین راضی اور موافق ہوگئی ہین اور وکیلون کو خبگ و جدال سی ابتک صبر نہین ہی اور رجوع امام کا
اپنے مذہب سے طرف قول صاحبین اور جمہور کے بہت ایمہ حنفیہ نی اپنی کتب مین لکہا ہے ایک اونمین سی صاحب خزانۃ
الروایات ہین کہ ملتقی البحار سے رجوع امام کا نقل کرتے ہین اور ایک صاحب فتاوی شافی ہین اور ایک صاحب کتاب انیس اور
ایک صاحب الجوہر المنیر شرح تنویر الابصار ہین اور ایک امام ہندوانی ہین اور ایک صاحب صراط القویم ہین چنانچہ ملا عابد
سندہی حنفی مواہب لطیفہ شرح مسند امام ابی حنیفہ مین فرماتی ہین وقد الف الشیخ زین الدین بن نجیم صاحب البحر الرائق رسالۃ لتائید
مذہب الامام فی ہذہ المسألۃ خاصۃ واستدل علی مطلوبہ بادلۃ متعددۃ واجاب عنہا الشیخ ابو الحسن السندی فی حاشیتہ علی فتح القدیر لابن
الہمام لکن لما رایت رجوع الامام الی قول الجمہور ما وسعنی ذکر شئ من الادلۃ والجواب علیہا مرادا للاختصار مع انہ روی فی المسألۃ
المذکورۃ عن الامام ابی حنیفۃ رح روایات متعددۃ فمنہا روایۃ صیرورۃ الظل مثلین سوی فیء الزوال

صرف کسیکی قائل نہونی سی اوسکو اطمینان کا فائدہ کیونکر ہوگا سمجہہ لے تو غرضکہ اعتراض ابن ہمام کا اپنی حال پر رہا ۵۱ یہہ دونو
جواب وہ ہین جنکی تقریر قاضی ثناء اللہ نی کی ہے ۵۲ اور بلاشک شیخ زین الدین بن نجیم صاحب بحر الرائق نے ایک رسالہ
خاص اس مسئلہ مین تالیف کیا ہے جسمین اپنے امام کی مذہب کے تائید کی ہے اور اپنے مطلوب پر چند دلیلین پیش
کی ہین اور اوسکا جواب شیخ ابو الحسن سندی نی ابن ہمام کے فتح القدیر کے حاشیہ مین دیا ہے لیکن مینی جو
امام کا رجوع جمہور کے قول کی طرف دیکہا تو دلیلین اور جوابات ذکر نکئی اور امام سی اس مسئلہ مین چند روایتین ہین یون بہی ہے کہ سوا سایہ

ومنها رواية المثل والمشهور ان كلتا الروايتين فى خروج الظهر ومجئ العصر وذكر فى المحيط البرهانى والاسرار لاتعرض فى رواية المثلين بخروج
الظهر وانما هى فى مجئ العصر ومنها ان المعتبر فى خروج الظهر المثل وفى مجئ العصر المثلان ثم المشهور بين الاصحاب ان الاولى رواية محمد رحمة الله عنه
والثانية رواية الحسن عنه والثالثة رواية اسد بن عمرو عنه وان الاولى هى ظاهر الرواية فلذلك اتخذها الناس مذهبا للامام كما هو راى الحنفية فى
ظاهر الرواية وجعل صاحب المبسوط الاولى رواية ابى يوسف عنه والثانية رواية محمد عنه والثالثة رواية الحسن عنه وجعل الطحاوى فى
شرح الآثار الرواية الاولى رواية ابى يوسف والثانية رواية الحسن عنه وذكر فى خزانة الروايات ناقلا عن الملتقط البحار ان ابا حنيفة
قد رجع فى خروج وقت الظهر ودخول وقت العصر الى قولهما وممن نقل ايضا رجوع الامام الى قول صاحبيه صاحب الفتاوى الشافى وصاحب كتاب
الانيس وصاحب الجوهر المنير شرح تنوير الابصار وذكره ايضا فى زيادات الهندوانى على مسئلة الشيبانى فى باب ما يحل اكله وما لا يحل
وقال قد صح رجوع ابى حنيفة عن قول لا يحل اكل لحم الخيل وعن اختلاف الشفق وخروج وقت الظهر ودخول وقت العصر وعن اشياء على ها
وممن نقل الرجوع ايضا صاحب صراط القويم فاذا كان هذا النقل مقررا فى رجوع الامام وانضم الى ذلك قول اهل مذهب اذا كان
الامام فى جانب وصاحباه فى جانب فالمفتى بالخيار ان شاء افتى بقول الامام وان شاء افتى بقول الصاحبين كان العدول الى قول الجمهور واجبا
واما قول صاحب البحر لا نفتى ولا نعمل الا بقول الامام الاعظم وان افتى المفتون بخلافه فذلك محله فيما لم يختلف
الرواية فى تلك المسئلة عن الامام ولم ينقل عنه الرجوع والا فمتى اختلف الروايات عنه وكانت احداهما يتمسك بها صاحباه
ويروى انه عن الامام فهل ذلك الا قول الامام فمن افتى بقولهما فانما روى من قول الامام لا برأيهما المجرد عن قول الامام فتنبه

اور ایک مثل کے بھی روایت ہی اور مشہور یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں ظہر کے جانے اور عصر کے آنے میں ہیں اور محیط برہانی اور اسرار میں مذکور ہے
کہ دو مثل کی روایت میں ظہر کے جانے کی بحث نہیں ہی وہ تو صرف عصر کے آنیکے ہے اور یوں بھی روایت ہی کہ ظہر جانے میں تو ایک مثل کا
اعتبار ہے اور عصر کے آنے میں دو مثل کا پھر مشائخ میں مشہور یوں ہے کہ پہلی روایت امام سے امام محمد کی ہے اور دوسری حسن کی اور تیسری اسد بن
عمرو کی اور پہلی ظاہر الروایت ہی اسیواسطے لوگوں نے اوسی مذہب ٹہرایا ہے جیسا کہ حنفیوں کی رائے ظاہر الروایت میں ہی اور
صاحب مبسوط نے پہلی روایت ابی یوسف کی ٹہرائی ہی اور دوسری محمد کی اور تیسری حسن کی اور طحاوی نے شرح آثار میں پہلی ابی یوسف کی
اور دوسری حسن کی اور ملتقی البحار کے حوالہ سے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے کہ امام ابی حنیفہ نے صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا اور ان
لوگوں میں سے جنہوں نے امام کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف نقل کیا ہے صاحب فتاوی شافی ہے اور صاحب کتاب انیس اور صاحب جوہر منیر
شرح تنویر الابصار اور زیادات ہندوانی ہی جو مستدرک شیبانی پر ہے حلال اور حرام کی باب میں رجوع ذکر کر کے کہا ہے اور
بلا شک صحیح ہو گیا رجوع ابی حنیفہ کا اس قول سے کہ گھوڑے کا گوشت حلال نہیں اور اختلاف شفق سے اور وقت ظہر کے جانے اور
عصر کے آنے سے اور اور کئی مسئلے ذکر کئے ہیں اور اون لوگوں میں سے صاحب صراط قویم بھی ہی سو جب یہہ روایات رجوع میں ٹھہریں
اور اسکی علاوہ قول اہل مذہب کا کہ جب امام ایک جانب ہوں اور صاحبین ایکجانب تو مفتی کو اختیار ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوا دیوے یا امام
کے قول پر تو اب جمہور کے قول کیطرف پھرنا واجب ہو گیا اور یہہ قول صاحب بحر کا کہ ہم تو امام ہی کے قول پر فتوا اور عمل رکھتے ہیں اگرچہ اور مفتی فتوا

انتہی کلام السندی اور اسی سبب سی بہت سی کتب مشہورہ متداولہ معتبرہ مین جیسی بدایع اور غایۃ البیان حاشیہ ہدایہ اور ینابیع اور غرر الاذکار اور برہان اور فیض وغیرہا مین ایکمثل کی تصحیح کی ہی اور اسیکو مذکور فی الاصل کہا ہی اور قابل عمل کے ٹہرایا ہے اور طحاوی نے بہی اسیکو اخذ کیا ہے جیسا کہ کہا شیخ سلام اللہ حنفی نی محلی مین وروی عن ابی حنیفۃ ان وقت الظہر الی المثل کما قالت الثلثۃ الباقیۃ والجمہور وفی البدایع ہو الصحیح المذکور فی الاصل وفی غایۃ البیان بہا اخذ ابو حنیفۃ وہو المشہور عنہ وفی الینابیع ہو الصحیح عن ابی حنیفۃ وفی الدر المختار ہو قولہما وزفر وقال الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر الاذکار وہو الماخوذ بہ وفی البرہان ہو الاظہر لبیان جبرئیل وہو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی انتہی اور واضح ہو کہ نقل کرنا ہمارا رجوع امام کی کو طرف مثل کے اور بیان کرنا ہمارا معتمد ہونی کو اور قابل فتوی کی ہونی کو نزدیک بہت علماء حنفیہ کی بہی محض بطور الزام ہے اور بصورت اظہار خبر واقعی کے نہ باینطور اور اس نظر سے ہے کہ امام کی رجوع سے ہمکو گنجایش عمل کے احادیث یکمثلی پر ہوئی حاشا وکلا اسلیئے کہ اگر امام ابوحنیفہ اور اونکی صاحبین بہی اور تمام حنفی اگلے پچہلے ایک مثل کے قایل نہوتی تو بہی ہمکو احادیث یکمثلی صحیحہ مرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے مین کچہہ تامل نہوتا ہمارے نزدیک عاملون بالحدیث کو اتباع رسول اللہ کی حدیث کا مجتہد کی عمل اور فتوے پر موقوف نہین جیسا کہ بابت ثانی کی جواب مین بدلایل قطعیہ ثابت کیا گیا واللہ تعالے اعلم بالصواب فالحمد للہ علی ما وفقنا لاثبات المثل للفصل بین الظہر والعصر بالحجج الساطعۃ والقول الفصل وایدنا علی نفی الفصل بالمثلین الذی لم یثبت فی حدیث صحیح ولا ضعیف عن النبی سید الثقلین ولم یتلقاہ بالقبول جمہور اہل العلم من المجتہدین المجددین فی النشاتین وصلی اللہ علی رسولہ محمد وآلہ الطالبین للحسنیین **قال** مسئلہ پانچوان جمع کرنا دو نماز ونکا بیچ ایک وقت کی **اقول** اس مسئلہ کی تحقیق کان لگاکر سننی چاہیی کہ اس مسئلہ مین جناب مؤلف نی بہت ابلہ فریبی اور حق پوشی کی ہی کہ دلایل مین وہ حدیثین بیان کی ہین جنکی طرف ہمکو کچہہ التفات نہین یعنی ایک روایت ابوداود کی جسکی راوی مین ضعف تہا ہماری دلیل ٹہراکر نقل کردی اور جو روایتین صحیحہ متعددہ اوسمین تہین چہوڑدین ایسا ہی ایک روایت معجم اوسط طبرانی کی اور ایک روایت اربعین حاکم کی سی جنمین کچہہ ضعف تہا دلایل ٹہراکر نقل کرکے اون کی بعض راویون پر طعن کردیا اور جو روایتین صحیحہ متعددہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ اور

مختلف ہون اور ایک روایت ایسی ہو کہ صاحبین اپنا عمل درآمد اوسپر ٹہراوین اور امام سی اوسکو نقل کرین تو وہ بہی امام سے نقل کرتے ہین نہ محض اپنے رای سی ہو چکا کلام سندی کا ۵۲ اللہ کا شکر ہے اسپر کہ اوسنے ہمین توفیق دی کہ ایک مثل کو ظہر اور عصر مین روشن دلیلون سی اور قول فیصل سے ہمنے فاصل ثابت کیا اور اسپر کہ اوسنی ہماری تائید کی یعنی فاصلہ مثلین کے کہ وہ کسے حدیث صحیح یا ضعیف مین آنحضرت سی ثابت نہین اور جمہور علماء مجتہدین سے اوسکو قبول بہی نہین کیا اور اللہ رحمت نازل کرے اپنے رسول اور اوسکی آل پر جو دو جہان کے نیکیے کی طالب ہے

مسند ابی یعلی اور مصنفات بیہقی اور موطا امام مالک اور موطا امام محمد اور معانی الآثار طحاوی اور مستخرج لابی نعیم وغیرہا مین مشہور اور متداول تہین نقل کرکے اونکا جواب نہین دیا کاش صحاح ستہ ہی کی صحیح حدیثون کو دلیل ٹہراتا اور پہر اون سی جواب دیتا یہہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ کتب متداولہ صحیح بخاری وسلم جیسی کو چہوڑکر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اونسی دو روایتین ضعیف نقل کرکی اونکا جواب دیدیا تو کہ عوام کو یقین ہو کہ مجوزین جمع بین الصلواتین کی فقط ہیقدر دلیلین رکہتی ہین جنکو مؤلف نی ضعیف کردیا خیر ستجو کیا بزعم خود اچہا کیا اب ہم سی تحقیق اس مسئلہ کی کماینبغی سنی چاہیی کہ اپنی دلیلین کیسی قوی پیش کرتی ہین اور تمام حنفیون کے عذرات کو جو مؤلف نی بیان کئی ہین وہ بہی اور جو اور حنفیون نی بیان کیے ہین وہ بہی کسطرح بالاستیعاب نقل کرکے اونکا جواب دیتی ہین پس مخفی نرہی کہ جمع بین الصلواتین فی السفر صحیح اور ثابت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بروایت جماعت عظمیہ کے صحابہ کبار سی جنمین ہین علی اور عبداللہ بن عمر اور انس اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عائشہ اور ابن عباس اور اسامۃ بن زید اور جابر اور ابو جحیفہ اور معاذ بن جبل اور ابن مسعود فی احد الروایتین اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابوموسی اشعری اور ابوہریرہ اور سوای انکی اور مروی ہین روایتین انکی اون تیرہ کتب حدیث مین جنکا ذکر بالا گذرا اور کتنی اور کتب مین سوائے اون کے لاکن مجموعہ روایات مین بعضی تو ایسی ہین کہ اون مین فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو نمازون کو بیان کیا ہی اور کیفیت اوس جمع کی بیان نہین کی پس حنفی لوگ اون حدیثون مین یہہ تاویل کرتی ہین کہ مراد اس جمع سی جمع صوری ہی یعنی پہلی نماز کو آخر وقت مین پڑہا اور دوسری نماز کو اول وقت پڑہا تو یہہ بظاہر اور بصورت جمع معلوم ہوتی ہے اسطور پر کہ اوسمین تاویل جمع صوری کو دخل ہے بیان کی گئی ہے پہلی وہ حدیثین جنمین تاویل کو مخالف کی دخل نہین ذکر کرتے ہین تو منصفین با فہم اور ناظرین با علم اون حدیثون مجملۃ الکیفیت کو بہی نہین احادیث مبینۃ الکیفیت پر محمول سمجہین تو واضح ہو کہ جمع بین الصلواتین دو قسم ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر پس دونون قسمون کے حدیثین علحدہ علحدہ ذکر کرتے ہین حدیثین جمع تقدیم کین روایت کی ہی مسلم نے طریق سی حکم بن عقبہ کے ابو جحیفہ سی قال خرج رسول اللہ صلعم بالهاجرة الی البطحی فتوضأ فصلے الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة قال شعبة وزاد فیہ عون عن ابیہ ابی جحیفة وكان يمر من ورائها المرأة والحمار اور دوسری روایت بخاری کی اسطرح پر ہی خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم بالهاجرة فصلے بالبطحاء الظهر والعصر ركعتين ونصب بين يديه عنزة کہا امام نووی نے

۵۱ ابو جحیفہ نے کہا کہ نکلے آنحضرت دوپہر کو طرف بطحا کے اور وضو کیا اور ظہر اور عصر پڑہے اور اونکی آگے ایک برچہے کہڑے تہے اور عورتین اور گدہے اوس سے اودہر پہرتے تہے ۵۲ نکلے آنحضرت دوپہر کو اور نماز پڑہے بطحا مین ظہر کے دو رکعت اور عصر کی دو رکعت اور اونکی آگی ایک برچہے کہڑی تہے

شرح صحیح مسلم مین فیہ دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن اراد الجمع وهو نازل فی وقت الاولی ان یقدم الثانیۃ الی الاولی انتہی اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین وظاہرہ تقدیم العصر فی وقت الظہر انتہی اقول وجہ الظہور کون الهاجرۃ ظرفا للخروج والوضوء والصلوۃ جمیعا لان کلا من الخروج والوضوء والصلوۃ مرتب الوقوع ومتقارب الوجود فان الفاء علی لفظۃ فتوضا فصلی للترتیب بلا مہلۃ قال فی الفوائد الضیائیۃ الفاء للترتیب بلا مہلۃ انتہی وقال المحشی الملا اصاق قولہ قدس سرہ بلا مہلۃ هذا القید مما فات المصنف ولا بد منہ لانہ لا یقال یستفاد من قولہ وثم مثلہا بمہلۃ لانا نقول لا نم ذلک لجواز ان یستفاد منہ التفاوت بالعموم والخصوص ونحن نقول لولا تنصیص المصنف علیہ فی شرحہ لامکن ان یقال خالف الجمہور واختار کون الفاء لمطلق الترتیب انتہی فیکون المعنی علی ما تقتضیہ الفاء انہ علیہ السلام خرج فی الهاجرۃ وتوضاء فی الهاجرۃ وصلی الظہر والعصر فی الهاجرۃ فان قلت یحتمل انہ علیہ السلام صلی الظہر کما قلتم ای غیر متراخ عن الخروج فی الهاجرۃ والتوضی فیہا لکنہ صلی العصر بعد حلول وقتہا قلنا هذا خلاف الظاہر وقد تقرر ان النصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی الظواهر ما لم یصرف منہا مانع قطعی کذا قال فی العقائد النسفیۃ وهنا لم یوجد مانع یمنع حمل الحدیث علی الظاہر فان قلت ما یتمسک بہ الحنفیۃ من احادیث الجمع الصوری وانکار بعض الصحابۃ کابن مسعود عن الجمع وقطعیۃ ثبوت تعین المواقیت للصلوات ونہی عمر بن الخطاب عن الجمع بین الصلوۃ مانع عن حمل الحدیث علی الظاہر قلنا لا شیء ولا واحد مما تمسکوا بہ موجب لامتناع الجمع بین الصلوتین مطلقا مقدما کان الجمع او مؤخرا کما ستری فی مقام الجواب عن ادلتہم فیبقی ظواہر الاحادیث سالمۃ عن الموانع فتعین الحمل علیہا فتدبر علی ان لفظ فصلی مع مقولۃ لفظ الظہر مع معطوف علیہ وہو لفظ العصر من نص علی عدم التراخی عن الخروج والتوضی فیہا فکیف یسوغ ربط فصلی مع الخروج والتوضی بعد

---

**۵۲** اور ظاہر اسکا مقدم کرنا ہے عصر کا ظہر کے وقت مین ہو چکی عبارت محلی کی مین کہتا ہون کہ وجہ ظاہر ہونیکی یہہ ہی کہ دوپہر نکلنے ہے اپنے وضو کیا اور نماز پڑہی اور یہہ سب کچہ حرف فا سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا مہلت تہا کہا فوائد ضیائیہ مین فا بلا مہلت کے ترتیب کے واسطے ہے ہو چکی عبارت اوسکی اور کہا ملا صادق محشی نے کہ یہہ قول کہ بلا مہلت ہی مصنف کا فیہ سے رہ گیا اور یہہ ضرور چاہیے کوئی یون نہ کہے کہ اوسکی یہہ کہنی ہے کہ ثم فا کی مانند ہے مثلا مہلت کے مہلت نکلتی ہے کیونکہ ہم کہینگے کہ ہم یہہ نہین مانتے اسلئے کہ جایز ہے کہ اوسسے فرق عموم اور خصوص کا نکلے اور ہم کہتے ہین کہ اگر اوسپر مصنف اپنی شرح مین جتلا نہ دیتا تو ممکن تہا کہ یہہ کہا جاتا کہ اوسنے جمہور کا خلاف کرکے فا کو مطلق ترتیب کے لئے ہونا پسند کیا ہے ہو چکی عبارت اوسکی تو اب معنی فا کی اقتضا پر یہہ ہوئی کہ آنحضرت دوپہر نکلے ہے وضو کرکے ظہر اور عصر پڑہتے اگر کوئی کہے کہ خیر ظہر تو جیسے تم کہتے ہو پڑہی لیکن عصر اپنے وقت پر پڑہے ہو تو ہم کہینگے یہہ خلاف ظاہر ہے اور یہہ ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی مانع قطعی حدیث نبوی تو نصوص اپنے ظاہر معنے پر محمول ہوتی ہین چنانچہ لکہا عقاید نسفی مین ہے اور یہان کوئی مانع قطعی نہین اگر کوئی کہے کہ وہ حدیثین جمع صوری کی جس سے حنفیون نے دلیل پکڑی ہے اور بعضے صحابہ جیسے عبد اللہ بن مسعود کا جمع کو انکار کرنا اور نماز وکئی وقتون کا قطعی ہونا اور حضرت عمر کا جمع صلوتین کو منع کرنا حدیث مذکور کی ظاہری معنی لینیکا مانع ہے تو ہم کہینگے کہ کوئی بہی ان مین سے مطلق جمع کو خواہ مقدم ہو خواہ موخر مانع نہین ہے چنانچہ جواب کی جگہہ معلوم ہوگا تو حدیث اپنے ظاہر معنے پر رہے سمجہہ لے تو علاوہ برین لفظ فصلی مع ظہر اور عصر مرتب ہین نہین

پس حاصل ترجمہ اس حدیث کا یہہ ہوا کہ آنحضرت وقت زوال آفتاب کی بطحا مین تشریف لیگئی پس اوسی وقت مین بلامہلت وضو کیا پس اوسی وقت بلامہلت ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑہا اور روایت کی ہے ترمذی اور ابو داؤد نی حدثنا قتیبة بن سعید نا اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوة تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس اخر الظہر الی ان یجمعہا الی العصر فیصلیہما جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظہر وصلی الظہر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیہا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلیہا مع المغرب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر غزوہ تبوک مین اگر قبل ڈہلنے آفتاب کی سوار ہوتی تو ظہر کو مؤخر کر کی عصر سی ملا کر پڑہتی اور اگر بعد ڈہلنے آفتاب کی سوار ہوتی تو عصر کو ظہر کی وقت مین ظہر سی ملا کر پڑہتی اور اگر سوار ہوتے قبل غروب آفتاب کی تو مغرب کو مؤخر کر کے عشا کی ساتھہ پڑہتے اور اگر بعد غروب کی سوار ہوتی تو عشا کو بھی مغرب ہی کی ساتھہ پڑہ لیتی راوی اسکی ثقات ہین اما الاول فہو قتیبة بن سعید بن جمیل بفتح الجیم بن طریف الثقفی ابو رجاء البغلانی بفتح الموحدة وسکون المعجمة یقال اسمہ یحیی وقیل علی ثقة ثبت والثانی ہو اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی ابو الحارث المصری ثقة ثبت فقیہ امام مشہور والثالث ہو یزید بن ابی حبیب المصری ابو رجاء واسم ابیہ سوید ثقة فقیہ والباقیان صحابیان کل ذلک فی التقریب اور کہا ترمذی نے وروی علی بن المدینی عن احمد بن حنبل عن قتیبة ہذا الحدیث وحدیث معاذ حدیث حسن غریب تفرد بہ قتیبة لا نعرف احدا رواہ عن اللیث غیرہ وحدیث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ حدیث غریب والمعروف عند اہل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع فی غزوة تبوک بین الظہر والعصر وبین المغرب والعشاء رواہ قرة بن خالد وسفیان الثوری ومالک وغیر واحد عن ابی الزبیر المکی انتہی

سلہ روایت کی ہمین قتیبہ بن سعید نی کہا کہ روایت کی لیث بن سعد نے یزید بن حبیب سے اونہون نے ابو الطفیل سے اونہون نے معاذ بن جبل سے یون کہ آنحضرت صلعم غزوۂ تبوک مین تہی اور جب آپ سورج کی ڈہلنی سی پہلی سوار ہوتی تہی تو ظہر مین یہانتک تاخیر فرماتی تہی کہ عصر کی ساتہہ ملا لیتی تہی اور جب سورج ڈہلی سوار ہوتی تہی تو عصر مین جلدی فرماکر ظہر اور عصر ملا کر پڑہ لیتی تہی اور جب غروب سے پہلی سوار ہوتی تہی تو مغرب مین تاخیر کر کی عشا کی ساتہہ پڑہ لیتی تہی اور جب غروب کے بعد سوار ہوتے تہے تو عشا مین جلدی کر کی مغرب کے ساتہہ پڑہ لیتی تہی سلہ پہلا قتیبہ بن سعید بن جمیل جیم کی فتح سے بن طریف ثقفی ابو رجا بغلانی نام اسکا یحیی ہی اور بعضون نے علی کہا ہی ثقہ اور ثبت ہی اور دوسرا لیث بن سعد بن عبد الرحمن فہمی ابو حارث مصری ثقہ ثبت فقیہ امام مشہور ہے اور تیسرا یزید بن ابی حبیب مصری ابو رجا اور اوسکی باپ کا نام سوید ہے ثقہ فقیہہ اور دونو باقی صحابی ہین یہہ سب کچہ تقریب مین ہی سلہ اور روایت کی علی بن مدینی نی احمد بن حنبل سی اونہون نے قتیبہ سی اس حدیث کو اور حدیث معاذ کی حدیث حسن غریب ہی اوسمین قتیبہ اکیلا ہے ہم نہین جانتی کسیکو کہ لیث سی روایت کی ہو اور حدیث لیث کی یزید بن ابی حبیب سے اونہون نے ابو طفیل سے اونہون نے معاذ سے حدیث غریب ہے اور اہل علم کی نزدیک مشہور حدیث معاذ کے حدیث ابی الزبیر کی اونہون نے ابو طفیل سے روایت کی اور اونہون نے معاذ سے اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین جمع کیا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کو روایت کی یہہ حدیث قرہ بن خالد نے

اور کہا ابو داؤد نے ولم يرو هذا الحديث الا عن قتيبة وحده انتهى أقول لا يخفى على العالم باصول الحديث ان تفرد
الراوي برواية انما يستلزم كونها منكرة شاذة مردودة اذا كان ذلك الراوي غير ضابط ولا ثبت ويخالف
في تلك الرواية احفظ منه واضبط واما اذا كان المتفرد حافظا ثقة ثبتا ولم يخالفه احد فيها او خالفه احد
لكن المخالف مثله في الحفظ والتثبت فحينئذ لا تكون روايته التي تفرد بها مردودة بل هي مقبولة ثم المقبولة بشرط الاولى
صحيحة وبشرط الثاني حسنة قال الامام ابن الصلاح فيه تفصيل فما خالف مفرده احفظ منه واضبط فشاذ مردود وان لم يخالف
وهو عدل ضابط فصحيح وان رواه غير ضابط لكن لا يبعد عن درجة الضابط فحسن وان بعد فمنكر انتهى نقله
السيد جمال الدين المحدث صاحب روضة الاحباب في اصول الحديث ثم قال ويفهم من قوله احفظ واضبط
على صيغة التفضيل ان المخالف ان كان مثله لا يكون مردودا انتهى وقال الامام النووي في مقدمة شرحه على صحيح مسلم
واذا انتفت المتابعات وتمحض فردا فله اربعة احوال حال يكون مخالفا لرواية من هو احفظ منه فهذا ضعيف ويسمى شاذا ومنكرا وحال
لا يكون مخالفا ويكون هذا الراوي حافظا ضابطا متقنا فيكون صحيحا وحال يكون قاصرا عن هذا ولكنه قريب من درجته فيكون حديثه حسنا وحال
يكون بعيدا عن حاله فيكون شاذا منكرا مردودا فحصل ان الفرد قسمان مقبول ومردود والمقبول ضربان فرد لا يخالف وراويه كامل الاهلية
وفرد هو قريب منه والمردود ايضا ضربان فرد مخالف للاحفظ وفرد ليس في راويه من الحفظ والاتقان ما يجبر تفرده والله اعلم انتهى
واذا تمهد هذا فنقول ان تفرد قتيبة بهذه الرواية عن الليث لا يضر صحة الحديث لان قتيبة ثقة ثبت كما مر عن التقريب ولم

ف اور یہہ حدیث اکیلی قتیبہ نے روایت کی ہے اور کسی نے نہیں روایت کی ہو چکی عبارت ابو داؤد کی میں کہتا ہوں کہ عالم اصول
حدیث پر پوشیدہ نہیں کہ اکیلا ہونا اوس کا حدیث کو منکر شاذ مردود جب کرتا ہے کہ وہ راوی ضابط ثبت نہو یا اوس روایت میں اپنے سے زیادہ
حافظ حدیث یا زیادہ ضابط کی مخالف پڑے اور جب یہہ نہو بلکہ وہ بہی حافظ ثقہ ہو اور مخالف نہو یا ہو تو برابر والے سے ہو تو اس صورت میں
وہ روایت مردود نہوگی بلکہ مقبول ہوگی پہر مقبول بشرط اول صحیح ہے اور بشرط ثانی حسن کہا امام ابن صلاح نے اسمیں تفصیل ہے سو اگر وہ اپنے
زیادہ سے مخالف ہے تو شاذ ہے اور اگر مخالف نہیں اور خود بہی ثقہ ہے تو صحیح ہے اور اگر ایسے غیر ضابط نے روایت کی ہے کہ وہ درجہ ضابط
سے دور نہیں ہے تو حسن ہے اور اگر دور ہے تو منکر ہے ہو چکی عبارت اوسکی نقل کیا اسکو سید جمال الدین محدث نے کہ جو روضہ کے مصنف ہیں
اپنی اصول حدیث کی رسالہ میں پہر کہا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مخالف ہونا بہت حافظ سے لیا ہے کہ اگر برابر والے سے مخالف ہو تو مردود نہوگی
اور کہا امام نووی نے اپنی اوس مقدمہ میں جو شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب متابعت حدیث کی اور راوی کی روایت سے نہو اور راوی
اکیلا رہے تو چار حال اوسکی ہو سکتی ہیں یا تو اپنے سے بڑہ کر راوی سے مخالف ہے تو یہہ قسم تو ضعیف ہے اوسکا نام شاذ منکر ہے اور یا مخالف
نہوگا اور خود یہہ راوی ہے حافظ ضابط جید الروایۃ ہے تو یہہ قسم صحیح ہے اور ایک حال اس سے کہٹکا ہے وہ یہہ کہ اسکی قریب قریب راوی ہو تو یہہ
حدیث حسن ہیگی اور ایک حال اس سے دور ہے تو شاذ منکر مردود ہے تو اب معلوم ہو گیا کہ اکیلی روایت دو قسم ہیں مقبول اور مردود اور مقبول دو طرح
ایک یہہ کہ اپنے سے بڑہکر سے مخالف نہو وے اور ایک اس سے قریب اور مردود بہی دو قسم ہے ایک یہہ کہ اپنے سے بڑہکر سے مخالف ہووے

يخالفه احد فی تلك الرواية عن الليث ومن ادعی خلافه فعليه البيان وكذا تفرد الليث بهذه الرواية عن يزيد بن ابی حبيب ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان الليث ثقة ثبت فقيه امام مشهور كما مر عن التقريب ولم يخالفه احد فی تلك الرواية عن يزيد وكذا تفرد يزيد بن ابی حبيب بهذه الرواية عن ابی الطفيل ان قال به قائل لا يضر صحة الحديث لان يزيد وان خالفه ابو الزبير المكی فی الرواية عن ابی الطفيل لكن ابا الزبير المكی ليس باثبت من يزيد بل ليس مساويا له لان يزيد ثقة فقيه كما مر عن التقريب فهو فی المرتبة الثانية لان مدحه موكد وقد قال الحافظ فی التقريب فاما المراتب فاولها الصحابة فاصرح بذلك لشرفهم الثانية من اكد مدحه اما بافعل كاوثق الناس او بتكرير الصفة لفظا كثقة ثقة او معنی كثقة حافظ انتهی وابا الزبير المكی صدوق فقط ومع ذلك مدلس قال الحافظ فی التقريب محمد بن المسلم بن تدرس بفتح المثناة وسكون الدال المهملة وضم الراء الاسدی مولاهم ابو الزبير المكی صدوق الا انه يدلس من الرابعة انتهی فهو فی المرتبة الرابعة لما قال الحافظ الرابعة من قصر عن درجة الثالثة قليلا واليه الاشارة بصدوق او لا باس به او ليس به باس انتهی فكيف يخدش تفرد يزيد بن ابی حبيب بالرواية عن ابی الطفيل خلافا لابی الزبير المكی الذی هو دونه فی التثبت والتفاهة فافهمه پس ثابت ہوا کہ یہہ حدیث قتیبہ کی باوجود تفرد قتیبہ کی اول تو صحیح ہے لما حققناہ ورنہ اسکی حسن ہونے مین تو کسی اہل بصیرت کو کلام نہین کما قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب یعنی غریب ہی بنظر تفرد کی اور حسن ہے اس نظر سے کہ خلاف اسکا کسی حفظ او ضبط بہ نسبت اسکی رواۃ کی مروی نہین اور جو مولف نی زیلعی حنفی سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث درباب جمع تقدیم کی مضبوط نہین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ زیلعی ایک حنفی

اور ایک یہہ کہ راوی اوسکا اچھا ہو گئے اب جاننے چاہئے عبارت اوسکی جب یہہ تمہید ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ اکیلا ہونا قتیبہ کا اس حدیث کی صحت حدیث کو مضر نہین اسلئے کہ قتیبہ ثقہ ثبت ہی چنانچہ گذر چکا تقریب سی اور کوئی اوسکی مخالف اس روایت مین نہین اور جو اسکی خلاف کا مدعی ہی تو وہ بیان کری اور اسیطرح اکیلا ہونا لیث کا اس روایت مین یزید بن ابی حبیب سے اگر کوئی کہی تو صحت حدیث کو مضر نہین کیونکہ یزید کی مخالف اگرچہ اس روایت مین ابو الزبیر مکی ہی لیکن وہ یزید سی بڑھکر نہین بلکہ برابر بھی نہین کیونکہ یزید ثقہ فقیہ ہے چنانچہ تقریب سی گذرا تو وہ مرتبہ ثانی مین ہی کیونکہ اوسکی مدح مین تاکید ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا ہے اول مرتبہ صحابہ کا ہے تو اونکی شرف کی سبب سے اس امر کی تصریح کرینگے دوسری وہ جسکی مدح مین تاکید ہو یا تو صیغہ افعل التفضیل کہکر جیسے اوثق الناس یا دو دفعہ صفت کا بولنا لفظی طور پر جیسے ثقہ ثقہ یا معنی کی طور پر جیسے ثقہ حافظ ابو الزبیر فقط ثقہ ہے اور مدلس بھی ہی حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا ہے محمد بن مسلم بن تدرس ابو الزبیر مکی صدوق ہی مگر مدلس ہے چوتھی طبقہ مین تو چوتھی مرتبہ مین ہی چنانچہ تقریب مین ہی چوتھا طبقہ وہ جو تیسری سی کچھہ گھٹکا ہو اور اوسکی طرف اشارہ لفظ صدوق کا اور لا باس به ولیس به باس کا تو اب کیونکر خدشہ ڈالیگا خلاف ابو الزبیر کی کا کہ وہ درجہ ثقاہت مین کم ہی یزید بن ابی حبیب کے روایت مین ابی الطفیل سی سمجھہ لینا چاہئے

اور تعدیل مین سی نہین اوسکا مذہب تو یہہ ہی کہ حنفی مذہب کی طرفداری کری نہ یہہ کہ حدیثون کو ترجیح کری اور جو کہ مولف نے
یہہ قول ابوداود سی بوساطہ عینی کی نقل کیا ہی تو جواب اسکا یہہ ہی کہ ابوداود نے اپنے سنن مین حدیث صحیح الاسناد جو بخاری اور مسلم سی نقل ہو چکی ہی جس سی صاف جمع تقدیم ثابت ہوتی ہی روایت کی ہی اور یہہ حدیث قتیبہ بن سعید کی جسکا
صحیح ہونا ثابت کیا گیا ہی روایت کی ہی اور جرح قدح اوسپر نہین کیا اور سوائے تفرد قتیبہ کی جو کہ منافی صحۃ حدیث کی نہین کا حقنا
کچھہ زبان پر نہین لایا پہر کسطرح تسلیم کیا جاوی کہ یہہ قول ہی کہا ہو تو اگر جناب مولف کو کچھہ غیرت آوی تو نشان دہی کرین
کہ ابوداود نی کونسی کتاب مین یہہ قول کہا ہی بس محقق ہوا کہ جمع تقدیم احادیث صحیحہ سی جو بعض اون سی بروایۃ شیخین
ہین اور بعض کم اونکی درجہ سی ثابت ہی اب سنو حدیثین تاخیر کین روایت کی مسلم نی نافع سی ان ابن عمر کان
اذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء بعد ان يغيب الشفق ويقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان اذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء اور روایت کی ہی ترمذی نے ابن عمر سے انه استغيث على بعض اهله
فجد به السير واخر المغرب حتى غاب الشفق ثم نزل فجمع بينهما ثم اخبرهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل ذلك اذا جد به السير
پہر کہا ترمذی نی هذا حديث حسن صحيح اور روایت کی ہی بخاری نی سالم بن عبداللہ سی اخر ابن عمر المغرب
وكان استصرخ على امرأته صفية بنت ابى عبيد فقلت له الصلوة فقال سر فقلت له الصلوة فقال سر حتى سار ميلين او ثلاثة ثم نزل فصلى فقال هكذا رايت النبى صلى الله عليه وسلم
يصلى اذا اعجله السير اور یہہ بات دنی عاقل بہی جانتا ہی کہ اگر بعد دخول وقت مغرب کی دو تین کوس مسافت چلین تو
اتنی شفق غائب ہو جاتی ہی اور وقت عشا کا داخل ہو جاتا ہی اور صاف سنو کہ روایت کی ہی بخاری نی اسلم سے
قال كنت مع عبد الله بن عمر بطريق مكة فبلغه عن صفية بنت ابى عبيد شدة وجع فاسرع اليها حتى اذا كان بعد غروب الشفق
ثم نزل فصلى المغرب والعتمة جمع بينهما وقال انى رايت النبى صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير اخر المغرب وجمع بينهما
اور روایت کی ہی نسائی نی اسمعیل بن عبدالرحمن سے قال صحبت ابن عمر الى الحمى فلما غربت الشمس هبت ان اقول

۵۱ حضرت ابن عمر کو جب سفر پیش آتا جلدی کا تو بعد غروب شفق کے مغرب اور عشا جمع کر لیا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ کو جب جلدی سفر کی ہوتی تو مغرب عشا کو جمع کرتے ۵۲ ابن عمر
نے بعضے رشتہ دار ان کی پاس جا دنیکی لیئے جلدی کا جانیکے ضرورت پڑی تو اونہون نے مغرب مین غروب شفق تک
تاخیر کی پہر اوتر کر مغرب اور عشا ملا کر پڑہین پہر لوگون سی کہا کہ سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تھے جلدی کے وقت ۵۳ یہہ
حدیث حسن صحیح ہے ۵۴ اور تاخیر کی ابن عمر نے مغرب مین اوس سفر مین کہ اپنی بی بی صفیہ کے پاس اونہین
پہونچنا ضروری تہا سو مینی کہا نماز کا وقت آگیا فرمایا کہ ابہی اور چلو یہانتک کہ دو یا تین میل اور چلی پہر اوتر کر نماز پڑہی اور
کہا کہ جلدی کی سفر مین آنحضرت بہی یونہین کیا کرتے تہے ۵۵ کہا تہا مین عبداللہ کے ساتہہ مکی کی رستہ مین تو اونکی بی بی صفیہ
بنت ابی عبید کی بیماری کی خبر پہونچی کہ بہت بیمار ہین تو وہ جہٹ پٹ چلدیتی جب شفق غروب ہوگئی تو مغرب و عشا جمع کر کی پڑہی اور کہا
کہ مینی آنحضرت صلعم کو دیکہا ہی کہ سفر کے جلدی مین مغرب مین تاخیر کر کی جمع کر لیا کرتی تہے ۵۶ کہا کہ مین حمی تک حضرت ابن عمر کے ساتہہ تہا جب سورج ڈوب گیا

لہ الصلوۃ فسار حتی ذهب بیاض الافق وفحمة العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلاث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرها
ثم قال هکذا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یفعل اور روایت کی ہی ابوداؤد نے نافع سے ان ابن عمر استصرخ علی صفیة وهو
بمکة فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا عجل به امر فی سفر جمع بین
هاتین الصلوتین فسار حتی غاب الشفق فنزل فجمع بینهما اور روایت کی ہی ابوداؤد نے عبد اللہ بن علاء سے قال غابت الشمس
وانا عند عبد الله بن عمر فسرنا فلما رأینا قد امسی قلنا الصلوة فسار حتی غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انه نزل
فصلی الصلوتین جمیعا ثم قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جد به السیر صلی صلوتی هذه یقول یجمع
بینهما بعد لیل قال ابو داؤد ورواه عاصم بن محمد عن اخیه عن سالم ورواه ابن ابی نجیح عن اسمعیل بن
عبد الرحمن بن ذویب ان الجمع بینهما من ابن عمر کان بعد غیوب الشفق اور روایت کی ہی امام محمد نے موطا میں [illegible]
ابن عمر نے جمع [illegible] وما قال محمد بلغنا عن ابن عمر ای بطریق اخری انه صلی المغرب حین اخر الصلوة قبل
ان تغیب الشفق فکیف یسلم بلا اسناد وعلی تقدیر وجود الاسناد المتصل کیف یعارض الصحیحین والترمذی والنسائی وابا داؤد
مع ان روایة الشیخین مقدمة علی غیرهما کما عن شرح النخبة وسیجئ ایضا حاصل مطلب یہ ہے کہ ابن عمر کا جو ادن جمع کرنا ثابت ہے
مروی ہی یہ ہوا کہ ابن عمر نے سفر عجلت میں مغرب اور عشا کو بعد غیب ہونے شفق کی یعنی وقت عشا میں پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ بھی سفر عجلت میں ایسا ہی کرتے تھے
اور روایت کی ہی مسلم نے انس سے قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یجمع بین الصلوتین فی السفر اخر الظهر حتی یدخل اول وقت العصر ثم یجمع بینهما

---

کہ نماز کا وقت آگیا اور وہ شفق کی غروب تک چلے گئے پہر اوترکر تین رکعتیں مغرب کی پڑہ لیں پہر دو رکعتیں اوسکی پیچھے
پڑہیں اور کہا کہ مینے حضرت کو یونہیں کرتے ہوئے دیکھا ہے سله ابن عمر کو اونکی بی بی کی شدت بیماری کی خبر پہونچی
اور وہ مکہ میں تہی تو وہ چلے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا اور تارے ظاہر ہوئی تو کہا کہ جب آنحضرت کو جلد لگا سفر پیش آتا
تہا تو ان دونو نمازونکو جمع کر لیا کرتے پہر چلے اور شفق غروب ہوئی پہر اوترکر دونو نمازیں پڑہیں سله سورج ڈوب گیا
اور مین عبد اللہ بن عمر کے ساتہہ تہا وہ چلی گئی جب شام ہوئی تو مینے کہا کہ نماز تو وہ چلی ہی گئی یہانتک کہ شفق غروب ہوگئی
اور تارے جہک نکلی تو اوترکر دونو نمازین پڑہیں پہر کہا کہ مینے آنحضرت صلعم کو دیکھا ہے اسفر کی ضرورت مین
یونہیں پڑہا کرتے تہے یعنے رات پڑی جمع کرلیا کرتے تہے سله اور روایت کی عاصم بن محمد نے اپنے بہائی سے اونسی
سالم سی اور روایت کی ابن ابی نجیح نے اونسے اسماعیل بن عبد الرحمن بن ذویب سے یہہ کہ جمع کی دونو نمازین
ابن عمر نے بعد غروب شفق کے سله اور وہ جو محمد نے کہا ہے کہ ابن عمر سی دوسرے روایت یون ہمین
پہونچی ہے کہ ابن عمر نے غروب شفق سی پہلی پڑہے تہی تو وہ بلا سند کی کیونکر مسلم ہوسکتی ہے اور سند ہو بہی تو
صحیحین اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد کی روایت کو کسطرح معارضہ کرسکتی ہی فقط شیخین کی روایت ہوتی تو بہی غیر پر مقدم ہی
چنانچہ شرح نخبہ سی اوپر گذر چکا اور آگی بہی آویگا سله آنحضرت جب سفر مین دو نمازونکا جمع کرنا چاہتی تہی تو ظہر کی اتنی تاخیر کرتی یہانتک

لفظ حتی اس حدیث مین بمعنی الی ہی کیونکہ داخل ہی فعل پر کہا منتہی الحصول مین وقد تدخل حتیٰ الافعال فتنصبها
بتقدیر ان ویکون للغایة الخ اور کہا شرح ملا مین وحتی کذلک ای مثل الی فی کونها لانتہاء الغایة انتہی اور جناب مؤلف کو بھی اسکا اقرار ہی
چنانچہ تنویر الحق مین موجود ہی اور جبکہ حتیٰ بمعنی الی ہوا تو ظاہر ہی کہ واسطی انتہا اوس فعل کی ہوگا جسکی متعلق ہوگا نہ
واسطی انتہا معمول متعلق اپنی کی چنانچہ بیچ حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ کے حتی واسطی انتہا اقاتل کی ہے
نہ واسطی انتہا الناس کے جو مفعول ہی اقاتل کا اور بیچ آیة لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط کے حتی واسطی انتہا لا یدخلون
کے ہے نہ واسطی انتہا جنت کے جو مفعول ہے لا یدخلون کا جیسا کہ نہین مخفی اوس شخص پر جسنے ہدایة النحو
پڑھا ہوا ہوگا تو اس حدیث مین بھی حتی واسطی انتہا اخر کی ہوگا نہ واسطی انتہا ظہر کی جو مفعول ہی اخر کا پس حاصل مطلب ایسا
حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آنحضرت ارادہ جمعکرنی دو نماز دن کا کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت عصر کا
ہوتا یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑہتے کہ عصر کا وقت آجاتا تو بعد داخل ہونی وقت عصر کی جمع بین الصلوتین کرتی اور ان معنی سی
کسیکو اہل علم سی انکار نہین مگر محرفین للنصوص کو کہ واسطی اتباع اور حمایت قول اپنی امام کی باوجود بداہت ان معنی کی کبہو نہ مانینگے
اور نئی محرف معنی خلاف نحو اور لغت کی اختراع کرینگی جیسا کہ جناب مولف فرماتی ہین پس معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ حضرت تاخیر
کرتی نماز ظہر کو باینطور کہ منتہی نماز ظہر کا اول وقت عصر کا ہوتا اور اسپر دلالت کرتا ہی پہیرنا ضمیر بینہما کا دونو وقتون کی طرف بیچ
حدیث آیندہ کی انتہی کلام المؤلف اور مردود ہونا اس معنی کا معلوم ہوچکا جبکہ بمعنی آیة اور حدیث کی سند اور گواہی سی ثابت کردیا
کہ اول وقت عصر کا منتہی تاخیر کا ہی نہ منتہی نماز ظہر کا جو مفعول ہی اخر کا علاوہ یہہ کہ اگر اول وقت عصر کا بقول مؤلف محرف کے
منتہی ظہر کا ہو تو ثم یجمع بینہما کی کچہہ معنی نہین بنتی کیونکہ بعد انتہاء اور ہوچکنی ظہر کی اول وقت عصر تک پہر جمعکرنا اوسکا ساتہہ
عصر کے کسطرح ہوا اور یہہ جو مولف نی ضمیر بینہما کا طرف دو وقتون کی راجع ٹہرایا ہے اسکا **جواب** تیسری حدیث مین آویگا
اور روایت کی ہی **مسلم** نے انس سے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجل علیه السیر یؤخر الظہر الی اول وقت العصر فیجمع بینہما
ویؤخر المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء حین یغیب الشفق اسمین بھی الی واسطی انتہائ تاخیر کی ہی بعینہ اوسی دلیل اور شواہد سی جو حتی مین گذری پس
حاصل مطلب اس حدیث کا یہہ ہوا کہ جب آن حضرت سفر عجلت کرتی تو تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتی کہ منتہی تاخیر کا اول وقت
عصر کا ہوتا پہر جمعکرتے ظہر اور عصر کو یعنی بعد دخول اول وقت عصر کے اور مغرب کو بھی موخر کرتے یہانتک کہ جمعکرتے اوسکو
ساتہہ عشا کی جب کہ شفق غایب ہوچکتی فقط لاکن جناب مولف اس حدیث مین بھی معنی تاخیر ظہر کے ویسی ہی کرتے
ہین جو اول حدیث انس رض مین کرتے ہتی پس باطل ہونا اون معنی کا بھی گذر چکا اور علاوہ اوس سی دوسری تحریف اس حدیث مین
مولف نی یہہ کی ہی کہ حین یغیب الشفق کو ظرف یجمع کا فقط باعتبار عشا کی ٹہرائی ہے جیسا کہ آیة فاغسلوا وجوہکم وایدیکم

---

عصر کا اول وقت آجاتا پہر دونو کو جمع کرلیتے ف آنحضرت صلعم کو جب علیکا سفر پیش آتا تو ظہر کے اتنی
تاخیر کرتے کہ اول وقت عصر کا آجاتا تو دونو کو جمع کرلیتی اور تاخیر مغرب مین کرکی عشا کی ساتہہ جمع کرلیتی شفق کی غروب کے بعد

الی المرافق میں متعلق ہے فاغسلوا کی فقط باعتبار ایدی کی تو **جواب** اس تحریف کا یہہ ہی کہ اس آیۃ میں تو تعلق الی المرافق کا فاغسلوا سے
مع لحاظ وجوہ کی ممکن ہی نہیں اسلیے کہ وجوہ کی مرافق نہایت نہیں ہوسکتی اسواسطے الی المرافق کو فقط بلحاظ ایدی کی فاغسلوا سی
تعلق دیا ہے بخلاف اس حدیث کی کہ وہان یتعلق حین یغیب الشفق کا یجمع سی بدون لحاظ مغرب اور عشا کی دونو کی ممکن
نہیں اور یجمع ایسا لفظ ہے کہ اوس سی لفظ مغرب کو جدا کر کی مظروف حین کا ہرگز نہیں کہہ سکتی کیونکہ جمع کرنا سوای تعدد
اشیا کی نہیں ہوسکتا فقط ایک ہی شی کو کوئی کیا جمع کریگا اور اوسکی کچھہ معنی نہیں کہ جب کہ شفق غائب ہوچکتی تب عشا
اکیلی کو جمع کر لیتے ہان البتہ اگر لفظ حدیث کی یصلی المغرب والعشا حین یغیب الشفق ہوتی تو کہہ سکتی کہ حین متعلق ہے
یصلی سے فقط باعتبار عشا کی اور درحالیکہ حدیث میں لفظ یجمع کا ہی تو تعلق حین کا ساتھہ اوسکی بعد تجرد اوسکی کی مغرب سے
کبھی نہیں ممکن فتدبر فیہ اور روایت کی ہی **بخاری اور مسلم** نے انس سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان
تزیغ الشمس اخر الظہر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینہما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب [1]
مطلب اسکا احادیث سابقہ سی معلوم ہوچکا لاکن مولف محرف کی اسمین ایک اور تحریف ہی وہ یہہ ہے کہ ضمیر بینہما کی راجع ہے
طرف دو وقتون کی یعنے طرف وقت ظہر اور وقت عصر کے تو معنی یہہ ہوئی کہ جمع کرتی دو وقتون کو نہ ایک وقت میں دو نمازونکو
پس **جواب** اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث میں دو وقت کہین بہی مذکور نہیں اگر ہی تو وقت عصر کا اکیلا مذکور ہے پہر جو چیز مذکور ہے
نہو اوسکو مرجع ٹہرانا بڑے حماقت ہی بخلاف ظہر اور عصر کے جسکو ہم مرجع ٹہراتی ہین کہ وہ صریح اور ظاہر موجود ہے شاید بسبب تعنت
وتعصب کے نظر نہین آتا ہوگا لاکن اوسکی دیکہنی سی لفظ ظہر اور عصر کا جو صریح اور بین ہی معدوم تو نہین ہونیکا
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ باب یک اعتراض اور ہی مولف کا ان احادیث انس پر وہ یہہ ہی کہ ایک
راوی ان حدیثون کا زہری ہے اور اوسکو عادت ہے ادراج کی جیسا کہ کہا طحاوی اور کرمانی اور زیلعی نے پس احتمال ہے
کہ لفظ حتی یدخل اول وقت العصر کا پہلے حدیث انس میں اور لفظ الی اول وقت العصر کا دوسرے اور تیسرے حدیث میں اور لفظ
حین یغیب الشفق کا دوسرے حدیث میں زہری نے اپنے طرف سی ملا دیا ہوگا تو یہہ حدیث مدرج ہوئی اور مجروح پس
**جواب** اسکا یہہ ہے کہ ان حدیثون میں ادراج کی بو بہی نہیں آتی اور کسی لفظ کو اونمین سی مدرج نہیں کہہ سکتی اسلیے
کہ لفظ حتی یدخل اور الی اول وقت العصر جار مجرور ہیں اور متعلق یجمع کے اور حین یغیب الشفق ظرف ہی یجمع کا اور ہر ادنی نحو
پڑہنے والا جانتا ہے کہ جار مجرور کو اور ظرف کو ذرہ بہر استقلال نہیں ہوتا اور بغیر اپنے متعلقات کی انکا وجود ہی نہیں
ہوتا اور سوای اپنی متعلقات کی کچھہ معنی مستقل نہیں رکہتی حالانکہ مدرج وہ کلمہ ہوتا ہے جسکو فی الجملہ استقلال ہو جیسا کہ روایت
کی ہے خطیب نے طریق سی ابو قطن اور شبابہ کی ابو ہریرہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار
تو یہین یہہ لفظ مستقل اسبغوا الوضوء جو دراصل قول ابو ہریرہ کا ہے نہ رسول اللہ کا ابو قطن اور شبابہ نی حدیث مرفوع

---

[1] آنحضرت جب سفر میں جاتی سورج ڈہلی سی پہلی تو ظہر کو عصر کے وقت تک تاخیر کر کی دو نمازونکو جمع کر لیتی تہی اور اگر سورج ڈہلی سوار ہوتے تو ظہر پڑہکر سوار ہوتی تہے

ویل للاعقاب میں ملا دیا اور روایت کی ہی دار قطنی نے اپنے سنن میں طریق سی عبد الحمید بن جعفر کی بسرۃ بنت صفوان سے
قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مس ذکرہ او انثییہ او رفغیہ فلیتوضاء تو اسمین عبد الحمید نے انثییہ اور
رفغیہ کو اپنے پاس سی ملا دیا ذکر کلا الحدیثین مع بیان الادراج العلامۃ العلوی فی حاشیتہ علی شرح النخبۃ
پس الفاظ غیر مستقلہ میں جنکا وجود ہے نہین ہوتا سوا سے اپنے متعلقات کی اور کچھہ معنی ہی نہین رکھتی سوا متعلقات
کے احتمال ادراج کا نکالنا بڑے جہالت کی بات ہی خاص کر جین نغیب لشغق کو جو اخیر میں دوسرے حدیث کی واقع ہے
مدرج کہنا کمال درجہ جہالت ہی کیونکہ وہ ظرف متعلق یجمع کی اور معمول اوسکا ہے اور ادراج اخیر میں حدیث کی سوای جملہ کی
جو معمول ہی ہو کسی لفظ حدیث کا متصور نہین کہا شرح نخبہ میں وعلامۃ امامدرج المتن فھو ان یقع فی المتن کلام لیس منہ فتارۃ یکون
فی اولہ وتارۃ فی اثنائہ وتارۃ فی آخرہ وھو الاکثر لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ اور کہا محشی نے یعنی لانہ یقع بعطف جملۃ علی جملۃ ای فی الواقع
فیمکن استقلالہ من اللفظ السابق فیتمیز من لفظ الحدیث انتہی اور کہا ابن قطلوبغا نے انما یکون الادراج بلفظ تابع یمکن استقلالہ عن
اللفظ السابق انتہی کذا فی حاشیۃ العلوی اقول مثالہ ما روی ابو خیثمۃ زہیر بن معاویۃ عن الحسن بن الحر عن القاسم بن مخیمرۃ عن
علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہ التشہد فی الصلوۃ فقال قل التحیات للہ فذکرہ حتی قال اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
محمدا رسول اللہ فاذا قلت ہذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد کذا رواہ ابو خیثمۃ زہیر
فادرج فی الحدیث فاذا قلت الخ انما ہو من کلام ابن مسعود لا من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا ذکرہ العلوی فانظر الی استقلال الجملۃ فاذا قلت
پس ثابت ہوا کہ ان احادیث ثلثہ میں سی کسی میں ادراج متصور نہین چہ جاوقوع اوسکا اور اگر اعتراض کرو کہ اگرچہ ان حدیث میں
زہری نے ادراج نہین کیا لاکن اوسکی عادت تو ہی اور جسکی عادت ایسی ہو وہ شخص مجروح ہوتا ہی اور ساقط العدالۃ اور حدیث
اوسکی نامقبول ہوتی ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ زہری کی یہہ عادت نہین کہ ادراج فاحش جو سقط عدالت ہوتا ہی وہ

---

۵۱ کہا سنا مین آنحضرت صلعم سے کہ جس کسے نے اپنہ ذکر یا فوطون یا رانی چہولین تو وہ وضو کری ۵۲ دونو حدیثین
بیان لفظون کی ملا دینی علامہ علوی سے نے اپنے حاشیہ مین جو شرح نخبہ پر ذکر کیا ہے ۵۳ اور متن حدیث مین لفظ ملا دینا
کہ جو اوسمین نہین تہا کبہی تو اول حدیث مین ہوتا ہے کبہی بیچ مین کبہی آخر مین اور یہہ اکثر ہے کیونکہ ایک بات کی ساتہہ دوسری
بات ملتی ہے ۵۴ ایک بات کی ساتہہ دوسری ملتی ہی تو پہلی بات سی بالاستقلال الگ رہتی ہی تو حدیث کی الفاظ جدا
۵۵ لفظ کا ملانا ایسی پہلی لفظ سی ہوتا ہے کہ وہ خود ہی پورا ہوسکی یونہین ہی حاشیہ علوی مین مین کہتا ہون مثال اوسکی
وہ حدیث ہی جو روایت کی ابو خیثمہ زہیر بن معاویہ نے حسن بن حر سی اور انہی قاسم ابن مخیمرہ سی اور انہوں نے علقمہ سی اور انہی عبد اللہ
بن مسعود سی کہ آنحضرت صلعم نی اونہین تشہد سکہایا تو کہا کہ التحیات للہ پڑہ پہر سی ذکر کی جب یہان پہونچی اشہد ان لا الہ تو کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمد رسول اللہ اور پہر کہا کہ آنحضرت نی فرمایا کہ جب تو یہہ کہہ چکا تو نماز تیری پوری ہوچکی تو اب کہڑا ہونا چاہی تو کہڑا ہو جا اور
بیٹہنا چاہی تو بیٹہ جا یونہین روایت کیا ہے ابو خیثمہ نے اور فاذا قلت ہذا اخیر تک ملایا ہوا کلام ابن مسعود کا ہے آنحضرت کا نہین یونہین ذکر کیا

کرتا تہا بلکہ ادراج اوسکا اِسقدر ہوتا ہی کہ تفسیر کسی لفظ غریب نادر کی کردی اور اسقدر ادراج مسقط عدالت نہین ہوتا خاص کر اون احادیث مین جو بخاری مسلم کے مروے ہون کہا علوی نی حاشیہ شرح نخبہ مین قالوا الادراج بانواعہا حرام لما فیہ من التلبیس والتدلیس وان کان بعضہ اخف من بعض کتفسیر لفظۃ غریبۃ مثل المزابنۃ والمخابرۃ والعرایا ونحوہا مما فعل الزہری وغیرہ من الائمۃ بل لا یظہر التحریم فی مثلہ سیما فی المتفق علیہ وقول ابن السمعانی وغیرہ المتعمد لہ ساقط العدالۃ وممن یحرف الکلم عن مواضعہ وہو ملحق بالکذابین محمول علی ما عداہ وقد ذکرنا من المصنف ومن ابن دقیق العید ما یدل علی جوازہ فی الجملۃ انتہے اور زہری اس درجہ کا امام ہے کہ کوئی بہی عالم بالحدیث اوسپر کسی نوع کا طعن نہین رکہتا بلکہ سب متفق ہین اوسکی جلالت شان اور علو مکان پر اور وہ راوی ہی سب اصحاب صحاح کا پہر جو کوئی زہری کا مجروح ہونا زبان پر لاوے تو وہ قابل فصد لوانی کی ہی کیونکہ وہ مجنون ہی کہا شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ ابن الحارث بن زہرۃ بن کلاب القرشی الزہری وکنیتہ ابو بکر الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ مات سنۃ خمس وعشرین وقیل قبل ذالک بسنۃ او سنتین وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ انتہے اور کہا شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری المدنی الامام المعروف احد الفقہاء وائمۃ المحدثین والعلماء الاعلام بالمدینۃ المشار الیہ فی فنون الشریعۃ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی نی ترجمہ مشکوۃ مین زہری کہ تابعی مشہور ست یکی از اعلام ہست وائمہ ایشان ہست در فقہ وحدیث انتہی اور صاحب صحیح بخاری ومسلم وغیرہ اوسکی جلالت شان اور ثقاہت اور ضبط احادیث مین اتفاق کرتی ہین تو کیا طاقت ہے کسیکی کہ ایسی امام مجتہد رئیس کو مجروح کہے اور اوسکی روایت کو جو صحیحین مین مروی ہونا مقبول کہے بس یہہ ہین دلایل ہماری جواز جمع بین الصلواتین پر جنمین کسیطرح سی عذر اور تاویل و جرح اور قدح کو دخل نہین لاکن جناب مؤلف تسلیم سی جواز

---

علوی نے تو دیکہہ لیے اب استقلال اس کلام کی ہوئی کا سلف کہا لوگون نے حدیثمین لفظ ملانیکی ساری قسمین حرام ہین کیونکہ اسمین دہوکا ہی اگرچہ بعضی قسمین بعضی سی کمتر ہین جیسی کسی لفظ کی تفسیر جیسے مزابنہ اور مخابرہ اور عرایا اور ایسی ہی لفظ چنانچہ زہری اور ائمہ حدیث نی کیا ہے سو ایسی صورت مین حرمت نہین معلوم ہوتی خصوصاً متفق علیہ مین اور یہہ قول ابن سمعانی وغیرہ کا کہ قصداً ملانیوالا ساقط العدالت اور حرفونکو جگہہ سے بدلنے والا جہوٹونمین سی ہی یہہ اوپر کی بات کی سوا کی صورت تومنین صادق اویگا اور ہمنی مصنف اور ابن دقیق العید سے وہ عبارت ذکر کی ہے جو جواز پر کچہہ دلالت کرتی ہی ۲۵ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی زہری اور کنیت اوسکی ابو بکر ہے فقیہ حافظ ہے اوسکی بزرگی اور حفظ سب مانتے ہین سنہ پچیس مین انتقال ہوا اور بعضی ایک دو برس اس سی پہلے بتاتی ہین اور وہ طبقہ رابعہ کے لوگونکا ایک منڈ ہے ۲۵ محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب زہری مدنی امام فقہا ہین اور محدثین مین سی اور بڑے علما مین مدینہ مین ایک شخص مشہور تہا اور فنون

جمع حقیقی کی منکر ہین اور کوئی عذر پیش کرتی ہین ایک عذر ا ونکا یہہ ہے کہ آنحضرت سفر مین جمع حقیقی نہین کرتی تہے
بلکہ ہمیشہ سفر مین جمع صوری کرتے تہے اور اس عذر پر مولف کو کئی باعث ہین **باعث اول** کہ روایت ہی ابن مسعود سے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلوتین فی السفر رواہ الطحاوی[ف۱] اور مراد اس جمع سی اس حدیث مین
جمع صوری ہے بشہادت دو شاہد ون کے **شاہد اول** یہہ دوسری روایت مین ابن مسعود سی یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت سوا عرفات اور مزدلفہ کے کوئی نماز اپنے وقت کی سوا نہ پڑہتے تہے جیسا کہ روایت کی ہی نسائی
نے عبد اللہ بن مسعود سی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لوقتہا الا بجمع وعرفات پس نفی سی جو اس
حدیث سی مستفاد ہوتی ہے معلوم ہوا کہ پہلے حدیث مین جمع صوری مراد ہے اور اوسیکا اثبات ہی **شاہد**
**دوسرا** یہہ کہ ابن مسعود نی ایک سفر حج مین جمع صوری کے ہے جیسا کہ روایت کی ہی طحاوی نی عبد الرحمن
بن یزید سی کہ وہ کہتے ہین صحبت ابن مسعود فی حجۃ[ف۲] فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل
العشاء ویصفر بصلوۃ الغداۃ پس اس فعل سی ابن مسعود کی ہی معلوم ہوا کہ مراد حدیث مرفوع مین جمع صوری ہے
پس **جواب** اسکا یہہ ہے کہ شاہد اول یعنے حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہی کیونکہ دو راوی
اسکے رواۃ مین سی مجروح ہین ایک **سلیمان** بن ارقم کہ اسکے توثیق اور تعدیل کسی نے نہین کی
بلکہ ضعیف کہا اوسکو جیسا کہ کہا حافظ ابن حجر نے **تقریب** مین سلیمان بن ارقم البصری ابو معاذ ضعیف[ف۳] اور کہا
**مقدمہ تقریب مین** الثامنۃ من لم یوجد فیہ توثیق لمعتبر ووجد فیہ اطلاق الضعف ولو لم یفسر والیہ الاشارۃ
بلفظ ضعیف انتہے اور ایک خالد بن مخلد کہ یہہ شخص رافضی تہا اور صاحب احادیث افراد کا کہا **تقریب** مین خالد بن
مخلد القطوانی بفتح القاف والطاء ابو الہیثم البجلی مولاہم الکوفی صدوق متشیع ولہ افراد انتہی اور
ایسا ہے دوسرا شاہد بہی مقبول نہین اس لئی کہ فعل ابن مسعود صحابی کا اوسوقت بیان حدیث مجمل مرفوع کا جو
ابن مسعود کے سوا ہے اور بہت صحابہ سی بہی مروی ہے ٹہرایا جاتا جبکہ فعل رسول اللہ صلعم کا بیان اور
مجمل کا نہ پایا جاتا اور جب کثیر روایت رؤسا محدثین بخاری اور مسلم وغیرہما کے فعل آنحضرت کا مبین اون احادیث
مجملہ کا ثابت ہوگیا تو حاجت مفسر ٹہرانی فعل ابن مسعود کے کیا ہے یعنے جبکہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور
نسائی اور ابو داؤد اور موطا امام محمد کی روایات مین صاف آگیا کہ آنحضرت جمع حقیقی کیا کرتے تہے جیسا کہ سابق وہ روایتین

ف۱ آنحضرت صلعم سفر مین دو نمازون کو جمع کیا کرتے تہے روایت کی طحاوی نے ف۲ کہا ابن مسعود نے آنحضرت وقت پر
نماز پڑہا کرتے تہے مگر مزدلفہ اور عرفات مین ف۳ مین ابن مسعود کے ساتہہ سفر حج مین رہا تو وہ ظہر کی تاخیر اور عصر کی جلدی
کرتی تہی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی کرتے تہے اور فجر روشنے مین پڑہتے تہے ف۴ سلیمان بن ارقم بصری ابو معاذ ضعیف ہے
ف۵ آٹہوین وہ لوگ کہ اونمین کسی معتبر سے توثیق نپائی جاوے بلکہ اونمین ضعف پایا جاوے اگرچہ ضعف کے تفسیر نہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے لفظ

نقل ہو چکین تو معلوم ہوا کہ جو حدیثین کیفیت جمع سی مجرد ہین مثلاً اول روایت ابن مسعود کے جسمین کلام ہی اور سوائے
اسکے اونمین بہی ویسی ہی جمع مراد ہے اور وہ روایتین مرفوعہ شیخین وغیرہما کی اون احادیث مجملۃ الکیفیہ کے
بیان پڑے ہین پس کیا حاجت ہے کہ فعل رسول کو چہوڑ کر فعل صحابی کو بیان مجمل ٹہراوین کہا **بحر الرائق** حنفی
مین وحل بیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقدم علی غیرہ انتہی پس ثابت ہوا کہ حدیث اول مین ابن مسعود کی
جمع صوری مراد نہین اور مثبت اسکی نہ تو حدیث ثانی ابن مسعود کی جو نسائی نے روایت کی ہوسکتی ہے اور نہ فعل ابن
مسعود کا اب اگر **اعتراض** کرو کہ اگر جمع حقیقی درست ہوتی تو ابن مسعود کیون نہ اختیار کرتے اور جمع صوری کیون
کرتے تو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ جمع حقیقی رخصت ہی اور ترک اوسکی افضل اور عزیمت ہے پس اگر فرض بہی کیا جاوے
کہ ابن مسعود نے جمع صوری کی نہ حقیقی بلکہ جمع صوری بہی کی اور نمازین اپنی اپنی اول وقتو مین پڑہین تو اس اختیار کرنے
عزیمت کیسے یہہ تہوڑی ہی لازم آتا ہے کہ رخصت یعنی جمع حقیقی ممنوع ہو جاوے جیسا کہ کسی نے سفر مین افطار
اختیار نکیا اور روزہ رکہا تو اس سی یہہ تہوڑے ہی لازم آتا ہے کہ اوس شخص نے افطار کو منع جانا فتدبر **باعث ثانی**
مؤلف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا وثمانیا
جمیعا الظہر والعصر والمغرب والعشاء رواہ الشیخان وغیرہما وفی روایۃ لمسلم بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر وقال اراد ان لا یحرج امتہ
وللطحاوی من جابر بالمدینۃ للترخص من غیر خوف ولا علۃ اور تفسیری اسکی یہہ حدیث ابن عباس کی ہے صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالمدینۃ ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء رواہ النسائی پس یہہ حدیثین دلالت
کرتی ہین اسپر کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتے تہے **پس جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیثین جمع کین حالت قیام مین
ہین نہ حالت سفر مین چنانچہ الفاظ حدیث سی ظاہر ہوتا ہے اور اسیطرح نسائی راوی اس حدیث کی نے ترجمہ
اس حدیث کا یہہ منعقد کیا ہے کہ الوقت الذی یجمع فیہا المقیم تو کیفیت جمع مقیم پر کیفیت جمع مسافر کو قیاس کرنا
باوجودیکہ مسافر کی جمع حقیقی شیخین وغیرہما کے روایت سی ثابت ہو چکی ہے قیاس مع الفارق ہی اور قیاس
مقابل نصوص کے ہے پس ایسی قیاس کرنے والون سے کیا بعید ہے کہ مسافر کو مقیم پر قیاس کر کے مسافر کی قصر کو بہی
ناجایز کہین **تنبیہ** اس حدیث مین ابن عباس کے جس سے جمع حالت اقامت مین ثابت ہوتی ہی بڑی جہگڑی اور

---

خالد بن مخلد قطوانی صدوق شیعہ ہے اور منفرد حدیثین روایت کرتا ہے ۵۱ آنحضرت کے حدیث اوپر مقدم ہے ۵۲
آنحضرت نے سات اور آٹہہ رکعتین اکہٹے پڑہین ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء روایت کی شیخین وغیرہ نے
اور ایک روایت مسلم مین ہے مدینہ مین بغیر خوف اور مینہ کے اور کہا ابن عباس نے کہ آپنے یہہ ارادہ کیا کہ امت پر تنگی نہو
اور روایت کی طحاوی نے کہ مدینہ مین رخصت کے واسطے بغیر خوف اور سبب کے ۵۳ مین آنحضرت کی ساتھ مدینہ مین
آٹہہ اور سات رکعتین اکہٹی پڑہین تاخیر کی ظہر مین اور عصر مین جلدی اور تاخیر مغرب مین اور عشا مین جلدی روایت کی نسائی نے

اختلاف ہین ترمذی کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ حدیث منسوخ ہے بالاجماع امام نووی کہتے ہین کہ یہہ دعوی ٹہیک نہین بلکہ حدیث معمول بہا ہی نزدیک بعض کے بظاہر معنی اور نزدیک اکثر کی بمعنی مأول ہے توتفصیل ہر ایک کی عبارت مرقومۃ الذیل سے معلوم کرنے چاہیے قال النووی فی شرحہ علی صحیح مسلم وللعلماء فیہا تاویلات ومذاہب وقد قال الترمذی فی آخر کتابہ لیس فی کتابی حدیث اجمعت الامۃ علی ترک العمل بہ الا حدیث ابن عباس فی الجمع بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر وحدیث قتل شارب الخمر فی المرۃ الرابعۃ وھذا الذی قالہ الترمذی فی حدیث شارب الخمر ھو کما قال فھو حدیث منسوخ دل الاجماع علی نسخہ واما حدیث ابن عباس فلم یجمعوا علی ترک العمل بہ بل لہم اقوال منہم من تاولہ علی انہ جمع بعذر المطر وھذا المشہور عن جماعۃ من الکبار المتقدمین وھو ضعیف بالروایۃ الاخری من غیر خوف ولا مطر انتہی ورد الحافظ ایضا حیث قال فی فتح الباری قال مالک لعلہ کان فی مطر لکن رواہ مسلم واصحاب السنن من طریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر بلفظ من غیر خوف ولا مطر فانتفی ان یکون الجمع المذکور للخوف اوللسفر او للمطر انتہی وقال النووی ومنہم من تاولہ علی انہ کان فی غیم فصلی الظہر ثم انکشف الغیم وبان ان وقت العصر دخل فصلاہا وھذا ایضا باطل لانہ وان کان فیہ ادنی احتمال فی الظہر والعصر فلا احتمال فی المغرب والعشاء انتہی وتعقبہ الحافظ بانہ مبنی علی انہ لیس للمغرب الا وقت واحد والمختار عندہ خلافہ وھو ان وقتہا یمتد الی العشاء فعلی ھذا فالاحتمال قائم انتہی وقال النووی ومنہم من تاولہ علی تاخیر الاولی الی آخر وقتہا فصلاہا فیہ فلما فرغ منہا دخلت الثانیۃ فصلاہا فصارت صلوتہ صورۃ جمع

ف کہا نووی نے شرح مسلم مین کہ علما کے اس باب مین کئی مذہب اور چند تاویلین ہین اور ترمذی نے اپنے آخر کتاب مین کہا ہے کہ میرے کتاب بہر مین کوئی ایسے حدیث نہین کہ علما نے اوسکی چہوڑ دینے پر اتفاق کیا ہو مگر حدیث ابن عباس کے جمع صلوتین مین بلا خوف اور مینہہ کے اور حدیث شرابخوار کو چوتہی دفعہ قتل کرنیکے اور یہہ تقریر جو ترمذی نے کی ہے حدیث شراب خوار مین ٹہیک ہے کیونکہ وہ منسوخ ہے اور اجماع اوسکی منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے رہی حدیث ابن عباس کے تو اوسکی ترک پر اجماع نہین بلکہ اوسکی باب مین علما کے چند قول ہین بعضون نے تو کہا ہے کہ مینہہ کی سبب سے جمع کی تہی اور یہی ایک جماعت متقدمین کبار سے مشہور ہے اور یہہ دوسرے روایت کی رو سی ضعیف ہے کہ اوسمین بلا خوف اور بلا مینہہ کے آیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بہی اسکو رد کیا ہے چنانچہ فتح الباری مین کہا ہے کہ مالک نے کہا ہے کہ شاید وہ جمع کرنا مینہہ مین تہا لیکن مسلم اور اصحاب سنن نے سند حبیب بن ابی ثابت کی سی کہ اون نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے اوسمین بلا خوف اور مینہہ کے ہے سو اب یہہ بات نہین رہی کہ وہ جمع کرنا خوف یا سفر یا مینہہ کے سبب سے ہو ہو چکی عبارت اوسکی اور نووی نے کہا ہے کہ بعضے علما نے یہہ تاویل کی ہے کہ وہ بدلی کا دن تہا سو ظہر کی نماز پڑہی اتنی مین کہل گیا اور معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا سو اوسی بہی پڑہ لیا اور یہہ بہی باطل ہے کیونکہ اگر یہہ کچہہ یہہ شبہہ ظہر اور عصر مین ہو سکتا ہی تو مغرب اور عشا مین تو نہین ہو سکتا اور حافظ ابن حجر نے اسپر یہہ کہا ہے کہ اسکی بنا تو اسپر ہی کہ مغرب کا وقت ایک ہی اور اوس قائل کے نزدیک مغرب کا وقت عشا تک ہے تو وہ شبہہ اپنی حال پر رہا اور نووی نے کہا کہ بعضون نے یہہ سمجہا کہ آخر وقت مین ایک نماز

وهذا ايضا ضعيف او باطل لانه مخالف للظاهر مخالفة لا تحتمل وفعل ابن عباس الذي ذكرناه حين خطب واستدلاله بالحديث
لتصويب فعله وتصديق ابي هريرة له وعدم انكاره صريح في رد هذا التاويل انتهى **اقول** في ذلك ما عن عبد الله بن شقيق قال
خطبنا ابن عباس يوما بعد العصر حتى غربت الشمس وبدت النجوم وجعل الناس يقولون الصلوة الصلوة قال فجاءه رجل من بني تميم لا يفتر
ولا ينثني الصلوة الصلوة فقال ابن عباس اتعلمني بالسنة لا ام لك ثم قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع بين الظهر والعصر
والمغرب والعشاء قال عبد الله بن شقيق فحاك في صدري من ذلك شيء فاتيت ابا هريرة فسألته فصدق مقالته رواه مسلم
قال الشيخ سلام الله في المحلى قلت ليس فيها كما ترى ما يدل على ان صلوة ابن عباس للمغرب كانت بعد غيبوبة الشفق انتهى وقال الحافظ
هذا الذي ضعفه النووي استحسنه القرطبي ورجحه قبله امام الحرمين وجزم به من القدماء ابن الماجشون والطحاوي
وقواه ابن سيد الناس بان ابا الشعثاء وهو راوي الحديث قد قال به فيما رواه الشيخان من طريق ابن عيينة عن عمرو بن دينار
فذكر هذا الحديث وزاد قلت يا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظنه قال ابن
سيد الناس وراوي الحديث ادرى بالمراد من غيره قلت لكن لم يجزم بذلك بل لم يستمر عليه فقد تقدم كلامه لايوب
وتجويزه ان يكون الجمع بعذر المطر لكن يقوي ما ذكره من الجمع الصوري ان طرق الحديث كلها ليس فيها صفة الجمع
فاما ان تحمل على ظاهرها فيستلزم اخراج الصلوة عن وقتها المحدود بغير عذر واما ان يحمل على صفة مخصوصة لا يستلزم

---

پڑھی اسمین دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ بھی پڑھ لی تو صورۃً جمع کی ہوا اور حقیقۃً یہ باطل ہے کیونکہ ظاہر کا ایسا مخالف ہے جسکا احتمال ہی نہین
ہو سکتا اور ابن عباس کا وہ فعل خطبہ کی وقت جسکو ہم ذکر کر چکے اور حجت پکڑنا انکا حدیث سے اپنی فعل کے تصدیق مین اور تصدیق کرنا ابو ہریرۃ کا
اونسے اور انکار نکرنا اونکا صریح رد ہے اس تاویل کے اور مین کہتا ہون یہہ وہ حدیث ہے جو عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ ابن عباس نے خطبہ
پڑھا ایک دن جب سورج ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ نماز نماز پکار رہے تھے تو ایک آدمی نے بنی تمیم مین سے بے چین ہو کر پکارا تو ابن عباس نے
کہا کہ تیری ماں مر جائے کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے مین نے آنحضرت کو دیکھا ہے کہ ظہر اور عصر جمع کی اور مغرب اور عشا عبد اللہ بن شقیق نے کہا
کہ یہہ بات میرے جی کو لگی تو مین ابو ہریرہ کے پاس آیا اور اون سے پوچھا تو اونہون نے بھی اسکی تصدیق کی روایت کی مسلم نے کہا
شیخ سلام اللہ حنفی نے محلی مین جیسے معلوم ہے کہ اوسمین یہہ دلالت نہین کہ نماز ابن عباس کے شفق کے ڈوبنے کے بعد تھی اور کہا حافظ
ابن حجر نے جسکو نووی نے ضعیف کہا ہے اوسکو قرطبی نے مستحسن بتایا ہے اور پہلے اوس سے امام الحرمین نے ترجیح دی ہے اور
متقدمین سے ابن ماجشون اور طحاوی نے اسکا یقین کیا ہے اور تقویت دی ہے اسکو ابن سید الناس نے یون کہ حدیث کے راوی ابو شعثا نے
شیخین کے روایت مین کہ جو ابن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اسکو مانا ہے چنانچہ اوسمین راوی کہتا ہے کہ مین نے ابو شعثا سے پوچھا کہ
مجھے یون گمان پڑتا ہے کہ ظہر کی تاخیر کی اور عصر کی جلدی اور مغرب کی تاخیر اور عشا کی جلدی تو اونہون نے کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے کہا ابن
سید الناس نے کہ راوی حدیث کا مراد حدیث خوب جانتا ہے مین کہتا ہون لیکن ابو شعثا نے اسپر یقین کامل نہین کیا کیونکہ کلام گذرا اونکا ایوب سے اور یہہ تجویز
اونکی کہ جمع مینہ کے سبب سے تھی اوپر گذر چکا لیکن واسطے جمع صوری کی قوت کے وجہ یہہ ہے کہ ساری بابکی حدیثون مین طریقہ جمع کا کہین نہین

لا حرج في الجمع بها بين متفرق الاحاديث وهو اولى والله اعلم انتهى وقال النووي ومنهم من قال هو محمول على الجمع بعذر المرض
او نحوه مما هو في معناه من الاعذار وهذا قول احمد بن حنبل والقاضي حسين من اصحابنا واختاره الخطابي والمتولي والروياني
من اصحابنا وهو المختار في تاويله لظاهر الحديث ولفعل ابن عباس وموافقة ابي هريرة ولان المشقة فيه اشد من المطر انتهى وتعقبه
الحافظ بانه لو كان جمعه صلى الله عليه وسلم بين الصلوتين لعارض المرض لما صلى معه الا من به نحو ذلك العذر والظاهر انه صلى الله
عليه وسلم جمع باصحابه وقد صرح بذلك ابن عباس في رواية انتهى واجيب بانهم انما صلوا معه تحريا لفضل الصلوة خلفه فالجمع ابيح
لهم تبعا للنبي صلى الله عليه وسلم وان لم يجز استقلالا انتهى وقال النووي وذهب جماعة من الائمة الى جواز الجمع في الحضر للحاجة
لمن لا يتخذه عادة وهو قول ابن سيرين واشهب من اصحاب مالك وحكاه الخطابي عن القفال الشاشي الكبير من اصحاب
الشافعي عن ابي اسحاق المروزي عن جماعة من اصحاب الحديث واختاره ابن المنذر ويؤيده ظاهر قول ابن عباس اراد
ان لا يحرج امته فلم يعلله بمرض ولا غيره والله اعلم انتهى وكذا قال الحافظ وزاد بعد ابن سيرين ربيعة فافهم فان
قلت يرد هذا التاويل ما رواه الترمذي عن ابن عباس مرفوعا من جمع بين الصلوتين بغير عذر فقد اتى بابا من ابواب الكبائر
قلنا هذا الحديث لا يصلح للاحتجاج ففيه حنش وهو حسين بن قيس وهو ضعيف بل متروك بل قيل كذاب قال الشيخ سلام الله
المحدث حسين بن قيس واه قال الحافظ وغفل الحاكم فاستدركه قال الترمذي وحنش ضعيف عندهم ضعفه احمد وغيره
انتهى وقال الحافظ في التقريب حنش متروك وقال نور الدين علي في مختصر تنزيه الشريعة الحسين بن قيس كذاب قال الحافظ

---

سو اب اگر ظاہر پر حدیثوں کو رکھا جاوے تو ضرور نماز کا اپنی وقت معین سی بغیر عذر کی نکالنا لازم آویگا اور مجھکو یہہ ہے کہ حدیثونکو اسطریقہ خاص سے
محمول کرنا چاہیے کہ وقت سی نکالنا لازم آوی اور احادیث متفرقہ مین یون موافقت نکالی جاوے تو وہ اولی ہی ہوچکی عبارت اوسکی اور کہا نووی نے اور
بعضوں نے یون کہا ہے کہ یہہ حکم عذر مرض پر محمول ہی یا اور کوئی ایسا عذر جو بیماری کی قایمقام ہوا اور یہہ امام احمد بن حنبل اور قاضی حسین کا
شافعیونمین سی مقولہ ہے اور پسند کیا ہے اسکو خطابی اور متولی اور رویانی نے ہماری ساتھیونمین سی اور یہی پسندیدہ ہی ظاہر حدیث کے
دیکھنے سے بہتا ہمین بسبب فعل ابن عباس کے اور اوسپر موافقت کرنے ابو ہریرہ کے اور اوسمین بہ نسبت مینہ کے تکلیف بہی زیادہ ہی ہوچکی عبارت
اوسکی اور اوسپر حافظ ابن حجر نے اعتراض کیا ہے کہ اگر اس عذر سی یہہ نماز پڑہتی تو اونکی ساتہہ فقط معذور ہی پڑہتی حالانکہ ظاہر یہہ ہے
آنحضرت صلعم نے اپنے تمام صحابہ کے زمرہ مین یہہ نماز پڑہی تہی چنانچہ ابن عباس نے ایک روایت مین کہول کر کہا ہی ہوچکا اعتراض حافظ ابن
حجر کا اور جواب یون دیا گیا ہے کہ آپکے ساتہہ تمام صحابہ نے آپکے اقتدا کی بزرگی کی لئے وہ نماز پڑہی ہو تو اونکو جمع آنحضرت کی اتباع مین مباح ہو گئے
اگرچہ جدا مباح نہ تہی ہوچکی تقریر جواب کے اور کہا نووی نے ایک جماعت اماموں نے مذہب پکڑی ہی کہ جو شخص نہ پکڑلی اوسکو عادت اقامت مین ضرورت کی وقت جمع کرنا
جایز ہے اور یہہ مقولہ ابن سیرین اور اشہب کا مالکیونمین سے ہے اور ذکر کیا خطابی نے قفال شاشی کبیر شافعی سے بواسطہ ابو اسحاق
مروزی کے ایک گروہ اہل حدیث سی اور پسند کیا ہے اسکو ابن منذر نے اور تائید کرتے ہی اسکی ابن عباس کے یہہ بات کہ آپنی رفع تنگی امت کی لئے
یہہ کیا کیونکہ بیماری وغیرہ کو سبب ٹہرایا ہوچکی عبارت اوسکی اور اسیطرح کہا ہے حافظ ابن حجر نے اور بعد ابن سیرین کے ربیعہ کا نام بڑہا دیا ہے

السیوطی فی الوجیز حسین بن قیس کذبہ احمد وقال القاضی محمد بن علی الشوکانی فی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ حسین بن قیس
کذبہ احمد قیل قد اخرج ہذا الحدیث الحاکم وقال حسین ثقۃ وتعقبہ المنذری فقال لا نعلم احدا وثقہ غیر الحسین بن مغیرۃ کذا ذکرہ
نور الدین علی اقول وان سلمنا توثیق الحاکم وغیرہ الحسین لکن التعدیل لا یعارض الجرح الذی یکون مع بیان السبب کالکذب فی
جرح الحسین مالم ینف المعدل ذلک السبب کما مر عن مسلم الثبوت وشرح النخبۃ وحاشیۃ العلوی وانت تری ان الحاکم وغیرہ
لم ینف سبب الجرح فی الحسین وہو الکذب علی انہ قال الذہبی وہو من اہل الاستقراء التام فی نقد الرجال لا یحل لاحد
ان یغتر بتصحیح الحاکم مالم ینظر الی تعقباتی وتلخیصاتی ذکرہ الشیخ الاجل شاہ عبد العزیز قدس سرہ فی
بستان المحدثین **باعث ثالث** مؤلف کا عذر اول یہ ہی کہ احادیث شیخین کین انس سی یعنی جو کہ ہمنی جمع تاخیر مین
نقل کین ہین وہ بہی جمع صوری ہی پر دلالت کرتی ہین بایں طور کہ الی اونمین وسطی انتہا ظہر کے جو مفعول ہی متعلق
الی کا ہے اور ضمیر بینہما کے طرف دونو وقتونکی راجع ہے نہ طرف دونمازون کے اور حین یغیب الشفق متعلق ہے جمع کے
فقط یعنی عشا کی بس جواب اس خرافات کا ذیل مین اون احادیث کی جو مقام جمع تاخیر مین منقول ہین گذر چکا وہان پر دیکہو
**باعث رابع** مؤلف کا عذر اول یہ ہے کہ ابن عمر نے صفیہ بنت ابی عبید کی عیادت کی سفر مین عصر اور ظہر کا بین
وقت دونو نمازون کے وتر کرا اول ظہر پڑہی پہر عصر اور ایسا ہی مغرب اور عشا اور بعض روایتون مین یون ہے کہ مغرب قبل غیبوبت
شفق کی پڑہی ہے اور عشا بعد اسکی جیسا کہ روایت ہی عبد اللہ بن واقد نافع سے ان مؤذن ابن عمر قال الصلوۃ قال سر حتی اذا کان

سمجہ لے تو پہر اگر تو کہے کہ اس تاویل کو ترمذی کی وہ روایت رد کرتے ہے جو ابن عباس سی مرفوع آئی ہی کہ جس کسی نے بلا عذر
نمازون کو جمع کیا تو کبیرہ گناہ کیا تو ہم جواب دینگی کہ یہہ روایت حجت کی لایق نہین اسمین حنش یعنی حسین بن قیس راوی ہی سست
اور ضعیف ہے بلکہ اصلی روایت متروک ہی بلکہ بعضون نے اوسے بڑا جہوٹا کہا ہے کہا شیخ سلام اللہ محدث نی حسین بن قیس ابو علی کا
سست ہے حافظ ابن حجر نے کہا کہ حاکم نے اسکی استدراک مین عفلت کے ہے کہا ترمذی نے اور حنش
اون لوگون کے نزدیک ضعیف ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا کہ وہ متروک ہے اور
نور الدین علی نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین کہا ہے کہ حسین بن قیس بڑا جہوٹا ہے کہا حافظ سیوطی نے وجیز مین حسین ابن قیس کو امام احمد نی جہوٹا
بتایا ہے اور کہا قاضی محمد بن علی شوکانی نے فوائد مجموعہ مین جو احادیث موضوعہ کی بیان مین ہی حسین بن قیس کو امام احمد نی جہوٹا بتایا ہی
لوگون نے کہا ہے کہ اس حدیث کو حاکم نی روایت کر کے کہا ہے کہ حسین ثقہ ہے اور اوسپر منذری نی اعتراض کیا ہے کہ سوای حسین بن مغیرہ کے
اور کسی نی اوسکو ثقہ نہین بتایا یہ نہین ذکر کیا ہی نور الدین علی نی مین کہتا ہون کہ اگر ہم حسین کا ثقہ ہونا حاکم وغیرہ کی قول پر مان بہی لیوین تو تعدیل اوس
جرح کی معارض نہین پڑا کرتی کہ مع سبب کے ہو جیسی کہ جہوٹ حسین کے جرح مین ہے جب تک کہ تعدیل والا اوس سبب کو نہ اوٹہا دی چنانچہ مسلم سی اوپر گذر چکا
اور شرح نخبہ اور حاشیہ علوی سی اور یہہ بہی معلوم ہی کہ حاکم وغیرہ نی سبب جرح کی نفی نہین کی حسین کے باب مین کہ وہ سبب جہوٹ تہا علاوہ یہہ ذہبی کہ جو
پوری تلاش کا آدمی ہی نقد الرجال مین کہا ہی کہ کسیکو حلال نہین کہ حاکم کی صحت پر دہوکا کہا وی جبتک کہ میری باتو نپر نظر نہ ڈال لیوی شیخ

قبل غيوب الشفق نزل فصلے المغرب ثم انتظر حتى غاب الشفق فصلے العشاء ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا عجل به امر صنع مثل الذي صنعت فسار في ذلك اليوم والليلة مسيرة ثلاث رواه ابوداؤد ورواه عن ابن جابر ايضا وقال ابوداؤد ورواه عبد الله بن العلاء عن نافع قال حتى اذا كان عند ذهاب الشفق نزل فجمع بينهما

**اقول** رواية ابی داؤد عن ابن جابر وقوله رواه عبد الله بن العلاء عن نافع تعليقان والتعليق لا يكون حجة فبقي علينا الجواب عن الرواية الاولى الموصولة اور روایت ہی نافع سی کہا خرجت مع عبد الله بن عمر وهو يريد ارضا له فقال نزلنا منزلا فاتاه رجل فقال ان صفية بنت ابی عبيد لما بها فلا اظن ان تدركها فخرج مسرعا ومعه رجل من قريش فسرنا حتى اذا غابت الشمس لم يصل الصلوة وكان عهدي بصاحبي وهو محافظ على الصلوة فلما ابطأ قلنا الصلوة يرحمك الله فما التفت الي ومضى كما هو حتى كان في آخر الشفق فنزل فصلى المغرب ثم اقيم العشاء وقد توارت فصلى بنا ثم اقبل علينا فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عجل به امر صنع هكذا رواه الطحاوي والنسائي اور روایت ہی عطاف سی کہ وہ روایت کرتی ہین نافع سی کہ کہا اقبلنا مع ابن عمر حتى اذا كنا ببعض الطريق استصرخ على صفية زوجته بنت ابی عبيد فراح مسرعا حتى غابت الشمس فنودي بالصلوة فلم ينزل حتى اذا امسى فظن انه نسي فقلت الصلوة فسكت حتى اذا كاد الشفق ان يغيب نزل فصلى المغرب وغاب الشفق فصلى العشاء وقال هكذا كنا نفعل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير رواه الطحاوي اور روایت ہی کثیر سی کہ پوچھا مینے سالم بن عبد الله سے هل كان عبد الله يجمع بين شيء من صلوته في سفره فذكر ان صفية بنت ابی عبيد كانت تحته فكتبت اليه وهو في زراعة له اني في آخر يوم من ايام الدنيا واول يوم من ايام الآخرة فركب فاسرع السير حتى اذا حانت صلوة الظهر قال له المؤذن الصلوة يا ابا عبد الرحمن فلم يلتفت حتى اذا كان بين الصلوتين نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلے ثم ركب حتى اذا غابت الشمس

بزرگ شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین مین یہہ ذکر کیا ہی ۔ سلہ ابن عمر کے موذن نے کہا کہ نماز کا وقت آگیا تو اونہون نے کہا ہی اور چلی چلو یہانتک کہ جب شفق غروب ہونی پر ہتی تو اوترکر مغرب پڑہی اور غروب شفق کا انتظار کیا بعد غروب شفق کی عشا پڑہی پہر کہا آنحضرت صلعم کو جب کسی امر مین جلدی ہوتی تہی تو ایسا کیا کرتی تہی جیسی مینے کیا اوس دن رات دمین تین منزل گئی روایت کی ابوداؤد نے اور روایت کی جابر سی بہی اور کہا ابوداؤد نے کہ عبد اللہ بن علا نے نافع سے روایت کرکے کہا ہے کہ جب شفق غروب ہونی لگی تو اوترکر دونو نمازین جمع کین ۔ سلہ مین عبد اللہ بن عمر کی سات تہا اور وہ اپنی کہیت جاتے تہے کہ ایک آدمی نے آکر کہا کہ صفیہ بنت ابی عبید بیمار ہے مجھی نہین گمان کہ تم اوسی دیکھہ سکو تو وہ جلدی جلدی اور اوکی ساتہہ ایک شخص قریش مین سی تہا ہم چلی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑہی حالانکہ وہ بڑی پابند نماز تہی جب دیر ہوئی تو مینی کہا کہ اللہ تجہہ پر رحم کری نماز کا وقت آگیا اونہون نے نہ سنا اور چلی گئی یہانتک کہ جب شفق چہپنے لگے تو اوترکر مغرب پڑہے پہر عشا پڑہے رات پڑی پہر ہماری طرف منہہ کرکی کہا کہ آنحضرت صلعم کو جب کوئی جلدی کا امر ہوتا تو یونہین کیا کرتی تہی اسیطرح روایت کی ہی طحاوی اور نسائی نے سلہ ابن عمر کے ساتہہ ہم گئی ایک رستہ مین کہ اونکی بی بی کی بیماری کی خبر آئی یعنی صفیہ بنت ابی عبید کی تو وہ جلدی سی چل نکلی جب سورج ڈوب گیا تو نماز کی لئی کسی نے کہا تو وہ اوتری نہین یہانتک کہ شام ہوگئی لوگون نے گمان کیا کہ نماز کو بہول گئی تو مینی نماز کو کہا تو چپ ہورہے یہانتک کہ شفق غروب کی قریب پہونچی تو اوتری اور مغرب پڑہی اور جب شفق غروب ہوگئی تو عشا پڑہی اور کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہ یونہین کیا کرتی تہے

قال له المؤذن الصلوٰة فقال كفعلك فى صلوٰة الظهر والعصر ثم سار حتى اذا اشتبكت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلى ثم انصرف فالتفت الينا فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا حضر احدكم الامر الذى يخاف فوته فليصل هذه الصلوٰة رواه النسائى اور روایت ہے نافع سے کہا اقبلنا مع ابن عمر فلما كانت تلك الليلة سار حتى امسينا فظننا انه نسى الصلوٰة فقلنا له الصلوٰة فسكت وسار حتى كاد الشفق ان يغيب ثم نزل فصلى وغاب الشفق فصلى العشاء ثم اقبل علينا فقال هكذا كنا نصنع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جد به السير رواه النسائى پس یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتی تہی پس جواب اسکا یہہ ہی کہ ابن عمر نے اس کیفیت سی ہرگز نمازین جمع نہین کین جیسا کہ ان روایتون سے معلوم ہوتا ہے بلکہ جمع کرنا اونکا بعد خروج وقت پہلی نماز کی اور بعد غیبوبت شفق کی ہوا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی سے اور روایت ابو داؤد سی اور ایک روایت نسائی کیسی اور ایک روایت مؤطا امام محمد کیسی گذر چکا اور یہہ روایات جو مؤلف کیطرفسی بالا نقل ہوئین ہین جنسی جمع صوری کرنی ابن عمر کے واضح ہوتی ہے یہہ سب واہیات اور مردود اور شاذ اور منا کیر مین سے بین تفصیل وار ایک ایک کہوٹ سنتے جاؤ روایت اول ابو داؤد کی جسمین قبل غیوب الشفق واقع ہے اس لئی منکر ہے کہ مخالف ہی صحاح کی اور خود ضعیف ہی کیونکہ ایک راوی اوسکا **محمد بن فضیل** بن غزوان ہی اور یہہ مجروح ہی کہ نسبت کیا گیا طرف رفض کے اور مقلب الاحادیث ہی اور حدیث موقوف کو مرفوع کر دیا کرتا تہا کہا حافظ ابن حجر نے **تقریب مین** محمد بن فضیل بن غزوان بفتح المعجمة وسكون الزاء الضبى مولاهم ابو عبد الرحمٰن الكوفى صدوق رمى بالتشيع اور کہا **نور الدین علی** نی مختصر تنزیہ الشریعۃ مین محمد ابن غزوان[۵۴] یقلب الاخبار ویرفع الموقوف انتہے اسیطرح **روایت دوسری** جسمین لفظ آخر الشفق کا واقع ہے اور اوسکو طحاوی اور نسائی نی روایت کیا ہے وہ بہی منکر ہے اس لیئے کہ اوسکی طحاوی والی اسناد مین بشر بن بکر ہی اور وہ غریب الحدیث ہی ایسی روایتین لاتا ہی جو سبکی خلاف قال الحافظ فی التقریب اور اوسکی نسائی والی اسناد مین **ولید بن قاسم** ہے

جب آپکو سفر پیش آتا جلد نکلنا[۵۳] روایت کی طحاوی نے کیا عبد اللہ بن عمر نماز جمع کیا کرتے تہی سفر مین تو اونہون نی ذکر کیا کہ صفیہ بنت ابی عبید نے جو اونکی بی بی تہین اونہین لکہا اور وہ اپنے کہیتی پر تہے کہ میرا وقت اخیر ہے سو وہ جلد چل نکلی جب ظہر کا وقت آیا تو موذن نی کہا ای ابو عبد الرحمٰن نماز کا وقت آگیا اونہون نے نہ سنا اور جب دو نمازون کی بیچ کا وقت ہوا اوتر کر کہا کہ تکبیر کہو جب سلام پہیر دون میں تب پہر تکبیر کہو پہر نماز پڑہی اور سوار ہو گئی جب سورج ڈوب گیا تو موذن نے پہر کہا اونہون نے کہا مثل ظہر عصر کے کرینگی اور چلی گئی جب تاری نکل آئے تو اوتر کر موذن سی کہا کہ تکبیر کہو جب سلام پہیر دون تب پہر تکبیر کہو پہر نماز پڑہی پہر متوجہ ہو کر کہا کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا ہی کہ جب تمہین کوئی ایسا کام پیش آوی کہ تم اوسکی ہاتہہ سی جاتی رہنی کا خوف کرو تو اسطرح کی نماز پڑہا کرو روایت کی نسائی نی[۵۱] نکلی ہم ابن عمر کے ساتہہ جب شام ہوئی تو ہمنے جانا کہ وہ نماز بہول گئی تو ہمنے اون سی کہا کہ نماز کا وقت آگیا وہ چپ ہو رہے اور چلی گئی یہانتک کہ شفق غروب ہونی لگی تو اوتر کر نماز پڑہی اور جب شفق ڈوب گئی تو عشا پڑہی پہر ہمسے متوجہ ہو کر کہا کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتہہ یونہین کیا کرتی تہی جب آپکو سفر میں جلد نکلنا روایت کی نسائی نے[۵۲] محمد بن فضیل بن غزوان صدوق ہے لوگون نے شیعہ کہا ہے[۵۴] محمد بن غزوان حدیثون کو اولٹ پلٹ کرتا تہا اور

اور روایت مین اونسی خطا واقع ہوئی ہتی کہا **تقریب مین** لوگنیدابن القاسم بن الولید الهمدانی الکوفی صدوق یخطی انتہی اسیطرح **روایت تیسری** طحاوی کی جسمین کا دکر شفق دال سی واقع ہے وہ بہی منکر ہے کیونکہ اوسمین عطاف ہی اور وہمی ہے کہا **التقریب مین** عطاف بتشدید الطا بن خالد بن عبد اللہ بن العاص المخزومی ابو صفوان المدنی صدوق یہم انتہی اور یہی راوی عطاف ہے راوی **پانچوین روایت** کا جسمین کا دذ دال سی وارد ہی اور اوسکو نسائی نی روایت کیا ہے پس اسجگہ سی منکر ہنوا اوس روایت نسائی کا بہی معلوم ہوگیا اب رہی **روایت چوتہی** سو وہ شاذ ہی اس لیے کہ اوسمین یہہ کہا ہے کہ ابن عمر نے اوس وقت مین مغرب اور عشا کو بہی مثل ظہر اور عصر کے بین الوقتین پڑہا حالانکہ یہ مخالف ہے روایات صحیحین وغیرہما کی وہ ارجح ہین سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتے ہین سب پر جبکہ موافقت اور نسخ نہ ہوسکی کہا جناب حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ** نے **حجۃ اللہ البالغۃ مین** اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع انہما متواتران الی مصنفیہما انہ کل من یہون امرہما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین وان شئت الحق الصراح فقسہما بکتاب ابن ابی شیبۃ وکتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی وغیرہا تجد بینہا وبینہما بعد المشرقین انتہی اور واضح ہو کہ جناب شاہ صاحب نی کتب احادیث کی طبقات ٹہرائی ہین پس طبقہ اولی مین صحیحین اور موطا مالک کو رکہا ہے اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور مجتبی نسائی اور مسند امام احمد کو طبقہ ثانیہ مین رکہا ہی اور مصنف عبد الرزاق اور مسند ابی یعلی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طیالسی اور کتب بیہقی اور کتب طحاوی اور طبرانی کو طبقہ ثالثہ مین کہ جسمین سب اقسام کی حدیثین یعنی صحیح اور حسن اور غریب اور معروف اور شاذ اور منکر اور مقلوب موجود ہین ٹہرایا ہے اور کتاب الضعفاء لابن حبان اور کامل ابن عدی اور کتب خطیب اور جوزقانی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی اور مسند خوارزمی کو طبقہ رابعہ مین جسمین بہت خلط ملط ہے اور صحاح اور ضعاف اور منکرات اور موضوعات کی کہچڑی پک رہی ہے شمار کیا ہے پس ہمنے خلاصہ اونکی کلام کا جو حجۃ اللہ البالغۃ مین فرماگئی ہین بیان کر دیا ہے اور طالب تفصیل اور دلیل کو چاہئے کہ کتاب مستطاب حجۃ اللہ البالغۃ کی مطالعہ سی مشرف ہووے تاکہ صحیحین کی قدر معلوم ہووے اور واضح ہو جاوے کہ یہہ طبقہ اولی مین ہین اور مقدم ہین سب باقی کتب پر اور احادیث طحاوی وغیرہ کے جنکو جناب مؤلف بمقابل صحیحین کے متمسک ٹہراتی ہین قلعی کہل جاویگی اور کہا تحفہ مین وقسم ثانی من ہذہ الجہۃ وہی ترجیح شرط البخاری علی غیرہ فلذا صحیح البخاری علی غیرہ من الکتب المصنفۃ انتہی

---

۵۱ ولید بن قاسم بن ولید ہمدانی کوفی صدوق ہی ہو لکر خطا کرتا تہا ۵۲ عطاف طا کی تشدید سی خالد بن عبد اللہ بن العاص مخزومی ابو صفوان مدنی صدوق ہی وہمی تہا ۵۳ صحیحین پر محدثین کا اتفاق ہے کہ جو حدیثین اونمین متصل مرفوع ہین یقینی صحیح ہین اور اپنی مصنف تک یہہ دونو کتابین متواتر ہوچکی ہین اور جو انمین کلام کری وہ عجب گمراہ ہی اور اگر تجہی حق خالص درکار ہے تو کتاب ابن ابی شیبہ اور طحاوی کے کتاب اور مسند خوارزمی وغیرہ سی ٹٹول تجہی فرق مشرق مغرب کا ذرق معلوم ہوجاوے ۵۴ اور اسی جگہ سی یعنی اسی جہت سے اور وہ زیادہ غالب ہونا شرط

انتہے

صحیح مسلم لمشارکتہ للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابہ بالقبول ایضا وتقدم فی الارجحیۃ من حیث الاصحیۃ ما وافقہ شرطہما انتہے
اور یہہ قاعدہ ہے کہ جو ضعیف حدیث مقابل صحیح کے ہو وہ منکر ہوتی ہے اور جو حدیث مقابل ارجح کی ہو وہ شاذ کہلاتی ہے کما مر عن شرح النخبۃ پس مؤلف کی تمام حدیثین مردود ہوگئین اونمین سی جو تہی شاذ اور باقی تمام منکر
تتمہ ایک حدیث حضرت طحاوی کی اور ہی جسمین لفظ عند کا واقع ہے اور مطلب اوسکا یہہ ہے کہ ابن عمر نے شب مذکورہ مین نزدیک غایب ہونی شفق کے مغرب پڑہے تہے یعنے نہ بعد اوسکی سو اگرچہ اوسکو جناب مولف نی نہین نقل کیا لاکن پہر بہی اوسکی عذرگذاری چاہیئے تو واضح ہو کہ وہ حدیث بہی واہی اور منکر ہے اسلئے کہ دو راوی اسکے مجروح ہین ایک یحیی بن عبد الحمید حمانی کہ یہہ شخص چور تہا احادیث کا اور جہوٹا تہا کہا تقریب التہذیب مین
یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن میمون بفتح المہملۃ وسکون المعجمۃ الحمانی بکسر المہملۃ وتشدید المیم الکوفی حافظ الا انہم اتہموا بسرقۃ الحدیث انتہے اور کہا **نور الدین علی** نے مختصر تنزیہ الشریعۃ مین
یحیی بن عبد الحمید کان یکذب ویسرق انتہی اور ایک اسامۃ بن زید بن اسلم کہ یہہ شخص ضعیف تہا بسبب حافظہ نہونے کے کہا **تقریب** مین اسامۃ بن زید بن اسلم العدوی مولاہم المدنی ضعیف من قبل حفظہ انتہے
پس باطل ہوئی سب روایتین متمسکات کی جمع صوری والونکی جنسے یہہ ثابت کرتے تہے کہ ابن عمر نے شب مذکور مین قبل غایب ہونے شفق کے مغرب پڑہے ہتی اور عشا بعد اوسکی اور جمع صوری کی ہتی اور باقی رہا ثبوت ہمارا اسبات کو کہ ابن عمر نے مغرب بعد غایب ہونے شفق کے پڑہے ہتی اور جمع حقیقی کے ہتی فللہ الحمد
**باعث خامس** مولف کا عذر اول پر یہہ ہے کہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی انہ کتب فی الآفاق ینہاہم ان یجمعوا بین الصلوتین ویخبرہم ان الجمع بین الصلوتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر رواہ الامام محمد فی موطاہ پس اس نامہ سی معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین ایک وقت مین بڑا گناہ ہے اور اس نامہ پر کسی صحابی کا انکار نہین پایا گیا تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک جمع کرنا آنحضرت کا دو نمازونکو بطور جمع صوری کے ہوگا جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر روایت طبرانی کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ہذہ فی اخر وقتہا ویعجل ہذہ فی اول وقتہا پس جواب اسکا یہہ ہے کہ جمع صوری کے جیسے تحقیق ہوئی تم معلوم کر چکی ہو سو اوسی کہا جاتا ہی کہ منع کرنا

---

پہر صحیح مسلم بسبب شریک ہونے اوسکی کے بخاری کو علما کے قبول مین پہر وہ مقدم ہے جو اونکی شرطونکی موافق ہو ١٢ منہ

یحیی بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن میمون یا کی موحدہ کی زبر اور شین کے سکون سے الحمانی حا کی زیر اور تشدید میم کوفی حافظ مگر علما نے حدیث کی چوری کا اوسی دہبا لگا ہے ١٢ منہ

یحیی بن عبد الحمید جہوٹ بولتا تہا اور حدیث چوراتا تہا ١٢ منہ اسامہ بن زید بن اسلم العدوی ضعیف ہے حفظ کی جانب سی ١٢ منہ

اونہوں نے زمانہ مین لکہہ بہیجا جہان لوگ نمازونکو جمع کرتے ہین کہ ایک وقت مین دو نمازونکو جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے امام محمد نے یہہ موطا مین روایت کیا ١٢ منہ

آنحضرت صلعم مغرب اور عشا کو جمع کرتے تہے ایک کو آخر وقت تک تاخیر کرکے دوسریکو جلدی اول وقت مین پڑہ لیتے تہے

عمر رضؓ کا جمع بین الصلوتین سی حالت اقامت مین بلا عذر تہا جیسا کہ شاہد ہی اِس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے اب ہے حدیث طبرانی کی جس سی صوری نکلتی ہے سو جواب اسکی دو ہین اول یہہ کہ اِس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسے محدث کی یا بیش کرنے سند کی کیونکر تسلیم کیجاوی یہہ کتاب اوس طبقہ کے ہے جسمین سب اقسام کی حدیثین صحیح اور سقیم مختلط ہین چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ سے نقل کیا گیا **دوسرا** یہہ کہ فرض کیا کہ یہہ حدیث صحیح ہے لاکن اسمین سفر کا کیا ذکر ہے تو کہو کہ سفر کے جمع کی کیفیت بیان کی ہے تو کہا جائیگا کہ اسمین کیفیت اوس جمع کی بیان کے ہے جو حالت قیام مین بلا عذر آنحضرت نی جمع کی ہتی جیسا کہ روایتین ابن عباس کے جو نسائی نے روایت کی ہے اور جناب مولف کی باعث ثانی کے ضمن مین نقل ہو چکی ہی تصریح ہے کہ آنحضرت نے حالت قیام مین مقام مدینہ مین ایسے جمع صوری کے ہتی پس سے جمع سفری کو کسطرح قیاس کیا جاوے فتدبر **تنبیہ** دو حدیثین اور ہین کہ وہ جمع صوری پر دلالت کرتی ہین اور اونکو جناب مولف نی نقل نہین کیا پس اونکو نقل کرکے اونکا جواب بہی دینا چاہیئے **ایک حدیث** یہہ جو روایت کی ہے ابو داؤد نی عثمن بن شیبہ اور ابن المثنی سی کہ وہ روایت کرتی ہین ابو اسامہ سے اور وہ عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی سی اور وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ محمد بن عمر بن علی سی اور وہ محمد روایت کرتے ہین اپنے دادا علی بن ابی طالب سے ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی یکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشائہ فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل و یقول ھکذا کان رسول اللہ یصنع پس جواب اسکا یہہ ہے کہ محمد بن عمر بن علی کو اپنے دادا علی رضؓ سی ملاقات نہین تو یہہ روایت محمد کی اوس سی مرسل ہوئی جیسا کہ کہا تقریب التہذیب مین محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب صدوق من السادسۃ و روایتہ عن جدہ مرسلۃ مات بعد الثلثین اور کہا مقدمہ کتاب مین السادسۃ طبقۃ عاصروا الخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج انتہی اور روایت مرسل حجۃ نہین ہوتی نزدیک جماعت فقہا اور جمہور محدثین کی جیسا کہ کہا نووی نی مقدمہ شرح صحیح مسلم مین ثم مذہب الشافعی و المحدثین او جمہورہم و جماعۃ من الفقہاء انہ لا یحتج بالمرسل انتہی مختصراً **اور دوسری روایت** یہہ ہے کہ روایت کی ہی طحاوی نے عائشہ سی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤخر الظہر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم العشاء پس جواب اسکا یہہ ہے کہ ایک راوی اسکا مغیرہ بن زیاد موصلی ہی اور یہہ شخص

---

ؔ حضرت علی جب سفر کرتے ہتی چلے جاتی جب سورج ڈوب جاتا اور اندہیرا قریب ہوتا اوترکر مغرب پڑہتی اور پہر کہانا کہاکر عشا پڑہتی پہر سوار ہوجاتے اور کہتے ہتی کہ ایسے ہے آنحضرت کیا کرتے ہتی ؔ محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سچے ہیں چہٹے طبقہ میں سے اور روایت اونکی اپنے دادا سی مرسل ہے ایکسو تیس کی بعد اسکا انتقال ہوا ؔ چہٹا وہ طبقہ ہے کہ پانچوین کی ہم زمانہ ہوئی ہین لیکن اونہین ملاقات کسی صحابی کے نہین ہے جیسے کہ ابن جریج ؔ یہہ مذہب شافعی اور محدثین کی گروہ اور ایک جماعت فقہا کا یہہ ہے کہ حدیث مرسل حجت نہین ؔ حضرت عائشہ رضؓ نی کہا کہ آنحضرت صلعم تاخیر کرتی ظہر مین اور مقدم کرتی عصر کو اور تاخیر

مجروح ہی کہ وہمی تہا قالہ الحافظ فی التقریب پس بحمد اللہ عذر اول سی مولف کی کہ آنحضرت جمع صوری کیا کرتی تہی بوجہ احسن جواب ہوگیا اور جتنی روایتین حنفیہ کی دلایل جمع صوری کی تہین سب کا ضعف ظاہر ہوگیا اور ثابت ہوا کہ کوئی حدیث صحیح ایسے نہین جس سی ثابت ہو کہ آنحضرت جمع صوری سفر مین کیا کرتے تہی اب سنو کہ یہہ جمع صوری سفر مین جیسی کہ از راہ نقل کی باطل ہے اور بے اصل ایسیے ہے از راہ عقل کے بہی واہی ہے اسلیے کہ جمع بین الصلوتین رخصت ہی بحق مسافرین کے یعنے اپنے اپنے وقتومین نماز پڑہنی سفر مین بہی شاق ہوگی اسواسطی شارع نی ترحم سی اجازت جمع کی دے دی پس اگر تم کہو کہ مراد جمع سی سفر مین جمع صوری ہی تو یہہ جمع رخصت نہی بلکہ اور مصیبت ہوگئی اسواسطی کہ آخر جز اول نماز کا اور اول جز دوسرے نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہین ممکن چہ جای عوام مصلین جامعین بین الصلوتین تو جمع صوری اکثر لوگون کو مشکل اور شاق ہوئی بہ نسبت ادا نمازون کے اپنے اوقات مین کیونکہ تمام وقت تو ایکظرف طویل ہوتا ہے پس جو وقت جانا اور فرصت ملی اول وقت یا اوسط یا آخر نماز پڑہ لے اور مصیبت سی تحری اور آخر اور اول اوقات کی بچی رہے ایسا ہی کہا

**امام ابن عبد البر اور خطابی نے جیسا کہ کہا محدث سلام اللہ حنفی نے محلی مین** وحمل[1] الحنفیۃ علی الجمع الصوری بان صلی الظہر فی اخر وقتہا والعصر فی اول وقتہا ورده ابن عبد البر والخطابی وغیرہما بان الجمع رخصۃ فلو کان صوریا لکان اعظم ضیقا من الاتیان بکل صلوۃ فی وقتہا لان اوائل الاوقات واواخرہا مما لا یدرکہ اکثر الخاصۃ فضلا عن العامۃ وصریح الاخبار ان الجمع فی وقت احدی الصلوتین انتہی والتعقیب بان معرفۃ اول الوقت واخرہ یحصل بحسب الظن والتخمین خصوصا فی صورۃ کثرۃ القافلۃ وحضور الناس الذین لہم مہارۃ فی معرفۃ الوقت لیس بشئ لان تخمین اوائل الاوقات و[illegible] من خواص الخاصۃ والخاصۃ من المصلین المسافرین منہم بل اکثرہم لا دری لہ بالتخمین وکذا کثرۃ القافلۃ لا توجد مع کل مسافر [illegible] کثیر من الناس المسافرین من الاثنا معہ فالحق ان الجمع الصوری لیس بن خصۃ والجمع الذی ہو رخصۃ لیس بصوری انتہی اور ایک عذر مولف کا یہ ہے کہ حدیثین جواز کی

---

[1] اور محمول کیا حنفیون نے اوسکو جمع صوری پر اسطرح پر کہ ظہر کو آخر وقت مین پڑہا اور عصر کو اول وقت مین اور رد کیا ہی اوسکو ابن عبد البر اور خطابی وغیرہ نے اسطرح کہ جمع کرنا نماز کا رخصت ہے پہر اگر صوری ہو تو ہر وقت نماز پڑہنے سے بہی مشکل ہوگی کیونکہ اول اور آخر وقت تو جاننے والے بہے مشکل سے جانتے ہین عوام تو جان [illegible] اور ظاہر حدیثین یہی ہین کہ جمع ایک وقت مین دو نمازین ہین ہوچکی عبارت اوسکی اور یون کہنا کہ اول اور آخر وقت اٹکل ہی معلوم ہوتا ہے خصوصا جہان آدمیون کے ایک جماعت ہو تو وہان صاحب شناخت بہی ہوتے ہین یہ کچہ نہین کیونکہ اول وقت اور آخر مین اٹکل کرنا بڑے صاحب شناخت کے لئے ہی اور رخصت عام نمازیون مسافرون کے لئے ہے اور بعضے اونمین سی بلکہ اکثر ایسے ہین کہ اونکو کچہ سمجہ اور اٹکل نہین اور بہت سے مسافرون کے ساتہہ قافلہ بہی نہین ہوتا بلکہ بہت سے مسافر تو اکیلے ہین

ظنی ہین کہ اخبار آحاد ہین اور توقیت نمازون کی قطعی ہی قال اللہ تعالیٰ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا
موقوتا وحافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی پس کیونکر احادیث ظنیہ سی مقتضای قران کو جو قطعی ہی چھوڑ کر جمع
بین الصلوتین کو جایز کہین پس جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ توقیت ہر مصلی پر اور ہر نماز کے عموم نص سے ثابت ہی بتقریر
اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اون آیات سی عموماً ہر نماز کو ظہر ہو خواہ عصر خواہ مغرب خواہ عشا ہو خواہ فجر عموماً
ہر نمازی پر خواہ مقیم ہو خواہ مسافر خواہ مریض خواہ سالم خواہ دریا مین ہو کشتی پر خواہ خشکی مین واجب کر دیے
اور شاہد ہے اس عموم پر لفظ الصلوۃ کا اور المومنین جو صیغ جمع سے ہے اور معرف باللام اور الفاظ عموم سے
ہین قال فی التوضیح وغیرہ ومنہا[1] ای من الفاظ العام الجمع المعرف باللام الخ تو ہم کہتے ہین کہ اس عموم سی مخصوص
ہین مصلی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی جو مسافر ہون اون احادیث صحاح سی جو جمع بین الصلوتین پر
قطعاً اور یقیناً دلالت کرتے ہین اگرچہ اخبار احاد ہین کیونکہ تخصیص عام کتاب اللہ کی اخبار احاد سی ہمارے
نزدیک درست ہی اور یہی ہی مذہب جمہور علماء اسلام کا اور ائمہ اربعہ سی بہی منقول ہے اگرچہ بعض مشایخ
حنفیہ جیسے مشایخ عراق کا اسمین خلاف ہے اور متاخرین حنفیہ بہی اسپر جم گئے ہین کہا تلویح مین عند عامہ و[2]عند جمہور
العلماء اثبات الحکم فی جمیع ما یتناولہ من الافراد قطعاً و یقیناً عند مشائخ العراق وعامۃ المتاخرین وظناً عند جمہور
الفقہاء والمتکلمین وھو مذھب الشافعی والمختار عند مشائخ سمرقند حتی یفید وجوب العمل دون الاعتقاد ویصح تخصیص العام
من الکتاب بخبر الواحد والقیاس انتہی اور کہا مغتنم الحصول مین[3] تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد جائز فی المختصر وبہ
قالت الائمۃ الاربعۃ انتہی پس جناب مؤلف پر یہی حجت بس ہے کہ عدم جواز اس تخصیص کا خلاف ہی ائمہ اربعہ کے
اس لئے کہ جناب کا یہہ مذہب ہی کہ جو کچہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے وہ مخالف ہے اجماع کی اور باطل ہے تو مولف سے
اس تخصیص کے جایز ہونے کی دلیل طلب نہین کر سکتے لاکن پہر بہی ہم جواز اس تخصیص کا ثابت کرتی ہین اور عدم جواز کا
جواب دیتی ہین مگر عربی عبارت مین کیونکہ عوام تو سمجہتے ہے نہین پہر کیا فائدہ ہندی مین تا انکہ عربی عبارتین خفیہ ہائے
واعلم[4] ان لنا دلیلین علی الجواز الدلیل الاول ما قال الفاضل المحقق حبیب اللہ القندھاری فی المغتنم وھو ان عام الکتاب قطعی
المتن ظنی الدلالۃ وخاص الخبر بالعکس فتساویا فوجب الجمع وفی المسلم تبعا للتحریر یرد علیہ مع ابتنائہ علی ظنیۃ العام ان قطعیۃ الخبر ضعیف

---

[1] الفاظ عام مین سے وہ جمع ہے جسپر الف لام ہو [2] اور جمہور علما کے نزدیک یہہ ہے کہ سب فرد ونکو عام شامل ہی یقینی ثبوت حکم کو مشایخ عراق
اور عام متاخرین کے نزدیک متضمن ہوتا ہی اور ظنی جمہور فقہا اور متکلمین کے نزدیک اور وہی مذہب شافعی کا ہی اور مختار مشایخ سمرقند کا بہی یہی ہے
تو اب حاصل وجوب عمل کا مفید ہی اعتقاد کا نہین اور صحیح ہے تخصیص قران کی خبر واحد اور قیاس کے ساتہ ہو چکی عبارت اونکی [3] تخصیص عام کی آیات
قرانی مین خبر واحد کی ساتہہ جائز ہے مختصر مین ہی اور یہی کہا ہے چاروں اماموں نے [4] جان کہ ہمارے لئے جواز کی دو دلیلین ہین پہلی تو
وہ جو فاضل حبیب اللہ قندہاری نے مغتنم مین کہا ہے کہ عام قران مین کا ثبوت مین یقینی اور دلالت مین ظنی ہوتا ہی اور خاص حدیث مین کا اسکی

لضعیف ثبوته لان الدلالة فرع الثبوت بخلاف قطعیة الکتاب فلا مساواة اقول قوة قطعیة دلالة الخبر بمعنی ان ثبت ثبته
مدلوله لا ینافی ضعف ثبوته فیجوز فتثبت المساواة انتهی اقول بناء هذا الدلیل علی ظنیة دلالة العام من الکتاب
وهو المذهب المنصور المتفق علیه الجمهور ووجهه ان کل عام یحتمل التخصیص اعترض علیه بانه ان ارید بالاحتمال مطلق الاحتمال
یکون ناشیا عن الدلیل ولا فهو لا یضر قطعیة العام کما ان احتمال الخاص المجاز بلا دلیل و قرینة لا یضر قطعیة الخاص وان ارید
الاحتمال الناشئ عن الدلیل منعنا وجوده واجیب عنه بان المراد الاحتمال الناشئ عن الدلیل والدلیل شیوع التخصیص وکفی به
دلیلا قال فی التلویح کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شایع فیه کثیرا بمعنی ان العام لا یخلو عنه الا قلیلا بمعونة
القرائن کقوله تعالی ان الله بکل شئ علیم ولله ما فی السموات والارض حتی صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه
البعض وکفی بهذا دلیلا علی الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی
العام حتی ینشأ عنه احتمال المجاز فی کل خاص انتهی واعترض علی الجواب بانا لا نسلم ان التخصیص الذی یورث الشبهة
والاحتمال شائع بل هو فی غایة القلة لانه انما یکون بکلام مستقل موصول بالعام فاجاب عنه فی التلویح وقال فیه
نظر لان مراد الخصم بالتخصیص قصر العام علی بعض المسمیات سواء کان بغیر مستقل او بمستقل موصول او
متراخ ولا شك فی شیوعه وکثرته بهذا المعنی فاذا وقع النزاع فی اطلاق اسم التخصیص علی ما یکون بغیر المستقل او

برعکس ہوتا ہے تو دونو برابر ہوگئی تو اب جمع واجب ہے مسلم مین تحریر کی متابعت کی طرح ہے کہ عام آیت کی ظنی ہونیکی بنا پر یہہ اعتراض ہوتا ہی
کہ یقینی ہونا حدیث کا ضعیف ہے بسبب ضعیف ثبوت اوسکی کی اسلئے کہ دلالت ثبوت کی شاخ ہے برخلاف یقینی ہونی قران کی تو اب
برابر ہوئے مین کہتا ہون کہ مضبوطی یقینی ہونی دلالت حدیث کی یہہ ہے کہ اگر یہہ حدیث ثابت ہی تو مطلب اسکا ثابت ہے
اور اسکو ضعف ثبوت منافی نہین تو یہہ بات جایز ہے اور برابری ثابت ہوگئی ہوچکی عبارت اوسکی مین کہتا ہون بنا اس دلیل کی
ظنی ہونی دلالت عام قرانی پر ہے اور یہہ مذہب قوی اور جمہور کا اتفاقی ہے اور وجہ اوسکی یہہ ہے کہ ہر عام مین تخصیص کا
احتمال ہوتا ہے اور اسپر یہہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر اس احتمال سی عام احتمال مراد ہی کہ پیدا ہونی والا کسی دلیل سی ہو خواہ نہو تو یہہ
یقینی ہونی عام کو مضر نہین جیسا کہ وہ احتمال مجاز کا قطعیت خاص کو مضر نہین کہ بلا دلیل اور بلا قرینہ کی ہو اور اگر احتمال دلیل والا لیا ہے
تو ہم اوسکا ہونا نہین مانتی اور اسکا جواب یون دیا گیا ہے کہ مراد احتمال سی وہی دلیل والا ہے اور دلیل تخصیص کا پہیلنا ہے اور یہہ دلیل کافی ہے
تلویح مین کہا ہے ہر عام تخصیص کا احتمال رکھتا ہے اور تخصیص اوسمین پہیلا ہی ہے اس معنی کرکے کہ کوئی عام اوس سی خالی نہین ہوتا مگر
بعض جگہہ مقام کی قرینہ سی جیسی قول اللہ کا اللہ ہر چیز کو جانتا ہی اور واسطے اللہ کے ہے جو کچہ آسمانون اور زمین مین ہی یہانتک کہ ایک مثل مشہور ہوگئی
ہے کہ کوئی عام نہین جسمین تخصیص نہوئی ہو اور یہہ قدر دلیل کافی ہی احتمال کی لئی اور یہہ برخلاف اوس احتمال کے ہے جو خاص مین مجاز کا
ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسا نہین پہیلا کہ ہر خاص مین مجاز کا احتمال چلا جاوی ہوچکی عبارت اوسکی اور اس جواب پر یون اعتراض کیا گیا ہی کہ ہم نہین
مانتی کہ اس طرح کی تخصیص جو شبہہ اور احتمال پیدا کرتی پہیلی ہی ہی بلکہ وہ بہت کم ہے کیونکہ وہ تو مستقل موصول کلام سے ہوتی ہی اور اسکا

بالمستقل المتراخی فلان یقول قصر العام علی بعض المسمیات شایع فیہ بمعنی ان اکثر العمومات مقصور علی البعض فیورث
الشبہۃ فی تناول الحکم لجمیع الافراد فی العام سواء ظہر لہ مخصص ولا ویصیر دلیلا علی احتمال الاقتصار علی
البعض فلا یکون قطعیا فان قلت قصر العام بالکلام الموصول قلیل و بالمتراخی نسخ ولیس بتخصیص لان
تاخیر المخصص تجہیل قلنا تاخیر المخصص کتاخیر الناسخ ولم یقولوا باستلزام تاخیر الناسخ التجہیل فکذا ہذا فان
قلت ان الدوام قطعا لیس بالصیغۃ فی المنسوخ بخلاف الکل فی العام قلنا ہذا الفرق لا یعتد بہ اذ لا حاجۃ فی فہم
الدوام الی الصیغۃ بل یکفی لہ ظاہر الامر سیما وقت القرائن فان قولہ تعالی اقیموا الصلوۃ یفید بظاہرہ دوام وجوب اقامۃ
الصلوۃ علی تفصیل بینہ الشارع مع عدم صیغۃ تدل وضعا علی الدوام فیہ فان لم تقولوا بدلالۃ علی الدوام لزم
عدم وجوب اقامتہا بعد حین وہو خلاف ما اتفقوا علیہ من وجوب اقامتہا دائما فظہر ان الفرق بین الکلام الموصول
والمتراخی بان الاول مخصص والثانی ناسخ تحکم لا دلیل علیہ و ثبت ان العام من الکتاب وغیرہ ظنی دلالۃ لکن المخالف
المدعی بقطعیۃ العام یقول اولا ان لفظ العام موضوع للعموم قطعا وہو لازم لہ عند اطلاق و مدلول لہ کالخاص الا
بدلیل و ثانیا انہ لو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ و دلیل لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع ولما صح منا مثلا الحکم بعتق
جمیع عبید من قال کل عبد لی فہو حر اجیب عنہ قال اولا بانا سلمنا وضع اللفظ للعموم و سلمنا دلالتہ علی العموم حین

---

جواب تلویح میں ہی خیانچہ کہا ہے کہ یہاں بحث ہے کیونکہ مراد مقابل کی تخصیص سے گہرجانا عام کا بعضے معنون پر ہے خواہ وہ مستقل سے ہو یا نہو اور
موصول ہو یا نہو اور اسکی پہیلاؤ میں کوئی شک نہیں تو جب بحث پڑے تخصیص کے بولنے میں کہ غیر مستقل سے ہی یا مستقل غیر موصول سے تو یہہ
کہا جا سکتا ہی کہ گہرنا عام کا بعضی عنوان پر پہیل رہا ہے اس معنی کر کہ اکثر عام بعضے معنو نپر گہر رہے ہین تو اب عام کے سارے معنی کے شامل ہو نے میں شبہ
پڑگیا خواہ مخصص ظاہر ہوا ہو یا نہوا اور احتمال کے لئی دلیل ہو گئے یہہ عام قطعی نہ رہا اگر تو کہے کہ تخصیص کلام موصول سے تو کم ہے اور غیر موصول تخصیص نہیں ہے
نسخ ہوتا ہے کیونکہ مخصص کو موخر کرنا جہالت میں ڈالنا ہے تو ہم کہینگے کہ موخر کرنا مخصص کا مثل موخر کرنے ناسخ کے ہے اور ناسخ میں لوگوں نے
یہہ نہیں کہا کہ جہالت میں ڈالنا لازم آتا ہے تو یہاں بہی یوں نہیں ہے اگر تو کہے کہ یقینے ہمیشگی منسوخ میں بمقتضا سے لفظ کے نہیں بخلاف سارے معنی کے
عام میں تو ہم کہینگے کہ یہہ فرق اعتبار کے لایق نہیں کیونکہ ہمیشگی کے سمجہنے میں لفظ کی نظر حاجت نہیں بلکہ ظاہر امر کافی ہے خصوصا
قرینوں کے ہوتی ہوئی مثلا قول اللہ تعالی کا کہ تم نماز پڑہو ظاہر میں فائدہ دیتا ہے کہ تفصیل شرعی پر نماز ہمیشہ کے لئی ہے باوجود نہونی ایسے
لفظ کے کہ اوسمین ہمیشگی کے دلالت ہوا اور اگر یوں کہدین کہ ہمیشہ کے دلالت نہیں تو ایک وقت کی بعد نماز کا نہ واجب ہونا لازم آدیگا اور یہہ
اسکی خلاف ہے جو سب کا اتفاق ہے کہ نماز ہمیشہ واجب ہے تو ظاہر ہو گیا کہ یہہ فرق کلام موصول اور غیر موصول میں کہ ایک مخصص ہے اور
ناسخ سینہ زوری ہی کوئی اسپر دلیل نہیں اور ثابت ہو گیا یہہ عام قرآنی وغیرہ دلالت میں ظنی ہے لیکن جو کوئی عام کے یقینے ہونیکا دعوی ہے
وہ پہلی تو یوں کہتا ہے کہ لفظ عام یقینی عموم کے لئے بنا ہے اور وہ اوسکو لازم ہے بولنی کے وقت اور وہ اوسکی معنی ہیں خاص کے طرح مگر جب کوئی
دلیل اسکی خلاف پر آجاوی تو خیر اور پہر یوں کہتا ہے کہ بلا قرینہ اور دلیل کے اگر بعضے معنی کا ارادہ عام سے جایز ہو جاوے تو لغت اور شرع کا

اطلاق کما هو مقتضی للزوم بینهما لکنا لا نسلم قطعیة الدلالة علی المدلول بقیام مانع وهو شیوع التخصیص واحتمال المخصص کما حققناه وهذا لا ینافی اللزوم بین الدال والمدلول ولم یلزم الانفکاک بینهما لما سلمنا الدلالة علی العموم کذا فی شرح المسلم لمولینا بحر العلوم عبد العلی اللکهنوی مع زیادة ایضاح واجیب عما قال ثانیا بان الظن یجب العمل به فلا یرتفع کذا فی المسلم نفسه لنحکم علی ما نفهم من العام ظاهرا بلا توقف ونحکم مثلا بعتق جمیع عبید من قال کل عبد لی فهو حر فکیف یرتفع الامان بل یتحقق الارتفاع اذ خصصناه بلا دلیل وقرینة فالقول قول القائلین بظنیة العام من الکتاب وغیره فافهم ولا تقلد مخالفا للحق والدلیل الثانی ما قال الفاضل المحقق القندهاری فی المغتنم ان الصحابة خصصوا واحل لکم ما وراء ذلکم بلا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ویوصیکم الله فی اولادکم بلا یرث القاتل ولا یتوارث اهل الملتین ونحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث فان قیل مخصص بالاجماع الا بالسنة قلنا بل اجماع علی التخصیص اذ وقع فلم ینکر وان قیل انما یتم لو لم یخص بقاطع قلنا لو کان لتواتر کذا فی المسلم انتهی وقال فی المسلم تلک الاحادیث مشاهیر لاجماعهم علی العمل بها فزیادتها علی الکتاب وهو نسخ عندنا اقول الظاهر انه استنبط شهرتها من اجماعهم علی العمل بها فلا نسلم صحة استنباطه اذ الشهرة بعد الاجماع علی العمل والاجماع بعد التخصیص ولم تکن تلک الاحادیث حین التخصیص الا اخبار الاحاد فمن یدعی شهرتها قبل التخصیص بها والعمل علیها فعلیه البیان فثبت بهذا التحقیق ان تخصیص العام من الکتاب بخبر الواحد قبل تخصیصه

بهروسا اوٹهه جاوے البتہ ہم قطعی ایسی کہ میرے سارے غلام آزاد ہین یہہ حکم صحیح ہو کہ سارے غلام آزاد ہین پس جواب پہلی بات کا تو یون دیا گیا ہی کہ ہمنے لفظ کا عموم کے لئی بنانا مان لیا اور یہہ مانا کہ بولتی وقت عموم پر دلالت ہی کرتا ہے چنانچہ وضع اور دلالت مین ملازمہ ہے لیکن معنی پر یقینی دلالت کرنا بسبب مانع کی نہین مانتے اور وہ تخصیص کا پہیلاو ہے چنانچہ تحقیق اوسکی اوپر ہمنے کی اور یہہ بات لفظ اور معنی مین ملازمہ جو تہا اوسکو منافی نہین اور اس سی اون دونون مین علحدگی لازم نہین آتی جبکہ ہمنے دلالت عموم پر مان لی یون ہی ہے شرح مسلم مولانا بحر العلوم لکہنوی مین مع زیادہ توضیح کے اور دوسرے بات کا جواب یون دیا گیا ہے کہ گمان پر عمل واجب ہے تو بہروسا نہ اوٹہایا یون ہین مسلم کے متن مین یعنی ظاہر عام کے جو ہم سمجہتے ہین اوسپر حکم کرتے ہین بلا توقف تو اب ہم مثلا سارے غلامون کی آزادی ہوتیکا اوس شخص کے حق مین حکم کردینگی کہ جو کہے سارے غلام آزاد ہین تو اب کیونکر بہروسا اوٹہا بہروسا تو جب ہی کہ بلا دلیل اور قرینہ کے ہم تخصیص کر لین تو اب مقولا ان ہی لوگون کا ہا جو عام کے ظنی ہونیکی قائل ہین تو خوب سمجہہ لے اور غیر حق پر مت اڑ اور دوسرے دلیل وہی جو محقق قندہاری نے مغتنم مین کہی ہی کہ صحابہ نے یہہ آیتہ واحل لکم الخ کو اس حدیث سی مخصوص کیے ہے کہ لا تنکح المرأة الخ اور یہہ آیتہ یوصیکم الله الخ اس حدیث سی لا یرث القاتل الخ اگر یون کہا جاوے کہ یہہ تخصیص اجماع سی ہی حدیث سے نہین تو ہم کہینگی کہ اجماع تخصیص پر ہے کیونکہ تخصیص بلا نکیر کی واقع ہوئی اور اگر کہا جاوے کہ یہہ جب پورا ہوتا کہ یقینی سی تخصیص نہوتی تو ہم کہینگی کہ یہہ اعتراض جب ہوتا کہ متواتر ہوتا اوسکا ثابت کرتی اور مسلم مین کہا ہے کہ یہہ حدیثین مشہور ہین بسبب اجماع اونکے عمل کے تو زیادت اونکی قران پر نسخ ہے ہمارے نزدیک مین کہتا ہون کہ مشہور ہونا اونکا اونکی عمل کے اجماع سے نکالا ہی تو ہم اس نکالنے کے صحت کو نہین مانتی اسواسطے کہ مشہور ہونا تو بعد اجماع کے ہے اور اجماع بعد تخصیص کے اور یہہ حدیثین تخصیص کے وقت خبر واحد تہین تو جو شخص تخصیص سے پہلے

بقطعي جائز والمانعون ايضا يستدلون بدلائل منها ان العام من الكتاب قطعي وخبر الواحد ظني فكيف يسقط حكمه وانى
ينسخه ولو في البعض فهو منقوض بما اثبتناه من ظنية العام فلذا قال القندهاري انه غير تام على القول بظنية العام ومنها
ان عمر رضي الله عنه رد حديث فاطمة بنت قيس انه عليه السلام لم يجعل لها سكنى ولا نفقة لما كان مخصصا لقوله تعالى اسكنوهن فقال
كيف نترك كتاب ربنا وسنة نبينا بقول امرأة لا ندري اصدقت ام كذبت واجيب عنه في المسلم بان رده للتردد في صدقها
ولذا وصفها بما وصف اشعارا بالعلية التردد للرد انتهى قال الفاضل القندهاري التردد اما لاحتمال خبر الواحد الكذب ففيه
المدعى واما لجهالة امرها في العدالة فينافي تعديل جميع الصحابة رضي الله عنهم الا ان يقال لعله لقصور الضبط انتهى اقول يؤيده
تردد عمر في تلك المرأة خاصة بدليل نسبته اصدقت ام كذبت اليها خاصة والا لقال كيف نترك كتاب ربنا وسنة نبينا لقول
من يروي ويخبر متفردا ومنها انه قال النبي صلى الله عليه وسلم اذا روي عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فان وافقه فاقبلوه
وان خالفه فردوه قال في المسلم محمول على النسخ فانه مخالفة تامة فلا يصح بالضعيف واما المخصص فله موافقة لانه بيان انتهى قال
في المغتنم الظاهر من المخالفة ما يشتمل اخراج بعض ما كان داخلا سواء سمي تخصيصا او بيانا او غيره وفي المنهاج منقوض
بالمتواتر في المسلم ورد بان غاية ما لزم منه تخصيص الحديث والعام المخصص حجة في الباقي اقول مراد الناقض
انه خبر واحد في مقابلة الاجماع على العمل بالمتواتر فلا يصلح حجة ومجرد احتمال التخصيص لا يجدي

---

اور عقل سے پہلے مشہور ہونا اوسکا بیان کرتا ہے وہ دلیل لاوی ثبوت ہوا اس تحقیق سے کہ تخصیص عام قرآنکی خبر واحد سے پہلی تخصیص کے بعد یقینی سے جائز ہی اور ظنی سے [illegible]
دلیلوں سے حجت پکڑتے ہیں ایک دلیل تو یہہ ہے کہ عام قرآنی یقینی ہے اور خبر واحد ظنی ہی تو اوسکا حکم اوس سے کیونکر ساقط ہو سکتا ہے اور وہ اوسکا ناسخ کیونکر
ہوسکتا ہے اگرچہ بعض مضمون میں ہے ہو اور یہہ دلیل عام کے ظنی ہونے سے ٹوٹ گئی چنانچہ قندہاری نے کہا ہے کہ یہہ دلیل عام کے ظنی ہونیکے بنا پر پوری
نہیں ہے اور ایک دلیل یہہ ہے کہ حضرت عمر رضی نے یہہ حدیث فاطمہ بنت قیس کی کہ حضرت صلعم نے اوسکی لئے بعد طلاق کے مکان سکونت اور نفقہ نہیں ٹھہرایا جو آیت کی اسکنوہن
کا مخصص تھی نہیں مانی اور کہا کہ ہم اللہ کا قرآن اور حضرت کا طریقہ ایک عورت کے قول پر کیونکر چھوڑ دیں ہم کیا جانیں وہ سچی ہے یا جھوٹی ہے اور جواب دیا گیا
اسکا مسلم میں کہ اونکا اوس حدیث کو نہ ماننا اسلیئے تہا کہ انہیں تردد تہا کہ وہ سچی ہے یا نہیں اسلئے کہا کہ نہ معلوم سچی ہے یا جھوٹی تاکہ تنبیہ ہو کہ سبب نہ ماننے کا یہہ
ہی جسکی عبارت سے معلوم ہے کہا فاضل قندہاری نے کہ اونکا تردد یا تو اسلئے تہا کہ خبر واحد میں جھوٹ کا احتمال ہی تو اس میں تو مدعا ہے یا اوسکی عدالت کا حال معلوم نہ تہا
تو یہہ اوسکی مخالف ہے کہ سب صحابہ عادل ہیں [illegible] میں کہتا ہوں اسکو تائید کرتا ہے حضرت عمر کا خاص
اوس عورت کی بابت میں تردد کرنا [illegible] ایک کے کہنے سے کیونکر چھوڑ دیں
دلیل یہہ ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی حدیث تمہیں پہونچے تو اوسے قرآن پر پیش کرو [illegible] قبول کرو نہیں تو چھوڑ دو مسلم میں لکہا ہے کہ یہہ حدیث
منسوخ کی حق میں ہے کیونکہ اوس میں پوری مخالفت ہوتی ہے [illegible] نہیں ہوسکتی اور مخصص میں تو موافقت ہوتی ہے کیونکہ وہ تو بیان ہی ہے
عبارت اوسکی کہا مغتنم میں مخالفت سے ظاہر میں یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شامل ہے اوسکو کہ سارے مضمون میں سے بعض مضمون کو نکال دیں [illegible] بیان
وغیرہ اور منہاج میں ہے کہ یہہ دلیل حدیث متواتر سے ٹوٹ گئی اور مسلم میں ہے کہ بعض مردود ہے کہ غایت اوس سے یہہ لازم آتا ہے کہ وہ حدیث مخصص ہو [illegible]

نفعا بل لابد من وجود مخصص لا يقال هو الاجماع لان الاجماع على العمل لا ان العمل للاجماع قد يقال ظاهر الحديث ايجاب
تحقيق الحال في محل الرتبة فلا يتناول المتواتر او يقال خص بدليل العقل والحق ان الحديث ضعيف بل قيل موضوع بل
من اشد الموضوعات بل قيل وضعته الزنادقة وقيل مخالف لقوله تعالى ما آتكم الرسول فمبطل لنفسه انتهى اقول هذا
هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن به فان هذا الحديث مكذوب موضوع باطل لا اصل له وضعه الزنادقة الملعونون واستدل
به الجهلة المتعصبون فلذا رده المتقدمون والمتاخرون قال بحر العلوم مولانا عبد العلي اللكهنوي الحنفي في شرحه على
المسلم قال صاحب سفر السعادة انه من اشد الموضوعات قال الشيخ ابن حجر العسقلاني فقد جاء بطرق لا تخلو
عن المقال وقال بعضهم قد وضعه الزنادقة وايضا هو مخالف لقوله تعالى ما آتكم الرسول فخذوه
فصحة هذا الحديث يستلزم وضعه ورده فهو ضعيف مردود انتهى وقال ابن طاهر الحنفي
صاحب مجمع البحار في تذكرته وما اورده الاصوليون من قوله اذا روي عني حديث فاعرضوه على
كتاب الله فان وافق فاقبلوه وان خالف فردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه حديث اني
اوتيت الكتاب وما يعدله ويروى ومثله وكذا قال الصغاني وهو كما قال انتهى وقال القاضي محمد بن
الشوكاني في الفوائد المجموعة حديث اذا روي عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فاذا وافقه فاقبلوه
وان خالفه فردوه قال الخطابي وضعته الزنادقة ويدفعه اوتيت القران ومثله معه وكذا قال الصغاني

---

متواتر کی اور مین یہی دلیل ہے کیونکہ یہہ عام مخصوص البعض ہے اور وہ یہی معنی مین حجت ہوا اور یہان بھی یہی معنی مراد دلیل ہے کہ تواتر کی ولیکن یہہ ہے کہ خبر واحد مقابلہ مین اوس
اجماع کی ہی جو متواتر کی عمل پر حجت نہین ہو سکتی اور بوجود احتمال تخصیص کی نفی نہین ہوتا بلکہ تخصیص کا ہونا ضروری ہے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ اجماع ہے
کیونکہ اجماع تو عمل پر ہے بلکہ اجماع کی سبب سے نہین ہے کہا جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کا جب کرتا ہی کہ اوسکی مرتبہ کی تحقیق ہو تو متواتر کو شامل نہین ہو سکتی یا یہہ
کہا جاوی کہ عقلی دلیل سے مخصوص ہی اور حق یہہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے بلکہ موضوع بعضون نے کہا بلکہ کہا یہہ موضوعات مین سے ہے بلکہ علما نے کہا ہے
کہ زندیقون نے اوسی بنایا ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ وہ اس آیۃ کی مخالف ہے کہ جو تمہین رسول دیوی تو یہی آپ باطل کرنیوالی ہے ہو چکی عبارت اوسکی مین کہتا ہون یہی
حق ہے جسکا یقین سزاوار ہے کیونکہ یہہ حدیث جھوٹی ہی کچھ اسکی اصل نہین زندیق ملعونون نے بنالی ہی اور جاہل متعصبون نے اس سے حجت پکڑی ہی سو اگلی اور پچھلی
متقدمین اور متاخرین نے رد کیا کہا بحر العلوم نے شرح مسلم مین کہ صاحب سفر السعادت نے کہا ہے کہ یہہ حدیث بڑے موضوعات مین سی ہی کہا شیخ ابن حجر عسقلانی
نے کہ یہہ کئی طریقون سے آئی ہے اور کوئی کلام سے خالی نہین اور بعضون نے کہا کہ زندیقون نے بنالی ہی اور یہی اس آیۃ کی مخالف ہی کہ جو تمہین رسول دیوی
تو اسکو لو تو صحت اسکی اسکی وضع کو لازم پکڑتی ہی تو وہ ضعیف مردود ہے ہو چکی عبارت اوسکی اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے جنکی مجمع البحار ہے اپنے تذکرہ مین
کہ وہ جو اصول فقہ والی حدیث کہتے ہین کہ یہہ قول لاتے ہین کہ جب تمہین کوئی حدیث مجھ سے پہونچے تو اوسکو قران سے ملاؤ اگر موافق ہووی تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو
خطابی نے کہا ہی کہ زندیقون نے بنالی ہی اور اوسکو یہہ حدیث دفع کرتی ہی کہ مین قران اور اوسکی برابر دیا گیا ہون اور بعضی روایتون مین قران کی مثل
بھی آیا ہی اور اسیطرح صغانی نے کہا ہے اور یہہ بات یون ہے جیسے کہ اوسنے کہا ہو چکی عبارت اوسکی اور کہا قاضی محمد بن شوکانی نے فوائد مجموعہ مین کہ یہہ حدیث کہ جب تمہین

قلت وقد سبقهما الی نسبته وضعه الی الزنادقة ابن معین کما حکاه عنه الذهبی علی ان فی هذا الحدیث الموضوع نفسه ما یدل علی رده لانا اذا عرضناه علی کتاب اللہ خالفه ففی کتاب اللہ عز وجل ما اتٰکم الرسول فخذوه وما نھٰکم عنه فانتھوا ونحو ھذا من الآیات انتہی فبطل جمیع ما تمسک به المانعون للتخصیص بجمیعھا وبقی ما اثبتناه من جواز تخصیص عام الکتاب بخبر الواحد قبل تخصیصه بقطعی

پس حاصل یہہ ہوا کہ توقیت ہر نماز کی ہر نمازی پر عموم لفظ سے جو ظنی الدلالۃ ہوتا ہے واجب تھی لاکن اخبار احاد جمع بین الصلوتین نے اس عموم کی تخصیص کر دی ہے اب اوس توقیت کی یہہ معنی ہوئی کہ اپنے اوقات میں ہر نماز پڑھنے عموماً ہر ایک مصلی پر عموماً فرض ہے سوای نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشا کی وہ مسافر کو یا غیر اوسکی کو جسکے حق میں احادیث سی جمع ثابت ہی پہلی اپنے وقت یعنی دوسرے نماز کے وقت میں پڑھنی بھی درست ہے یہہ **جواب بطور تحقیق** از ترقی کی ہے اور اگر اس سی تنزل کریں اور مان لیں کہ ہر عام ظنی نہیں ہوتا بلکہ وہ عام جسکی ایکدفعہ تخصیص ہو چکی وہ ظنی ہوتا ہی اور اوسکی تخصیص خبر واحد کی ہے نہ ہر عام کی تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے اس لئی کہ اس عام میں جسمیں گفتگو ہے پہلی ایکدفعہ احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ سے تخصیص ہو چکی ہے یعنے مصلی ظہر اور عصر عرفات کی اور مغرب اور عشا مزدلفہ کے اس عام کی حکم سی مخصوص ہیں کہ اونکو جمع بین الصلوتین بالاتفاق اہل سنت کی درست ہے اور یہہ قاعدہ اجماعی ہی کہ جبکہ ایکدفعہ کوئی عام مخصوص ہو جاوے تو وہ بالاتفاق ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہے اور تخصیص اوسکی خبر واحد سی بلکہ قیاس سی درست ہی کہا **تلویح** میں لما لم یبق العام بعد التخصیص قطعیا جاز فی العام بعد التخصیص من الکتاب والخبر المتواتر معلوما کان المخصص او مجھولا ان یخصص بخبر الواحد والقیاس اجماعا اور اگر اعتراض کرو کہ بنا بر حنفی اصطلاح کے احادیث جمع عرفات اور مزدلفہ کی مخصص نہیں کیونکہ مخصص نزدیک اونکی موصول چاہیے بلکہ وہ حدیثیں ناسخ ہیں اور عام منسوخ البعض کے قطعیۃ اونکی مذہب میں باقی رہتی ہی پس کسطرح اخبار احاد مخصص اوس عام قطعی کے ہیں تو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ حق یہی ہے کہ جبکہ ایکدفعہ کسی عام کا بعض افراد پر قصر ہوتا ہے تو وہ عام ظنی الدلالۃ ہو جاتا ہی خواہ وہ قصر کلام موصول سی ہو خواہ متراخی سے اور حنفی جو فرق کرتے ہیں نسخ اور تخصیص میں ساتھہ متراخی اور موصول ہونیکی اسپر کوئی دلیل قایم نہیں رکھتی اگرچہ ٹوٹی پہوٹی دلیل اونکی ہے تو یہی ہے کہ تاخیر مخصص میں تجہیل لازم آتی ہے سو جواب اسکا پہلی عبارت میں گذرا پس اگر حنفی بلادلیل قصر توقیت کو بجز ماسوی مصلین عرفات اور مزدلفہ کی مستلزم ظنیۃ عموم توقیت کا نامین گی اور اپنے عدم تسلیم کے بیدلیل پر جمی رہیں گے تو کیا اندیشہ اور عام اس کے ظنی ہونے میں کیا شک تم نہیں دیکھتی کہ جبکہ شیوع قصر کا عام میں ثابت ہوا تو ظنی ہونے اس

مجھسے کوئی حدیث پہونچی تو اوسکو قران سی ملاؤ اگر موافق ہووی تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو خطابی نی کہا ہے کہ زندیقوں نی بنالی ہی اور اوسکو یہہ دفع کرتی ہے کہ میں قران اور اوسکی مثل دیا گیا ہوں اور ایسا ہے صغانی نے کہا ہے میں کہتا ہوں کہ اون دونوں سی پہلی ابن معین نے اوسکو زنادقہ کیطرف نسبت کیا ہے چنانچہ ذہبی نے ابن معین سے اسکی حکایت کی ہے علاوہ اسکی خود اوسمیں وہ مضمون ہے جو اوسکو رد کرتا ہے کیونکہ ہمنے جب اوسکو پیش کیا تو قران میں ہے کہ جو تمہیں رسول دیوی اوسکو لو اور جسی منع کری اوس سے باز رہو اور ایسے بہت آیتیں ہیں ہو چکی عبارت اوسکی سو باطل ہو سب جسسی منع تخصیص والوں کا مدعا تھا اور جواز تخصیص خبر واحد سی بلا تخصیص یقینی کے جسی ہمنی ثابت کیا تھا باقی رہا ۱۲ **ف** جب بعد تخصیص قطعی

لفظ عام کا ہوگیا جیسا کہ ہمنے عربی عبارت مین ثابت کر دیا ہے تو وقوع قصر کا ایک لفظ خاص مین کیونکر اوس لفظ خاص کو قطعی
الدلالۃ نکریگا فاعتبروا یا اولی الابصار پس ثابت ہوا کہ جمع بین الصلوتین بعذر سفر وغیرہ منافی اور مخالف کتاب اللہ کے
نہین فللہ الحمد والمنۃ جناب مؤلف نے بعد اس عذر ثانی کی جسکا جواب ختم ہوا جرح اور قدح کیا ہے اون روایات پر جنکو
اوسنی ہمارا متمسک ٹہرایا تہا سو تم نے دیکھا کہ اونمین سی ہمنی کسی حدیث کو بہی دلیل نہین پکڑی پس جرح اونکا ہمکو
ضرر کرتا ہے اور جناب مؤلف نے بعد اوس جرح اور قدح کی دو عذر اور درباب عدم جواز عمل کے احادیث جمع بین الصلوتین
پر لکہی ہین ایک عذر یہہ کہ روایت ہی ابو ذر سی کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیف انت اذا کانت علیک امراء یؤخرون الصلوۃ
عن وقتہا او یمیتون الصلوۃ عن وقتہا قال قلت فما تامرنی قال صل الصلوۃ لوقتہا رواہ مسلم تو اس حدیث سی یقیناً معلوم ہوتا ہی کہ نماز
اپنے وقتمین پڑہنے چاہیئے پس جبتک احادیث جمع بین الصلوتین کین مثل اسکی نہون تو نچہوڑا جاویگا عمل اسپر پس جواب اسکا
کیا دیوین اور کس ناواقف سی خطاب کرین اتنا نہین جانتا کہ جبکہ مجوزین جمع کی انہی اوقات مین نماز پڑہنے کی فرضیت کتاب اللہ
سے مانکر پہر اوس سی مسافر کو مخصوص ٹہراتے ہین پہر اس حدیث ابو ذر مین یہہ بات نکہہ سکینگے اور ایک عذر جناب مؤلف کا
یہہ ہی کہ ادنی درجہ ہوگا کہ احادیث جواز جمع حقیقی کین اور احادیث عدم جواز کین متعارض ہونگین اور یہہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہی کہ جب کہ
تعارض ہو درمیان دو حدیثون کی تو وہ دونون ساقط ہو جاتی ہین پس دونون قسمون کی حدیثین ساقط ہونگین اور ہمارا تمسک آیات اور
احادیث توقیت سی باقی رہیگا پس یہہ عذر بہی قابل جواب کی نہین ہے لیکن اول تو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی مروی
نہین جس سے عدم جمع کا حالت سفر مین مستفاد ہو جیسا کہ سابق مین واضح ہو چکا اور اگر بالفرض کوئی حدیث منافی احادیث جمع کے
پائی بہی جاتی اور دونون مین تعارض واقع ہوتا تو یہہ کس شخص نے قاعدہ بنایا ہی کہ دونون ساقط ہو جاتی ہین یہہ قاعدہ تو جبتک کسی
اہل اصول فقہ یا حدیث سی مروی نہین شاید مؤلف نے کسی دیوار پر لکہا دیکہا ہوگا اذا تعارضا تساقطا اہل اصول حدیث کا یہہ قاعدہ
شرح نخبہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ اولی اون دونون حدیثون کو آپسمین موافقت کرنا چاہیئے اور اگر بلا تکلف موافقت نہو سکی تو متاخر
کو ناسخ کہنا چاہیئے اور اگر تقدیم اور تاخیر معلوم نہو تو دونومین جو مرجح اور اقوی ہو جیسے حدیث بخاری اور مسلم کی بہ نسبت غیر اونکی کے
اوسکو اختیار کرنا چاہیئے اور کتب اصول حنفیہ مین بہی ایسے مراتب ٹہرائی ہین اگرچہ اوسمین جمع کو مؤخر کیا ہے غرض کہ اذا تعارضا
تساقطا کا اہل اصول کوئی قایل نہین اخیر عذر مؤلف کا یہہ ہے کہ عدم جمع مین احتیاط ہی اس لئی کہ اگر کوئی جمع نکریگا تو نماز
اوسکی بالاتفاق اپنے وقتمین ہوگی اور اگر جمع کریگا تو شاید کہ اللہ کی نزدیک درست نہو پس نماز اوسکی بدون وقت کی ناجایز ہوگی پس
جواب اسکا یہہ ہے کہ تشکیک مذکور اوس صورتمین جاری ہوتی ہے جسمین طرفین کا مذہب بلا دلیل ہو اور صورت اختلاف کی بہ وجہ لا انکا
مسئلہ جمع مین تعین کا دعوے بے دلیل ہے اور ناجایز کہنا اونکا خلاف ہی اختلاف نہین پس اگر صحت مین عمل مدلل بدلائل کے قوی بہ دلیل

عام یقینی ہے نہ خواہ مخصص معلوم ہو یا نہو تو اب عام قرآن اور حدیث متواتر کی خبر واحد سے تخصیص جایز نہی ... ہوگا جب
بالدار لوگ نماز کو وقت سی ٹالدینگی یا مار ڈالینگی کہا آپ مجھے بتلایئے کہا تو اپنے وقت پر پڑہ ہو + + + + + +

ڈال دیا کریں تو سیکڑوں اعمال باطل ہو جاویں اور حق اور باطل میں کچھ تمیز نہ رہے بس دہو گئے سب عذرات جناب مؤلف کے اب
اون عذرات سے جو مؤلف نے بیان نہیں کئے بلکہ بعضے اور حنفیوں نے بیان کئے ہیں جواب دیا جاتا ہے تو سنو کہ بعضے یہہ عذر کرتے
ہیں کہ کہا ابن مسعود نے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوۃ الا لمیقاتها الا صلوتین صلوۃ المغرب والعشاء بجمع
وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتها رواہ البخاری ومسلم پس جواب اسکے تین ہیں **اول** یہہ کہ اگر اس نفی ابن مسعود کو تم سب احادیث اثبات
جو باقی چودہ صحابہ سے مروی ہیں غالب ٹہراؤ اگر کہو کہ جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر ایک یہہ بہاڑ
مصیبت کا گر پڑیگا کہ جمع بین الظہر والعصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات
کی بہی مفہوم ہوتی ہے پس جو تم جواب رکہتے ہو وہ اوسکو ہمارے طرف سے سمجھو یعنے اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت
عرفات کی تہا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی المزدلفہ بہی قران صحابہ میں مشہور تہی کیونکہ چودہ صحابے سوا ابن مسعود کے اوسکی ناقل ہیں تو ہو سوے علی ابن
مسعود کے اوسکا استثنا کیا اور اب محل نفیہ کا جمع با عذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقایسہ معلوم ہوتی ہے تو ہمکو کون مانع
مقایسہ سے وعلی ہذا القیاس جو جواب تمارا ہے وہی جواب ہمارا **دوسرا جواب** یہہ کہ جو امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم
میں کہا ہے والجواب عن هذا الحدیث انه مفهوم وهم لا یقولون به ونحن نقول بالمفهوم لکن اذا عارضه منطوق قدمناه علی
المفهوم وقد تظاهرت الاحادیث الصحیحة بجواز الجمع انتهی **تیسرا جواب** یہہ جو شیخ سلام اللہ حنفی نے **محلی** میں کہا ہے قد صح فی البخاری عن
ابن مسعود نفی رؤیة الجمع عنه صلی اللہ علیه وسلم الا بمزدلفة ثم رأیت فی مسند ابی یعلی من طریق ابن ابی لیلی عن
ابی قیس الازدی عن ابن مسعود کان صلی اللہ علیه وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر فلو حمل الاثبات فی
حدیث ابی یعلی علی حال الجد فی السیر والنفی فی حدیث البخاری علی حال النزول فی المنزل لکان له وجه فیؤل الی مذهب مالک رح
انتہی اور بعضے حنفی یہہ عذر کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری
رواہ مسلم عن ابی قتادہ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم تو **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث اوسی شخص کے حق میں ہے کہ بلا عذر
نماز میں تاخیر کرے نہ اوسکے حق میں جو مسافر ہو اگر کہو کہ یہہ حدیث سفر میں فرمائی تہی پس مسافر کو بہی حکم اوسکا شامل ہوگا
تو کہا جاویگا کہ اولاً تو ظرف قول کا باعث اور قرینہ اوسکے تعمیم یا تخصیص پر نہیں ہوتا اور اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جاویگا
کہ یہہ قول آنحضرت کی وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر نیند میں فرمایا تہا جیسا کہ ابتدا اس حدیث سے
ظاہر ہو رہا ہے پس حکم سفر کے فجر ہے کا بیان کیا جسکا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تہا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا
سفر کے کا علاوہ یہہ کہ مسافر جمع کرنے والے کو یہہ ضرور ہے کہ ارادہ جمع کرنیکا پہلی نماز کی وقت کی اندر اندر

---

ف۵۱ میں نے نہیں دیکھا آنحضرت صلعم کو نماز پڑہتے ہوئے مگر وقت پر سے دیکھا ان دو نمازوں مغرب اور عشا مزدلفہ میں اور فجر اوسدن
وقت سے پہلی پڑہی ف۵۲ اور جواب اس حدیث کا یہہ ہے کہ وہ مفہوم ہے اور وہ لوگ مفہوم کے قائل نہیں اور ہم جب قائل ہیں
کہ منطوق مخالف نہو اور جہاں مخالف ہو تو منطوق کو مقدم رکہتے ہیں اور حدیثیں صحیح جمع صلوۃ کی بہت ہیں ہو چکی عبارت اوسکی

مگر کبھی جب کسی شخص نے ارادہ جمع کرنیکا کیا یہانتک کہ وقت نماز اول کا گذر گیا تو بیشک اوسکی جمع درست نہوگی پس
اگر بطریق تنزل [illegible] اوس حدیث مین مسافر کو بہی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد اور محل اوس حدیث کا ہوگا اور آئمین
ہمارا کیا [illegible] ہم نیت جمع کو قبل گذرنے وقت پہلی نماز کی شرط صحت جمع کی جانتے ہین فافہم اور بعضی حنفی یہہ
عذر پیش [illegible] ہین کہ آنحضرت نے حمنہ بنت جحش کو اوسکی ایام استحاضہ مین ایسی کیفیت سی نماز پڑہنے فرمائے
کردی تہی [illegible] تہی اس سی معلوم ہوا کہ مسافر کو بہی جمع صوری ہی چاہئے پس اسکا **جواب** بہی ظاہر ہے
کہ وہ مقیم تہے پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس کرنا باوجودیکہ اوسکی حق مین ایسے نصوص قاطعہ تاویل کے
وارد ہین [illegible] صاف جمع حقیقی معلوم ہوتی ہے قیاس [illegible] الفارق ہے اور مقابل نصوص کے اور وہ
بالاتفاق مردود ہوتا ہے فقط پس ثابت ہوا کہ عدم جواز جمع بین الصلوتین کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے
ثابت نہین اور مانعین جمع بین الصلوتین کے کوئی دلیل نہین رکہتے اور جواز اسکا احادیث صحاح سی جو چند صحابی سے
مروی ہین اور [illegible] کتب احادیث مین جنمین صحیحین بہی ہین روایتین اونکی ثابت ہین اور بہت صحابہ اور تابعین
اور ائمہ ثلثہ یعنے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بہی اسکے جواز کے قائل ہین فلله الحمد اولا
واخرا وظاهرا وباطنا على ما ايدنا لاثبات الجمع فى السفر بين الصلوتين الصحيح الثابت
المروى عن النبى صاحب قاب قوسين صلى الله عليه واله وصحبه صفوة الثقلين ۞

---

ف اور یہ ثابت صحیح ہوا بخاری مین ابن مسعودرض سی کہ سوا سے مزدلفہ کے جمع صلوتین کرتے آنحضرت صلعم کو نہ دیکہا
پہر مینے مسند ابویعلی مین طریقہ ابن ابی لیلے سی وہ ابی قیس ازدی سی اور وہ ابن مسعود کے راوی ہین یہہ دیکہا
کہ ابن مسعود روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم سفر مین جمع صلوتین کیا کرتی تہی سو اگر حدیث ابویعلی مین اثبات
جمع جلدی چلنی کیوقت پر حمل کیا جاوے اور نفی جمع حدیث بخاری مین اوپر حال اوترنے کی منزل پر حمل کیا
جاوے تو البتہ ایک طریقہ ہوگا پس مآل امام مالک کے مذہب کے طرف ہوجاویگا ہوئی عبارت اونکی
کہتا ہون یہہ ہے کہ ایک نماز پڑہے اور دوسرے نماز کا وقت آگیا روایت کی مسلم نے ابو
قتادہ سے اونہون نے آنحضرت صلعم سے ف الله شکر ہے اول اور آخر ظاہر اور باطن پر
کہ اوسنے مدد کے ہمارے اوپر ثابت کرنے سفر مین جمع صلوتین کے کہ وہ صحیح اور ثابت ہے آنحضرت صاحب
قوسین سے درود نازل کرے الله اونپر اور اونکی آل اور اصحاب پر جو دو نو جہان کی برگزیدہ ہین

تمت

# خاتمۂ کتاب

مخفی نرہے کہ بعد تحریر جواب باب ثانی تنویر کی اور اثبات اس امر کی کہ تقلید مذہب معین کی بزعم وجوب التعین کی درست نہین حاجت جواب باب ثالث تنویر کی جسمین جناب مؤلف نے احادیث کو اپنے محل سے بگاڑا تھا اور اونمین تحریفات کر کے طرف اپنے مذہب کے کھینچا تھا باقی نرہی تھی کیونکہ جب التزام کی کچھ حقیقت نرہے تو عالم بالحدیث بدون تحریف اوسکے حدیث کی طرف کسی مذہب کی عمل کرتے اور عوام کسی عالم ربانی سے لا علی التعین اس عنوان سے کہ مثلا فلانا مسئلہ حدیث مین کسطرح آیا ہے دریافت کرتے لیکن پہر بہی ہمنے چند مسائل کو باب ثالث سے قلم بند کر دیا ہے تاکہ اوسکے قوت دلایل اہلحق کی ظاہر ہوجاوے اور جناب مؤلف کی خیانت اور تصرف سے احادیث مین اطلاع ہوجاوے پس علماء باانصاف اور فضلاء انصاف سے امید یہہ ہے کہ ان چند مسایل کو نمونہ تحقیق اہل حق سمجھکر باقی مسایل کو بہی اسپر قیاس کرین اور ان مسایل مین جناب مؤلف کی چالاکی سے بچتے رہین اور اگر ہمکو آیندہ فرصت ہوئی تو باقی مسایل کی بہی تحقیق لکہین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین یارب العالمین

**نظم**

توفیق ایزدی سے جوابات یکقلم ٭ سب آجب الرقم مین ہوئی ہینگی خوش رقم ٭ اہل ہنر کو اسکی خطا پر جو ہو شعور ٭ اصلاح دلپذیر کرین اسمین باکرم ٭ ہذا آخر ما الہم اللہ خالق الثقلین عبدہ العاجز محمد نذیر حسین عافاہ اللہ فی الدارین بجاہ سید الثقلین ٭

سید محمد نذیر حسین

وزیر ۱۲۰۹ سلیمان داود

محمد اسحق | علیم الدین حسین | سید حسن شاہ | غلام علی | حفیظ اللہ | محمد حسین | حافظ ولی اللہ | شہاب الدین

محمد عبد الرحمن | محمد | محمد عبد الحکیم | برہان الدین | احمد اللہ | غلام رسول

امیر الوالہ ضلع گوجرانوالہ
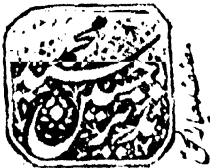
## صورۃ ما کتب العالم النبیل الفاضل الجلیل الکامل الورعی اللباع الالمعی المولوی علیم الدین حسین الانصاری العظیم آبادی الجخ نفسہ مقرظا علی ہذا الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن ظہر برہانہ بحیث لا یمکن انکارہ والصلوۃ علی سید الانام محمد النذیر البشیر وعلی آلہ واصحابہ

الهادين الى منهج الاسلام **اما بعد** هذا شئ عجيب ما يدركه الا اللبيب ما اطيب كلامه وما احسن نظامه لله الدر
كتاب اى كتاب تضمن اجزائه يواقيت وجواهر باهرة وتشتمل مضامينه على لآل ودرر فاخرة بل هو اسرار
الحكمة اليمانية ونور انوار الشرعية البرهانية آذا رايت ديباجة جماله تذهب عنك كل العنا ومتى طالعت
صفحة محياه كماله ياتى اليك كل الغنا هذا ما وصف به فهو القل وما بقى فهو الجل للفاضل الغطريف ذى المقام
الشريف هو البليغ الذى ان تكلم اجزل واوجز وان نظم افحم كل لسن بانشائه واعجز كفى كلامه على غزارة
فضله مرشدا ودليلا ولا يجد معانده مع الغلو فى العتو الى القدح فيه سبيلا بل يطاوع الاحباء بالجزام
مدحه على لسانه بالاضطرار ولا ينصرف انكار ضوء الشمس يوم الصحو وقت نصف النهار فالاعداء والخلان
على فضله شاهدان عادلان كيف لا وهو بالشرف الوضاح والعلم والتقى وبالحسب العالى والاخلاق الغر الذكى
واضحى به الشرع الشريف مؤيدا ومرتبة الاسلام سامية القدر سرمدا الم تنظر الانوار منها تصاعدت ولاحت كضوء
الشمس فى البر والبحر قد انتشر صيت كماله واشتهر بناء جلاله اعنى به العالم القمقام صفوة النبلاء الاعلام
المولوى السيد **محمد نذير حسين** حفظه الله عن المعرة والشين لا زالت بدور فوائده طالعة
من مطالع الحديث والقرآن وشموس معارفه مشرقة من آفاق التبيان احلى ان يجتنى من ثمار معانيه
فى بساتين الكلام واشهى ما يستلذ به من فواكه تبيانه اولوا الافهام صانه الله الكبير المتعال عن شر
عين الكمال وابقاه ملك الزمان سالما عن مطاعن اهل البدعة والطغيان بحرمة سيد الثقلين جد الحسن والحسين
آمين آمين آمين

## صورة ما كتبه العالم النبيل المولوى ابو عبد الله غلام على قصورى

بسم الله الرحمن الرحيم
وبه نستعين

الحمد لله رب العالمين رب زدنى علما **اما بعد** فيقول العبد الضعيف **ابو عبد الله غلام على**
قصورى قد فزت بمطالعة معيار الحق لمولانا المحقق المدقق **محمد نذير حسين** الدهلوى فظفرت
على مطالبه ومقاصده ونظرت فيه بامعان النظر طالبا لمحامده ومفاسده ووزنته بتنوير الحق الذى فى
جوابه وكررت المطالعة والمعاينة وتذيبت المقابلة والموازنة متفحصا لخطأه وجوابه وسعيتها بالمقايسة وتتبعت اياهما بالمناوبة
فوجدت معيار الحق معيار الحق بل الحق ان ذلك كتاب ينطق بالحق رايته موافقا لما هو الحق حريا بالمحامد الفخيمة
مشتملا على الصواب متجافيا عن المفاسد ومما فيها من المسائل المختلفة اعظمها مسئلة التقليد عدمه وانه
مقتصر على احد من الائمة الاربعة وان التزم احد تقليد احد منهم يلزم فى مدة عمره فصاحب المعيار اثبت عدمه
وجوبه ببراهين الساطعة وحجج القاطعة وما اورد مسئلة الا واسندها الى الكتاب والسنة السنية ما اتى ببدعة الا واستشهد

علیها بروایات الثقات والنقول المعتبرات من کتب سادات الحنفیة ولعمری ان الکتاب والسنة واقوال المجتهدین
واجماع المسلمین یؤید قوله ولا یحوم الباطل بوجه من الوجوه حوله ولیس قولی هذا بالتقلید واقتفاء بالآثار بل
قلته بعد التحقیق وصرف الانظار وانی قد صرفت برهة من الزمان وبضعة من الایام من قبل ذلک فی تحقیق تلک
المسئلة فصفحت لذلک کثیرا من الکتب والرسائل القدیمة والجدیدة وتتبعت اقوال المتقدمین والمتاخرین حتی
صرت منها علی الیقین فلله دره وعلی الله اجره حیث احیا وقد شموع الهدایة فی زمان شیوع الظلمة ونطق بالحق وقت
خمول السنة ونمو فروع البدعة وما اورد فی تنویر الحق من اثبات وجوب التقلید الشخصی بشخص معین من الحجج
والبراهین کل ذلک محدثة من عند نفسه ما سبقه فیه احد من العالمین وما جمع فیه من الدلائل لاثبات المرام وتکلف فی تلک
المقام فهو ظاهر البطلان ما انزل الله بها من سلطان وما الحکم الا لله الیه الانابة والثقة وعلیه التکلان وصلی الله تعالی
علی خیر خلقه محمد واله واصحابه وعلماء امته ما لاحت النجوم وتلیت القران اللهم اهدنا لما اختلف فیه باذنک انک
تهدی من تشاء الی صراط مستقیم برحمتک یا ارحم الراحمین ط

## صورت تحریر عالم محقق وفاضل مدقق مولوی احمد الله حفظه الله شاگرد رشید مولانا ابو عبد الله موصوف سلمه الله

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلوة علی رسوله **اما بعد** فیقول احقر الخلیقة بل لا شئ فی الحقیقة **احمد الله** جعل الله
اخراه خیرا من اولاه انی طالعت معیار الحق للاوحد الکامل محط رحال الافاضل محی السنة ماحی البدعة وحید ماته فرید
وانه مولانا وبالفضل اولینا المشتهر فی الخافقین السید **محمد نذیر حسین** جزاه الله عنا خیر الجزاء فی
الدارین وطالعت ذلک الکتاب من اوله الی اخره واطلعت علی باطنه وظاهره فوجدته محلی بیواقیت التحقیق وجواهر
ودرر فریدة التدقیق وزواهره جامع للمواهب اللطیفة والمطالب الشریفة مرقات للصعود علی منازل الحق الی
الدرجات العلی ولمعات للنجات فی طریق الصدق من الظلمات الدجی فانه خلاصة توضیح المحققین وتنقیح المدققین
کل مطالبه مبین وجل مقاصده مبرهن غایة تقریب نهایة تهذیب بادره یا طالب الحق انه مغتنم وعند فحول
العلماء مسلم واجعله عقد الجیدک والفوز بعیدک فانه اورد فیه النصوص القطعیة من الآیات والاحادیث
والنقول المعتبرة من فقهاء مذاهب الاربعة مؤیدة لمدعاه موکدة لما ادعاه بحیث لم یبق لمخالفه دلیل ولا
لفار من الحق سبیل ولا تغتر بهذیانات صاحب التنویر فانه لا دلیل له من صحاح الحدیث ولا الکتاب المنیر والحق
ما افاده مولانا فی المعیار کما لا یخفی علی الاخیار فجعل الله حجته بالغة وکلمته عالیة وصلی الله تعالی علی
خیر خلقه محمد واله واصحابه وعلماء امته اجمعین آمین .

## صورة ما قرظه الفاضل الكامل العارف الواصل جامع المعقول والمنقول كشاف معضلات الفروع والاصول اسوة الاتقياء زبدة الفقهاء الموفق من عند الله الصمد مولانا المولوی محمد پنجابی خلف الصدق المولوی بارک الله سلمه وغفرله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوة والسلام علی رسوله محمد الذی من امن به وتبعه اهتدی ومن اعرض عن الاقتداء به ضل وغوی وعلی اله واصحابه الذين هم نجوم الهدی **اما بعد** فهذا الكتاب الملقب بالمسمی **معيار الحق** بل عين الحق حقيق بالقبول لامجال للعدول عنه لاهل الحق والانصاف وان انكره اهل التعصب والاعتساف الفه استاذنا ومولانا المحقق المدقق الكامل فی فن الفقه من الاصول والفروع والتفسير والحديث السيد **محمد نذير حسين** ادام الله فيوضه ولقد كنا مترددين فی هذه المسئلة المعضلة فكشف عنها حجابها فاستنارت كالقمر ليلة البدر جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء فی الدارين قال الله تعالی والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين وانا العبد الضعيف المفتقر الی الله محمد

ابن مخدومی بارک الله غفر الله له ولوالديه ولسائر المؤمنين امين

## صورة ما قرظه ونظمه سند السادات مصدر الخيرات والحسنات مجمع البركات والكمالات وحيد عصره فريد دهره الفاضل الالمعی العالم اللوذعی رافع اعلام الشريعة قامع اثار الشرک والبدعة الصوفی الصافی الاسعد جناب مير حسن شاه قادری نتالوی دام ظله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقيم بالنور المبين والصلوة والسلام علی رسوله محمد سيد المرسلين وعلی اله وصحبه الذين فازوا منه بالحظ الجسيم من نور اليقين **اما بعد** فلما كان علم الفقه اعظم العلوم قدرا واعلاها منزلا وارفعها شانا واسناها برهانا وكان مسئلة وجوب تقليد امام واحد وعدم وجوبه من ادق مسائله واغمضها قد تحيرت فيها افهام الاذكياء وتقعسر عن تحقيقها اذهان الفضلاء فصنف فيها الفاضل النحرير العلامة والفاضل الجليل الفهامة متصدر الفضلاء المدرسين فخر العلماء الراسخين الفقيه الذی تزينت به مسند المساجد والمدارس واحتاج الی تفريع منطوقه ومفهومه كل الذاكر والمدارس احيی دروس المدارس وزان دروسها وجمل صدر المجالس واطلع شموسها عمدة المفتين المحققين قدوة المحدثين المدققين المبراعن الشين مولانا السيد **محمد نذير حسين** لازالت شموس فضائله لامعة وانوار جلائله ساطعة كتابا سماه **معيار الحق** بالهام الله الملهم للصواب ولعمری ان ذلک الكتاب لاريب فيه

انه فی هذه المسئلة فصل الخطاب یسلک بمن یتامل فیه سبیل الرشاد ویخلع ربقة وجوب تقلید الامام الواحد من اعناق العباد فانه برهن فیه علی ما هو الحق الحقیق من ان التقلید لامام من ائمة الهدی واجب وتقلید الامام الواحد المعین غیر لازم کیف وهو هوس من هوس ساتهم لم یاتوا علیه بسلطان مبین وما ایده الا اقوال المقلدین لا المجتهدین فضلا عن النص الصریح او حدیث الماثور من سید المرسلین جزاه الله عنا خیر الجزاء وجعل سعیه مشکورا وکلامه بین اهل الحق مقبولا ومشهودا والحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین

المقرظ اضعف عباد الله **میر حسن** قادری فاضلی

## صورة ما کتبه وسطره واقف علوم عجیبه ماهر فنون غریبه فاضل اجل وعالم اکمل مولوی حافظ عمر الدین هوشیارپوری دام ظله العالی

بسم الله الرحمن الرحیم

الکتاب المعیار الذی صنفه مولانا المحقق المدقق قدوة العلماء المتبحرین اسوة الفضلاء والمحدثین السید **محمد نذیر حسین** ادام الله فیوضه فی الملوین کتاب یشتمل علی الحق والحق لا ینفک عنه والباطل لا یحوم حوله والحق ان هکذا کان طریق السلف والخلف وما کان احد یری تقلید احد واجبا علی احد ولقد رایت فی الطحطاوی موافقا لما هو فی هذا الکتاب حیث قال قوله وفی نکاح الخلاصة لو قیل لحنفی ما مذهب الامام الشافعی فی کذا وجب ان یقول قال ابو حنیفة رحمه الله کذا وذلک لانه یجب علی الشخص التکلم بالصواب لا بالخطا وقول الغیر فی اعتقاد الحنفی خطاء یحتمل الصواب وتقدم فی الخطبة ان محل هذا فی المجتهد اما المقلد فلا یجب علیه هذا الاعتقاد بل نصوا علی جواز تقلید المفضول مع وجود الفاضل مع ان المفضول خطاءه اکثر وقد اشار الی ذلک صاحب البحر فی بعض رسائله ولذا قال الشریف الحموی ثم لا یخفی ما فی کلام الخلاصة الذی قوی به صاحب النهر بحثه من النظر انتهی بلفظه وایضا فیه اعلم ان الافتاء بقول مالک هو عین التقلید ولا نزاع فی جوازه بشرط عدم التلفیق علی ما ذکره الشیخ الحسن وافرده برسالة ویخالفه ما ذکره العلامة ابن الملا فروخ حیث صرح بجواز العمل بالتلفیق واطال فی ذلک علی وجه التحقیق وافرده برسالة ایضا وعزا القول بجواز التلفیق لابن الهمام فی التحریر ولصاحب البحر فی بعض رسائله وانه قال ای صاحب البحر منع العمل بالتلفیق خلاف المذهب الی اخره وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب وانا العبد المذنب المعروف **بحافظ عمر الدین** هوشیارپوری غفر الله له ولوالدیه

## صورة ما کتبه العالم الکامل الفاضل العادل ارشد الصلحا واسعد الاتقیا المولوی برهان الدین صاحب ادام الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين **اما بعد** فما حققه العلامة المدقق الفهامة المحقق سند المحدثين حجة المفسرين رائج التوحيد والسنة ماحی الشرك والبدعة طالب حسنيين **السيد المولوی محمد نذير حسين** رزقه الله خدمة سنة سيد الثقلين في معيار الحق فهو عند الحق المامور به المطاع ولعمری هو الحقيق الحق بالاتباع تمّ

## صورة ما زبره المصقع الخطيب والمدره الاديب الحسيب النسيب والطبيب ابن الطبيب ذو الطبيعة النقادة والفطنة الوقادة المولوی محمد سليمان وقاه الله شر الاشباه والاقران مقرظا على هذا الكتاب

حمدا لك يا من بك الصبح يتنفس والليل يعسعس والباطل يمحق والحق يحصحص والليث المقبل يتجمش والجرو المقلد يتبصبص وصلوة على رسولك الذی دخ به الايمان واندخ ورضخوا فيه ولو امراة حدحة وشيخ دردح **وبعد** فهذه الرسالة احسن الرسائل ليهتدوا بها اهل الزيغ والخفائل دواء لاسقام الجهل شفاء لذوی النهل ضاع بها رحيق التقليد الجامد وذهب فيقة وانكسر قنينه بعد ما طفح واختطف بصره بعد ما طمح ولاح بان اهله غافل ضفند لا بل جاهل صمحمد فطوبى لمن امن بالكتاب وصدق بخ بخ وبوسى لمن تعافاه ومزق كخ كخ كيف لا وعبارته تعجب السحبان وتحقيقا ته تنشط اذان الاذهان نديم فی الغربة مزيل الكربة نسيمه المطيبة من الرياحين والازهار يسر القلوب وحياض زلاله شفاء لكل مكروب كانه روض ممطورة يتغرد البلابل على اغصانه ويترنم العنادل على عيدانه ولنعم ما تغرد

**ع** واهرب عن التقليد فهو ضلالة :: ان المقلد في سبيل الهالك ؛ وحبذا ما ترنم

**ع** باگل سرخ كه اصلش عرق روی نبی ست دریابد لالۂ نعمان ندبرابر گيرند

فيا معشر العلماء ان اردتم الفوز الى السعادة والوصول الى الغاية فلينظروا الى هذا الكتاب بعين الانصاف لا عن التعصب والاعتساف فانه سحر لكنه حلال وسحر ليس له من الشمس زوال خال عن الحشو والتطويل وحاشا الله ان يكون لها عديل وحقيق بان ينمق على وجنات الحور من سواد طرة المحبوب وحری بان يكتب من الزمرد الاخضر على صفائح القلوب اللهم ابد مؤلفه ومن ترصع بحلية الطبع وليسر رويتهما رياء وقدر لی حضور مجلسهما احسن نداء وانا العبد الضعيف **محمد** الشهير **بسليمان** الفلواری العظيم آبادی مولدا ومنشأ والصفهوی محتدا ومسكنا ۱۵

## صورة ما كتبه الفاضل النبيل الاديب الجليل مهبط فيوض السبحانی مولوی نور محمد ملتانی سلمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الداهية وما الداهية ؞ وما ادريك ما هية ؞ كل الخلق في ورطة التقليد فانية ؞ عام مقلد بغير الحق ولا ينقذ ؞ ويرى الجاهل الغريق في الضلالة ولا ينقذه والذي
تيمنوا منه الخير كالذي يستدل من الطير ؞ وكلاهما اعور وكسير ؞ مثل المقلد بين يدي المحقق ؞ كالضرير بين يدي البصير الحاذق ؞ ما المقلد الا جاهل
مخشوش لعمل مغشوش ؞ قصاه لوح منقوش يقنع بظواهر الكلمات ؞ ولا يعرف النور من الظلمات ؞ يركض خيول الخيال في ظلال الضلالة
يغمس يده في ايام البدع والاهواء ؞ في ماكل الحلوى ؞ ويسعى في اضلال الخلق والاغواء ؞ سوف يبوء بالندامة والخجل ؞
وللشيطان اللعين نعم البدل ؞ يحسبه الجاهل صالحا وهو من المراق ؞ ويظنه امينا وهو من السراق ؞ فيعظمه على تلك
اللحية والقمة ؞ ويوقرمنه هاتيك الحلية والعمة ؞ يكتب الزور وبه تجري اقلامه ؞ ويكتم الحق وبه تامره احلامه ؞ واذا
رايته تعجبك اجسامه ؞ والحق يتضح بالادلة ؞ والشهور تشتهر بالاهلة ؞ وشفاء الصدور بالبينة ؞ والدين لولا
شطب البيان والعلماء الاعيان اعزل ؞ والقلم لولا سنان البرهان مغزل ؞ ومثل العلوم والبرهان ؞ كمثل المصابيح
والادهان ؞ والحجة للاحكام ؞ كالعماد للخيام ؞ والعهاد للهيام ؞ والروح للحوباء ؞ والشمس للحرباء ؞ وافضل
القرب قربة هي فريضة ؞ وبعدها سنة ؞ مستفيضة ؞ والسنن اداب الرسل ؞ واعلام السبل ؞ ولولا الفرض
والمسنون ؞ لم يشرف الحماء المسنون ؞ الفرض كالعذق والسنة كالعلاوة ؞ فذاك نعم الحمل ؞ وتلك نعمت الحلاوة ؞
طوبى لمن انتشر رواتب السنن والاثار ؞ لسيد الابرار في كل الاقطار والامصار ؞ حال كون الناس مللا متفرقة ؞
ونحلا متشتتة ؞ راكبون على متن عمياء ؞ يخبطون خبط عشواء ؞ وللبشرى لمن سلك سبل اسباب الحق والصدق ؞ وصنف
في اعلاء كلمة الله كتابه **معيار الحق** ؞ الذي يتحلى برواية ودراية ؞ وبلاغة رائعة ؞ سواد الحروف فيه
كالليل مظلم ؞ وهي سطور منه كالصبح يطلع ؞ دقائقه فيه كشمس مضيئة ؞ عليها سحاب منه تبدو وتطلع ؞ معانيه
في الالفاظ يطلع ضوءها ؞ كنور السراج بالزجاجة يلمع ؞ ولمصنفه قدم لاعلام العلوم فارعة ؞ واداب بارعة ؞ من
استسعى عنه فقد استسعى بعبوبا ؞ ومن استسقى عنه فقد استسقى اسكوبا ؞ ولنعم ما قيل ان خلاصة الجوهر
تظهر بالسبك ؞ وبيد الحق يصدع رداء الشك ؞ روض فنون العلم فرد الدهر ؞ بدر العلى شمس سماء الفخر الماجد
المجتهد من سما على اقرانه مجدا بهذا القطر ؞ والله يحميه ويبقيه على ؞ خير ولازال جميل الذكر ولقد لمحت الكتاب
المذبور فوجدته محتويا على بديع استملحته ؞ فيا ايها الاخدان والخلان الحق احق ان يتبع ؞ والصدق حقيق
بان يستمع ؞ والاجتناب عن شبهات التقليد والغياهب ؞ واختلاط الضلالة والشوائب واجب ؞ والعرض عن سوء العواقب اى صائب واوصي للناس
بالرجوع الى مضامين هذا الكتاب والمصير ؞ وجمعت هذه الحروف بايماء الفاضل النحرير المولوي **تلطف حسين**
صين عن كل شين ؞ مستظهرا كاستظهار الرضيع بالظير الظهيره ؞ وقلت في تاريخ طبعه **الا ليس نظيره** ١٢٩٠

قصیدہ بلاغت رسیدہ من تالیفات افصح الادبا ابلغ البلغا محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد غلام اکبر خان صاحب سلمہ الرحمن الواہب در فضائل جناب مولف مدظلہ

ہوا ہی غیب سے مضمون یہہ آج ذہن نشین
بناؤن ہار ثنا کا وہ جسکی ہو تحسین
کھلا کی باغ طبیعت مین فکر کے گل کو
کہ کیجیئے مدحت مفتی دین و شرع متین
ہی محبت خلف خاص و عام جو بوقار
ہی جو محافل شرع متین کا صدر نشین
سپہر رشد کا شمس الضحے ہی آج جو شخص
ہے فقہ مین جو کم از صاحب ہدایہ نہین
ہے جو معانی مین ور صاحب مطول پر
ہین کہتے نحو مین جاسے کا مثل جسکی تمین
بہم ہی وہ فن معقول مین نشر اسکو
کہ جس کا آج نہین ہند مین نظیر و قرین

کہ طبع کو مین کرون باغ فکر مین گل چین
بناؤن یا کوئی گلدستہ کر کی گل چینی
دماغ روح کو اپنے کرون مین عطر آگین
وہ کون سیدنا مولوی نذیر حسین
ہے ایک حمیدہ سلف جو بعزت و تمکین
ہین بہرور علما علم و فضل سے جسکے
حدیث و ارض ہدایت ہے جو بنیک آئین
اصول مین جو ہی اب ثانی محب اللہ
مفسری مین جو رازیسی ہے زیادہ ذہین
بلاغت و لغت مین زمخشری سی تمام
کہ میر زاہد و قاضی کو ہی لضیب نہین
پڑھون وہ مطلع گذر کر خطاب غالب سے

گلون کو طبع کی رشتہ مین فکر سی لا کر
کہ طاق قصر ثنا کی کیسکی ہو تزئین
کھلا ہی یعنی بحق یہہ شگوفہ طبع مین آج
کہ جسکی فیض سی ہین مستفیض اہل زمین
ہے شمع بزم طریقت جو ذات با برکات
ہین راہ بین صلحا جس سے با صلاح و یقین
طحاوی وقت کا ہی یہی جو میان حدیث
کلام مین نسفی کی ہی مثل جو اس صین
ہے صرف مین جو رضی سی زیادہ تر صراف
بتاتی ہین یہی اہل نظر زیادہ کہین
عجیب ذات ہی کیا مجمع علوم و فنون
کہ سنکے ہون جسسے حاسد تمام چین بجبین

## مطلع ثانی

ہی آمین ختم تیرا کل مدارج تحسین
ہی تو شرف دو دہر خاندان اہل زمین
خدا رکھی تیرا جاری جہان مین چشمہ فیض
بسان ابر کرم اپنے فضل سے آمین
بس اب دعایہ قصیدہ کو ختم کر مسلم
رہے جہان مین تا سنت رسول امین
رہین تہ فلک اہل حدیث با لظفر

کہ بس کرون تجہی کہہ سبط پاک سرور دین
ہی اپنے تو خلف الصدق اون اب جد کا
دوام بر سر تشنہ لبان اہل یقین
سحب رہین تیری جلتی ہین خرم و شادان
کہ خفقاری سنتا ہون طول خوب نہین
ہو علم و فضل کو جبتک جہان مین نشو و نما
ہو بس زمانہ مین تا لیست بدعی بدین
منغمس بخوی مدحت زمین صدق و یقین

ہی افتخار سیادت کی دودمان کا جسے
کہ جسکی صدق کا تحفہ آیا ہمکو صدق و یقین
مدام تجکو خدا ہمیہ ظل گستر رکھے
رہین عدو تیری پامال تا بیوم الدین
رہے زمانہ مین جبتک شیوع مذہب حق
ہون بہرہ ور طلبہ تا علوم سی بہ یقین
رہے زمانہ تیرا معتقد لفضل و کمال

## ولہ قطعہ تاریخ

ہوا ہی بار دگر طبع نسخۂ معیار
کہ امر دین کی ہی تنقیح جسمین اور تہذیب
یہ ہے وہ نسخہ جسی لیتی ہین بدل و لوگ
کہ صاد کرتا ہی جسپر ہر ایک مرد لبیب
کتاب بس ہے یہ ہر ایک کو عمل کی لئے
کہ انکی وجد مین آتی جسی ہر ایک ادیب

کہ اس سی پاکی ہدایت ہون لوگ حق کے قریب
ہر ایک صاحب تحقیق کا ہی اسپہ مدار
جو امر حق کے ہین محبوب اور دین کے حبیب
ہے کیا کتاب یہ واللہ قاطع بدعات
یہ حکم عام ہے سائل ہو کوئی خواہ مجیب
ہین سال طبع مین اسکی فقط یہی دو لفظ

بہلا ہو کیسی نہ مرغوب اہل حق یہ کتاب
نہ مانی گو کوئی تقلید یہ عنید و مریب
عجیب پایۂ تحقیق حق ہے یہ نسخہ
کہ جس سی آفت تقلید کی ہوئی تخریب
ہی اب یہ فقہ جمین کہ اسپر لکھون مین وہ تاریخ
**عجیب** لفظ ہی ایک دوسرا ہی لفظ **غریب**
۱۲ ۱۲ ۹۵

## ایضاً

پہر ہوا طبع نسخہ یہ مسلم

رہے مشتبے ہی کوئی ہان تاریخ
اس پہ لکہہ رد غالبان تاریخ
۱۲ ۹۶

سر الفت سی بول اٹھا ہاتف

## ولہ

دیکہہ کر یہ نسخۂ بی مثل مین ہی بیگمان

لکہے سال طبع جب طالب ہی اسبات کا
چہپ چکا بول اوٹہی سب گلزار تحقیقات کا
۱۲ ۹۷

کاٹ کر سر احمق تقلید کا بار دگر

**قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نقامر بع نشین جا پاش علم و کمال زیب و سادہ فضل و فضائل فخر زمان نحریر دوران جناب مولوی میر شاہجہان صاحب دہلوی سلمہ دام ظلہ مؤلف**

کامل نہین گر نجات کی خواہش ہے

تاریخ کو اسکے روز و شب ورد کرد
**یا ھادی یا مبین یا مقتدر**
۱۲ ۹۷

اللہ کے نام ہین تعجب کیا ہے

## ولہ

مینی پوچہی جو عالمو نسی یہہ بات

کہ جنہین دین مین ہو پاس سخن
**کہ جزا ھی سیعلمون غدا**
۱۲ ۹۷

تو جزا اونکی کیا لکھی ہے کہا

## ایضاً

طبع شد بار دگر معیار حق
میکند بس پاسداری از ناب

بارک اللہ این کتاب لاجواب
نیست از خفاش چشمی چارہ

از پئے تحقیق حق آمد محک
ورنہ حق روشن تر ست از آفتاب

یا اولی الابصار پاس امر حق
این جهان خود چیست نقش روی آب
عزت دین باید و فوق عمل
طالبانش را همیدانی کلاب
اتباع سنت احمد کنید
از امام آری چرا خوف عتاب
سال طبعش اہل حق میخواستند

وز تعصب اجتناب و اجتناب
نقش روی آب کے ماند درست
فخر دنیا را که آرد در حساب
از پی این فضلهٔ روباه و سگ
تا شوید از مقصد خود کامیاب
پیش قول احمد و اصحاب او

خوش بود گو در جهان باہم سخن
نقش دین بر لوح دل باید کتاب
هیچ دانی چیست دنیا جیفهٔ
بهر حق هرگز مخور این پیچ و تاب
چون محمد مصطفی خوشنود شد
اترکوا قولی بقول فرمود آنجناب
گفت کامل ای زہی خیر الکتاب
۱۲۹۷

## قطعه تاریخ طبع معیار راز نتیجه فکر مولوی محمد سلیمان صاحب متخلص بحاذق در صنعت توشیح که قطع نظر اصل ماده از اول و آخر مصرع اولی سنه ۱۲۹۷ و از اول و آخر مصرع ثانی سنه ۱۲۸۰ بر می آید

بسم الله الرحمن الرحیم

| | | |
|---|---|---|
| ۳ چه شد بار دگر معیار مطبوع ۷۰ | ۲ باسلوب جدید و طرز زیبا ۱ | ۷ ز طور معنیش بر دل تجلی ۱۰ |
| ۷ ز نور حرف او هر دیده بینا ۱ | ۲ بنور او منور چشم حق بین ۵۰ | ۷ ز طبعش خوش دل اہل تقوی ۱ |
| ۲ باستیصال تقلید معین ۵۰ | ۴ درین عالم بود بی مثل یکتا ۱ | ۲ بجنت قدسیان گفتند ربی ۱۰ |
| ۴۰۰ تو این معیار حق مقبول فرما ۱ | ۴۰ ملایک بر فلک گویند زہی طرز ۷ | ۶۰۰ خداوندا کریما پادشاہا ۱ |
| ۵۰ نماند در جهان زنهار تقلید ۴ | ۷ ز ما مقبول فرما این دعا را ۱ | ۵ هنیالک ما احببت یا من ۵۰ |
| ۳۰ لک الاحسان و الافضال تنشی ۱ | ۸۰ فان کلامک حق مطاع ۷۰ | ۸۰ فاخزی الله تعسا من تولی ۱ |
| ۸ حبیب فخر دین مقبول یزدان ۵۰ | ۳۰۰ شفیقی مخلصے محبوب دلها ۱ | ۳۰۰ شود نامش عیان بی شبهه و ریب ۲ |
| ۴۰۰ تلطف با حسین آری چو یکجا ۱ | بطبعش خوش نمود احیای سنت ۴۰۰ | ۳ چو اعجاز مسیح احیای موتی ۱ |
| ۴۰۰ تشکرش میسر ایم هر شب و روز ۷ | ۲۰ کلام حافظ مقبول دلها ۱ | ۸ حماک الله عن شر النوائب ۲ |
| ۳ جزاک الله فی الدارین خیرا ۱ | ۲ برای سال طبعش هاتف غیب ۲ | ۲ بحاذق نسخهٔ بی مثل گفتا ۱<br>۱۲۹۷ |

### ولہ

معیار چو طبع شد ز طبع ش ش

دل گفت بگو ترا چو ذوق است
مجموعه خاص اہل شوق است
۱۲۹۷

حاذق گفتم که سال طبعش ش ش

ولہ

مکرر طبع چون معیار حق شد ۔ بجا ذوق گفت روزے ملہم غیب ۔ کہ سال طبع او تعمیہ سنت ؛
۱۲۹۶
حسب ایزد پاک ست لاریب

## قطعہ تاریخ مع تقریظ دلپذیر فلاطون دوران ارسطو زمان المتخلق باخلاق سید الثقلین جناب مولوی حکیم تفضل حسین صاحب مہدالوی عظیم آبادی دام برکاتہ

ہم بہی موہنہ مین زبان رکہتی ہین ۔ کاش پوچھو کہ ماجرا کیا ہے

سبحان اللہ یہہ کیا کتاب لاجواب ہے جسکے ہر بحث انتخاب ہے مومنین کی لئی اگر دستاویز ایمان کہین تو بجا ہے اور مبتدعین کے لئے اگر آیت عذاب کہین تو روا ہے آج کسکی قلم مین ایسا زور ہے کہ اسکے تعریف کر سکے اور کسکے دماغ مین یہہ قدرت ہے جو پوری طرحسی اسکی مطالب کو سمجہہ سکے آج کون ایسا بشر ہے جو اسکی خلاف مین قلم اوٹہا دی اور موہنہ کی نہ کہا ئی چونکہ یہہ کتاب سراپا احادیث نبوی اور کلام لم یزلی سی مولف ہے کہا جا سکتا ہے کہ اسکا جواب قران کی تحریف اور احادیث کی تردید برابر ہے یہہ بہی دیکہنی کے بات ہے کہ آخر یہہ کتاب کسکی ہے اور مولف اسکا کون ہے یہہ کتاب اوس شخص کے رشحات قلم ہدائت رقم کا نتیجہ ہے جو آج شہرۂ آفاق فخر اسمعیل و اسحاق ہے جسنے شاہ عبد العزیز کا نام زندہ اور شاہ ولی اللہ کی روح مسرور ہے جسکے ذات پاک سی دہلی کیا کہ تمام پر نور ہے جو سچے مسلمانون کا مایۂ فخر و نازش ہے جو ہر آن و ہر لحظہ قابل ستایش ہی بشری مگر فرشتہ صفت ہی تیرہوین صدی مین مروج آئین صحابیت ہے ؎ مطلع جہانکا شرک سی بس صاف کردیا ٭ دین خدا کو قاف سی تا قاف کردیا ٭ وہ کون کہ مولانا و استاذنا و مرشدنا جناب مستطاب سیدی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی جنکی تحقیق محققانہ سے ایک عالم نے فائدہ اوٹہایا اور جنہون نے صحاح ستہ کو بین الناس گلستان اور بوستان سی بہی زیادہ پہیلا یا اللہ تعالی اونکو اور ان حضرات کو جو اسکے طبع مین ساعی رہے دنیا و آخرت مین جزای خیر عنایت فرماے آمین یا رب العالمین

## قطعہ تاریخ

طبع چو شد معیار مکرر دین پیمبر گشت قوی تر ۔ گرد کتاب بحمائل در بر اکنہ بدبینش بود توڑا
گشت ہبا از تن سر اعدا گفت کہ با تف از من ۔ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا
۱۲۹۶

## تاریخ طبع از فاضل اجل عالم بی بدل جناب مولوی کاظم علی صاحب ابن زبدۃ الاصفیا قدوۃ الاتقیا ذو المجد الظاہر و الفضل الباہر مولانا السید محمد عالم علی در صنعت توشیح کہ اگر از سر ہر مصرعہ حرفی گیرند نیز سن ۱۲۹۶ ہجری آید

۴ درین وقتیکه در عالم فراغ ست
۲ بنام ایزد زهی فصل الخطابی
۲ براعناق کلاب شرع مسلول
۸ حق و باطل کزو گردد نمودار
۳ چو ارباب هوا این مهر دیدند
۶۰ سپهر را حجز نهان بودن چه یارا
۱ امام وقت و استاد یگانه
۲۰ کلیم طور فقه و نکته دانی
۲ با علام زمانه اوستادی
۷۰ علم از بهر کالتش برافراشت
۲ بجنب فقه وی فقه دگر چیست
۲۰ که باشد در برش دیگر صف آرا
۲ به بحر فکر سال طبع سیل

۵۰ نشاطی منتشر بر کوه و راغ است
۲ بامراض شکوک آمد شفائی
۷۰ عجب نام خدا شمشیر مسلول
۲ باوج رهبری خورشید ساطع
۵۰ نقاب خامشی بر رو کشیدند
۳ چرا نبود چنین مقبول تحریر
۶ وحید عصر و یکتائی زمانه
۲ باثار و احادیث و تصوف
۲۰ گرامی گوهری و الانژادی
۳۰ لبش در بن گشت در افشان تو حید
۶۰۰ خجالت بردی قاضی اکبر بیت
۴ درین هنگام گر مبهود ستگی
۹ طپیدن دشت همچون مرغ بسمل
۳ چراغ اهل دین ۱۲۹۴ گردد منور

۲۰ گذشته از نگاهم چون کتابی
۲ برای تشنگان دین سقائی
۷ زر حق را خوشا بود است معیار
۲ باحیای سنن برهان قاطع
۲ بلی هر جا بود مهر آشکارا
۴۰ مولف نیست در هر علم تحریر
۷۰ عزیز مصر تفسیر و معانی
۷۰ عدیم المثل ارباب تعرف
۱۰ ید طولی بعلم آن کس که میداشت
۳ جهان شد پاک از ظلمات تقلید
۲ بتحقیقش طحاوی را چه یارا
۲ بتیغ حجتش میگشت شکی
۲۰ که ناگه گفت هاتف بی سر زدن

## ایضاً

چو معیار حق و دین پیمبر
ز هر حرفش شد استیصال بدعت
بچشم اهل دین کحل الجواهر
شده معدوم تقلید معین
بخاری مرحبا گویان و شاباش
ز طبعش ابن ماجه در نشاطی
رزین و بصری و نخعی و سفیان
زبان هر یکی در مدح و تحسین
کجا تاب و توانا سی بخامه
سجل شیخ بنامش نوشتند

محلی گشته از طبع کریمی
زعنوانش گریزان شرک و تقلید
فدائی نامش ارباب خواطر
ازو شادان و فرحان روح مسلم
نسائی در ثنائی وی عرقیاش
هزاران آفرین از ابن ادریس
بتوصیفش همه گشتند حسان
امام عصر نعمان و محمد
که سازد نام هر یک درج نامه
چو گشتم زین چنین اسرار آگاه

ز هر سطرش عیان احیای سنت
مضامینش همه داعی بتوحید
ز آیات و احادیث مبین
سجستانی بوصفش شاد و معلم
ابو عیسیٰ زد در نشاطی
گریزان از جهان تلبیس ابلیس
امام دارمی و ابن سیرین
امام مالک و یعقوب احمد
دران عالم همه مداح گشتند
شدم جویان تاریخش که ناگاه

سرورق غیب از فیض موبد | بگفتا گو بر باغ محمد

## رشحہ کلک جواہر سلک فاضل جلیل عالم عدیم المثیل اکمل الاطبا افضل الادبا جناب مولوی عبد العزیز صاحب نگرنہسوی عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو ای مومنان نیک آئین
فریب رہزن دین سے خبردار
بظاہر گو ہزاروں ہیں ریاکار
مسلمانوں مین کرتے آپکو یاد
بہت ہیں اور ملکوں مین بہی ہزن
مسلمانوں کی حق مین کربلا سے
سدا ہین درپئے آزار مومن
الم تا کامل دین اس سے باعین
کہین تقلید واجب ہے سمجھ لو
نہین خلف امام الحمد پڑہنا
کہین سینہ پہ ہاتھ اپنا نرکہنا
ہوئی ثابت نکرا وسطرف رغبت
کہ ہین یہہ سب احادیث نبی مین
سوا اسکی اگر اوروں مین کچہ ہو
فقیہوں کو ہے میرے اس سے انکار
مقلد گاہ وگہ غیر مقلد
سنا تا ہو بہو ہوں سیکم وکاست
جنے پڑہوا سے حضرت فی بدستور
اور یہی روز اول سے ہے کیا ہے
کہ اسے حضرت کیا یہہ آپ فی کیا
نہیں پڑہوا تی سی ہے کام تمکو

لگی گہاتون مین رہنے رہزن دین
مسلمان مین بہت کم چیدہ چیدہ
مسلمان آپ کو کرتے نمودار
نہ لیکن کام کچہہ ایمان سی اونکو
نہ لیکن ہندوالون سی ہین پرفن
وہ ہین ایسے یہاں کے فتنہ پرداز
عداوت سی بنے خون خوار مومن
سدا جاہل کو پہندی مین پہسا کر
نہ تم آمین آ باسے کو بدلو
نہ جلسہ بعد دو سجدون کی کرنا
بزیر ناف رکہہ سنت پرکہنا
نہین آمین کو چلا کے کہنا
نہین لیکن کتاب مذہبی مین
پڑہو لیکن عمل اوسپر نکرنا
نہین کیونکر بہلا اس سی نہو عار
مین اک ملا مقلد کے حکایت
بیان چشم دیدہ کیون نہو راست
موحد نے اگر پوچہا کہ یہہ کیا
شناعت کی بہلا اب کون جا ہے
کہا مین رسم آبائی سی اہلا
وہ روز اولین یا سومین ہو

ہے دور پر فتن ہو جاؤ ہشیار
سو وہ بہی سنت و نعمت کشیدہ
سمجہکر رسم آبا اور اجداد
ہزارون شرک وہ کرتی ہین خوش خو
عجب یہہ ملک ملک فتنہ زا ہے
بنائی جنکو شیطان اپنا ہمراز
ہزارون طرح کی فتنہ اوٹہائین
اوسی آئین بدسینے بتا کر
نمازون مین نہ ہاتھ اپنا اوٹہانا
تشہد مین دعاؤن کو نہ پڑہنا
تراویح آپ سی گو آٹہہ رکعت
نماز الیسون کے پیچہے ہی پڑہنا
کتاب مذہبی مین جو ہو کرلو
تم اپنے سنت آبا پہ مرنا
کہی بدعت کن دگا ہے موحد
جو ہی مشہور لوگون مین نہایت
مرا جس روز بیٹا ہو کے رنجور
کہا حضرت فی سن بدعت ہی تہا
جو پوچہا بدعتی سے نے آپ سی آ
پہرا اب تک نہین گہبرا گئی کیا
نہ چہوڑی مینی یہہ آئین تمہارے

کہ دینداری کی سہی ہین یہہ ری
نہ وہابی سا ہون طفل دبستان
سبھی خلاق پیغمبر بتا کر
نہین جس کام مین دنیا ہو حاصل
نہین امید موہومہ پہ مرتے
نہین بے سمجھے بل اکثر سمجھکر
نہین انکو ہے خوف روز محشر
ہوئی گمراہ خود اور وانکو گمراہ
نہ بتلانا تھا جو اونکو بتایا
امام شافعی مالک نے کب ہے
ابو یوسف نی یا فتوا دیا ہے
فقیہون نے جو ہی قرآن سی غافل
کرو صبح و مسا ہردم ادا تم
ہوئی رخصت شب تار ضلالت
ہر اک جا ہی شیوع رہنماے
چھپی ایسے کتاب رہنما سے
مولف جسکے ہین شیخ مکمل
اصولی و محدث اور مفسر
ثنا ہاتف نے دی یہہ غیب سی تب

بھلا کیونکر اسی مین چھوڑتا واہ
جو چھوڑون رسم و آئین بزرگان
رہون آوارہ اور نظرون مین انکی خوار
نہ عزت جس سی ہو پیش مقابل
بجاے انکے ہاتھون سی خدا یا
مسلمانون کو بہکاتے برابر
مقدم دین پہ دنیا کو رکھا ہاے
کیا کرتے ہین بس اللہ اللہ
امام بو حنیفہ نے کہا کب
کہا تقلید واجب مستحب ہے
نہین قرآن مین کچھ اسکا نشان ہے
کیا ہی دین مین بیدینے کو داخل
کہ بے نام و نشان ہوتی ہی تقلید
چمکنی اب لگی صبح سعادت
چھپی معیار حق یعنے دوبارہ
ہزارون نے ہی جس سی راہ پاے
بعلم و فضل استاد یگانہ
فقیہون مین ہی اقدم گو ہین آخر
بچھی کیون ایسی فکر جان گسل ہے

اسی سی ہی ہمارا یہہ عزت وجاہ
احادیث نبی سب کو سنا کر
سبھی اہل دل سی پاؤن آزار
نہین فرزانہ ایسے کام کرتے
مسلمانون پہ وقت نازک آیا
مقلد ہین ریاکاری مین یکسر
نہ آیا انکو کچھ خوف خدا ہاے
مسلمانون کو بد رستہ چلایا
کہ ہے تقلید واجب دو بتا اب
دیا احمد محمد نے کہا ہے
حدیثون مین نہین اسکا بیان ہے
مسلمانون بس اب شکر خدا تم
ہوئی جو گرم بازاری توحید
ہوئی بند ضلالت سی رہاے
ہوئی تقلیدیون کی دل دوپارہ
نکیون ہوہی سراپا یہہ مدلل
بزہد و ورع یکتاے زمانہ
پڑا ہین فکر سال طبع مین جب
کہ سال طبع سن مرغوب دل ہے ۱۲

سن فصلی ہوا ہے اوس سی خواہان ٭ کہا تاریخ ہے بیتوبد ایمان ۱۲

هو الغنی

## چکیدہ قلم جواہر رقم طوطی زبان شیرین بیان جناب مولوی ابو الخیرات محمد حبیب اللہ صاحب چاندپاری اعظم گڈہی مدظلہ

حبیب اللہ زعالم رفت بدعت
چو مرغ افتاد اندر دام افکار
چو شد بار دگر مطبوع معیار
سر بدعات بشکست و بگفتا
پی تاریخ طبع او دل من
تعالی اللہ شد مطبوع معیار

## ایضاً

| | | |
|---|---|---|
| طبع معیار شد بفضل خدا | شدہ مرغوب دل باہل یقین | پی تاریخ طبع سے کردم |
| فکر پی ناگہہ از من مسکین | ملہم غیب از دل الہام | گفت ہذا الکتاب حامی دین |

## ولہ

| | | |
|---|---|---|
| طبع معیار چو شد بار دگر | صیت مطبوعیش آمد در گوش | بہر تاریخ ہو دم فکر سے |
| | مظہر جلوہ حق گفت سروش | |

## ولہ

| | | |
|---|---|---|
| مطبوع چو شد کتاب معیار | در اہل نظر عجیب آمد | ہاتف بگفت سال طبعش |
| | معیار چہ خوش حبیب آمد | |

## ایضاً

| | | |
|---|---|---|
| معیار کا ظہور ہوا جب جہان میں | ولسی کہا کہ کہہ کوئی تاریخ تو عزیز | دشمن کی سر کو لیکے کہا دل مجھہ سی دین |
| | معمور ہے حدیث سی معیار ہے حبیب | |

## قطعہ تاریخ طبع معیار وحید الدہر فرید العصر مولانا ابو التراب محمد حیدر علی صاحب چاند پاری اعظم گڈھی دام فیضہ

## ایضاً

| | | |
|---|---|---|
| بار ثانی جو چھپ گئے معیار | لکھا حیدر نے [illegible] | [illegible] تاریخ |
| کوئی تاریخ تم بھی اب لکھدو | ہوئی تفتیش بولا تب ہاتف | ما سوا حق کے لغو ہے کہدو |

## قطعہ تاریخ نتیجہ طبع نکتہ پرور سخن گستر مورد رحمت یزدانی مولوی محمد احسن صاحب بسیوا

معیار لغت

دوبارہ چھپا ہے معیار حق کیا احسن

معنی جو باب منتج معتبر بالا کرے و

معیار حق [illegible] معین نقش [illegible]

طبع اہل معانی کہہ سال کرے د

۱۳۱۲ھ

# فہرست مضامین

# غلط نامہ معیار الحق

| غلط | صحیح | صفحہ | سطر |
|---|---|---|---|
| ساعدے | ساعدے | ۵ | ۱۶ |
| جزر | خبر | ۹ | ۲۵ |
| لیجاتے ہے | لیجاتے ہے | ۱۰ | ۷ |
| من | ان | ۱۲ | ۲۰ |
| الہیمے | الہیمے | ایضاً | ۲۳ |
| لصوم | الصوم | ۱۷ | ۱۴ |
| الحولاء | الخولاء | // | ۲۱ |
| نوبت | توبت | // | // |
| سوابیہ | سوائیہ | ۲۴ | // |
| اعد | اور | ۲۷ | ۲۵ |
| مشلہ | مسئلہ | ۳۴ | ۱ |
| ذحم | ذرجم | ۳۹ | ۱۱ |
| الاحتمال | لاحتمال | ۴۹ | ۱۵ |
| موجد | موجود | // | ۲۳ |
| بعطا | لعطا | ۵۱ | ۱۲ |
| یری | دیرے | // | // |
| کی | کہ | ۶۵ | ۱۹ |
| در | وہ | ۶۸ | ۲۴ |
| سوہوچکی | ہوچکی | ۷۱ | ۱۸ |
| دومی | دوسرے | ۷۲ | ۱۶ |
| موزان | موذن | ۷۷ | ۱۷ |
| تلعیق | تلفیق | ۷۸ | ۲۵ |
| رسید<br>ادنہ | رشید<br>ادنیٰ | ۷۹<br>// | ۸<br>۱۷ |
| جلا | جلال | ۸۵ | ۱۷ |
| باری | جاوے | ۱۰۶ | ۱۶ |
| المفاسد | المفاسد | ۱۰۷ | ۹ |
| کلا | کلامہ | ۱۱۰ | ۲ |
| سموغ | مسوغ | ۱۱۴ | ۱۷ |
| ثابت | ثابت | ۱۱۵ | ۸ |
| اولی | آذکی | // | ۲۵ |
| اد | اور | ۱۲۸ | ۱۹ |
| اہنی | النہی | ۱۳۱ | ۱۶ |
| معطا | موطا | ۱۳۳ | ۲۳ |
| رویانی | رویانی | ۱۳۹ | ۱۰ |
| جہاد | زاد | ۱۴۰ | ۲۰ |
| نقدا | نقد | ۱۴۳ | ۱۵ |
| بن محمد | محمد | ۱۴۵ | ۵ |
| معنی لم | معنے | ۱۴۹ | ۲۱ |
| صد | عد | ۱۵۲ | ۱ |
| کوہ سے | کودنی | ۱۵۶ | ۲ |
| العموم | العموم | ۱۵۸ | ۱۳ |
| قو | تو | // | ۱۸ |
| ٥ہنین | عذب | ۱۶۱ | ۲۵ |
| الی العص | الی البعثہ | ۱۶۲ | ۸ |
| خفی | حنفی | // | ۹ |
| کزیت | کویت | ۱۶۴ | ۱۹ |
| یقع | لیشہد | ۱۷۸ | ۱ |
| صلیتم | صلیتم | ۱۸۷ | ۹ |
| لاتحجب | لاتحتجب | ۱۹۰ | ۱۲ |
| بند | بلند | ۱۹۳ | ۱۵ |
| صفراداس الشمس | اصفرار الشمس | ۱۹۴ | ۴ |
| ستسمر | تغیب الشمس | ۱۹۵ | ۱۵ |
| عادة | عبارة | ۲۰۳ | ۷ |
| البخار | البحار | ۲۱۱ | ۱۵ |
| نفق | نفنن | ۲۱۲ | ۱۱ |
| تعداد | تعدد | ۲۲۲ | ۴ |
| مجروج | مجروح | // | ۱۸ |
| صنع | لیمنع | ۲۳۱ | ۹ |
| معطا | موطا | ۲۳۴ | ۱۶ |
| لغیبت | لتضعف | ۲۳۸ | ۱ |
| بالغین | بالغین | ۲۴۶ | ۹ |

# نوید بہجت بخاص و عام باد

۱۲۹۷ھ

متبعان شریعت احمدی و رہ روان ملت محمدی و پیروان احکام شرع متین و مقتفیان آثار سید المرسلین پر واضح ولائح ہو کہ پیشتر عاجز کی سعی قلم سے کتاب معیار الحق رقم ہوئی بعد ازان رسالہ ثبوت الحق الحقیق رد تقلید مین بکمال تحقیق و تدقیق کہ قفل باب تقلید اور راز حق کی کلید ہے تحریر ہوا پھر دافعۃ البلوی مبتلایان مرض تقلید کے دوا مسطور ہوا اسمین بھی جو کچھ حق تحقیق تہا ادا ہوا راز حق برملا ہوا اب فلاح الولی باتباع النبی کہ الفضل لمن زل چہپ کے معیار کے ساتھہ شایع ہوتا ہے جس سے روز روشن باطل شایع ہوتا ہے اسکے بار طبع معیار میں عزیزی مولوی تلطف حسین نے کہ شوق اظہار حق کا انکی دلمین موفور ہے اور سعی انکی مشکور ہے بڑی جانفشانی اور نہایت عرق ریزی سے عام فہم بیان اور سلیس زبان میں ترجمہ اسکا کیا اور چونکہ بحث مسئلہ تقلید پر تھی لھذا مسئلہ تابعیت امام صاحب چھوڑ دیا اور باب تقلید سے ترجمہ شروع کیا فقیر نے مومی الیہ کو حال اور استقبال میں چھپوانیکا اختیار دیدیا اور کسی کو بھی طبع کی اجازت بلا انکے اختیار کے نہیں اس سے بحث نہ کرے

الراقم

طالبان اقوال شریعت غرا و مشتاقان احوال حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو مژدہ ہو کہ اس کتاب حق اساس کا جواب محمد شاہ نے مدار الحق لکھا تھا اوسکی رد پر کسی نے لجۃ النفات لکیا پھر مصنف مدار نے جو تنویر الحق کہ جسکا جواب معیار ہے چھپوایا تو اکثر عبارت کو ساقط کیا نظم نسق بدل دیا جو صاحب اسکا ملاحظہ اوسکی مقابلہ مین فرمائین تو بیاض کو مطالعہ مین لائین پھر مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری نے کتاب انتصار الحق لکھی اوسکی رد مین مولانا کے شاگردون مین سے کسی نے مختصر دو رسالہ تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار و براہین اثنا عشر نشر کئے چونکہ مصنف انتصار کی درخواست تہی کہ جواب مطول کل کتاب کا لکھا جاوے اسلئے اختیار الحق قاضی محمد احتشام الدین صاحب نے اوسکی رد مین لکھی اور جناب الامناقب حاجی حرمین شریفین مولوی امداد العلی صاحب ڈپٹی کلکٹر مراد آباد نے چھپوا کر شایع کی اور چونکہ معیار مطبوع اول کا کوئی نسخہ باقی نہ رہا اور چار سو سے خلقت خواستگار بلند پایا تو حسب فرمایش مولوی شہود الحق صاحب عظیم آبادی باہتمام و ترجمہ و تصحیح الاکلام مولوی تلطف حسین صاحب عظیم آبادی و بہ تصحیح مولوی محمد اسمعیل صاحب عظیم آبادی طبع ہوئے

اور نیز واضح ہو کہ یہہ کتاب بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخل بہی رجسٹری گورنمنٹ ہو چکی ہے بدون اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین

الراقم

ابو الفاروق مہتمم مطبع فاروقی دہلی

قطعه

علی که نه باخود نشسته پیش نبی ست

والسلام بلای ازان تشنه لبی ست

جان بتیم بود جلوه حق جام دوران

تاریخ شدن جام خدا بود بابی ست

از تصنیف فاضل اجل جناب حضرت مولنا شاه ولی الله صاحب قدس سره

# قال الله تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

فلاح الولي باتباع النبي صلعم

بسم الله الرحمن الرحيم

چه میفرمایند علماء دین و محققین آن درین مسئله که عبادت شاقه و نفس کشی در کثرت ثواب و قرب الهی افضل و اولی و اوفق است یا اتباع و اقتدای محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی الله علیه وسلم افضل و الزم و موجب یادت قرب الهی است امید وارم که بدلایل کتاب و سنت بلا رد و رعایت احدی ارشاد فرمایند که منت مرحومه نیز از آن کار بند شود و از افراط و تفریط باز ماند

## الجواب الله هو الموفق بالصواب

کثرت ثواب و قرب الهی در اتباع و رضا جوئی آنحضرت صلی الله علیه وسلم حاصل خواهد بود نه در عبادات شاقه و نفس کشی که خلاف طریقه مرضیه آن خیر البریة صلعم باشد و مواظبت و مداومت بران دشوار تر شود پس بر بوید جاوید لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة عمل باید کرد و تاویل فاسد و تخیلات نفسانیه در آن نشاید ؎ خلاف پیمبر کسی ره گزید که هرگز بمنزل نخواهد رسید ✤ زیرا که آنحضرت صلعم بحکم رب العالمین و احکم الحاکمین بملت حنیفیه سمحه سهله مبعوث و مامور شده باشرف احوال چنانکه فرمان عالیشان فاتبع ملة ابراهیم حنیفا الآیة و ما جعل علیکم فی الدین من حرج الآیة و یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر و غیرها من الآیات بران شواهد عادل هستند ؎ چون طمع خواهد زمن سلطان دین خاک بر فرق قناعت بعد ازین ✤ در صحیح بخاری بابی است در بیان قول آنحضرت صلعم که فرمود احب الدین الی الله محبوب ترین دینها بسوی خدا تعالی الحنیفیة طریقه ایست که منسوب بسوی حنیف است یعنی ملت ابراهیم خلیل الرحمن علیه الصلوٰة والسلام و حنیف در لغت بمعنی میل کننده است از باطل بسوی حق السمحه طریقه ایست که آسان باشد انتهی ما فی صحیح البخاری قوله احب الدین ای خصال الدین لان خصال الدین کلها محبوبة لکن ما کان منها سمحا ای سهلا فهو احب الی الله و یدل علیه ما رواه الامام احمد بسند صحیح من حدیث اعرابی لم یسمه انه سمع رسول الله صلعم یقول خیر دینکم الیسره الحدیث و الحنیفیة ملة ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام والحنیف فی اللغة من کان علی ملة ابراهیم و سمی ابراهیم حنیفا لمیله عن الباطل الی الحق لان اصل الحنف المیل و السمحة السهلة ای انها مبنیة علی السهولة لقوله تعالی و ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابیکم ابراهیم الی آخرها فی فتح الباری شرح صحیح البخاری السمحة السهلة الابراهیمیة الحنیفیة المخالفة لادیان بنی اسرائیل و ما یتکلفه احبارهم من الشدائد و احب بمعنی المحبوب لا بمعنی محب و هذا تعلیق سنده ابن ابی شیبة فیما قاله الزرکشی و البخاری فی الادب المفرد واحمد بن حنبل فیما قاله الحافظ ابن حجر و غیره و انما استعمل المولف فی الترجمة لانه لیس علی شرطه و مقصوده ان الدین یقع علی الاعمال لان الذی یتصف بالعسر و الیسر انما هو الاعمال دون التصدیق انتهی ما فی القسطلانی شرح صحیح البخاری

فی الجملہ دین سہل نرکہ مشابہ حرج و تنگی دران نباشد آن ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ ست زیراکہ حق تعالی در
شان آن فرمودہ وماجعل علیکم فی الدین من حرج واین دین محمدی بہ نسبت تمام ملل واد یان اسہل وارفق
ست چنانچہ قول خداوند کریم از عرض حال و قال بندگان کہ فرمود ربنا ولاتحمل علینا اصراکما حملتہ علی الذین من قبلنا
ازان خبر مے دہد یعنے او رب العالمین وارحم الرحمین اعمال شاقہ کہ در امتہای سابقہ داشتہ بود ازین امت
مرحومہ بر طرف وموقوف فرمود واحکام سہلۃ الوجود مشروع نمود الاصر فی اللغۃ الثقل والشدۃ انتہی ما فی
التفسیر الکبیر وغیرہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم **قال** فرمود آنحضرت صلعم ان الدین یسر ہر آئینہ دین واٰئین من
آسان ست ازین قول رسول مقبول صلعم رد انکار نامہ میشود بر منکران آسان بودن دین محمدی را والتاکید بان رد علی
منکر یسر ہذا الدین فاما ان یکون المخاطب منکرا او تقدیر تنزیلہ منزلتہ او علی تقدیر المنکرین من المخاطبین او لکون القصۃ مما یہتم بہا کذا
فی القسطلانی شرح صحیح البخاری ولن یشاد الدین الا غلبہ یعنی مغالبہ ومقابلہ کردہ نشود دین را مگر آنکہ غالب میشود دین بمقابل
و در بعضے روایات آمدہ لن یشاد الدین احد الا غلبہ یعنے تعمق و تکلف نمی کند ہیچ کس در دین بار تکاب اعمال شاقہ
و ترک افعال سہلہ مگر آن کس عاجز شود و مغلوب گردد و دین با وجود آنکہ یسیر و آسان ست برو غالب آید یعنی در آخر الامر
مضطر بسوی عمل بر نسبت سہولت خواہد بود و ترک افضل و قصور در ادای فرایض و واجبات ازو بوقوع آید وطلب
الکل فوت الکل گردد و مقصود الشارع منع الافراط المودی الی الملال او المبالغۃ فی التطوع المفضی الی ترک الافضل او اخراج
الفرض عن وقتہ لمن بات یصلی اللیل کلہ ویغالب النوم الی ان غلبتہ عیناہ فی آخر اللیل فنام عن صلوۃ الصبح فی الجماعۃ او الی
ان خرج الوقت المختار انتہی ما فی فتح الباری ع کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا فسددوا پس لازم گیرید صواب
در قول و فعل و تجاوز مکنید از حد اعتدال بسوی افراط و تفریط وقاربوا و نزدیک باشید در طریق ریاضت
و عبادت بسہولت کہ بر آن مواظبت می توانید کرد و در مقاربت میانہ روی قرب الہی بجوئید وابشروا و مژدہ دہید
بثواب جزیل بر عمل دایم اگرچہ قلیل باشد یا خوش باشید مدام واستعینوا بالغدوۃ وطلب یاری کنید
بر دوام عبادت و قیام ریاضت بہ پگاہ یعنے اول وقت والروحۃ با آخر وقت بعد زوال وشیء من الدلجۃ
و بچیزے از سیر آخر شب پس گویا رسول اللہ صلعم باین کلام برکت التیام درین مقام تشبیہ داد
عامل را بہ مسافر بر سبیل استعارہ و مخاطب کرد مسافر بلکہ بسوے یک مقصد سفر نمودہ باشد پس وی را
بر اوقات نشاط متنبہ ساخت زیراکہ مسافر وقتیکہ تمام شب و روز سیر کند البتہ عاجز مے شود و
بہ مقصد خود نمی رسد و ہرگاہ کہ درین اوقات نشاط سیر کند بلا ریب آورا مداومت بر مسافرت آسان
شود و بہ مقصد خود واصل گردد واین استعارہ با حسن وجہ واقع گردید زیراکہ دنیا دار نقل است بسوے
دار آخرت وفی روایۃ ابن ابی ذیب القصد القصد بالنصب فیہما علی الاغراء القصد الاخذ بالامر الوسط انتہی ما فی فتح الباری مختصرا

مصنف این حدیث را ازان جهت آورده که این حدیث مناسب ازبرای احادیث سابقه است چه آن احادیث
متضمن ترغیب اند در قیام وصیام و درجهاد وغیره پس اراده کرد که بیان نماید که اولی وافضل برای عامل شریعت آنست
که نزدیک بحد اعتدال و توسط بجز افراط و تفریط اختیار کند تا دوام بر آن اعمال میسر گردد و از جهت ملال
وکسل ترک آن اعمال بالکل حاصل نیاید هذه خلاصة ما فی فتح الباری وغیره ۱۲ ع چرا کاری کند عاقل که
باز آید پشیمانی رواه البخاری روایت کرد این حدیث را امام بخاری در صحیح خود و نیز در باب دیگر میگوید
باب احب الدین الی الله ادومه این باب است در بیان آنکه محبوب ترین دین وآئین بسوی خدا همیشه ترین آن
دین است و مراد مولف ازین باب استدلال است بر آنکه اطلاق ایمان بر اعمال میشود زیرا که مراد از دین
عمل است و دین حنیفی متحد باسلام است واسلام مرادف ایمان است پس مقصود باین قدر صحیح باشد و قبل ازین
ذکر حسن اسلام باعمال صالحه است پس درین باب تنبیه کرد که مجاهده نفس تا بحد مغالبه مطلوب نیست شرعا
و بعضی ازین معنی در باب الدین یسر گذشت واین خلاصه فتح الباری است وادوم افعل تفضیل من الدوام
والمراد منها الدوام العرفی وهو قابل الکثرة والقلة انتهی ما فی القسطلانی شرح البخاری یعنی دوام قابل ازبرای تفضیل نیست
زیرا که آن عبارت از شمول ازمنه واوقات است پس معنی لفظ ادوم چیست جواب داد شارح که مراد از دوام دوام
عرفی است نه حقیقی وآن قابل است ازبرای کثرت وقلت عن عائشة رض ان رسول الله صلعم دخل علیها گفت
حضرت عائشه رض بدرستی رسول الله صلعم در آمد بروی وعندها امرءة ونزد وی زنی بود ونام
آن زن حولاء بنت تویت بود تای مثناة فوقانیه بصیغه مصغر پسر حبیب پسر اسد پسر عبد العزی از گروه
وقوم ام المومنین حضرت خدیجة الکبری بود فقال پس گفت آنحضرت صلعم من هذه کیست این قالت گفت
حضرت عائشه رض فلانة که این زن فلان زن است کنایه کرد از حولاء اسدیه وعبد الرزاق در
روایت معمر از هشام زیاده کرده است حسنة الهیئة را تذکر ذکر میکرد حضرت عائشه رض واین
بر تقدیر صیغه مونث معروف است ودر بعضی روایات یذکر بصیغه مذکر مجهول آمده وبرین تقدیر لفظ
من صلوتها مفعول مالم یسم فاعله وی خواهد بود ودر بعضی روایات آمده لا تنام باللیل ودر بعضی
روایات آمده وزعموا انها لا تنام باللیل واخرجه الحسن بن سفیان فی مسنده من طریقه ولفظه کانت عندی امرءة فما قامت فقال لها رسول الله
صلعم من هذه یا عائشة قالت یا رسول الله هذه فلانة وهی اعبد اهل المدینة فذکر الحدیث هذا ملخص ما فی فتح الباری وارشاد الساری قال
فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم مه باز ایست وباز مان ای عائشه خود را نگهدار ازین سخن ومه کلمه
است که گفته میشود برای زجر وانکار وبعد ازان احتمال دارد که این زجر وانکار ازبرای حضرت عائشه رض باشد
ومقصود ازین کلام نهی ومنع آن باشد از آنچه ذکر کرد از مدح آن زن بکثرت ریاضت وعبادت تمام شب

واحتمال دارد که مراد نهی از ان فعل باشد چنانچه جماعتی از ائمهٔ دین همین احتمال بر سبیل یقین اخذ نموده‌اند و گفته‌اند
که نماز تمام شب خواندن مکروه است چنانچه دیگر جا بخاری ذکر این خواهد کرد وهذا الزجر یحتمل ان یکون لعائشة و
نهیها عن مدح المرأة بما ذکرت ویحتمل ان یکون المراد النهی عن ذلک الفعل وقد اخذ بذلک جماعة من الائمة فقالوا یکره صلوٰة
جمیع اللیل کما سیأتی فی مکانه انتهی ما فی فتح الباری علیکم بما تطیقون لازم گیرید شما آن چیز که طاقت دارید
بر مواظبت بر آنها وعلیکم اسم فعل است بمعنی الزموا وخطاب درین کلام همراه نسا بود لیکن حکم را تعمیم نمود
واز جهت شرافت تغلیب داد ذکور را بر اناث واین کلام باعتبار منطوق تقاضا میکند از برای امر باقتصار
و توسیط که مغایر از افراط و تفریط است تا بر آن مواظبت یافته شود قاضی عیاض گفته که این نهی احتمال دارد
که خاص بنماز تمام شب باشد واحتمال دارد که عام از برای جمیع اعمال شرعیه باشد قال القاضی عیاض یحتمل ان
یکون هذا خاصا بصلوٰة اللیل ویحتمل ان یکون عاما فی الاعمال الشرعیة قلت سبب وروده خاص بالصلوٰة لکن اللفظ
عام وهو المعتبر وقد عبر بقوله علیکم مع ان المخاطب النساء طلبا لتعمیم الحکم فغلب الذکور علی الاناث انتهی ما فی فتح الباری فو الله
پس سوگند است مر بخداے تعالی را و درین کلام دلالت است که سوگند خوردن بغیر طلب روا است بلکه مستحب است
برای تفخیم و تعظیم امرے از امور دین باشد یا تیز کردن بر آن امر باشد یا برائے تنفیر از محذور باشد چنانکه این
مسئله بمقام خود مصرح است و بر اهل بلاغت مخفی نیست لا یمل الله حتی تملوا که ملال نمی کند خدا تعالی تا
آنکه ملال کنید شما و مراد از ملال خدا تعالی ترک ثواب دادن بر عمل است و مراد از ملال مخاطبین ترک عمل است و این
مجاز از قبیل اسم سبب بر مسبب است زیرا که ملال از شی سببیت که آن شی میشود و توجیه درین بسیار است در
شروح صحیح بخاری و مسلم باید دید وکان احب الدین الیه و هست محبوب ترین دین بسوی خدا ما دام علیه
صاحبه رواه الشیخان آنچیز که مداومت و مواظبت نماید بر آن چیز صاحب آن دین و مراد از دین درینجا
عمل است چنانکه سابق گذشت و مراد از مداومت مواظبت عرفیه است از جهت آنکه مداومت حقیقی که عبارت
از شمول جمیع ازمنه و اوقات است از بشر محال و ممتنع است وزاد المصنف والمسلم من طریق ابی سلمة عن عائشة
رض ان احب الاعمال الی الله ما دام علیه وان قل کذا فی فتح الباری وامام نووی گفته که اندک از طاعت
و قربت بسبب دوام و مواظبت بر کثیر منقطع اضعاف مضاعفه زاید میشود و درین اشاره است بسوی قول
حق سبحانه که فرموده ورهبانیة ابتدعوها ما کتبناها علیهم الا ابتغاء رضوان الله فما رعوها حق رعایتها الآیة واز پیغ
که عبدالله بن عمرو بن العاص چون از عمل ضعیف میشد پشیمان میشد بر تکرار و مراجعتی که همراه رسول الله صلعم در باب
تخفیف کرده بود و میگفت لیتنی قبلت رخصة رسول الله صلعم و هرگز قطع نمی شد از عملیکه التزام کرده بود آن عمل
چنانچه این قصه در صحیح بخاری و مسلم وغیرهما بوجه بسط مذکور است و بر ظاهر است که مداومت و مواظبت بر امر شاق گران

نیز وارد است لهذا آنحضرت صلعم از راه شفقت و رافت امت خود را خصوصاً صحابه کرام را بر عمل سهل که بر آن مواظبت
ممکن باشد بتاکید ارشاد و هدایت مود کما لا یخفی علی المتامل الماهر بالشریعة الغراء و قال النووی بدوام القلیل تستمر
الطاعة بالذکر و المراقبة و الاخلاص و الاقبال علی الله بخلاف الکثیر الشاق حتی ینمو القلیل الدائم بحیث یزید علی الکثیر
المنقطع اضعافا کثیرة انتهی ما فی فتح الباری و فواید درین حدیث بسیار اند خفا که بر ارباب شرع پوشیده نیست
و عن عائشة رض قالت گفت عائشه کان رسول الله صلعم بود آنحضرت صلعم اذا امرهم امرهم من الاعمال بما
یطیقون وقتیکه امر مے فرمود صحابه کرام را امر میفرمود از جمله اعمال و افعال با چیزیکه طاقت مے داشتند آن
چیز را حاصل آنکه رسول صلعم بچیزیکه در وسع و طاقت مداومت و مواظبت باشد لیکن مداومت و مواظبت
بروے بحسب عادت محال و دشوار باشد تکلیف نمے فرمود بلکه تکلیف با چیزے میفرمود که مواظبت و مداومت
بروی آسان و سهل تر باشد زیراکه فرمود احب الاعمال الی الله ادومه قالوا گفتند صحاب کرام برائے آن
خیر الانام انا لسنا کهیئتك بدرستیکه ما یان نیستیم مثل صورت مبارک تو یا رسول الله یعنی حال ما یان مثل
حال شما نیست زیراکه ان الله قد غفر لك هر آئینه خدا تعالی بخشیده است ترا فیغضب پس قهر و خشم کرد
رسول الله صلعم از قول صحابه کرام حتی یعرف فی وجهه الغضب تا آنکه شناخته مے شد در روے مبارک آثار قهر و خشم
ثم یقول ان اتقاکم پستر میفرمود من پرهیزگار تر شما ام و درین قول اشاره است بسوے کمال قوت
عملیه و اعلمکم بالله انا و دانا تر از شما بخداے تعالے منم و درین قول اشارت است بسوی کمال قوت
علمیه خلاصه اینکه من زیاده تر در تقوے و پرهیزگاری و علم و دانش از شما ام هر چه امر کنم بر آن اقدام
کنید و از راے عقل خود در آن چون و چرا نکنید و از وهم و خیال بر عبادت شاقه اراده ننمائید و فرمود
مرا موجب قرب الهی دانید ازینجا است که امام بخاری در کراهت عبادت شاقه بابی جداگانه نوشته باب ما یکره
من التشدید فی العبادة عن انس بن مالك قال دخل النبی صلعم فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال ما هذا الحبل
قالوا هذا حبل لزینب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلعم لا حلوه لیصل احدکم فاذا فتر فلیقعد و عن عائشة
رض قالت عندی امرأة من بنی اسد فدخل علی رسول الله صلعم فقال من هذه قلت فلانة ما تنام باللیل فذکر من
صلواتها فقال مه علیکم بما تطیقون من الاعمال فان الله لا یمل حتی تملوا رواه البخاری فی الجزء الخامس
خلاصه ترجمه روایت انس بن مالک اینست که حضرت زینب که یکی از ازواج مطهرات رسول الله صلعم بود رسن
دراز کرده میان دو ستون بسته بود و هر وقت کسل و سستی در قیام نماز بر آن رسن مے آویختند که سستی
و غلبه خواب رفع شود و در گردد پس آنحضرت صلعم آن را دیده فرمود که این رسن تنیده درمیان دو ستون
بسته چیست گفتند دیگر مردمان که این رسن بسته حضرت زینب است که هرگاه در قیام نماز فتور و سستی

واقع میشود ایشان آن رسن را گرفته مے آویزند که این سستی و غلبه خواب دفع شود پس آنحضرت صلعم فرمود
که بگسلانید این رسن را و دور کنید و این نشاید باید که تا وقت نشاط نماز خواند و بر وقت فتور و غلبه خواب
بنشیند یا بخسپد بعد استراحت از خواب یا از نشست برخواست باز نماز خواند و لفظ لا محتمل است که نهی یا نفی
باشد ای لا یکون هذا الحبل و لا یمد و محتمل که لا نهی باشد ای لا تفعلوه چنانچه از عینی و دیگر شروح بخاری
مستفاد مے شود و پس ازین حدیث واضح شد که عبادت شاقه مکروه و خلاف طبع و وضع آنحضرت صلعم است
زیرا که مداومت بران دشوار باشد و منجمله فواید این حدیث یکی اینست که نفس اماره را مانع شود از تجاوز
حدودے که شارع مقرر فرموده از عزیمت و رخصت و اعتقاد کند که عمل کردن با سهل و ارفق که موافق
شرع شریف باشد اولی و ارفق و افضل است از اختیار اشد و اشق که مخالف آن باشد چنانچه خدا تعالی میفرماید
و ما اتیکم الرسول فخذوه و ما نهیکم عنه فانتهوا الآیة بهرحال اتباع قول و فعل رسول مقبول صلی الله علیه وسلم لازم است نه بر خواهش
نفسانی عمل باید کرد امام بخاری و مسلم در باب اعتصام بالکتاب والسنة حدیثی آورده از انس بن مالک صحابی
عن انس قال جاء ثلثة رهط الی ازواج النبی صلعم یسألون عن عبادة النبی صلعم گفت انس که آمدند سه تن
از صحابه بسوے زنان پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم در حالیکه مے پرسیدند از ایشان از عبادت پیغمبر خدا فلما
اخبروا بها پس چون خبر داده شدند بعبادت آنحضرت صلعم و بیان کردند ازواج مطهرات که عبادت ایشان چنین
بود کانهم تقالوها گویا که این سه تن صحابی کم پنداشتند آن عبادت آنحضرت را فقالوا این نحن من النبی
صلی الله علیه وسلم قد غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر پس گفتند کجا ایم ما از مرتبه
پیغمبر خدا صلعم یعنی ما را بجناب فیض مآب وی چه نسبت اگر عبادت کم کند او را مے رسد و حالانکه هر آیینه
آمرزیده است خدا تعالی مر او را آنچه پیش گذشته است از گناهان و آنچه پس آمده او را فقال احدهم اما
انا فاصلی اللیل ابدا پس گفت یکی از آن سه تن صحابی اما من پس عهد کردم که نماز بگذارم در شب همیشه
یعنے تمام عمر یا تمام شب وقال الآخر انا اصوم النهار ابدا و گفت دیگرے من روزه میدارم همیشه و لا افطر
و نمی کشایم روزه را وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا و گفت دیگرے من گوشه بگیرم از زنان پس نکاح نکنم
همیشه فجاء النبی صلعم الیهم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا پس آمد آنحضرت صلعم بسوی ایشان پس گفت شما آنید
که مے گفتید چنان و چنین اما والله انی لاخشاکم لله آگاه باشید بخدا سوگند که بدرستیکه من هر آیینه ترسگارترین
شمام مر خدا را واتقاکم له و پرهیزگارترین شمام مر خدا را ولکنی اصوم وافطر و لیکن من روزه
مے دارم و میکشایم نیز روزه را یعنے گاهے میدارم و گاهی نمیدارم و لفظ لکن استدراک است از محذوف
که سیاق کلام بران دلالت میکند تقریر کلام نیست انا و انتم بالنسبة الی العبودیة سواء و لکنی الخ کذا فی

مهو

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری واصلی وارقد ونماز می خوانم وخواب نیز میکنم واتزوج النساء ونکاح میکنم زنان را وجماع میکنم با ایشان فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی پس کسیکه اعراض کند از سنت وطریقه پسندیدهٔ من پس نیست آنکس از تابعان من روایت کرد اینحدیث را بخاری ومسلم وغیرهما وازین جهت شیخ ابن الهمام صاحب فتح القدیر محشی هدایه وملا علی قاری گفته اند بالجمله فالافضلیة فی الاتباع لا فیما یخیل النفس انه افضل نظرا الی ظاهر عبادة او توجه ولم یکن الله عز وجل یرضی لاشرف انبیائه الا باشرف الاحوال انتهی فی المرقاة شرح المشکوة لملا علی القاری الحنفی مختصرا پس اینچه خلاف طبع وصنع آنحضرت صلعم باشد مردود ومذمت چنانکه فمن رغب عن سنتی فلیس منی از آن مخبر وشاهد است در تفسیر معالم التنزیل وتفسیر نیشاپوری مذکور است که روزی آنحضرت صلی الله علیه وسلم پند ووعظ فرمود واز آفات واهوال قیامت ترسانید وبگریه وخوف قیامت اهل مجلس ووعظ را بسیار شد پس ده نفر از صحابه کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق وعلی مرتضی وعبدالله بن مسعود وعبدالله بن عمر وابو ذر غفاری وسالم مولے ابی حذیفه ومقداد بن اسود وسلمان فارسی ومالک بن مغرب وغیرهم رضی در خانه عثمان بن مظعون که برادر رضاعی آنحضرت صلی الله علیه وسلم بودند جمع شدند وباخود ها مشوره کردند که رهبانیت اختیار کنیم که قطع ذکر کنیم وهمواره روزه داریم وتمام شب نماز خوانیم وخواب نکنیم وستلذذات از قسم گوشت وروغن نخوریم واز نکاح وجماع پرهیز نمائیم وسیاحت اختیار کنیم پس آنحضرت صلعم را خبر شد از اقوال ایشان پس فرمود مر ایشان را که خبر نداده شده ام که بر چنان وچنین اتفاق کردید وعزم نمودید گفتند آن صحابه کرام مذکورین آری چنین عزم کرده ایم وازین اراده نکرده ایم مگر خیر وحسنات را پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم که من بآن چیزها که شما اراده کرده اید مامور نشده ام بهرحال نفوس خود را نگاه دارید وحقوق نفس خود را نیز بشناسید روزه دارید وافطار کنید ونماز خوانید وهم خواب کنید وهم ودیگر چیزهای لذیذ بخورید من رغب عن سنتی فلیس منی هرکه اعراض کند از طریقه مرضیه من پس نیست آنکس از تابعان من پس تر جمیع مردمان را جمع نمود وفرمود که شیوهٔ رهبانیت وقسیسین در دین من نیست پس این آیات نازل شدند یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین الی آخر الآیة چنانچه عبارت تمامها نوشته میشود از آن مفصل حال روشن خواهد بود قال اهل التفسیر ذکر النبی صلعم الناس یوما ووصف القیامة فرق له الناس وبکوا فاجتمع عشرة من اصحابه فی بیت عثمان بن مظعون الجمحی وهو ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وعبدالله بن مسعود وعبدالله بن عمر وابو ذر الغفاری وسالم مولی ابی حذیفة والمقداد بن الاسود وسلمان الفارسی ومعقل بن مغرب رض وتشاوروا واتفقوا علی ان یترهبوا ویلبسوا المسوح ویجبوا مذاکیرهم ویصوموا الدهر ویقوموا اللیل فلا یناموا علی الفراش ولا یاکلوا اللحم والودک ولا یقربوا النساء والطیب ویسیحوا فی الارض فبلغ ذلک رسول الله صلعم فاتی دار عثمان بن مظعون فلم یصادفه فقال لامرأته احق ما بلغنی عن زوجک واصحابه فکرهت ان تکذب رسول الله

[illegible] ۱۲۹۹ ۱۲۷۹ ۱۲۸۹ ۱۳۰۰ [illegible]

صائم كرهت ان تبدى على وجها فقالت يا رسول الله انكان اخبرك عثمان فقد صدقك فانصرف رسول الله صلعم فلقى اصحابه فقال لهم لم [illegible] رسول الله صلعم الم انبأ انكم اتفقتم على كذا وكذا قالوا بلى يا رسول الله ما اردنا الا الخير فقال صلعم انى لم او[مر] بذلك وقال ان لانفسكم عليكم حقا فصوموا وافطروا وقوموا وناموا فانى اقوم وانام واصوم وافطر واكل اللحم والدسم واتى النساء فمن رغب عن سنتى فليس منى ثم جمع الناس وخطبهم فقال ما بال اقوام حرموا النساء والطعام والطيب والنوم وشهوات النساء اما انى لست امركم ان تكونوا قسيسين ورهبانا فانه ليس فى دينى ترك اللحم والنساء ولا اتخاذ الصوامع فانما هلك من كان قبلكم بالتشدد شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم فاولئك بقاياهم فى الديار والصوامع فانزل الله عز وجل هذه الاية يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين انتهى ما فى معالم التنزيل مختصرا بقدر الحاجة ومثل هذا فى التفسير النيشابورى

و از اینجا معلوم شد که عبادات شاقه [illegible] شریعت مشتمل شده می دانند و [illegible] کماحقه بر حقایق و مصالح شرعیه خامه بس [illegible] سوره [illegible] دل اگرچه ولی به تقویت [illegible] و ولایت کامل باشد زیرا که آنحضرت صلعم آنرا [illegible] صحابه کرام که افضل و اکمل ایشان ابو بکر صدیق و علی مرتضی بودند ناپسند نمود و انکار فرمود حالانکه صحابه عظام مذکورین [illegible] خیرات و حسنات و قرب الهی دانسته عزم اعمال شاقه و ترک چیزهای لذیذ و مرغوب کرده بودند لیکن [illegible] ایشان مقبول خاطر عاطر آنحضرت صلی الله علیه وسلم نشد و این حال دیگران از صحابه کرام فرو تر باشند عبادات شاقه ایشان و ترک لذائذ چگونه پسندیده آنحضرت صلی الله علیه وسلم باشد کما لا یخفی علی اهل الماهر [illegible] قاضی ثناء الله پانی پتی قدس سره در ارشاد الطالبین کتاب تصوف خود می فرماید که خواجه عالیشان بهاء الدین نقشبند رح و امثال ایشان حکم کرده اند که هر عبادت که موافق سنت است آن عبادت مفید است [illegible] از رذائل نفس و تصفیه عناصر و حصول قرب الهی لهذا از بدعت حسنه مثل بدعت قبیحه اجتناب می کنند که رسول خدا صلی الله علیه وسلم کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة [illegible] ازین حدیث [illegible] است که کل محدث ضلالة [illegible] است که لا شیء من الضلالة بهدایة فلا شیء من المحدث بهدایة و نیز در حدیث آمده ان القول لا یقبل ما لم یعمل به کلاهما لا یقبلان بدون النیة والقول والعمل والنیة لا یقبل ما لم یوافق السنة و چون اعمال غیر مشروعه مقبول نباشد ثواب بران مرتب نشود و اگر مشقت را در حصول [illegible] رذائل دخلست چرا رسول کریم صلعم از ان منع فرمودی یعنی سخن مقبول نیست بدون عمل کردن و هر دو مقبول نیستند بدون نیت و هر سه مقبول نیستند تا که موافق سنت نباشند ابو داود از انس بن مالک روایت کرده لا تشددوا على انفسكم فان قوما شددوا على انفسهم فشدد الله عليهم فتلك بقاياهم فى الصوامع اگر کسی گوید که ما بریاضت شاقه ترقیات می بینیم و مکاشفات و صفائی باطن می یابیم که انکار از ان نمی توانیم کرد گفته شود که کشف کونیه و خرق عادات و تصرف در عالم کون و فساد از ریاضت بهم می رسد و لهذا حکماء اشراقیین و جوگیان هند بدان متصف می شدند و این کمالات از نظر اعتبار اهل الله ساقط است بجز [illegible] رذائل نفس و قتل شیطان و ساوس [illegible] سنت ممکن نیست سه کمال سعد [illegible] صفا [illegible] توان رفت جز بر پی مصطفی انتهى ما فى ارشاد الطالبين مختصرا للشيخ القاضى ثناء الله پانی پتی قدس سره

[illegible] علم [illegible] والله اعلم بالصواب فاعتبروا يا اولى الالباب الراقم العاجز محمد نذير حسين عافاه الله تعالى فى الدارين

[illegible] ۱۲۸۱